فسانۂ آزاد

تاریخ تصنیف

جلد اوّل

اِس اُردو ناول سے ناظرین کو مہذب ظرافت کے پیرایہ مین عُمدہ
عُمدہ اَخلاقی نتیجے حاصل ہوتے ہین

حسب الایماے منشی نولکشور صاحب سی آئی ای مرحوم بانی مبانی مطبع ہذا
[illegible]ت رتن ناتھ صاحب در کشمیری لکھنوی نے تصنیف فرمایا یہ فسانہ
[illegible] ابتداے دسمبر ۱۸۷۸ء لغایت دسمبر ۱۸۷۹ء شائع ہوتا رہا
اُسکے بعد سے ابتک بسبب ہر دلعزیزی بحیثیت کتابی چار جلدون میں باشمرتبہ طبع و شائع ہوچکا
اب حسب الحکم منشی بشن نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع
باہتمام سیٹھ کیسری داس سپرنٹنڈنٹ بار ہشتم

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین چھپا

ماہِ دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء

فہرست مضامین فسانۂ آزاد جلد اوّل



دیباچہ راز نکتہ ساز انست این
فہرست خیال جان گداز انست این
تعویذ دل سخن طراز انست این
طومار جنون عشقباز انست این

سحر کاذب کے وقت مرغ بے ہنگام نے گربۂ مسکین کی آہٹ جو پائی تو گھبرا کر گکڑون کون کی بانگ لگائی اور ہمارے حبیب لبیب دقیقہ رس صبح نفس جو سر شام سے لمبی تانے میٹھی نیند سو رہے تھے یہ آواز خوش آیند سنتے ہی کلبلا کر اُٹھ بیٹھے ۔ اُودھر آنکھ کھلی اودھر باچھیں کھلگئین دیکھتے کیا ہین کہ ابر نوبہار نسیم مشکبار نے تمام شہر کو نمونۂ گلزار ارم بنا دیا ہے ۔ یہ شاعر آدمی حسن پرست وارفتہ مزاج رنگین طبع آزاد منش ۔ تاب کہان کہ مکان کے قفس مین قید رہین لہرے گل کی طرح نکل کھڑے ہوے ۔ روشنی طبع کے صدقے ایک ایک قدم پر ایک ایک مصرع ریختہ موزون ہوجاتا تھا یہان داد کون دے خود ہی گردن ہلاتے جاتے تھے اور احسنت و مرحبا وغیرہ کلمات زبان پر لاتے تھے اور خود ہی جھک جھک کر سلام کرتے تھے ۔ الغرض ہمارے دُھن کے پکے حبیب مجذوبون کی قطع بنائے چلے جاتے تھے کہ دو مختلف الاوضاع حضرات نظر سے گذرے ایک صاحب وضع دنیا سے نرالے پتلون خاکی جاکٹ کالی ۔ کوٹ میلا دیس کوٹ ڈھیلا ۔ گھنی ڈاڑھی خرگوش کی جھاڑی ہاٹ بوٹ پہنے کھٹ بٹ کرتے ڈبل چال چلے جاتے ہین ۔ دوسرے بزرگوار زیبا اندام نازک خرام گلفام کیچل لیسٹ کا دھانی رنگا ہوا کُرتہ اُسپر روپیے گز والی ممین شربتی کا بتن کرتی کا چُست انگرکھا گلبدن کا چوڑیدار گھٹنا پہنے ۔ میسواؤن کی طرح پٹیان جمائے عطر عروس لگائے نکے دار شبنم کی ننھی سی ٹوپی الپین سے اٹکائے ہاتھون مین مہندی پور پور رچی ہوئے آنکھون مین سرمے کی تحریر جوتے تجنے کا زرد مخملی چڑھوان جوتا زیب پا کیے ہوے ایک عجیب لوچ سے کمر لچکاتے پھونک پھونک کر قدم دھرتے چلے آتے تھے اُنھون نے انکو اور انھون نے انکو خوب غور سے گھورا اور ہمارے حبیب لبیب نے دونون پر ایک ایک نظر غلط انداز ڈالی ۔ چتونون سے تاڑ گئے کہ دونون دُھن کے پکے ہین اِتنے مین حضرت نازکبدن نے مُسکراتے ہوئے آواز دی اب دل لگی دیکھیے کہ کس لطف کی نوک جھونک ہوتی ہے نازکبدن ۔ میان جانے والے ۔ او میان جانے والے ۔ اِنے ذرا ادھر تو دیکھو یا اللہ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین میرا کلیجہ بلیون اُچھلتا ہے بھری برسات کے دن ای ری! کہین پھسل نہ پڑین تو قہقہہ اُٹھے یار لوگون کو دل لگی ہاتھ آئے ۔ ان چال کی کھوٹری پر جائے حضرت ذری سنبھلے ہوئے ۔

خدا بتو مرد و سے بچاؤ خدا ان باتوں سے باز آؤ۔

چھمّی جان۔ جی تو آپ سے پروفیسر لاک کے پاس چلا جاؤں آپ کے پیر مغان کی بیعت لاؤں۔ آپ ہی سے مخنث بجاؤں اپنے کو آپ کی طرح گدائی بناؤں آپ کسی گلی کوچے میں نکلیں تو واللہ اس وضع پر کتّے ٹنگری ہی لیں اپنی وضع تو دیکھیے۔ ہمیں پر شیر ہیں۔ خود را فضیحت دیگران را نصیحت۔

آزاد۔ اب یہ فرمایئے کہ اسوقت آپ کہاں کے ارادے سے نکلے ہیں

چھمّی جان۔ کل شب کو تین بجے تک ایک رنگیلے دوست کے یہاں محفل رقص و سرود میں شریک تھی واللہ وہ پیاری پیاری صورتیں دیکھنے میں آئیں کہ واہ جی واہ کس کافر کا اٹھنے کو جی چاہتا ہو جلسہ برخاست ہوا تو بس کلیجے کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر ہم بھی دل سرد اٹھو کھڑے ہوئے لیکن دل زلف مہوشاں ہی میں پھنسا تھا رات بھر کانوں میں چھما چھم کی آواز آیا کی پریوں کی پیاری پیاری صورت آنکھوں میں پھرا کی ایک ایک جوبن تھی دنیا سے نرالی فتنۂ زمانہ آفت ڈھانے والی جسے دیکھو نور کا عالم جیسے آفتاب جیسے ماہتاب مگر وہ چاند سا مکھڑا نہ بھولے گا نہ بھولے گا۔ ہائے مرتے دم تک نہ بھولیگا زاہد صد سالہ بھی دیکھے تو اس بت بے پیر کی پرستش کرے۔ اب اسوقت جھٹ پٹ پھر جاتے ہیں ذرا آنکھیں سینک آئیں بھویں تاڑ رہی ہو گی رسیلی نینوں والیوں نے پھندا مارا۔

آزاد۔ کل فرصت ہو تو ہم سے ملیے گا۔

چھمّی جان۔ کل تو ملنا معلوم کل تک تو نیند کا خمار رہے گا۔

آزاد۔ اچھا جانے دیجیے پرسوں سہی۔

چھمّی جان۔ پرسوں ای پرسوں تو نغفور چین بھی یاد فرمائیں تو بندہ جانے کا پرسوں نواب صاحب کے ہاں بٹیروں کی پالی ہے دو مہینے سے بٹیر تیار کیے ہیں دو دو تیتے تو کسا لیں ادھر پالی ادھر دیکھیے تو بری بری کیسی بڑھ بڑھ کر لات دیتی ہے کہ اچھے اچھے بٹیر ایک ہی نخرہ میں ٹوک دم بجا گیں۔

آزاد۔ خیر صاحب پرسوں نہ سہی دوشنبہ کے دن ملیے۔

چھمّی جان۔ دوشنبہ کو تڑکے سے بانس کی کنکیاں لڑینگی ابھی بنارس سے بانا منگایا ہے واللہ ماہی جال کی کنکیاں ایسی ہیں کہ ہر دم قابو میں مور ہو۔ غوطہ دو کھینچو۔ جو چاہو سو کر دیجیے اصیل گھوڑا بھی کھینچ میں تو ولایتی اپنے فن کا جالینوس ہو؟

آزاد۔ اچھی خیر۔ چلیے سہ شنبہ یوں گیا۔ چہار شنبہ کو فرصت ہو۔

چھمّی جان۔ واہ وا واہ چہار شنبہ کو تو تڑکے ہی سے بھٹیاریوں کی لڑائی ہوگی دیکھیے تو کیسی کیسی پریزاد بھٹیاریاں کس بانکپن سے ہاتھ چمکا کر انگلیاں مٹکا کر لڑتی ہیں اور کیسی بے نقط سناتی ہیں کہ تو بہ بھلی

آزاد۔ پنجشنبہ کو تو ضرور ملنا ہو گا تم کو واسطہ خدا کا۔

چھمّی جان۔ حضرت آپ تو بڑے مرچڑے ہیں۔ ملوں تو سب کچھ جب فرصت بھی ہو یہاں مرنے تک کی تو فرصت نہیں۔ ابکی نوچندی جمعرات ہو خدا جانے کس کس کے وعدے وفا ہونگے۔ برسوں سے منتیں مانی ہیں آپکو دنیا و مافیہا کی خبر تو ہے ہی نہیں آپکو تو بس ایک پروفیسر صاحب اور دوسرے لکچر سے سروکار ہے باقی اللہ اللہ خیر صلّا۔

آزاد۔ بس تمہارا ملنا ملانا معلوم۔ فرصت عنقا ملاقات معدوم آج مرغ لڑایئے گا کل پتنگ پیچ کا ہے گا۔ پرسوں بیٹر کی پالی میں جایئے گا کہیں محفل رقص و سرود آراستہ ہو گی کہیں بزم طرب پیراستہ ہو گی آپ رونق افروز نہوں تو رنگ کیونکر جمے۔ ارباب نشاط کا فروغ آپ کے دم سے جلسے کا لطف آپ کے فیض قدم سے میلا ٹھیلا تو کوئی آپ سے کاہے کو چھوٹتا ہو گا پھر بھلا ملنے کی کون صورت ہے

ہمیں لکچر سے اور تمکو تفریح سے کہاں فرصت
چلو بس ہو چکا ملنا نہ یاں فرصت نہ واں فرصت

جانے والا۔ (ٹھہر کر) ارشاد آپ اپنا مطلب فرمایئے میرے پھسلنے کی فکر نہ کیجئے۔

نازک بدن۔ گر پڑے گا تو مجھ سے ضرور پوچھ لیجیے گا۔

جانے والا۔ بہت خوب۔ ضرور پوچھونگا۔ بلکہ آپ کو ساتھ لیکر گرون تو سہی نیچے آپ ہوں اوپر بندہ۔ انشاء اللہ۔

نازک بدن۔ آپ نے یہ کیسی نیم تڑ قطع بنائی ہے کہین گڈا میر کی پھبتی آپ ہی پر تو لوگ نہین کہتے ہین۔

جانے والا۔ آپ کو یہ زنانون کی وضع کیسی بھائی ہے چھمی جان آپ ہی تو نہین مشہور ہین۔

چھمی جان۔ (وہی نازک بدن) خدا کی قسم آپ کے کالے کپڑون سے مین سمجھا کہ بنڈیلا کسم کے کھیت سے نکل پڑا میان آزاد جو سنا کرتے تھے وہ آپ ہی تو نہین ہین۔

جانے والا۔ قسم حضرت عباس کی مین آپکو دیکھکر یہ سمجھا کہ کوئی زنانہ مٹکتا جاتا ہے یا پنجہ کش ساقن مردانہ بھیس مین آئی ہے۔

چھمی جان۔ واللہ آپکی دھج ہی نرالی ہے ڈبل کوٹ اور لکڑ توڑ بوٹ ماشاء اللہ تم ماشاء اللہ۔

آزاد۔ اللہ رے تیرے دست حنائی۔ اُف ری تیری دربائی یہ لگاوٹ یہ سجاوٹ یہ لوچ۔ یہ نازک کمری۔ یہ دیدہ کی صفائی۔ یہ شوخ نظری۔ خدا اس چشم سرگین کو عین الکمال کے اثر سے بچائے اور تم کو مردوا بنائے۔

چھمی جان۔ اسوقت آپ ایسے بدحواس کہان بگٹٹ بھاگے جاتے تھے سچ کہئے گا آپ کو ہماری جان کی قسم۔ ہمارا ہی لہو پیے جو لگی بیٹی باسہ کہے۔

آزاد۔ آج پٹھلاک صاحب زبان پاک سنسکرت کی اثر فیت پر لکچر دینے والے ہین یہ بزرگوار بڑے مقدس اور عالم یگانہ یکتائے زمانہ مشہور دیار و امصار ہین انکی زیارت مغتنمات سے ہے۔

چھمی جان۔ لاحول ولا قوۃ بھی قسم خدا کی کتنے بھونڈے ہو کتنا خراب مذاق ہے۔ پروفیسر صاحب کے مشہور ہونے کی ایک ہی کہی ہم اتنے بڑے ہوئے۔ آج تک نام بھی سنا ہو تو قسم لیجیے کیا دنی خان سے زیادہ مشہور ہین نام زبان پر آتے ہی لطف صحبت آنکھون مین پھر گیا اور تو نہین جانتا بھی جو کہین تمھارے گھونگریالے بال ایک دفعہ بھی اُسکی زبان سے سُن لو تو عمر بھر نہ بھولو۔ واللہ کیا ٹیپ دار آواز ہے بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بین بجا رہا ہے۔ مگر تم ایسے کوڑھ مغزون کو گلے بازی اور نازک آوازی سے کیا واسطہ تم تو پروفیسر صاحب کے پھیر مین ہو تڑ کا ہوا اور چلے لکچر سننے ایسے مذاق پر تین حرف۔

آزاد۔ بندہ پرور مجھے جو کچھ صلواتین سنانا ہو سنا دیجیے اُٹھا رکھیے مگر برائے خدا ایسے طیب النفس فخر بنی نوع انسان بلیغ نکتہ دان بزرگوار کے حق مین تو کلمات خرافات زبان سے نہ نکالیے۔ آج وہ تمام یورپ مین محقق اکمل فاضل اجل سمجھے جاتے ہین اور ہزارون آدمی اُس عالم متبحر کی تحقیق انیق سے فیض پاتے ہین۔ ؎

گوہر پاک تو از مدحت ما مستغنی ست
دست مشاطہ چہ با حسن خداداد کند

چھمی جان۔ کیون حضرت یہ شعر کس دُھن مین ہے واللہ گانے کے لائق ہے۔

آزاد۔ آپ پر خدا کی سنوار۔ اور آپکی دھن پر شیطان کی پھٹکار ہے تو بہ شعر کی تعریف کرنا در کنار کہنے لگے کہ یہ کس دھن مین ہے دُھن کیسی ڈھاڑی بچے سے پوچھیے مین دُھن وُھن نہین جانتا وزن و تقطیع البتہ پوچھیے تو تشفی کر دون۔ آپ تو مین دیکھتا ہون ہوا مین ڈوبے ہوئے ہین بندہ نواز اس زلیخا رنگ نے آپکی یہ گت بنائی کہ جیجی اوڑھنی کر ڈالی مہندی لگائی۔ عورتون کی وضع بھائی

بہار مین غنچہ دہان گل بدن اور گلفام سنگ گلرنگ - گلبدن عجب جھمکے سے
چمک چمک کے چھپ چھپ کر جوبن دکھاتے تھے - نور کا عالم
دن عیدرات شب برات اندر کا اکھاڑا گرد پرستان مات اگر ہرے
بھرے درخت کے سایہ مین کوئی سرو قد حبیب رہا تو شجر کو نہال کر دیا
کلیون نے کسی غنچہ دہن کو دیکھا اور کھل گئین - نرگس شہلا کی نظربازی
سوسن کی زبان درازی - بلبل کی خوش آوازی - الغرض باغ
نزہت انگین اور حسینان زہرہ جبین اور اُس کے فریدون فر
جم جاہ مکین پر گلزار ارم حوران بہشت اور ملائکہ نوری کا دھوکہ
ہوتا تھا - اب بھی غنیمت ہے کہ مہینے دوسرے مہینے کسی رنگین
طبع کے طفیل مین کسی آتشین رو سے آنکھین سینک لیتے ہین ؎

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے
کنج قفس مین حوض بھرا ہے گلاب کا

آزاد - واللہ کتنے تو چین مین تھے صبح کو جام - شام کو دلارام
طبلے کی تھاپ بائین کی گمک پازیب کی چھم چھم - برق وشون کے
شعلہ آواز کی چمک - پاؤن کی تھپک عطر کی مہک رخسار تابان کی
جھلک مگر ؎ عمر سب مفت مین کھویا کیے نادان رہے - میان
آزاد نے یہ مصرعہ بیچیدہ اس بے ساختہ پن سے عین موقع پر
ادا کیا کہ ہمارے حبیب لبیب کھلکھلا کر ہنس پڑے اور ایسا زناٹے کا
قہقہہ لگایا کہ چھمی جان کے منھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین - اب چپے
کہ ایک ثالث بالخیر بھی چپکے چپکے ساری داستان سن رہے تھے
حبیب لبیب - (چھمی جان) یا حضرت مجرا عرض ہے اس
خوش بیانی اور بذلہ گوئی کے قربان - ماشاءاللہ کس آن سے
اور کس شان سے آپ نے پرانی صحبتون کا مرقع کھینچا ہے ہم
فصیح و زبان دان تو بہت دیکھ ڈالے ہین مگر آپ سب سے نرالے
ہین واللہ اپنے وقت کے سلمان ساوجی ہو ؎

مرغان خوش آہنگ اندرین باغ سخن لیکن
نالیدن این بلبل شور دگرے دارد

آپ کی جادو بیانی تو اسدم اپنا کام کر گئی مگر حضرت سچ کہیے گا
ان صحبتون سے ملا کیا - سرخرو ہوے یا رو سیاہ - فارغ البال ہوے
یا تباہ - یہان تو نتیجے پر نظر ہے -
چھمی جان - قبلہ یہ تو بڑا کڑا سوال ہے کیسے نقصان مایہ و دیگر
شماتت ہمسایہ سچ تو یون ہے کہ عمر بھر اس ناچ رنگ ہی کے پھندے
مین پھنسے رہے دن رات طبلہ - سارنگی - بایان - ڈھول -
ستار بین - یاد الٰہی بالائے طاق - تحصیل علم چھپر پر - تہذیب کی دم
مین نمدا - جامہ انسانیت سے خارج - آدمیت چھو نہین گئی خاصے
پیر بخارا کے چھٹے ہوے شہدے بن بیٹھے لیکن ؎ آبیکہ از سرگذشت
چہ یک نیزہ وچہ یک دست کا نقشہ ہے - آپ جو اس بھروسے
ہون کہ ہمین تہذیب سکھائین تو بخیر صلاح ہے - کہین بوڑھے
طوطے بھی قرآن پڑھا کرتے ہین -
آزاد - اجی حضرت یہ کیا بد پرہیزیان ہین - ابھی تو آپ پھر آوازے
کس رہے تھے - سیکڑون ہی پھبتیان کہہ ڈالین یا اب اپنے اوپر
آپ ہی لاحول پڑھنے لگے صد شکر کہ حضور اپنی بد وضعی بد اطواری
کے تو مقر ہوے کڑوے ہو جیے تو کہون کہ آپ اس مٹی ضیع پر لعنت
بھیجیے اور چھل چھلا ترش تراش کر وضعدار بنجایئے - یہ لوچ یہ لچک
کچھ نسوان ہی کو خوب زیب دیتی ہے - اور یہ دست حنائی - یہ نازک
کمر یہ مسی کی دھڑی پان کی تحریر دولھن ہی کے لیے موزون ہین
ذرا تو اس ڈاڑھی مونچھ کا خیال رکھو - نام خدا اب مرد بنو -
چھمی جان - بس چلیے ہٹیے یہ بھرے کسی ایسے ویسے کو دیجیے
یہان بڑے بڑون کی آنکھین دیکھی ہین - آپ کے بھانے مین
کوئی اندھا آئے تو آئے یہ چکما نہ چلے گا -

الوداع یار زندہ وصحبت باقی جیین گے تو مل رہین گے۔

بی جھمّی جان۔ اے تو خداوند آپ روٹھے کیون جاتے ہین سبب

بیچا۔ یہ جور وجفا ؎

تعلیم جفا کرد و وفا ہیچ نیاموخت

زین درس غلط بحث بر استاد ندارم

آزاد۔ اے حضرت واسطے خدا کے۔ اب مجھے آزاد ہی کہیے۔ باتین آپ کرتے ہین دہشت مجھے ہوتی ہی۔ آپ کے ان شغال بے ترتیب حرف ل ت ع۔ ن۔ آپ کا اور ہمارا میل جیسے گنگا اور مدار کا ساتھ بندے کو کتب بینی کا شوق آپ کو تال دُھن کا ذوق بین شعر کی تقطیع کرتا ہون۔ آپ اور دُھن پر سر دھنتے ہین جائیے جائیے ٹھنڈے ٹھنڈے ہوا کھائیے۔ دیکھیے پھر وہن کا لطف جاتا ہی گیا وقت پھر ہاتھ نہین آتا ہی

بی جھمّی جان۔ بھئی قسم ہی جناب امیر علیہ السلام کی کباب نلج دیکھنے کو آنکھین ترستی ہین وہ چہک دہک اب کہان۔ وہ دھوم نہ وہ سامان وہ ولولہ نہ وہ ارمان۔ دل ہی بجھ گیا مگر پرانی صحبتین دیکھی ہین۔ جہان طبلے کی تھاپ باہن کی گمک سنی وہین جا دھمکے اور میان جو لطف بھنے دیکھے ہین ہفت اقلیم کے بادشاہ کسی خاقان کجکلاہ خسرو گیتی پناہ کو خواب مین بھی نصیب نہوے ہونگے۔ قیصر باغ رشک باغ نعیم و فردوس برین تھا جدھر دیکھو سبز ان گلابی پوش۔ جدھر جاؤ رندان ساغر نوش۔ کہین پریون کا ہجوم کہین اپسراوین کی دھوم۔ کوئی رشک شاہدان چگل۔ کوئی کالبدر فی النجوم۔ وہ تیکھی چتون وہ دلربائی وہ شوخی وہ رنگین ادائی عشاق خستہ جان زار و نالان ہجر مین دم توڑتے جاتے ہین۔ چاہے عاشقون کی جان جائے مگر وہ نظر اُٹھا کر دیکھین تو معشوق ہین کجا اُف رے غرور اُف ری ادا۔ ؎

غرور حسن اجازت مگر نداد اے گل

کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدا را

بڑے بڑے زاہد صد سالہ تسبیح و تہلیل بھول گئے۔ اچھے اچھے متشرع آنکے مصحف رخ کا کلمہ پڑھنے لگے۔ ایک بانکی ادا نے برسون کی ریاضت خاک مین ملادی۔ ؎

بنجہ زد عشق بلباس پارسائی پارہ شد

طاعت صد سالہ ام تاراج یک نظارہ شد

ہی ہی اب یہان رہ کیا گیا گلی کوچون مین کتے لوٹتے ہین سو جب سے دو گنڈے کتا ملنے لگا اب وہ بھی نظر نہین آتے۔ اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ ساقون کے مزاج نہین ملتے تھے۔ بانکے ترچھے رئیس زادے ایک ایک دم کی دو دو اشرفیان کھناکھن اور چھن چھن پھینک دیتے تھے یا اب ایک زمانہ ہے کہ شہر بھر مین اس سرے سے اس سرے تک شمع لیکر ڈھونڈھیے تو شمرو عنبر بین ہو۔ غربیا جو محبوب آئینہ زانو کا پتا نہین میدان خالی۔ نہ حیدر نہ مندر نہ ثریا رہ والی۔ کل محمد علی کی دکان سے دو سیر اخمیرا بنوا کر فرنگی محل سے نئی سڑک کی طرف جو نکلا تو نکڑ پر ایک ہاتھی بندھا دیکھا سونڈ سے گھاس اچھال رہا تھا پوچھا کیون میان یہ کسکا ہاتھی ہی ایک خوش قطع خوش وضع جوان بول اُٹھا کہ حضرت یہ بی حیدر جان کا ہاتھی ہی قسم خدا کی جھوٹ بولنا اور سود کا کھانا برابر ہے واللہ ایسا سرور ہوا کہ آنکھین پرنم ہو گئین سر جھک گیا دل بھر آیا افسوس ہے عروج۔ ؎

خدا آباد رکھے لکھنؤ کو پھر غنیمت ہے

نظر کوئی نہ کوئی اچھی صورت آہی جاتی ہی

شکر ہے خداوند اکہ لکھنؤ مین اب بھی ارباب نِعَم موجود ہین۔ اور نہین نہین تو دنیا کیونکر قائم ہے واللہ جو کسی سے ملنے کو جی بھی چاہتا ہو وہ لوگ ہی نہین وہ صحبتین ہی نہین وہ چہل پہل نہین سوا قیصر باغ کی بہار اور ہندوستان پری پیکر کا نکھار اسوقت آنکھون مین پھر گیا جسطرف نگاہ جاتی تھی گل بالا دکھلاتی ہی اور اُس گل لالہ کی

ایک حرف کی پانچ پانچ اشرفیاں لیں یں نابینا سے مادرزاد
کی آنکھوں میں نور بخشے قاف از قاف تا قاف کوس لمن الملک
بجائے۔ بانکے شیر کا پنجہ توڑ ڈالیں ۔ ہاتھی کو ڈپٹیں تو چنگھاڑ کر
منزلوں بھاگے ۔ بیراج رستم سیستانی تھا تو شیدی اشہور بقول
منازل پہلوانی ۔ اسفندیار روئین تن کو چٹکیوں میں اڑا دیں
استاد محمد علی خان پھکیت چھپر برابر ۔ لیکن گتکہ ہاتھ میں آنے
کی دیر تھی پرے کے پرے دم میں صاف کر دیئے کڑاک کر طمانچے
کا تلا ہاتھ لگایا تو حریف کا منھ پھر گیا اکھاڑے میں گتکہ لیکر کھڑے
ہوئے تو معلوم ہوا بجلی چمک گئی ۔ ایکدفعہ للکار دیا کہ روک تھوکئی
دیکھ سنبھل خبردار ہوشیار یہ آئی وہ آئی (تڑ) وہ پڑ گئی بارک اللہ
کی آواز فلک ہفتم پر پہونچنے لگی ۔ بلا کی صفائی غضب کی صفائی
ستم کی صفائی ۔ قیامت کی صفائی تھی جو منھ چڑھا منھ کی کھائی
سامنے گیا اور شامت آئی سے

بس اسکا گھٹا تھا جو دلیرانہ بڑھا تھا
منھ کی وہی کھاتا تھا جو منھ اسکے چڑھا تھا

کامداں وہ ایجاد کی کہ ازیسہ اور کوچین تک سے زمانتیں آنے لگیں
حبیب (آزاد سے) واہ قبلہ کیوں نہو چشم بد دور کس لطافت سے
آپ نے لکھنؤ کے علمائے اجل فضلائے اکمل صناعان کامل
فن اور پہلوانان روئین تن کے کمال کا حال بیان کیا حق یوں ہی کہ
لکھنؤ کا علم و فضل لکھنؤ کے محاورات رنگین فقرات دلنشین خوش بیانی
طرز غزل خوانی المشہور فی المشارق والمغارب ہی لیکن چھمی جان کو
علوم سے سروکار نہ فنون سے مطلب یہ تو تال سم سر کے پھیر میں
پڑے ہیں ۔ افسوس ۔

چھمی جان ۔ حضرات اسوقت بھیرویں سننے جاتا تھا اور جاگے
بھاگ پیارا نجر ونغر ہ آیا سننے کا شوق چرایا تھا لیکن آپنے
باوریوں کی طرح وعظ کہکر کایا پلٹ کر دی سہ

اثر لبھانے کا پیارے ترے بیان میں ہے
کسی کی آنکھ میں جادو تری زبان میں ہے

اب جو ہمیں راہ پر لاتے ہو تو اتنا مان جاؤ کہ ذرا قدم بڑھائے ہوئے
ہمارے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ دیے ہوئے پاٹے نالے تک چلے چلو
دیکھوں تو پرستان سے کیونکر بھاگ آتے ہو انھیں بتوں کا سجدہ نہ
کرو تو کچھ جرمانہ دوں اور صاف تو یوں ہی کہ بلا امتحان ۔ ع

قائل نہیں ہی بندہ کسی شیخ و شاب کا

اُس اندر کے اکھاڑے سے کورے نکل آؤ تو پاٹانگ کی راہ
نکلجاؤں اور تمھاری ہی بیعت لاؤں ۔

آزاد ۔ (گھڑی جیب سے نکال کر) آمین ۔ آٹھ پر اکیس منٹ آئے
اس خوش گپی نے آج ستم ڈھایا لکچر سننے میں نہ آیا مفت کی بک بک
جھک جھک ۔ لاحول ولاقوۃ ۔ واللہ لکچر لائق شنید تھا لعنت
بکار شیطان ۔

چھمی جان ۔ اللہ جانتا ہے اسوقت کلیجے پر سانپ لوٹ رہے
ہیں نہ جانے تڑکے تڑکے کس منحوس کا منھ دیکھا ہے کہ بھیرویں کے
مزے ہاتھ سے گئے ۔

حبیب اللبیب ۔ یہ ضعیف الاعتقادی! بھلا کسی کے منھ دیکھنے
سے کیا ہوتا ہے ۔ آپ بھی نرے چونچ ہی رہے ۔ اتنی دیر تک بجایا
سر مغز ن کی مگر واہ رے کتے کی دم ۔ بارہ برس بعد بھی ٹیڑھی ہی
ہی نکلی جو کہیں چھ مہینے ہماری جوتیاں سیدھی کرو تو اونٹ سے
آدمی بنجاؤ ۔

چھمی جان ۔ واہ بس چلیے چلیے ۔ یہ زبانی داخلہ بہت سنا ہی
ایسے ہی بڑے صوفی صافی ہو تو ذرا ساتھ چلے چلو نہ چلیں کیوں
جھانکتے ہو جب جانیں کہ نلوہ کورے نکل آؤ ۔

جبیب لبیب - کیون قبلہ و کعبہ خدام حضور کو ہمارے غدّار شہر لکھنؤ مین ڈوم ڈھاڑیون ہی کی صحبت پسند آئی یا کسی اور کی بھی مضح بھائی - لکھنؤ مین تو ہر فن کا باکمال موجود ہو وہ کونسا ہنر ہی جو یہان مفقود ہو - ۵

کوئی ایسا شہر دنیا مین نہین | غیرت دیر کہن ہے لکھنؤ
پھیلے ہین اسکے در نظم اسقدر | چشم عالم مین عدن ہے لکھنؤ

چھمی جان - ہم تو ہمیشہ ایسی ہی ٹکڑی مین رہے ہے - روز و شب یہی چرچے یہی چہچے - یہی قہقہے گھر بلونک تماشا دیکھا لنگوٹی مین پھاگ کھیلا - خوب گلچھرے اڑائے - فرنگی محل کیطرف سے بھی نکلے تو گردن ہی کو تاکتے ہوے - کوئی جلسہ خالی نہ گیا میان شوری کے ٹپے - قدر پیا کی ٹھمریان گھسیٹ خان کی ٹپ دار آواز بہادر علی کی گٹکری صادق علیخان کی لیداری - پیار خان کا خیال چھوڑکر جائیے کہان اب تو یہی وین وایان ہی سارنگی مجرے کی آواز سنین تو جھپ سے گھس پڑین موذن اذان دیا کرے سنتا کون ہی - بہت گذر گئی تھوڑی باقی ہے -

آزاد - اس فرنگی محل کا نام آفتاب جہانتاب کی طرح ساری خدائی مین روشن ہی اور علماے فرنگی محل کی مصنفات مسلمات المشہور کالشمس فی نصف النہار ہین - کربلاے معلی مدینہ منورہ مشہد مقدس بیت اللہ تک کے قدردان اور نکتہ دان ان بزرگان خورشید ضمیر بیضا تحریر کے کلام غدرت القیام پر احسنت کہتے ہین مہینون کی راہ طے کرکے شائقین علم و ہنر کسب کمال و تحصیل علوم کے لیے یہان آتے اور چاردانگ ہند کے علما فیض پاتے ہین یہ وہ فرنگی محل ہی مگر - ۶ -

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

جناب غفران مآب مفتی سعد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ مفتی میر عباس صاحب مد ظلہ العالی حضرت ملا حسن ید طولے مولوی محمد فضل اللہ صاحب اور فردوس آرامگاہ مجتہد العصر سید محمد صاحب مبرور برد اللہ مضجعہ کو افتخار لکھنؤ بلکہ فخر ہندوستان کہنا عین صواب ہی - اب شعرا کو دیکھیے - شاعر معجز بیان آتش زبان خواجہ حیدر علی آتش - مرجع سخنوران نزدیک و دور شیخ ناسخ مغفور اپنے فن مین یکتاے روزگار ہو گئے ہین - مرثیہ گوئی تو اہل لکھنؤ کا حصہ ہے خداے سخن میرانیس صاحب کو خدا بخشے واللہ فصاحت اور روزمرہ پر تو ابتداے آفرینش سے کوئی اس درجہ حاوی نہوا ہوگا قس علی ہذا - امام کعبۂ بلاغت دبیر عطارد تحریر میرزا دبیر صاحب طاب ثراہ اپنے طرز دلکش کے موجد تھے جنکے ایک ایک بند سے شان قصائد نمودار ہے نسیم اور صبا نے آتش کو بھڑکا دیا - ۶

این سخن باید بآب زر نوشت

گویا تو گویا بلبل چمن معنی پروری تھا - رند کا رندانہ کلام قابل صاد ہی خواجہ وزیر کو شہنشاہ قلمرو خوش بیانی کہنا عین سداد ہے میرزا رجب علی بیگ سرور مبرور کی تربت کو خدا عنبرین کرے واللہ وہ نثر دلپذیر و بے نظیر لکھی کہ قلم توڑ دیے - ایک ایک سطر گنجینۂ معانی ایک ایک فقرہ کان نکتہ دانی ہے حکیم نواب مرزا صاحب جالینوس زمانی تھے - منشی ظہیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ واقف نکات درنی ہی تھے - الغرض اب بھی ایک ایک طفل مکتب مجسطی خوان ہی بلکہ رشک لقمان ہی - یہان کے صناعان چابکدست کیسے کیسے جھنڈے گڑے ہین کمھار تو ایسے دنیا کے پردے پر نہونگے - مٹی کی مورتین ایسی بناتے ہین کہ مصورون کی کرکری ہوگئی بس یہی معلوم ہوتا ہے کہ مورت گویا بولا ہی چاہتی ہے جس عجائب گھر مین جائیے گا لکھنؤ کے کمہارونکی کاریگری ضرور پائیے گا - خوشنویسون نے کاتب قدرت کا نوشتہ مٹا دیا تھا مثل نجوم درخشان و ماہ آفتاب سے زیادہ درخشان - ایک

بر زمینی کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

سوہنی کی دھن مین اس غزل نے وہ لطف دکھایا اور ایسا رنگ جمایا کہ ہمارے حبیب لبیب تک اہو ہو ہو کہ اُٹھتے تھے اس کے بعد ایک شاہد زاہد فریب نے ایک حقانی غزل گائی جسکا مقطع یہ ہے ؎

جو خود کردند ستر خویشتن فاش
عراقی را چرا بدنام کردند

اس مقطع پر جلسہ مین کہرام مچ گیا اول تو غزل حقانی دوسرے اُس رنگین ادا کا طرز غزل خوانی - تیسرے اُسکی اُٹھتی جوانی پوچھتے اُسکی نازک آوازی اور شیرین بیانی - حاضرین جلسہ اس درجہ سرخوش بادۂ وحدانیت ہوے کہ جلسۂ رقص و سرود پر عرس کا دھوکا ہوتا تھا حق حق کی آواز ہر طرف گونج رہی تھی اور اسی حالت وجد مین ہر فرد بشر کی زبان پر یہ شعر تھا - ؎

چو خود کردند ستر خویشتن فاش
عراقی را چرا بدنام کردند

اب سب کو شک کی جگہ یقین ہو گیا کہ اس کے بعد کسی خوش گلو کا رنگ نہ جمے گا ہر طرف سے حقانی غزلون کی فرمائش ہی شوق کی افزائش ہی دھرپد کا خیال نہ ٹپے کی فکر - بھیرین کی دھن نہ ٹپے گانے کا ذکر - فارسی ہی کی غزلین دلکش اور فاخرہ گائی جاتی ہین معرفت مین ڈوبی ہوئین - ؎

قلق از سوزش پروانہ داری
ز سوز عاشقان پروانہ داری
دلم قربان این مژگان و ابرو
عجب تیر و کمان ترکانہ داری

اب دل لگی دیکھیے کہ پیر فرتوت اور نوجوانان نوعمر اور کمسن لڑکے سب کے سب بیدھڑک اُس مشتری خصائل زہرہ شمائل کو گھور رہے ہین کوئی اُس جادو نگاہ سے آنکھین لڑاتا ہی - کوئی اس شوخ و شنگ کے طرۂ طرار شبرنگ و لیلۃ المعراج گیسو کی سیر کر رہا ہے کوئی سر دھنتا ہی کوئی آہ سرد کھینچتا ہے کسی کے دل مین تیر عشق کی خلش کسی کو بیٹھے بٹھائے مفت کی دوا دوش دو چار بیباک مدعیان تہذیب نے طوائفون کو بلا کر بڑے شوق سے قریب بٹھایا نوک - جھونک - ہنسی - مذاق - چہل دل لگی - ڈھول دھپا ہونے لگا حافظ جی بھی داروغۂ ارباب نشاط بنے ہوے فرے سے جو کبھی اُڑے ہے ہین ارد گرد گلرخان سیمتن کا غنچہ ہے - نوجوان بھی تعلیم نظری سے استفادہ حاصل کرتے ہین اب ذرا ان بڈھون اور نوجوانون کا مکالمہ سنیئے -

پیر فرتوت - آجکل کے لڑکون کو بھی ہوا لگی ہی -

نوعمر - اجی قبلہ اب تو ہوا ہی ایسی چلی ہی کہ جوان تو جوان بڈھون تک کو ڈیڑھ ڈھبس لگا ہی سو برس کا سن تابوت پر لدنے کے دن مگر جوانی ہی کا دم بھرتے ہین ؎

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نو رس غنیمت است

پیر فرتوت - میان صاحبزادے ہم تو زمانے بھر کے نیارے ہین ہمین کوئی چنگ پر کیا چڑھائے گی اور رنگ پر کیا لائے گی مگر تم ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش - ایسا نہو اُنکے پھیر مین آجاؤ پھر دین و دنیا دونون کو رو بیٹھو -

نوجوان - واہ قبلہ - آپکے فیضان صحبت سے ہم بھی پختہ مغز ہو گئے ہین ایسے کچے نہین کہ پھر کسی کا داؤ پیچ چلے -

پیر فرتوت - توڑ پھوڑ کچے پکے کے بھروسے نہ رہیے گا ان بتون کا بڑے بڑے زہاد نے سجدہ کیا ہے تم کس کھیت کی مولی ہو -

آزاد - (حبیب لبیب سے) یا حضرت آپکے دل کرتا کرکے چلیے تو چلین دام زلف مین مرغ دل نہ پھنسے گا - مرغ زیرک کہین صیاد کے پھندے مین آیا کرتے ہین کیا مجال خدا نے چاہا تو یہان بھی دامن بے لوث ہے - یہان تو ایسی صحبتون سے طبیعت ہی نفور ہے -

حبیب لبیب - بسم اللہ چلیے دیکھین تو کوئی بت بے پیر تیغ نگہ کے زور سے کیونکر ہمین مجبور کرے کہ بیعت لائین - مہذب اور علم دوست سے رند عالم سوز بنجائین - برسون کے خیالات ایک ادائے دلربا کیونکر مٹا دے گی - ہم اور کسی کے بتر کے پر فدا ہو جائین تو یہ خیال ہرگز محال ہو یا کسی دلدار سے دل اٹکائین استغفر اللہ پہلے کوئی ایسا محبوب تو ہمین دکھایئے جسے ہم پیار کرین ہمارا معشوق مردم دانا - یا صنم لطیف و رعنا - چوٹی اور موباف پر کوئی اور سر دھنتے ہین - اگر تمنا ہے تو یہ ہو کہ مین ہون اور کنج تنہائی کتاب سامنے اور بغل مین خرقۂ پارسائی یہان شوق شراب شیراز نہ عشق بتان طناز -

الغرض حبیب لبیب اور میان آزاد دونون چھمی جان کے ساتھ ساتھ پاٹے نالے پر کسی حافظ جی کے بیت اللطف مین کھٹ سے جا پہونچے - کوئی چالیس پچاس قدم کے فاصلے سے لہرا لہرا کر گانے کی آواز آنے لگی چھمی جان جھوم جھوم کر عجب ناز و انداز سے قدم اٹھاتے بڑھے بارے حافظ جی کے مکان عالیشان مین داخل ہوے -

حافظ جی کا مکان مینو سواد اور شکر لبان حور نژاد

> این چہ بزم ست کہ لب بر لب جام ست اینجا
> بادہ خورشید و قدح ماہ تمام ست اینجا

حافظ جی کا مکان بہی خوش سواد رشک بہشت شداد تھا - اور نور بخش چشم نابینا - در و دیوار پر نور برستا تھا صحن و بام سے سرور و نور - اب بزم طرب کا حال نہ پوچھیے جیدھر دیکھو تو شوخی جدھر دیکھو عیش ایک ایک کمسن نورا معرکہ عشق کا مقدمۃ الجیش ادھر سفید پوشون کی قطار - اُدھر سبزان سبز بخت کے جوبن کی بہار ادھر نظارہ بازی اُدھر شوخی و طنازی ادھر رندان عالم سوز ادھر نور عالم افروز - ادھر شوق وصال - ادھر غرور حسن و جمال ادھر آنکھین اشکبار - ادھر بناوٹ سجاوٹ - نکھار - ادھر چشم خونچکان - ادھر لب لعل شکر خا پر سرخی پان ادھر عشق جنون خیز اُدھر زلف عنبر بیز - ادھر صدا لے بریز بریز - اُدھر خندۂ شکر آمیز ادھر خونابۂ دل در ایاغ - ادھر ساق بلورین جگر خون کن گوہر شب چراغ ادھر جنون کی گرمجوشی - ادھر چشم فسون پرداز کو تعلیم ناز فروشی - ادھر شمع رویون کی لو دل سے لگی تھی - ادھر چہل پہل دل لگی تھی ادھر عشاق خستہ جان کا نیاز - اُدھر حسن پر آشوب کا استغنا و ناز تین چار بتان شکر لب و سیم غبغب ملک مبارکباد گاتی ہین گم کردگان بادیۂ عشق کو راہ پر لاتی ہین ؎

> شکر لب مطربان نغمہ پرداز — برنگ تہنیت خوش کردہ آواز
> مغنی چنگ عشرت ساز کردہ — نواے خرمی آغاز کردہ
> رباب از تار غم جان را امان دہ — برآوردہ کمانچہ نغمہ زہ

یہی معلوم ہوتا تھا کہ راگ اور راگنی ہاتھ باندھے کھڑی ہین جسے دیکھو گردن ہلاتا ہے سازندہ حاضرین جلسہ کو وجد مین لاتا ہو پازیب کی چھما چھم دل کو پامال کرتی ہے کوئی اتا ابرق کہتی ہوئی جھک جاتی ہے کوئی اونچے سُرون مین تان لگاتی ہے کوئی سینہ صافی پر دست حنائی رکھکر گہری گہری ندیا بتاتی ہے - کوئی چشم مخمور کے اشارے سے نینان رسیلے کی چھب دکھاتی ہو - دھما چوکڑی مچی ہوئی ہو چھمی جان نے ایک نا ظورۂ نظر فریب سے فرمائش کی کہ میدان خوش بیانی کے یکہ تاز لسان الغیب حافظ شیراز کی اس غزل کو گاؤ ؎

شاہنشہ بے سپہ عشق ست — سلطان خدا بہ گرد عشق ست
ہر کو بہ غم کند عماری — بر مرکب خون کند سواری

اب تو میان آزاد چکر مین آئے مگر چھمی جان تجربہ کار اور مزاجدان عشاق نابڑ رہے تھے چتونوں سے تاڑ گئے کہ کسی ترک زرین کمر کے تیر نگاہ نے گھائل کر دیا پھر کیا تھا بولے نیا رنگ لائی گھڑی کہیے کچھ سُننے چلے گا۔ ؎

ابتدا ئے عشق مین روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

آزاد۔ اب تو یہی دُھن ہی کہ سینے کو چمن بنائین۔ لالہ رو کے داغ حسرت مین گُل کھلائین۔ ہائے وہ خال عنبرین وہ گیسوے مشکین۔ وہ لعل نگارین وہ چشم سُرمگین۔ وہ سنگار۔ وہ نکھار ہی ہی مین تو جیتے جی مرمٹا یا رو کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ وصال نصیب ہو باغ ہو جام ہو مین ہون اور وہ حبیب ہو۔

چھمی جان۔ ابھی نام خدا عنفوان شباب ہی ریختہ مغز جنون نہین میدان عشق کی پہلی ہی منزل ہی عشق کا وار کوئی سر میدان روک توے بڑے بڑے جیوٹ کے آدمیون کا جی چھوٹ جاتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی
ع۔ عشق کے صدمے اٹھانے کو جگر بھی چاہیئے۔

آزاد ؎ دل میرود ز دستم صاحبدلان خدارا
دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

حبیب لبیب۔ خدا ہر بھلے مانس کو بُری صحبت سے بچائے تمھین سوجھی کیا کہ اس جلسے مین آئے۔ ؎

باید نشین و باش بیگانہ او — دردام افتی اگر خوری دانۂ او
تیر از سر راستی کمان را کج دید — بنگر کہ چگونہ جست از خانۂ او

مگر یہ عشق سب ڈھکو سلا ہی ڈھکو سلا ہی۔ بندہ تو قائل نہین ہیان تو دل مین ٹھن گئی کہ انھین سودا ہو گیا۔ کسی طبیب حاذق کو بلاؤ ذرا انکی نبض تو دیکھے۔

آزاد۔ ؎ ہمکو سودا ابھی ہوا تو سیر زا یا نہ ہوا ❊ سودا ہو یا جنون سحر ہو یا فسون اب تو جان پر بنگئی ہے۔ کلیجے پر چوٹ کھائی ہی طبیب بیچارہ نبض کیا دیکھے گا۔ ؎

ہماری نبض ہمارے مزاجدان جانین

اور آپ طبیب کو بلا کر دل کا ارمان نکال لین لیکن۔ ؎

بیمار عشق کا جو نہ تجھ سے ہوا علاج — کہہ اے طبیب تو ہی کہ پھر تیرا کیا علاج

چھمی جان۔ اس فن کا قانون شناس تو بو علی سینا بھی نہ تھا طبیب تو کیا کھا کر مریض عشق کو چنگا کریگا۔ ہان مجنون کی تربت پر پھولون کی چادر چڑھاؤ تو شاید غنچۂ مقصود شگفتہ ہو جائے۔ ورنہ مسیحا کی مسیحائی بھی کارگر نہ ہوگی۔ ؎

آگاہ نہ تپ درون را — نشتر چہ زنی رگ جنون را
معشوقۂ نازنین طلب کن — عناب لبش بکار تب کن

اب تو بے کشود کار اطمینان دل معلوم۔ سہل نسخہ کار یہ ہی کہ عاشق و معشوق دونون کا وصل ہو۔ ورنہ حسن و عشق کا جھگڑا پاک ہو چکا

آزاد۔ تیر ایسا کاری لگا کہ بلبلا اٹھا۔ اب ہم ہین اور گرداب بلا دل ہی اور موج خیز خون سفینۂ بحر عشق کے تھپیڑے کدھر بہا لیجاتے ہین اور دل کے داغ کیا سبز باغ دکھاتے ہین۔ ؎

دریا و کوہ در رہ و من خستہ و ضعیف
اے خضر پے خجستہ مدد دہ بہ ہمتم

مگر بیڑا پار ہوتا نظر نہین آتا۔ چاہ زنخدان مین دل ڈانواڈول ہی اب شہر بھر مین دھوم مچ گئی۔ کہ ایک نئے بگڑے بجہان جاذبی چرچا میان آزاد کے لنگوٹیے یارون نے لاکھ فکر کی کہ انکو راہ راست پر لائین مگر عشق صادق سے ایک کی پیش نہ گئی قصر مراد تک کمند تدبیر نہ پہونچی میان آزاد کی حالت

نوجوان ؎ ان بتوں کو ہم فقیروں سے بھلا کیا کام ہے
یہ تو طالب زر کے ہیں اور یہاں خدا کا نام ہے

مہ جبین - ان بڑے میاں سے کوئی اتنا تو پوچھو کہ بال بال گل کے برف سا سفید ہو گیا مگر اب تک سیاہ کاری نہ چھوڑی - یہ سمجھاتے کس منھ سے ہیں - انکی سنتا کون ہے - ذرا شیخ جی بہت بڑھ بڑھ کر باتیں نہ بنایا کیجیے - شاہ چھڑے والی گلی روز میں جھکڑ ہوتے ہیں ای تم جھکتے بھی نہیں -

حافظ جی - شیخ جی جہاں بیٹھتے ہیں جھگڑا ضرور خریدتے ہیں
تم نذری بزبخر کیجیے آپ ہیں کون آئے وہاں سے بڑے ناصح بنکے -

پیر فرتوت - ؎ نہ قاضیم نہ مشائخ نہ محتسب نہ فقیہ * مرا چہ سود کہ منع شراب خوارہ کنم *

اچھابی صاحب - اپنا کلام سنائیے مگر شرط یہ ہے کہ جب ہم تعریف کریں تو سلام کیجیے -

مہ جبین - آپ ہیں تو اسی لائق کہ دور ہی سے جھک کر سلام کریے اور سلام کے تو آپ بیشک مستحق ہیں مگر بولیں تو ٹوکیے گا ضرور -

نوعمر - قبلہ و کعبہ - گستاخی معاف - آپ پر اسوقت اچھا فقرہ چست ہوا اُنھوں نے آپ کو اپنا اُستاد جی بنایا - مگر واللہ آپ سمجھے خاک نہیں -

مہ جبین - یہ بال اُنھوں نے سفید کیے ہیں یا شاید نزلہ نے انکو جوانی ہی میں قبلہ پیری و صد عیب کر دیا ہو بنے کی اڑانا خوب جانتے ہیں جواب نہیں سوجھتا - منھ کے آگے ناک سوجھے کیا خاک -

ادھر تو یہ گفتگو ہوتی تھی اُدھر دوسری ٹکڑی میں فحش اور پھکڑ کا چرچا جاتا تھا - تیسرے غول بیابانی میں دھول دھپا ہوتا تھا کم سن اطفال اور جوانان مطلق العنان و رنگین خیال وپیران نود سالہ مَیل کی تعلیم پاتے تھے اکثے میں دو پہر کی توپ دغی - دھنتا نا - جلسہ برخاست - لاج رنگ بند - چہل پہل موقوف - طبلیوں نے بوریا بندھنا اٹھایا حضار جلسہ نے بقچہ سنبھالا - حوشان زہرہ جبین و ناز نین بصد ناز و کرشمہ ڈولیوں میں جلوہ گر ہوئیں جلسے سناٹا ہو گیا - ؎

یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط	
	داماں باغبان و کف گل فروش ہے
لطف خرام ساقی و ذوق صدائے چنگ	
	یہ خلدگاہ ہے تو وہ فردوس گوش ہے
یا دو پہر کو جاکے جو دیکھا تو بزم میں	
	نے وہ سرور و سوز نہ جوش و خروش ہے
داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی	اک شمع رہگئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

مہ پارۂ عابد فریب کی ستم کوشی اور جنونکی گرمجوشی

خیر مقدم اے جنون نیک فال	اے تو ام شہر نیستان خیال
اے تو برق خرمن ہیم و امید	قفل وسواس ہوس را کلید
اے بہار عاشقی را رنگ و بو	از تو ہر فرہاد و مجنون کام جو
شہر دانش تنگ بر جولان تو	ہین دشت بیخودی میدان تو

جلسے کا قل چراغ رقص و سرود کا گل ہونا تھا کہ ایک نیا گل کھلا میاں آزاد نے جامۂ شیخوخیت تہ کر رکھا اور عشق خانہ خراب کے ہاتھ بک گئے اب ہر دم آہ و زاری ہے - بیتابی و بیقراری ہے دیدہ مطروح سینہ مجروح - آہ سرد دل پر درد عقل دنگ سینہ پر سنگ پاسے خرد لنگ عشق مہوشان شوخ و شنگ جنون کی امنگ ایک دفعہ ہی یہ اشعار حسرت بار زبان پر لائے ؎

کہ صبح صادق کیا معنی ابھی سحر کاذب بھی نہیں شہلال خدیجی
شعاعی گہوارہ میں کچھ کالا ہے۔ نہایت ہی بد دماغ ہوئے غصے
کے مارے تھرما میٹر کا پارہ ایک سو پندرہ درجے پر پہونچا زبان حال و
قال سے یہی صدا نکلتی تھی ؎

تو شبینہ می نمائی بہ بر کہ بودی امشب
کہ ہنوز چشم مستت اثر خمار دارد

جھلا کر شمشیر خوش غلاف ہاتھ میں لیے باہر نکل آئے چہرہ مارے
غصہ کے سرخ جیسے بیر بہوٹی۔ باواز بلند سر بریدن لازم ست
کہتے جاتے تھے آنکھوں سے خون ٹپک رہا تھا ایک شاعر موزون
طبع نے بھانپ لیا کہ کیا اسرار ہے حاضر جوابی کے صدقے۔
فی البدیہہ اور برجستہ یہ شعر زبان پر لایا ؎

سر بریدن لازم ست این مرغ بے ہنگام را
آن پری پیکر چہ داند وقت صبح و شام را

واقعی اگلے شعرائے رنگین خیال و شیرین مقال غیب کی
باتیں بھی جانتے تھے۔

آزاد۔ لاحول ولا بھی کتنی بھونڈی بات کہی شعر تو غضب کا ہے مگر
ع۔ عالم الغیب کیست غیر از حق۔ شعرا عروض کے صنائع بدائع
جانیں غیب دانی سے انھیں کیا سروکار۔ ایشیا کی ضعیف الاعتقاد
پر خدا کی سنوار۔ بندہ درگاہ آج تک غیب دانی کے قائل
ہی نہیں ہوئے۔

اوج۔ بارے شکر ہے کہ آپ نے برسوں کے بعد آدمیت کی بات تو
کی پڑھے جن ہو تمھارا شیشے میں اتارنا کارے دارد اپنی حرکات
پر لعنت نہیں بھیجتے کہ گرداب عشق میں غوطے کھا رہے ہو۔
ایشیا کے خیالات پر خیر بہت اپنی خبر ہی نہیں۔
میاں آزاد تھوڑی دیر کے لیے آدمی بن گئے تھے مگر عشق کا تقاضا

پھر میاں میں آیا اور ہوش اڑ گئے جنون سر پر چڑھ بیٹھا اس سرو
جوئبار رعنائی و گلبن گلزار دلربائی کا بوٹا سا قد آنکھوں میں پھر گیا
مطرب کی ناخن بازی اور اس خوش گلو کی نازک آوازی یاد
آگئی اب غم ہجران یار ہے یا آہ آتشبار سینہ بریان اور دیدہ گریان
حیران و پریشان۔ سراسیمہ و سرگردان حسب حال اشعار حسرت بار
نوک زبان ہیں۔ ؎

درون سینۂ من زخم بے نشان زدۂ
بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہ

در قفس بسیار ناشادیم ما	از فراموشان صیادیم ما

چمن کا رنگ تجھ بن اپنی آنکھوں میں مبدل ہے
چراغ لالہ چشم غول ہے گلزار جنگل ہے
بہار آئی ہے ہنگام جنون ہے کپڑے پھٹتے ہیں
مسلسل ہو نہیں دیوانہ در زندان مقفل ہے

ہاتھ مشتاق گریبان ہے جنون کا جوش ہے
پیرہن تن پر مرے گرمی کا بالاپوش ہے

یاروں نے دیکھا کہ پھر سیلاب جنون کا جوش ہے۔ پھر رخصت عقل و
ہوش ہے ناچار بلیغ نے ایک اور ذکر چھیڑا۔
بلیغ۔ حضرت اپنا تو یہ مقولہ ہے کہ ع معشوق جیسے تو پریزاد کیجیے
ہم ظاہری حسن و جمال کے شیفتہ۔ نہ خط و خال کے فریفتہ۔ رہے
خوش کے ساتھ تھوڑے قرش بھی ہو تو ہم ہزار جان سے اس گل کے
بلبل ہو جائیں ورنہ ؎

نشاید ہوس باختن با گلے	کہ ہر بامدادش بود بلبلے

ایسا عشق باعث خواری ہے۔ نقل ہے کہ ایک شیخ ملکوتی صفات
اشرف المخلوقات کی طبیعت لہرائی کہ سیر دریا کریں خراماں خراماں
چلے جاتے تھے راہ میں ایک نوعروس پری پیکر برہنہ سر

اس درجہ ردی ہوگئی کہ دن کو آہ وزاری، شب کو اختر شماری کھانا پینا چھوڑا۔ عیش و آرام سے منہ موڑا۔ بیچ و بن سے ناتا جوڑا۔ شیشۂ دل پر سنگ فراق کی ایسی ٹھیس لگی کہ چکنا چور ہو گیا۔ حبیب لبیب نے چھمی جان کو اپنے طور پر سمجھایا کہ واسطے خدا کے ان کے سامنے ایسی باتیں نہ کرو کہ سمند جنون پر تازیانے کا کام کرے عشق کی مذمت اور جنون کی ہجو کرنی چاہیے نہ کہ تعریف چھمی جان کو اتنا اشارہ کافی تھا۔

آزاد۔ وہ لبوں کی سرخی۔ دانتوں پر پان کی تحریر۔ وہ رخسار تابان وہ مستانہ چال نہ بھولونگا۔ نہ بھولونگا اس گلابی دوپٹے نے گل رخسار کے جوبن کو اور بھی دوبالا کر دیا۔

چھمی جان۔ ہم تو لکھنؤ کے رنگریزوں کی خیر مناتے ہیں واللہ ٹکے کے شہاب میں دوپٹہ ایسا رنگ دیں کہ انسان گھنٹوں اسی کو گھورا کرے۔ کیسی ہی بدقطع کریہ منظر کیوں نہو دھانی گلابی اوڑھی اور دلھن معلوم ہونے لگی لیکن۔ ؎

بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد
چون باز کنے مادر مادر باشد

حبیب لبیب۔ یہ خیر ہمارے رنگیلے جوان کا دل آیا ہی کچھ ایسی آفت کا پرکالہ نہیں ایسی تو گلی کوچوں میں ماری ماری پھرتی ہیں ٹکے کو کوئی نہیں پوچھتا مگر انکا عشق بھی عجب طرح کا ہے سچ ہے جیسی روح ویسے فرشتے ہیں تو ہنسی آتی ہے کہ میاں کا دل بھی آیا تو کس پر فریفتہ ہوے تو اسپر شکل چڑیلوں کی تاز پریوں کا۔

چھمی جان۔ قسم حسینؑ کی ایسی ایسی زہرہ جبین رشک لیلیٰ غیرت شیرین نظر سے گذری ہیں کہ سل دل کر دل ایک کو نہ دیا۔

آخرکار احباب کی یہ صلاح ہوئی کہ کسی باغ نزہت افزا پُر فضا میں

میاں آزاد رہیں شاید وحشت دل بعد اندوہ جنون کافور ہو جائے۔

سیر ان حسن کا جوبن اور گرمی ہنگامۂ عشق عقل دشمن ؎

ہنوز این اول عشق ست جانان گریہ تر کن
کہ این طوفان رسوائی ست عالمگیر خواہد شد

میاں آزاد کی وحشت دل دور اور شیشۂ جنون کے چکنا چور کرنے کے لیے ایک نزہت افزا اور پر فضا باغ آراستہ ہوا احباب صافی مزاج و بذلہ سنج مرنجان مرنج نے بھی انکی دلجوئی کے لئے وہاں ہی بستر جمایا صلاح ہوئی کہ ہر روز دنیائے دون کی بے ثباتی اور عشق خانہ خراب کے مضار ذاتی ہی کی گفتگو ہو تاکہ آزاد کا دل ان باتوں سے پھر جائے اور پھر کسی شمع رو کے رخ آتشین سے لو نہ لگائے۔ شاید اس پند و موعظت سے اس ڈھرے کو چھوڑ کر راہ راست پر آوے اور گمراہی سے نجات کلی پائے۔ سوچے کہ کبھی کبھی اور تذکرے بھی ہوا کریں ورنہ اگر حسن و عشق ہی کی مذمت کی تو مبادا اکتا جائے احباب خدا ترس و دقیقہ رس خورشید ضمیر و صبح نفس نے طرح طرح کی دلچسپ روایتیں کہنا شروع کیں۔

اوج۔ ہندوستان جنت نشان کے ایک شہر نزہت آگین و مینو آئین میں ایک خسرو کجکلاہ گیتی پناہ نے اپنی بیگم سے کہ چندے آفتاب و چندے ماہتاب تھی سوتے وقت کہا کہ ہمیں صبح صادق کے پہلے ہی جگا دینا اتفاق سے اس شب کو مرغ نے آدھی ہی رات سے کلکڑوں کوں کی بانگ لگائی وہ سیہ چشم جلد نگاہ خواب ناز سے بیدار ہو گئی اور حسب وعدہ بادشاہ جمجاہ کو جگا دیا بادشاہ نے دیکھا کہ

معہ فرما گیا اور طبیب کے علاوہ اور چند آدمیون کو بھی ساتھ لایا
خواجہ نے پوچھا کہ یہ جماعت کیسی ہے۔ ہم نے حکم دیا تھا کہ طبیب کو
بلا لاؤ تم اتنے آدمیون کو کیون ساتھ لے آئے غلام نے بصد ادب
عرض کی کہ خداوند حضور تو بھول بھول جاتے ہین ابھی تو کل ہی
تاکید اکید کی تھی کہ اگر ایک کام کا ارشاد کرون تو کئی کام بعجلت
تمام سرانجام ہون مثلاً الامر فوق الادب لیجیے آج دم کے
دم مین مین نے اتنے کام کیے قدردانی شرط ہے حکیم جی کو حسب الحکم
حضور بلا لایا کہ تشخیص مرض کر کے معالجہ کرین اور ادھر ہی سے
لپکا ہوا گیا مطرب خوش الحان کو ساتھ لایا کہ اگر خداوند عروس
صحت سے ہم آغوش ہون تو قوال کی خوش آوازی اور ناخن بازی
سے بزم طرب آراستہ ہو غسال کو بھی لیتا آیا کہ زندگی کا کیا بھروسا
اگر پیک اجل حضور کو خلد علیین کی سیر دکھائے تو غسال
چھٹ پٹ غسل دیدے ادھر سے ایک شاعر جادو بیان
اور طلیق اللسان کو ہمراہ لیا کہ مرثیہ موزون کرے اب باقی
کون رہا۔ گورکن۔ وہ بھی بات کی بات مین آن موجود ہوگا طلبی ابھی بھیجی
اب انصاف میرے آقائے نامدار کے ہاتھ ہے۔ غلام نے
انعام ہی کا کام کیا ہے۔ آیندہ اختیار بدست مختار۔

شریف۔ حضرت ایک لطیفہ بندے کو بھی یاد آ گیا ایک تذکرے
مین نظر سے گذرا کہ ایک رند مے آشام نے وقت نزع اپنے
احباب کو وصیت کی کہ یارو ہم پر اتنا احسان کرو کہ کہین سے باوا آدم
کے وقت کا پرانا دھرانا سڑا گلا کفن لا رکھو۔ جب ہم دم توڑین
تو اسی کفن کہنہ مین لپیٹ کر ہمین گور مین دفنا دینا لوگ متحیر ہوے
کہ یہ عجب انوکھی بات ہے پوچھا اس سے فائدہ حضرت نے آہ سرد
بھر کر بصد حزن و ملال زیر لب کہا کہ بھئی ہم تمام عمر برے سے برے
بدچلن رہے اور رنگیلے و عیاش رہے یاد الٰہی سے طبیعت نفور رہی
منہیات و معصیات سے بالکل اجتناب کیا خوب شراب اڑائی
خود بھی پی اوروں کو بھی پلائی دن رات بتوں ہی کے کوچے مین
پڑے رہے نماز کے قریب نہ پھٹکے۔ جو فعل کیا خلاف شرع جو
کام ہوا منافی تہذیب۔ ؎

وہ ایسا کون سا معشوق ہے جسکو نہین چاہا
یہ فردین جتنی ہین ان پر ہماری بھی نشانی ہے

اب ہم سوچتے ہین کہ بار خدایا ہمارا سرانجام کیا ہوگا۔ ہین تو ہم
اسی قابل کہ نار جہنم مین جلائے جائین۔ مگر ایک تدبیر سوجھ گئی
پرانے کفن مین ہماری نعش ہوگی۔ منکر نکیر آئین گے کفن کہنہ
دیکھ کر سمجھین گے کہ مردہ دیرینہ ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائین گے
ہم اسی حیلہ سے نجات پائین گے۔ ؎

دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر
لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

حبیب اللبیب۔ ایسے بھونڈے عشق خانہ خراب کا یہی
انجام ہے۔

بحر عشق کی طغیانی اور قلزم جنون کی روانی

چھیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل
پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤن گا

اس گلزار رشک نو بہار اور لالہ زار سراپا بہار اور نسیم مشک بیز
و عنبر بار نے میان آزاد کی آتش عشق کو اور بھی بھڑکا دیا جنون
کی شدت نے کشتی دل کے ساتھ باد مخالف کا کام کیا آہ آتشبار
نے خرمن خرد پر بجلی گرائی حشر توڑا آفت ڈھائی سبزان چمن کا
جوبن دیکھ کر سیر تہ گلگون کا خیال آیا حنا نے خون رلایا کبھی
کنگھی کو دیکھ کر اس پریشان کاکل کی زلف چلیپا یاد آئی

لب بام کھڑی تھی۔ شیخ نے کہا ای سرمایۂ ناز سر کو جھکاؤ [illegible] اُس جادو جمال نے جواب دیا کہ آنکھیں بند کرے شیخ نے کہا کہ عین شوق ہوں کہیں عشاق زار آنکھیں بند کرتے ہیں۔ اُس غیرت ماہ نے عین مستی میں کہا کہ میں مستانہ ہوں۔ مجھے سر جھکنے سے کیا کام اور گا یہ شعر بلحن بار بار پڑھا۔ ؎

این سوی نیست بر سر من بلکہ خار حق	در پای من خلیدہ و از سر بر آمدہ

شیخ مبارک نہاد سنتے ہی جان بحق تسلیم ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون عاشقی خالہ جی کا گھر نہیں ہے عشقبازی سربازی ہے مگر کوئی معشوق تو ہو مردوا نا کا معشوق مسلک نیک ہے۔

شمیم واللہ لب جو بہار یہ گلزار پر بہار ایسا لطف دکھاتا ہے کہ غنچۂ دل نسیم طرب کے اہتزاز سے کھلا جاتا ہے۔ ایام شاہی میں ایکمرتبہ بری کیفیت ہوئی تھی اعیان دولت میں سے ایک رکن رکین سلطنت کی دختر فرخندہ اختر کی شادی اس دھوم دھام سے ہوئی کہ پیر فلک نے باوصف پیرانہ سالی یہ دھوم کی شادی دیکھی نہ سنی عین گومتی کے کنارے جشن جمشیدی بڑے کروفر سے منعقد ہوا وہ دھوم وہ ہجوم کہ اصل دجل۔ نور چراغان سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ رات رشک لیلۃ القدر ہے غیرت لیلۃ البدر ہے۔ جدھر جاؤ نور برس رہا ہے۔ لب دریا اُس پار خیموں کی قطار۔ این روے دریا نوعروسان چمن کا نکھار جوبن پہ شاہدان جادو جمال و مشتری خصال مصروف رقص و سرود ہیں۔ مطرب کا ہاتھ ساز پر۔ رنگین مزاجوں کا کان آواز پر کہیں زمزمۂ جانفزا۔ کہیں نغمۂ طرب انتما۔ پھولوں کی بھینی بھینی مہک سبزے کی لہک۔ مرغان خوش الحان کی نغمہ سنجی۔ گل و بلبل کی شکر رنجی۔ بیلے کی کیاریوں کی تازہ اور سرو سے انداز [illegible]

جناب آنکھیں بدلے ہوئے ہیں اور رنگین [illegible] آنکھوں تماشائی۔ غرضکہ بڑے دھوم دھڑکے سے [illegible] تھمنے سے شادی ہوگئی کئی دن برابر دور چلا جو کوئی دیکھے [illegible] آنکھ کھلی تو سب خواب اور نقش بر آب تھا۔ رہے نام اللہ کا

آزاد۔ وہ نرگس غمزہ زن وہ زلف پرشکن۔ وہ شوخ پر فن وہ گل سا بدن۔ ؎

قد و قامت آفت کا ٹکڑا امتام
قیامت کرے جبکو جھک کر سلام

ہائے۔ ۶۔ جسے دلدار سمجھا تھا وہ دلبر نکلا + پند و نصیحت مرہم زخم جگر ہوگیا۔ ؎

منع کرتا ہے مجھے یار کے گھر جانے کو	ناصحا آگ لگے بس ترے سمجھانے کو

انور۔ اسوقت ایک لطیفہ یاد آیا۔ سناؤں تو ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ پڑ جائیں۔ لوٹن کبوتر کی طرح لوٹنے لگو۔

نقل ہے کہ ایک صاحب نے اپنے غلام کو کہ صاحب طبع لطیف و بذلہ سنج تھا حکم دیا جا کر بازار میں تاک لگائے اگر انگور ہاتھ آئے تو فوراً خرید لائے غلام نے ایک دلبر میوہ فروش ستمگار دشمن ہوش کی دکان سے کئی خوشے خریدے اور سیر گشت کرتے ہوئے خراماں خراماں آقا کے پاس لے گیا۔ وہ نہایت ہی بدماغ ہوئے فرمایا کہ ذرا سا کام اور اسقدر تاخیر اتنی دیر میں تو میں لندن ہو آتا ایسا کاہل دیکھا نہ سنا خبردار آج سے اگر ایک کام کو بھیجوں تو ہاتھوں ہاتھ چار کام انجام دے لانا۔ غلام نے دست بستہ عرض کیا کہ پیرو مرشد اس مرتبہ معاف فرمائیے انشاءاللہ آئندہ ارشاد واجب الانقیاد کی لفظ بلفظ تعمیل ہوگی۔ [illegible] کسی زبان دراز و گستاخ کنیزک عشوہ پرداز پر ایسے گرما گئے کہ [illegible] آقا نے غلام کو حکم دیا کہ کسی طبیب حاذق کو بلاؤ

مین بوڑھا نہ فرزند۔ حیرت ہوئی کہ یا العجب یہ شور وغوغا کہان
سے ہوا جہان ہر کوئی دیوانہ ہے باورے کتے کی طرح ادھر سے ادھر
بوکھلائے پھرتے تھے بارے ایک دفعہ ہی آواز آئی کہ پو بارہ
شش و اقعی خوب ہی داؤن اُٹھا) اب انکی جان مین جان
آئی کہ ہم جنس کی آواز تو خدا نے سنائی جس رخ سے کان مین
یہ آواز آئی تھی اُدھر ہی چلے۔ پھر آواز آئی کہ مغز پیٹلی
(دوسری آواز) واللہ ہاتھ چوم لے کیا موقع پر کے پھینکے ہین
(تیسری) خدا کی مار ایسے پانسے پر جب دیکھو بدی کرجاتا ہے جیتے
سر کی بازی گئی۔ اب شش کی ہارے۔ اتنے مین ایک دروازہ
کھلا اور پانچ سات سفید پوش بھربھڑا کر نکل پڑے وہ شور
وہ غل کہ کان پڑے آواز نہین سنائی دیتی کوئی کسی کی سنتا ہی
نہین۔ اپنی اپنی سب گاتے ہین۔ کوئی پورب گیا کوئی پچھم۔
ایک بزرگوار نے میان آزاد کو دیکھا تو تعجب ہوا کہ یہ اجنبی
اسوقت یہان کیا کر رہا ہے۔

بزرگوار۔ کون! آپ کون صاحب ہین۔

آزاد۔ ہم کوئی ہین آپ اپنی کہیے۔

بزرگوار۔ اجی حضرت آپ تیکھے کیون ہوے جاتے ہین مین سیدھی
بات کرتا ہون آپ ٹیڑھے ہوتے ہین ابھی ارقنداز برقنداز دیکھے
تو کوتوالی کا چبوترہ ہی دکھائے۔

آزاد۔ برقنداز کی ایک ہی کہی۔ برقندازون سے تم ایسے
قمار بازون کو خوف ہے یا ہمکو۔ یہان تھانہ دار کا خوف نہ
تعلقدار کا خطر۔ ؎

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ

بزرگوار۔ (دل ہی دل مین) اچھے بیڈھب آدمی سے مڈبھیڑ
ہوئی ہاری مانتا ہی نہ جیتی۔ اپنی ہی سی کہے جاتا ہے آزاد سے
یا حضرت اک ذرا سی بات کو آپ نے کتنا طول دیا قسم لیجیے جو
مین نے آپ کو برا بھلا کہا ہو صرف اتنا پوچھا کہ حضور کہان تشریف
لیے جاتے ہین۔ ای بس اتنی سی بات پر آپ بگڑ اُٹھے لگے
بے نقط سنانے۔

آزاد۔ خیر اگر بندے ہی کا قصور ہے تو معاف فرمایئے مگر
خدا کے لیے اتنا تو ضرور بتایئے کہ اس ٹکڑی مین کون کون ذات
شریف جمع تھے اتنا ہی احسان کیجیے۔

بزرگوار۔ ذات شریف! سبحان اللہ۔ خوب پہچانا۔ اے قبلہ
یہ سب شریف زادے تھے۔ اہل قلم۔ عالی خاندان۔ عالی دودمان
لائق فائق۔ بذلہ سنج۔ خوش فکر۔ تربیت یافتہ۔ دن بھر اپنے
کام مین رہتے ہین۔ شام سے آدھی رات تک یہان جمتے ہین
چوسر۔ شطرنج۔ گنجفہ۔ چہل۔ مذاق۔ لپاڈکی۔ یہی عیش زندگی
ہے۔ ؎

بہار عمر ملاقات دوستداران ست
چہ خط بہ خضر از عمر جاودان تنہا

آزاد۔ کیون حضرت بھلا کوئی اور شغل بھی رہتا ہے۔ یا پچھا(؟)
آڑا کرتا ہے۔

بزرگوار۔ اور کیا چانڈو پیتے ہین سنیری اُڑاتے ہین۔ افیون گھولتے ہین
تاڑی منگاتے ہین۔ دس پانچ ہمسن بیٹھے خوش گپی ہونے لگی۔
یاران چوری نہ پیران دغابازی۔

آزاد۔ اجی خدا کی مار ایسے اشغال بیہودہ پر ہم حال ہی مین خوب
غور سے تجویز کر چکے ہین کہ کری۔ کہار۔ تمہارا پنچ تو مدن بھی
لہو پسینا ایک کر کے شام کو خوش خوش گھر آتے ہین اور
اپنے اپنے مذاق کے موافق طرح طرح کے اشغال مین

کبھی چشم مست کی یاد مین نرگس شہلا سے آنکھ لڑائی سرو کو دیکھا تو
اپنے سرو بلند اقبال کا بوتا سا قد آنکھون مین پھر گیا شمشاد کو نظرون
سے گرگیا گل رعنائی دید سے گل رخسار کا خیال بندھا -
بلبل شیدا کا نالۂ زار تیر کی طرح جگر کے پار ہوا - الغرض اضطراب و
بیقراری نالہ و شیون و آہ و زاری دن دونی رات چوگنی ترقی پاتی
تھی - ؎

بے گلعذار جا کے گلستان مین کیا کیا
ہان یہ کیا کہ داغ کہن کو نیا کیا

عین حالت انتشار و ہجوم افکار مین یہ سوجھی کہ اب رستان توڑاکر
نکل بھاگو اور بیابان کی راہ لو - ؎

بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن مین ۔ اگر یہان بھاگکر جا بیٹھیے صحرا کے دامن مین

جنون کے جوش مین یکجا نہین دم بھر قرار آیا
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین

مزاج اصلاح پر آنا دشوار تھا - دل مثل برق بیقرار تھا - آخرکار باغ
کی دیوار پھاند کر یہ جادہ جا - راہ مین سوچتے جاتے ہین کہ اگر وہ
گل اندام ملے تو پھولے نہ سماؤن باغ باغ ہو جاؤن جو ملتا ہے
اُس سے کوے یار دل آزار کا پتا پوچھتے ہین - وہ ہوا بتاتا ہو
قہقہہ اُڑاتا ہو اور یہ جانب جاتا ہو کہ جنون کی امنگ اور عشق کی ترنگ
ہو - بادۂ محبت کے نشہ مین چور مست مخمور کبھی خندان کبھی
گریان آنکھین اشکبار - لب پر عاشقانہ اشعار - ؎

کوچۂ یار مین چلیے تو غزلخوان چلیے
بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے

جدھر سیلاب جنون بہائے گیا اُدھر چلے - جب رات بھیگی تو ایک
مقام پر کیا دیکھتے ہین کہ پچاس ساٹھ کہار اُٹھتے بیٹھتے جمع ہین
ایک کہار مردنگ بجاتا ہے چار پانچ جوڑی بھوڑی جھانجھ بجاتے
ہین مضبوط مہی دس چکر گردن ہلا ہلاکر بجاتے ہین اور گیت گاتے
ہین سنانے والے کو وجد مین لاتے ہین -
ہک - ہک - ہک - آہ سبحان اللہ کیا گتا ہی یہ رنڈی ہی [illegible]
چند کہار ڈولیون کے اندر بدمست پڑے ہین کچھ اسقدر کھا گئے ہین کہ نشے
مین چور پڑے ہین - کوئی لال لال وردی دکھاتا ہے کوئی پگڑی
کی کلغی پر اتراتا ہے - ہنڈے مین دال بھری ہے کنڈا اُبل رہا ہے
طاق پر چراغ جل رہا ہے - آپس مین دھول دھپا ہو رہا ہے - رنجہ
اڈے کے چودھری بلاتشبیہ فغفور چین بنے بیٹھے ہین - ہنگامہ
حشر برپا ہے - آگے بڑھے تو دیکھا کہ کندن سنار نے گھریا مین
سہاگا ڈالا سونا گلایا اور کسی بیتن کے لئے طلائی چمپکلی تیار
کیا - وہان سے چلے تو ایک دکان پر دیکھتے کیا ہین کہ چچا اللہ
دونو زانو بیٹھا کہانی کہہ رہا ہے - اور چق والی ایک بھٹی چٹائی پر
لیٹی ہوئی ہون ہون کرتی جاتی ہے اور ارد گرد دو ایک مرد
تین چار عورتین بڑے لطف کے ساتھ کہانی سن رہی ہین -
جسمین ایک بات سچ تو ۹۹ جھوٹ - اور بہین قدم آگے بڑھے تھے
کہ ایک وسیع میدان مین کوریون کا ہجوم دیکھکر ٹھٹک رہے
نرکل کی جھونپڑیان بنی ہین کوری اور کورنین چوطرفہ جمع ہین ایک
کوری نوجہ کشتی گیر نیلا لنگا پہنے لال پھریا اوڑھے عورت
کی قطع بنائے گیت گاتا ہے دل ہمارا تیری خنجر ہے تو [illegible]
ہے - اڑوسی پڑوسی تالیان بجاتے ہین قہقہے لگاتے ہین
مردنگ بج رہا ہے - ہر سمت عیش و عشرت کے سامان ہین
اپنی دھن مین ناک کی سیدھ پر چلے جاتے تھے آنکھ جھپکنے کی نوبت
نہ ہوئی تھی کہ ایک نئے محلے مین پہنچے - چو طرفہ سناٹا - ہوکا
عالم - جانور تک دم کھینچے دبکے پڑے ہین - کوئی [illegible]
نہین - [illegible] کی آنکھون کی طرح [illegible]

سیمتن - جواب ندارد - تیکھی چتون سے بھرپور نظر ڈالی مگر تیور کی بھری ہوئی -

آزاد - سنی سے سوم بھلا ہو ترنت دیے جواب - بیوی پانی پلاؤ یا تکا سا جواب دو - یہ قصبہ تو اپنے حق مین دشت کربلا ہو گیا ایک بوند پانی کو ترس ترس گئے - اب تو آب خنجر کی چاہ ہے ایک دفعہ دزدیدہ نگاہ سے پھر دیکھو تو پانی بھی نہ مانگون -

سیمتن - (لب تک نہ ہلے - سکوت مگر ایک ناز معشوقانہ سے ظرف سیمین بھر کر پانی لے چلی) -

آزاد - بھئی اچھا گاؤن ہے - جو بات ہے انوکھی جو ریت ہے نرالی ایک آبخورہ پانی نہ ملا واہ ری قسمت - لوگ تو اس بھادون کی جلتی بلتی دھوپ مین پیاسے بجھاتے ہین - کیوڑا پڑا ہوا آب خ پلاتے ہین یہان کٹورون کی جھنکار نہ (سبیل ہے نہ حسین) کی پکار

میان آزاد کو حیرت تھی کہ یہ کس نازنین پرشک افشان بال اور مستانہ چال یہان ویرانے مین اسکا کیا کام سایے کی طرح ساتھ ہو لیے وہ کنکھیون سے دیکھتی جاتی تھی مگر منھ نہین لگاتی تھی - بائے سڑک سے داہنے ہاتھ پر ایک خوشنما پھاٹک کے قریب وہ گلفام سیم اندام ٹھہر گئی ظرف سیمین کو دوسرے ہاتھ مین لیا اور پیڑ کے سایہ مین جھک کر ستانے لگی -

آزاد - ہم بھی ہمراہ رکاب ہین - ہم تاڑ گئے کہ نزاکت کے مارے یہ ہلکا پھلکا برتن بھی پہاڑ ہو گیا - اشارے کی دیر ہے - ذرا لب ہلاؤ تو ہاتھ بٹاؤن - قسم لو جو ایک قطرہ بھی پیون - گو پیاس کی شدت سے کلیجہ منھ کو آتا ہے - دم نکلا جاتا ہے اور جو چاہون تو چھین لون لیکن تمھارا دل دکھانا منظور نہین - آہین چاہے جان پر بن آئے افسوس یہ چہرہ کا نورانی اور یہ نامہربانی - !

اس ناظورہ طاؤس زیب و عابد فریب نے پھر اسی تن کج

بڑی کوشش سے اٹھایا اور پھاٹک کے اندر ہو رہی میان آزاد نے ایک درد انگیز آواز سے حسب حال ایک شعر پڑھا اور چپکے چپکے خود بھی پھاٹک مین دبے پاؤن اس گلعذار کے پیچھے پیچھے گئے وہ رعنا شمائل ایک جھکے ہوے چھوٹے سے بنگلے مین جا بیٹھی میان آزاد ایک روش مین دبک رہے گو شیطان ورغلاتا تھا کہ چلکر زلف چلیپا کی بلائین لین مگر ڈر تھا کہ کہین یہ کالی ناگنی ڈس نہ جائے اور تہذیب بھی مانع تھی جی بھر بھر آتا تھا مگر قدم آگے نہین بڑھتا تھا - ع

تنگ آیا ہون نہایت خاطر مشتاق سے
ہر گھڑی کہتی تھی چل ہر وقت سمجھاتی تھی ہان

اب اس فرح بخش و دلکشا مقام مسرت التیام کا ذکر سنیے چوطرفہ کھائی کھدی ہوئی آٹھ آٹھ گز گہری سرپت اردگرد لوٹی ہوئی ایسی گھنی کہ چڑیا پھٹک کا گذر نہ ہو سکے اور وہ تیز کہ تلوار گرد - بڑا عالیشان محراب دار پھاٹک لگا ہوا ہے وہ جوہر دار شیشم کی لکڑی کہ باید و شاید کیاریان روز سینچی جاتی تھین - روشون پر سرخی کٹی تھی اشجار پر بہار گویا آسمان سے باتین کرتے ہین کہین انار کی قطار - کہین لکھوٹ کی بہار - ادھر انبہ لذیذ و شیرین ادھر امرود حلوائے بیدود - چکوترون اور حتابیون سے ٹہنیان جھکی پڑتی تھین - نارنگی - اور میٹھے شاخون پر لدے تھے - پھولون کی بو باس - کہین گل مہندی کہین گل عباس نواڑی پھولی ہوئی چوطرفہ عالم نور ہے - بہ حسب لطف جو فروا کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا - اودی اودی گھٹا - کلیون کی چٹک جوہی کی بھینی مہک - کلغے کی دہک کینل کی ومک وسط باغ مین ایک تین فٹ کا اونچا پکا مربع چبوترہ بنا ہوا اور ایک گوشے مین چھوٹا سا خوشنما بنگلہ ہے - اغل بغل دو ایک چھاتے مستری

معروف رہتے ہین - کوئی ڈھولکی کوئی ہڑک بجاتا ہو - کوئی ذوق و
کا ٹھکانا مزے سے بیٹھا ہوا گانا گا کر اپنے عزیزون کو خوش
کرتا ہے لیکن واہ رے اہل قلم - واہ رے شریف زادو جب
دیکھو گنجفہ ہو رہا ہے ایک دو تین لا بوجھ کر جیسے رو سے جار رہا کے
برات عاشقان برشاخ آہو - سات آٹھ نو - نو برابر پشت
دکھا دو - وہ تاج - اے کیون بیچ کہتا کس تماش کی بوجھ نکالتے رنج
آفتاب آیا ہی سوچ کنڈھ مین - اب کی اللہ نے چاہا تو دو دستہ
ہو نادری چڑھے تو پھر دل لگی دیکھیے - ہفتون مہینون برسون
پتون ہی کی الٹ پھیر رہی - جب دیکھو ورق گردانی جیتے تو بشاشت
ورنہ پشیمانی - واہ ری نادانی بیسیون دور ہو گئے مگر طبیعت سیر
نہوئی - چوسر کی طرف جھک پڑے تو ترکا کر دیا - بازی پر بازی
سہ اور پنج اور شش کے داؤن لگا رہے ہین - آپس مین
گتھم گتھا گلجپ - مار دھاڑ لڑائی - تکرار - رنگ بدرنگ کے پھیرین
عمر گنوائی بارے پھینکتے پھینکتے ہاتھون مین گٹھے پڑ گئے لاحول
ولاقوۃ - لکھنا پڑھنا چھوڑا - احباب سے ملنا ترک کیا -
خط کتابت سے ہاتھ دھویا - جو پیدا کیا وہ سب کھویا مطالعہ کتب
کا شوق - نہ اخبار بینی کا ذوق - صبح چوسر - شام چوسر - ادھر
چوسر - ادھر چوسر - الٰہی خیر - اور لطف یہ کہ بنکار نے کو موجود
کہ ہم شریف ہین تربیت یافتگی کا دم بھرتے ہین ہجو من نگری نیست
اور افعال ایسے قبیحہ و مذمومہ - اُنسے تو کوری کمار ہی اچھے
کہ اپنے پیشے اور اپنی تھوڑی سی عقل کے موافق دلبستگی کی تدبیر
نکالتے ہین - مانا کہ اُنکے اشغال بھی تعریف کے لائق نہین
رذیل مردون کا پھریا اوڑھ کر تھرکنا نفرت انگیز فعل ہے
مگر وہ منطقی فلسفی تو ہین نہین - تربیت یافتہ علاے آشنا آپ تو
دون کی لیتے ہین اور باینہمہ لن ترانی دہی ڈھاک کے
تین پات ارے حضرت ہوگا یہ کیتا نجابت جائے تہذیب
جائے کتب مفید مطالعہ کیجیے - یا تصانیف لطیف کی فکر
معقول فرمایئے تو ہم سمجھین کہ تربیت یافتہ ہین - یہ نہین کہ
چاریون کی طرح تہذیب کی خواری کرین - یکّا اور کھیل ملا اور
کھیل سہ اور ساٹھارہ اور پانچ دو کے سوا اور کچھ نہ سیکھے اور
ہر شب کو بدبدا گنجفے یا چوسر مین سر مغزن کی -

رنگے سیار

میان آزاد - زلف پریشان کی یاد مین رات بھر خواب پریشان
دیکھا کیے - تڑکے خواب خرگوش سے بیدار ہوئے تو پھر
سینچر پانون پر سوار ہو گیا دوپہر تک بے آب و دانہ ہردم خیال
وصل جانانہ - دوپہر ڈھلے ایک قصبہ مین پہونچے بیل کے
پیڑ کے سایہ مین بستر جمایا - سبزہ بیگانہ کو اپنا مسکن بنایا -
بیل کے دھانی دھانی پتون کی رنگت پر جو نظر پڑی تو بڑن
رنگین ادا کا حسن برشتہ یاد آیا - کلیجے پر سانپ لوٹنے لگے
تھکے ماندے چلے آتے تھے - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکون سے
ذرا دل کو ڈھارس ہوئی پانون پھیلا کر لمبی تانی تو دنیا و مافیہا کی
خبر نہین - جب خوب نیند بھر سو چکے تو ایک مرد آدمی نے جگایا
الا اللہ کہکر اُٹھ بیٹھے دہشت کسی قدر دور ہو گئی تھی مگر پیاس کے
مارے حلق مین کانٹے پڑ گئے تھے - سامنے اندارے پر
ایک گلبدن سیمتن عورت عجب نزاکت سے پانی بھر رہی تھی
حضرت بھی پہونچے -

آزاد - کیون نیک بخت ہمین اک ذرا سا پانی نہین پلا تین
بھر نا دو بھر ہو تو لاؤ ہم بھر لین - تم بھی پیو ہم بھی پئین -
احسان ہوگا -

بھی تو گھر بیٹھے مفت میں مطلب حاصل ہو جائیگا -

بھٹیارن نے الائچی لی اور شہ وہ بھی گئی ۔ میان آزاد چپکے چپکے سب سن رہے تھے اب انہین خوب ہی معلوم ہو گیا کہ شاہ جی رنگے سیار ہین - آفتابے کا پانی تو انھون نے پی لیا تھا اور شاہ صاحب نے مغالطہ بھی کہ آنکھ بند کرتے ہی یہان آئے اور پانی پیکر پھر کسی ترکیب سے چلدیے - یہ سنکر آزاد خوب کھلکھلا کر ہنس پڑے - شاہ جی کی باتون سے ان کے دل پر نقش ہو گیا کہ بڑے ہی ذات شریف ہین - اتنا بڑا جھوٹا دیکھا نہ سنا - ایسے بڑے دل کے مضبوط ہو گئے کہ انکی دعا سے ایک رانی پانچوین مہینے بچہ جن پڑی اس کذب پر خدا کی سنوار - جھوٹھ بھی تو کتنا اور علم اشراق مین بھی حضور کو بڑا دخل ہی چشم بد دور حق تو یون ہو کہ جھوٹون کے سردار ہین گرہ بیٹھے بڑھاپے - تہ بند باندھ کر شاہ جی بن گئے لگے تھے کوئی بیٹا مانگتا ہے - کوئی تعویذ کا خواستگار ہے کوئی کہتا ہے کہ میرا مقدمہ جتوا دو تو حق خدمت بجا لاؤن - کوئی کہتا ہے کہ فلان عہدہ دلوا دیجیے تو مٹھائی کھلاؤن - اتفاق وقت سے مطلب بر آیا تو شاہ صاحب کی چاندی ہے - ورنہ مجال کس کی کہ شکایت کا لفظ زبان تک لائے ڈر ہی کہ کہین زبان نہ سڑ جائے اللہ ری دھاک - بہت سے دشمن عقل ان بنے ہوئے فقیرون کے دام تزویر مین پھنس جاتے ہین - بعض بعض تو معاذ اللہ انہین دوسرا خدا سمجھتے ہین خدا ایسے خیالات فرخرف سے بچائے میان آزاد اس درویش معمر کی گفتگو سے سمجھ گئے تھے کہ پڑھے لکھے خاک بھی نہین ہین ورنہ (بہ سبب) اور (نامحرم) نہ کہتے - بھلا ان پڑھ کندہ ناتراش بھی کہین مسلک خدا شناسی کے سالک ہو سکتے ہین - اور غیب کی بات تو جناب باری عزاسمہ کے سوا اللہ کے کوئی جانتا ہی نہین - یہ شاہ جی بیچارے کیا کھا کر بتائین گے - یہ سب باتین ہین ضعیف الاعتقاد آدمی ایسے جاہلون مکارون کے پھیرون مین آئین تو آئین - ہم بھلا کب پھنسنے والے ہین - ای تو بہ یہان پہلی ہی سے فقیرون کے قائل نہوئے اور ان شاہ جی نے تو کذب کے پل باندھ دیے - وہ بیچاری عورتین ناقص العقل دنیا کے حالات سے واقف نہین جسکا جی چاہا بہکا دیا ہم ایسون کو شاہ جی چکما دین تو ٹانگ کی راہ نکل جاؤن -

میان آزاد کی کارستانی اور شاہ جی کی پریشانی

ہم سے کھلجا وقت مے پرستی ایک دن
ورنہ ہم چھیڑین گے رکھ کر عذر مستی ایکدن

میان آزاد ایسے بنے ہوئے سدھا اور رنگے سیار فقیرون کی قدر تک سے واقف تھے مغالطہ تاڑ گئے کہ شاہ صاحب ایک ہی مرشد بڑے ہی رنگباز ہین خرقہ سالوس در بر - اور عمامہ زرد بر سر لوگون کو پھانس پھونس کر سنڈا پچھاڑ جاتے ہین اور بیوقوفون کو اور بھی الو بناتے ہین - ان پڑھ گنوار چنگ پر چڑھ جاتے ہین سوچے کہ شاہ جی کی قرار واقعی مرمت کرنی چاہیے اتنے مین شاہ صاحب نے ایک صاف شفاف چبوترے پر لنگی بچھائی اور اسپر دو زانو ہوکر مناجات پڑھنے لگے - مگر پڑھے لکھے تو تھے ہی نہین صرف حافظے پر دار و مدار تھا - شین قاف تک درست نہین شاعری کا خوب دل کھولکر خون کیا اور اناپ شناپ بکنے لگے - ؎

خدایا جہان بادشاہی تراست | تما خیر آمد الٰی تراست
جہان آفرینی بالا و پست | تولی آفرین بندہ والا و کشست
تولی کا سمان و زمین ساختی | زمین ما زمان و زمین ساختی
نیائی نما چوبس بجز کردنی | دگر خفتنی بار آسپے خوردنی
دکانست بلوز خندگی | خدا وند ما لنز تو بندگی

کوٹھریاں - یہ تو سب کچھ ہے مگر مکین کا پتہ نہین اس سیمتن کی چال ڈھال اور طرز نشست سے اجنبیت برستی تھی - حیرت تھی کہ اس باغ لطافت بار کے مکین سلیقہ شعار کہان چھپ رہے - ؎

باغ ہے پر عجب ہے یہ روداد
نہ کہین آدمی نہ آدم زاد

گل ہین سب اپنے اپنے جوبن پر
ہے عجب لطف ہر شگوفہ و گل

بوے گل ہے صبا کے توسن پر
کہین شبّو کھلی کہین سُنبل

اُنھون نے دیکھا کہ وہ بت طناز سرمایۂ ناز ظرف سیمین زمین پر ٹیک کر ایک نواڑکی نازک پلنگڑی پر سو رہی - اب تو انکو خوب ہی موقع ملا اُٹھے اور میوہ ترجس قدر جی چاہا خوب چھک کر کھائے اور اُس ظرف سیمین کو منھ سے لگایا تو ایک ایک قطرہ پی گئے اتنے مین پاؤن کی آہٹ سنائی دی - میان آزاد جھٹ انگور کی ٹٹی مین چھپ رہے مگر تاک لگائے بیٹھے ہین کہ دیکھین ہے کون - دیکھا تو پھاٹک کی جانب سے کوئی آہستہ آہستہ آرہا ہے قریب آیا تو اُنھون نے بغور نظر ڈالی - ایک کشیدہ قامت جسیم و تنومند ڈنڈیل چٹ لنگوٹ باندھے اکڑتا اینڈتا اُس بنگلہ کیطرف جاتا ہے سمجھے کہ کوئی پہلوان کشتی گیر اپنے اکھاڑے سے واپس آتا ہے قریب آیا تو یہ گمان دور ہوگیا - معلوم ہوا کہ کوئی شاہ جی ہین وہ چٹ لنگوٹ جس سے پہلوان کا دھوکا ہوا تھا - تہ بند نکلا - شاہ صاحب سیدھے بنگلے مین داخل ہوے سیمتن کو پلنگڑی پر سوتا پایا ایک دفعہ ہی پلنگ پر ہاتھ مار کر چلا اُٹھے (اُٹھو کم معبود) وہ زن رعنا شمائل گھبرا کر اُٹھ بیٹھی - اُٹھتے ہی قدم لیے شاہ جی نے فرط شفقت سے اُسکی جبین نورانی اور جبین پیشانی پر بوسہ دیا اور ایک تپائی پر بیٹھ کر یون تقریر کرنے لگے -

شاہ جی - بیٹی - آج تمکو ہمارے سبب سے بہت راہ دیکھنی پڑی ایک گانون مین یہان سے دس کوس پر راجہ رہتا ہے مگر اُسکی رجنی کا ہوگیا اللہ نے اُسے لڑکا دیا نہ لڑکی - ایک دن مجھے بلوایا مین کہین کو جاتا آتا تو ہون نہین - وہ رانی کو لیکر آپ آیا قدمون پر گر پڑا - مین نے رانی کے سر پر ایک گلاب کا پھول بن سونگھا دے مارا پانچون ہی مہینے اللہ نے لڑکا دیا راجہ میرے پاس دوڑا آتا تھا کہ مین راہ مین ملا - دیکھتے ہی مجھے ہاتھی پر بٹھا لیا - کہتا ہے روپیہ لو جاگیر لو - گانون لو - ہاتھی گھوڑے لو - مگر مین کب مانتا ہون - اس وقت پیچھا چھوٹا تم پانی لائی ہوگی تو مین پھونک دونگا - جسمین تم نامحرم نہ رہو -

سیمتن - مین آپکی لونڈی ہون یہی کیا کم ہے کہ آپکی زیارت نصیب ہوئی پانی وہ رکھا ہے آپ پھونک ڈالدین تو مین رخصت ہون یہ کہکر سیمتن اُٹھی دیکھا تو ظرف موجود مگر پانی ندارد این یہ پانی کیا ہوا - زمین کھا گئی آسمان کھا گیا - ابھی پانی رکھا دیکھتے ہی دیکھتے اُڑ گیا - ہے ہے شاہ صاحب آپ کے پاس مین جھوٹی بنی - میری بڑی کرکری ہوئی زمین پھٹ جائے تو مین دھنس جاؤن - اے لو غضب خدا کا ایک بوند تک نہین اللہ جانتا ہے لبالب بھرا ہوا تھا -

شاہ جی - بتا ہی دون - اچھا - اب بتاہی دون - مجھے اشراق سے معلوم ہوگیا کہ تم آئی ہو - جب تم سو رہین - تو مین نے آنکھ بند کی اور یہان پہونچ گیا پانی پیا پھر آنکھ بند کی اور رضا کے پاس پہورا پھونک ڈالنے کی ساعت بھی ہوت تھی - ٹل جاتی تو پھر ایک مہینے پر بات جاتی - اب تم لے لاؤ اُنکی لو بسنکل آدھی رات کو

چوری کی لطافت کے سبب سے مجھے ہمت نے چھوڑ دیا لیکن اب آپ نے یہ نیا ہتکنڈا سیکھا کہ اُس زنِ جادو جمال زہرہ تمثال کو پھانسا اور اُس سے کچھ اینٹھا چاہتے تھے وہ اُن زمانے میں میری منکوحہ اور مطبوعہ بیوی تھی۔ اب یہ ہتکنڈے چھوڑ دو کر دیا سے منہ موڑ دو ورنہ تم ہو اور نہ ہم۔ ابھی ابھی بھیک بناؤنگا اور ناچ نچاؤنگا۔ مختصر یہ ہے کہ اپنا کل حال پوست کندہ راست براست بے کم و کاست کہہ چلو نہیں خود ہی جھگتو گے میرا کچھ نہ جائیگا شاہ جی نے شراب کی ترنگ میں مارے ڈر کے اپنی بیتی صاف صاف کہہ سنائی جسکو ہم اپنی زبان میں ادا کرتے ہیں ذرا کان دھر کر سنیئے۔

شاہ جی ۔ چودہ برس کے سن سے مجھے چوری کی لت پڑی وہ مشاقی بہم پہونچائی کہ آنکھ چوکی اور گٹھری اُڑائی۔ غافل ہوا اور لٹیا کھسکائی۔ پہلے کچھ دن تو لُٹیا چور رہے۔ مگر یہ تو کرتی بدیا ہی چند ہی روز میں چوروں کے ولی ٹھنگر ہو گئے سیند لگانا کوئی ہم سے سیکھے۔ کمند پر چڑھنا کوئی ہم سے سیکھے چھت کی کڑیوں میں یوں چپٹ رہوں جیسے چھپکلی۔ اُچک پھاند میں بندر میرے مقابلہ میں گرد ہیں۔ دبے پاؤں کوسوں نکل جاؤں ممکن کیا کسی کو آہٹ معلوم ہو۔ شہر بھر کے بدمعاش۔ اوباش لُچّے لفنگے شہدے۔ گرگے۔ ہماری شاگردی میں داخل ہوئے بڑے بڑے مہاجن ساہوکار جھک جھک کر سلام کرنے لگے جس نے ہیکڑی کی۔ اُسکو نیچا دکھا دیا جو چڑھا ہوا اُسکو سیدھا بنایا خوب چوریاں کرنے لگے۔ آج اُسکا مال مارا کل اُسکی جیب کاٹی۔ پرسوں کسی نواب کے گھر میں سیند دی۔ رفتہ رفتہ ڈاکے مارنے لگے۔ سڑکوں پر لوٹ مار شروع کر دی تھانگ میں دنیا بھر کے بکھیڑے جمع ہیں۔ ایک طرف طبلہ سرنگی چانڈو اُڑ رہے ہیں دوسری طرف چرس کے دم لگا رہے ہیں۔ گانجا بھنگ غٹرغوں سب کا شغل ہو۔ تانیں اُڑ رہی ہیں شراب کی بوتلیں چنی ہوئی ہیں۔ گنڈیریوں کے انبار لگے ہیں مکھیاں بھن بھن کرتی ہیں۔ سب کو یہی فکر ہے کہ کسی کا مال تاکیں کوئی زردار کورا نہ بچ نکلے داغی ضرور ہو ایک دن شامت اعمال سے ایک نواب صاحب ذی مقدرت کے یہاں چوری کرنے کا شوق چرّایا۔ اُن کے خدمتگار کو ملایا۔ ملا بھیدو کو کچھ چٹایا۔ ایک بجے کے وقت گھر سے نکلے۔ اسی محلے میں ایک مہینے قبل مکان کرایہ پر لیا۔ اُسی مکان میں بیٹھے نواب کا ایوان عالیشان کوئی پچاس ہی قدم کے فاصلے پر ہو گا تین آدمی دس قدم پر اور پانچ بیس قدم پر کھڑے ہوے۔ ہم اور خدمتگار اور ایک چور ساتھ چلے کہ گھر میں دھنس پڑیں۔ قریب گئے تو ڈیوڑھی پر چوکیدار نے پکارا۔ کون۔ سن سے جان نکل گئی۔ عمر بھر میں یہی خطا ہوئی کہ چوکیدار کو پہلے سے نہ ملا لیا۔ اب کیا کریں۔ مُشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد۔ قہر درویش بر جان درویش۔ پھر چوکیدار نے للکارا کون آتا ہے ہم نے کہا ہم ہیں بھئی (چوکیدار) ہم کی ایک ہی کہی ہم کا کچھ نام بھی ہے آخرکار ہم نے چوکیدار کو اُسی دم کچھ چٹا کر سیند دی گھر میں گھسے تو دیکھتے کیا ہیں کہ نواب صاحب پلنگ پر سوتے ہیں اور اُنکی بیگم دوسرے پلنگ پر خواب ناز میں ہیں۔ مگر شمع روشن ہے اپنے ساتھی سے اشارہ کیا کہ شمع کو گل کر دے اتفاق وقت سے وہ ایسا گھبرایا کہ بڑے زور سے پھونک ماری۔ میں نے کہا خدا ہی خیر کرے ایسا نہو کہ نواب جاگ اُٹھیں۔ تو لینے کے دینے پڑیں۔ آگے بڑھ کے میں نے بتی کو تیل میں کھسکا دیا۔ چلیے چراغ گل پگڑی غائب

شاہ جی نے بھی سوز و گداز سے لہرا لہرا کر حضرت نظامی گنجوی علیہ الرحمہ والغفران کے کلام معجز نظام کا خون اپنی گردن پر لے رہے تھے کہ میان آزاد سے نہ رہا گیا۔ یکدفعہ ہی بول اٹھے کلا یا دشت تیرا ہی آسرا ہی۔ اب تو شاہ جی چکر مین آئے۔ یہ آواز کس نے کسا۔ یہ حریف کون پیدا ہوا ہے۔ پھبتی کس نے کہی۔ ادھر اُدھر دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھا مگر آدم نہ آدم زاد انسان نہ انسان کا سایہ۔ یا الٰہی یہ کون بولا۔ یا خدا کس نے ٹوکا۔ سمجھے کہ یہ آسمانی ڈھیلا ہے۔ خدا کھوپڑی کو بچائے۔ ڈرپوک ضعیف الاعتقاد تو تھے ہی ڈرے کہ کوئی بلائے ناگہانی یا آفت آسمانی ہے۔ رونگٹے کھڑے ہو گئے بدن تھرتھرانے لگا ہاتھ پانون پھول گئے۔ کشف و کمال سب بھول گئے حواس بلا اجازت سپاٹو پر ہو رہے۔ ہوش قلابازی کھانے لگے۔ دفع بلا کی آیتین پڑھنا شروع کین۔ آخر مین باواز بلند چلا اٹھے کہ (یا مظہر العجائب) ادھر یہ بول اٹھے (لنگی مع شاہ جی غائب) اب شاہ جی کی گھبراہٹ کا حال نہ پوچھئے کچھ چہرے پر مردنی چھا گئی جسم کاٹو تو لہو نہین بدن مین ٭ دم بخود۔ میان آزاد نے بھانپ لیا کہ شاہ صاحب پر رعب چھا گیا۔ جھٹ نکل کر بتون کو خوب پانون سے کھڑکھڑایا۔ شاہ جی کانپ اٹھے کہ یہ بتون کا لشکر کا لشکر آن کھڑا ہوا۔ اب گئے ہی گزرے۔ آزاد نے لحن داؤدی خاص اہل عجم کے لہجہ مین ایک غزل پڑھی۔ گو شاہ جی الف سے کے نام بھی نہین جانتے تھے مگر رات خوب ہی بھیگی تھی اور چاندنی نکھری تھی۔ ہوائے سرد پھولون کی بو باس کو منتشر کر رہی تھی۔ آزاد نے ایسی سُریلی آواز سے اُس حقانی غزل کو گایا کہ کندہ ناتراش تک کو وجد آیا۔ شاہ جی بست ہو گئے۔ سمجھے کہ کوئی درویش باکمال آ نکلے۔ اب تو جان مین جان آئی۔ میان آزاد کے قدم لیے انھون نے پیٹھ ٹھونکی۔ شاہ جی اُس وقت عا

دو آتشہ شراب آنکھ سے برسے تھے فرشتے کے تنگ جی خیال بندھ گیا کہ کوئی آسمان سے اترا ہے۔

آزاد۔ کیستی واز کجائی و بامنت چکار سعد۔ سکوت تا کے ما اسمک انت شیخ او سید۔

بلغنا المراد ونال العنا ذلک الحمد والشکر یا ربنا۔ اب صرف باقی ہوش شاہ جی کے رہے سہے حواس اور بھی غائب ہو گئے زبان سمجھ مین نہ آئی سمجھے کہ بیشک فرشتہ آسمان ہے۔ ہماری روح قبض کرنے کو نازل ہوا ہے دانتون فرماتے کیا ہین کہ مین علم سے ناموزوم ہونگا۔ سمجھتا نہین ہونگا کہ آپ اسوقت کیا حکم دیتے ہین ہم نے بہت گناہ کیے اب ماف (معاف) فرماؤ کچھ دن اور جینے دو تو توبہ کرون یہ ٹھگ بدیا چھوڑ دون مین سمجھ گیا تھا کہ آپ فرشتے ہو روح قبض کرنے آئے ہو۔

آزاد۔ یہ پیرانہ سالی اور یہ بداعمالی۔ یہ سن و سال اور یہ چال ڈھال یاد رکھ کہ قعر جہنم مین پڑے گا اور نار دوزخ مین جلایا جائے گا۔ سُن فرشتہ آسمانی نہ ملک روحانی مین حکیم بلیناس کی روح پاک عالم ہون حکیم ہون خدا ترس ہون رحیم ہون ملکوتی صفات ہون صاحب طلسمات و نیرنجات ہون۔ شجاعت مین رستم سیستانی حکمت مین ارسطوے ثانی۔ مصوری مین رشک بہزاد و مانی۔ سکندر نامہ مین نظامی نے یہ شعر میری ہی شان مین کہا ہے۔ ؎

بلیناس فرزانہ را پیش خواند
بزو یک جام جہان بین نشاند

میری تعریف و توصیف مین بڑے بڑے شعراے بلند پایہ سخنوران گرانمایہ رطب اللسان ہین میرا مزار اسی جگہ پر تھا یہان تیرا جہتو ہوکا و بجان تو ناپاک رہتا ہے اور یہ شراب مین ٹھٹھاتا ہے

گیٹھ بھیکی بتائی کہ آئے حواس غائب ہو گئے۔ شراب کے نشہ نے
سمند وحشت پر ایک اور کوڑا جمایا مکر و زور کا سارا حال جو جو
کہہ سنایا۔ واللہ اچھا سہل نسخہ ہاتھ آیا۔ شاہ صاحب کی قلعی
کھل گئی۔ سچ ہی ہر زغونے راموسے گانون بھر چرکھایا تھا۔
خوب دام تزویر پھیلایا تھا۔ اب پھنسنے بچا۔ میان آزاد نے
جب دیکھا کہ مارے بوکھلاہٹ کے انکی جان پر بن آئی ہے تو
تشفی دی اور یون سمجھایا۔ سنو شاہ جی سمک سے سما اور ثری سے
ثریا تک اپنا راج ہے لیکن ہماری بیعت لاؤ ہمین اپنا پیر بناؤ
تو چھوڑ دین اسوقت تو مرنے سے پانون پھیلا کر سو رہو کل تڑکے
گجر دم گانون بھر مین غلغلہ ڈال دو کہ ہمارے پیر مقدس نے
قدم رنجہ فرمایا ہے۔ مگر ہمارا سن دو سو گیارہ برس کا بتانا اور
سب سے کہہ آنا کہ ابھی نام خدا سبزہ آغاز ہے اور جوان طناز ہی
معلوم ہوتے ہین۔ شاہ جی کی باچھین کھل گئین کہ چلو کسی طرح
جان تو بچے نور کے تڑکے تمام گانون مین اس سرے سے اس
سرے تک پکار آئے۔ کہ ہمارے پیر مقدس آتے ہین جسے دیکھنا ہو
دیکھ لے۔ شاہ جی کی تو وہان دھاک بندھی ہی تھی جب لوگون
نے سنا کہ انکے بھی ولی ہنگر آئے ہین تو شوق چرایا کہ زیارت
کو چلین دو دن اور دو رات میان آزاد نے کسی کو رخ تابان
نہ دکھایا۔ تیسرے دن فقیرانہ لباس پہن کر ہرے ہرے پیڑون
کے ٹھنڈے ٹھنڈے سایے مین آن بیٹھے میان آزاد گلفام
و نازک اندام حسین و مہ جبین تو تھے ہی شنجرفی تہمد اور پیرہن
نے آتش حسن کو اور بھی بھڑکایا دیکھتے کیا ہین کہ پوچھتے ہی زن و مرد
و غریب و امیر بہ نادیر زیارت کو آرہے ہین بھنٹ کے ٹھٹ
جمع ہ ہندو اور مسلمان کی عورات جوان کو دیکھ کر ان کی آنکھون
سے خون ٹپکنے لگا۔ جوان کم سن چاند جال زہرہ تمثال۔
شوخ و طناز۔ خوش انداز سراپا ناز زیور سے مزین لباس
گران بہا سے مشین چھما چھم کرتی چلی آتی ہین دس دس کوس سے
فینسون پر سوار بصد شوق زیارت کو آئی ہین نگین طرحدار
مہریان ساتھ بانکی ادا سے فینس کے کونے پر ہاتھ۔ کوئی بچھے
ٹھٹے سے ڈولی پر کوئی پیادہ پا غنچہ کھلا ہوا ہے۔ میان آزاد نے
دل ہی دل مین انکے ورثا کو خوب صلواتین سنائین کہ فقیر اور
باکمال کا نام سنتے ہی کیا جھٹ سے بھیجدیا۔ خدا کی مار۔ ان کو
اتنی عقل بھی نہین ہے کہ ذرا دل مین سوچین کہ ہم بھیجتے کہان ہین
الٰہی توبہ۔ الٰہی توبہ۔ میان آزاد نے نہایت جوش و خروش اور
فصاحت و بلاغت کے ساتھ اشعار اور آیات پڑھنا شروع کین
اور خوب ہی نے بجی واللہ کیا ہیڑیا دھسان خلقت ہے جس نے
کڑے رنگ سے وہی خدا رسیدہ بن بیٹھا۔ دنیا بھر کے بھگری
فقیر کے لباس مین مال مارتے ہین۔ اور اکثر تربیت یافتہ تعا
مسن تک انکے باکمال ہونے پر گنگا اور قرآن اٹھاتے ہین
کوئی ذی عقل سمجھائے تو الٹی آنیتن گلے پڑین سے

خیانت سے مکائد سے دغا سے
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

صحبت رندان مے آشام و مہوشان نازک اندام

گھٹا کالی کالی دھنک لال لال — کنھیا کے ابرو پہ جیسے گلال
گھٹا اور بجلی مین ہے آج چوٹ — ہوا بی ڈوپٹے مین بجلی کی گوٹ
گلستان عالم مین چھائی گھٹا — وہ آئی وہ آئی وہ آئی گھٹا
سیہ ابر مغرب سے ایسا اٹھا — مین سمجھا کہ کعبہ کا پردہ اٹھا

آزاد خانہ برباد مستانہ وار جھومتے چلے جاتے تھے کہ ایک
گھر سے آواز آئی (اتنی ارج موری مان) اہو ہو [illegible]

بیگم صاحب کے سرہانے رنڈی کا صندوق رکھا تھا۔ مگر آدھی رات
ہم تو مال کی نوبانی کر چکا چنانچہ جس وقت چلے تھے سنگر کا صندوق اٹھا لائے
فوراً صندوق کو اٹھا اور دوسرے ساتھی کو دیا کہ باہر پہنچائے وہ
کچھ ایسا گھبرایا کہ مارے بوکھلاہٹ کے کانپنے لگا اور ایک ضرب
اسی پر گر کے دھم۔ دھماکے کی آواز سنتے ہی نواب چونک پڑے
شیر بچہ سرہانے سے اٹھا پلنگ سے اٹھ تیر سے بلبلا کر
بھکیتی کے ہاتھ دکھانے لگے میں نے ایک چالاکی کا ہاتھ دیا
اور جھٹ کمرے سے نکل دیوار پر چڑھ پھاندے کود اور
چور چور پکارتا ہوا نالے کے باہر وہ دونوں سرپٹ بھاگتے تھے
دھر لئے گئے۔ مگر واہ رے نواب واللہ جری آدمی ہے۔ دونوں
کو گھیر لیا وہ تو جیلخانہ گئے۔ بندہ صاف بچا۔ اب ہم نے یہ پیشہ چھوڑا
اور سفاکی پر کمر باندھی۔ ایک مہینہ میں کئی خون کئے۔ پہلے
ایک سوداگر کو گھر میں گھس کر چارپائی پر ڈھیر کر دیا۔ اور جمع جتھا
ہمارے باپ کی ہو گئی۔ پھر ریل پر ایک مالدار جوہری کا گلا
گھونٹ ڈالا اور جواہرات صاف اڑا لیے تیسری دفعہ دو بنجارے
سرائے میں اترے تھے ہمیں خبر ملی کہ انکے پاس سونے کی
اینٹیں ہیں انکو سرا ہی میں انتقال کرنا چاہا بھٹیارن نے
ہمیں دیکھ لیا۔ غل مچایا پکڑے گئے چالان ہوا مجسٹریٹ نے
قیدخانہ دکھایا۔ وہاں آٹھ دن رہے تھے کہ نویں دن آزادی
یاد آئی۔ رات کو موقع پا کر کال کوٹھری کا دروازہ توڑا ایک
کیپی جمعدار کا سر اینٹ سے پھوڑا پہرے کے کانسٹبل کو
اسی بندوق سے شہید کیا۔ صاف نکل بھاگے۔ اب ہم نے سوچا
کہ کوئی نیا پیشہ اختیار کریں۔ اس گاؤں میں آئے تو عجب
ٹھکانے سے درویش باکمال جی بیٹھے فقیروں کا بھیس
بنا کر ایک پیڑ کے نیچے بستر جما دیا بیٹھ گئے ایک دن ایک
گاؤں کے ٹھاکر کا لڑکا بیمار ہوا۔ یہاں عجیب حکمت کو پوچھا
کہ بالکل ایک علی انوکھا پیڑ کے نیچے بیٹھے یاد خدا کیا کرتے
ہیں چہرے سے نور برستا ہے کسی سے لیتے ہیں نہ دیتے ہیں
ٹھاکر نے سنتے ہی اپنے بھائی کو بھیجا ہم ساتھ گئے۔ چہرہ
بشاش کہ آج یا لا ہمارے ہاتھ رہا تو عمر بھر چین سے گزرے گی
ہمارا پہنچنا تھا کہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم کسی سے
بولے نہ چالے (قدم درویشان رد بلا) یہ آواز بلند کہکر لڑکے
کے پاس بیٹھ گئے اور کچھ بڑبڑا کر اٹھ کھڑے ہوئے دیکھا
کہ لڑکے کا برا حال ہے بچنا محال ہے ٹھاکر قدموں پر گر پڑا
ہم نے پیٹھ ٹھوکی اور لمبے لمبے ڈگ بڑھاتے چل دیے۔
اس دن حسن اتفاق سے ایک یوروپین ڈاکٹر دورہ کرتے
ہوئے اس گاؤں میں آئے۔ اور انکے معالجے سے مریض
چنگا ہو گیا اب لطف دیکھیے کہ ڈاکٹر کا تو کوئی نام بھی نہیں
لیتا سب ہماری تعریف کرتے ہیں۔ کوئی پیسے بناتا ہے کوئی
خدا رسیدہ کہتا ہے ٹھاکر نے ہمیں ایک ہاتھی اور ہزار روپیہ
دیا۔ وہ ہم نے قبول نہ کیا سبحان اللہ پھر تو ہوا بندھ گئی سب
جہلا فہم بھی ہم ہیں کوئی بیمار ہو تو ہم پوچھے جائیں۔ کوئی مرے
تو ہم بلائے جائیں۔ میاں بیوی کی شکر رنجی میں ہم قاضی بنتے
ہیں۔ باپ بیٹے کا جھگڑا ہم فیصل کرتے ہیں۔ صبح سے
شام تک دعاؤں پر ڈالیاں اور نعمتوں پر طشتیں ہمارے
سامنے بچھی رہتی ہیں عورتیں مرد غریب و امیر برنا و پیر
سب زیارت کو آتے ہیں۔ ہمارے آزاد منش [illegible]
پاکر وہ شرب [illegible] خندہ [illegible] میاں
آزاد [illegible] بیٹھے بیٹھے
[illegible]

ایک سے ۔ آب و گل بستی نہین عالم مین بہشت / از خطۂ پاک بلگرام است
سبحان اللہ چہ بلگرامے / کوثر سے و آفتاب جامی

لیکن حضرات بادہ گسار اور عشاق زار کا وہان کال ہے ۔ مگر علما فضلا شعرا کملا کی ٹکسال ہے اور دہر مین لکھنؤ کے بعد پھر بلگرام ہی کا نمبر ہے ۔

دوسرے ۔ بندہ رئیس پنجاب ہے جو تمام عالم مین انتخاب ہے

چہ پنجاب انتخاب ہفت کشور / قسم خوردہ بہ خاکش آب کوثر
فضائے فتنہ مستی ہوائش / زمینے کا سمانہا خاک پائش
غبارش آب و رنگ چہرۂ گل / گیاہش در بہائے زلف سنبل
بہر جا سبزہ از خاکش دمیدہ / رخ خوبان بہ پیشش خط کشیدہ
بجا کش سایۂ پرہائے بلبل / جواب یک چمن خندیدن گل
بہر شہرش بتان گرم بازار / بے سود ادل عاشق خریدار

تیسرے ۔ خاکسار کا مسکن و مولد خطۂ مینو سواد کشمیر جنت نظیر ہے جو باغ نعیم سے بھی زیادہ دلچسپ و دلپذیر ہے مرغزار نزہت بخش سبزہ طراوت افزا ۔ واللہ عجب گلزمین ہے باقتدر دلکش ہشت برین ہے ۔ ع

ہر سوختہ جانے کہ بکشمیر درآید / گر مرغ کباب ست کہ با بال و پر آید
از بسکہ کند جذب رطوبت خط ریش / گر کاسۂ چینی ز ہوا پر جگر آید
این سبزہ و این چشمہ و این لالہ و این گل / آن شرح ندارد کہ بگفتار درآید
بنگر کہ ز فیضش چہ شود گوہر یکتا / جائیکہ خزف گر رود آنجا گہر آید

چوتھے سے ۔ گلستان رضوان بھی جسکا خوشہ چین ہے / وہ بیشک لکھنؤ کی سرزمین ہے

سبحان اللہ کیا طبقہ مردم خیز ہے ۔ زبان اور لطف بیان نکتہ آفرینی اور غزل خوانی اہل لکھنؤ ہی کا حصہ ہے جو شاعرے خدا سے نخل [illegible]

پانچوین سے ۔ گفتگوے عاشقان در کار رب / جوشش عشق ست نی ترک ادب

ہمارا اشعار و دثار صوفیان صافی طینت عالی گوہر راست کردار کا سا ہے عقیدت و طریقت وجود وحدت پہ ہے یعنی ہم وحدت وجود کے قائل ہین ۔ روزے سے غرض نہ نماز سے سروکار ۔ جو نقطۂ وحدت سے ملجائے اُسکی نجات ہے ۔ ہم اُس واحد حقیقی کے افراد ہین جسکی وحدت سے اس عالم افراد مین یہ کثرت ہے ۔ سنو ۔ یقین مانو وحدت عین کثرت اور کثرت عین وحدت ہے ۔ عالم مشاہدہ مین ایک مثال اُسکی دیتا ہون جس سے اگر تم سمجھتے ہو کہ یہ مقولہ نظری ہے بدیہی ہوجائے ۔ دیکھو ایک تخم خربزہ ہم نے بویا اُسنے اپنی طبیعت سے اپنے کو ایک پودے اور چند پتون مین ظاہر کیا ۔ پھر بڑھتے بڑھتے چند عرصے مین اُسنے اپنے تئین پھر اپنی اُسی ذات خربزہ مین ظاہر کیا اور اُسی تخم مین اب دیکھو ایک تخم واحد نے جسمین وحدت ہی وحدت تھی کسقدر کثرت مین اپنے کو دکھایا پھر وہی بیج کا بیج ۔ چنانچہ ہمارے امام ہدایت اور پیشواے رشادوت نکتہ رس علی الاطلاق حکیم الاشراق مولوی صوری و معنوی قدس سرہ الخفی والجلی اپنی مثنوی مین اس مطلب کی طرف اشارہ بہ این اشعار فرماتے ہین ۔ ع

بشنو از نے چون حکایت میکند / وز جدائیہا شکایت میکند
کز نیستان تا مرا ببریدہ اند / از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

نیستان سے وہی وحدت حقیقی کا بن مراد ہے جس سے کٹ کٹکر ہم بانسریان ترانہ سنج ہین ۔ ع

شب از مطرب کہ دلخوش باد ویرا / شنیدم نالۂ دلسوز نے را
چنان در جان من سوزش اثر کرد / کہ بے رقت ندیدم ہیچ شے را

ہمین کچھ سالک و مجذوب سے مطلب نہین ہم ابدی کواسی سے

تھوڑی تھوڑی سبزۂ نو دمیدہ کی بہار نھنی نھنی بوندین - ابر نشاط خیز
نسیم سحری مشک بیز - تڑکے کا وقت اس صداے خوش آہنگ
کے سنتے ہی میان آزاد نے اُسی جگہ ایک کیاری مین بستر جمایا
پھر آواز آئی (پیا پیا سے اتنی ارج موری مان) اہو ہو ہو واہ
اُستاد تم تو اپنے وقت کے میان شوری نکلے - کیا تان سین
کے قبر کے پیڑ مین ایک پتی بھی باقی نہ رکھی جڑ سے پھنگی تک
سب چٹ کر گئے - ہان ذرا اونچے سرون مین پھر چھیڑے
(سیان پیا سے اتنی ارج موری مان) اتنے مین
اُس کمرے سے قہقہے کی آواز آئی - اور دس پانچ آدمیون
نے گردن نکال کر میان آزاد کو دیکھا کہ ایک تھالے مین دو زانو
بیٹھے موجین لے رہے ہین -

ایک - حضرت یہ خانہ بے تکلف ہے بسم اللہ تشریف لایئے
میان آزاد نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دن سے کمرے مین داخل -
السلام علیکم -
دوسرا - وعلیکم السلام -

تیسرا - وہ آئے گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

چوتھا - بندہ نواز - ادھر تشریف رکھیے آپ تو کانٹون مین
گھسیٹے ہین خیر - صدر ہر جا کہ نشیند صدر ست -
پانچوان - گستاخی معاف - آپ کس طریقت مین ہین

آزاد - از مذہب مپرس نہ مومن نہ کافرم
من رسم این دیار ندانم مسافرم

چھٹا - کبھی کبھی جام بھی دیکھا ہے -
آزاد - اجی حضرت یہ نہ پوچھیے - صبح الزرق ہوا اور جام نوش
ہوا - شراب شیراز ہو تو عمر دراز ہو -

گویند بہشت و حور و کوثر باشد
انجا مے ناب و شہد و شکر باشد
پُر کن قدح بادہ کہ معلوم نیست
نقدی ز ہزار نسیہ بہتر باشد

شراب ایک ہی گو تر کی ہو کہ لندن کی
الگ اپنے واسطے زاہد حلال کرتے ہین

مگر بندہ محروم ہے - اب اُس جلسۂ احباب اولوا الالباب بادہ خوار
و مے گسار بلاکوش ساغر نوش سرخوش و مدہوش جفاکیش و ترش
کی چہل پہل کا حال عبرت آل بگوش ہوش سنئے - فراخ و وسیع
میدان مین ایک ایوان سپہر نوا ہے - چوطرفہ سبزۂ نو رُسیدہ کی
لہک اور گلہاے مشک بیز کی مہک - بقول عنایت اللہ
خرد آگاہ نمک ریزی سبزان بہار و رامشگری مرغان چمن زار و مستانہ
روی آب رود بار و قہقہہ تدروان خوش رفتار و پاے کوبی
غزالان مینا سم و خنیاگری طاؤسان حرمع دم - غرض کہ عجب
لطف بہار ہے - سرو در بار چمن کا چوبدار ہے - بستی کے باہر گومتی
کے بیچ یہ باغ ہے جسکے ہر چہار سمت جنگل اور راغ ہے - ایوان
عالیشان کے بیچون بیچ ایک سجے سجائے کمرے مین زیب
آراستہ اور محفل سرود پیراستہ ہے - چاندنی وہ صاف بچھی ہے کہ
چاندنی بھی شرمائے - اور ساگودھرمی کی گلابیان چُنی ہوئی ہین
صراحی گردن کشی کر رہی ہے - لعل آتشین خالص جواہر روح کے
جام منتظر ہین کہ لب سے ملے - ہمارے یار طرحدار میان آزاد
نے کہا کہ حضرت ہم غریب الوطن آدمی ہین - ہمین شہر کاے
جلسہ کی مختصر کیفیت سے آگاہ کیجیے مالک مکان بولے کہ ٹھیکے
کہ ہم سب ابھی اپنی تعریف آپ کہنے لگین گے - ذرا دَور تو
چلنے دیجیے یہ کہکر حضرت نے گردن شیشہ چاندی جڑی کا دُور
شروع ... ادھر آئی ... چلنے لگا - آپ ... کی
وہ سر ... کہ سب ... ہو گئے

[illegible] مچا ہے - سہ

حیف از تو کہ رونق گہِ تیمار باغی	ز بلبل غافل و حریف زاغی
صحبت اعجاز گو ترسست اگر باشی	نور آب روی تری بدر آتش داغی

یہ شراب خانہ خراب نے لاکھون گھر بٹھلائے - یہ ہزارون تاجدارون کو گدائے بینوا بنائے - منھ لگائی اور منھ کی کھائی - فلک رفعت تاجرون کو اسنے خاک مین ملایا - مہاجنون کا دوالہ اسنے نکلوایا یا خدا مدد دے یا خدا مدد دے - سہ

ز چوب تاک گویا عود خود را ساخت این مطرب
کہ خوش مستانہ بیرون نغمہ ہا از سازمے آید

اُن یاران صادق و دوستان موافق یاران بادہ نوش و بذلہ سنجان عشرت کوش مین دن بھر تو وہ چہل پہل قہقہے اور چہچہے رہے سر شام سے نئے رنگ کی دھما چوکڑی مچی - خانہ باغ مین جس کے در و دیوار سے صحرائیت برستی تھی شامیانۂ عیش کا شان بعید حشمت شاہانہ نصب ہوا - یاران سر پل بیٹھے رنگ لیان مناتے ہین - مگر خان پری چہرہ شادیانے بجاتے ہین - طبلے پر تھاپ ہے - گت بج رہی ہے - حاضرین جلسہ زیر و بم سے واقف چڑھاؤ اُتار کے سمجھنے والے خوش خوش سرود خوش گلو - کوئی تان سین بنا بیٹھا ہے کوئی بیجو باولا گردن سب کی ہل رہی ہے ہاہا - اہا ہو ہو - واہ وا واہ - اے سبحان اللہ ای صدقے قربان جاؤن کیا گلا ہے - یہ گلبانگ توصیف و غلغلۂ تعریف ہر سمت بلند ہے - ایک بت پندار شوخ و ستمگار نے یہ غزل عجب لطف و انداز برنائی اور شان خود آرائی سے ادا کی - سہ

خدا جانے یہ آرائش کرے گی قتل کس کس کو
تلطف ہوتا ہے شانہ آئینہ کو یاد کرتے ہو
[illegible]

اُسپر کتا وُ تھے سب بیخود - بیہوش - بیتاب و بیدل - بے صبر سر و پا کی خبر نہین ایک رند عالم سوز و آزادہ نغمہ سنجی کے دلدادہ نے چوتارے کی فرمائش کی - کہنے بھر کی دیر تھی سارنگی غضب ڈھانے لگی اور (مچھر یابند یا لیگیوور) کی آواز خوش آنے لگی اُدھر مطرب کی ناخن بازی اِدھر خوش الحانون کی نازک آوازی بیفکرون کی واہ واہ - الحذر - خدا کی پناہ - کسی سیہ چردہ شیرین حرکات نے خسرو مصر سخن واقف رموز ہر فن عراقی آن جہان کی یہ غزل گائی اور ہاتھون ہاتھ داد پائی - سہ

خمار و قلندر سزد ار بمن نمائی	کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی
بطواف کعبہ رفتم ز حرم ندا برآمد	کہ برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی
در دیر چون زدم من ز درون ندا برآمد	کہ بیا بیا عراقی تو ز خاصگان مائی

اسکا مطلب تو دو ہی چار سمجھے مگر ٹوپیان چوطرفہ اچھلنے لگین سحر کاذب کے وقت جب پپیہا بولنے لگا - اور نسیم سحری مشک و عنبر سے بسی ہوئی بہشت الشیپین لانے لگی تو کہرے کی فرمائش ہوئی زلفین پریشان مست خوش الحان سب حاضرین جلسہ شادان و فرحان مگر حضرت آزاد آزردہ و گریان - لاحول گویان بے اعتدالی اور بے عنوانی - بحر بیحیائی کی روانی و طغیانی دیکھ کر اُنکا دل اس صحبت فسق و فجور سے بھر گیا - چہرہ مارے غصے کے لال بھبھوکا بدن مین رعشہ - مزاج کبھی تولہ کبھی ماشہ - معلوم ہوتا ہے ایک آدھ کو پچھاڑ کھائینگے یا کچھ بن بنی بتائینگے - جھپٹ دیا ہی چاہتے ہین - آٹھے ہاتھون لیا ہی چاہتے ہین - اتفاق سے اُس جھگڑے کی صحبت مین ایک اجل صاحب کا بھی گذر ہوا تھا - اور وہ بیچارے نئے نئے تھے میان آزاد کے بشرے سے تاڑ گئے کہ اس صحبت سے حضرت ہے کبیدہ خاطر ہین وہ بھی اٹھے متفق الرائے تھے اور دونون مین سرگوشی ہوئی -

لگائے بیٹھے ہین - فقہ و حدیث سے غرض نہین - س

جام جم رکھدے طاق کسریٰ پر
میرا چلو شراب سے بھرد ے

انما الخمر والمیسر رجس من عمل الشیطان قرآن مین آیا ہو مگر یہ ہم لوگون کے واسطے نہین ہو اچھا یہ صحیح ہی سہی - و اثمھما اکبر من نفعھما - لیکن ہمارے پیر مغان اور ہادی دوران دیکھو ہم جاتے ہین - س

دوش از مسجد سوی میخانہ آمد پیر ما
چیست یاران طریقت بعد ازین تدبیر ما
ما مریدان رو بسوی کعبہ چون آریم چون
رو بسوی خانۂ خمار دارد پیر ما

باقی رہا عذاب عقاب جہنم و جحیم یہ فقط شرعی دھڑکا ہو - ع -

بہشت اک باغ ہو دوزخ بھی ایک شرعی دھڑکا ہی

چھٹے س - کیا بادۂ گلگون سے مسرور کیا دل کو
آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو

صوفی عالی مقام کو اینجانب کا سلام حضرت آپ کی گفتگوے عاشقانہ اور کلام صوفیانہ سے طبیعت کو سرور حاصل ہوا ہمان بھی دوزخ اور بہشت کو شرعی دھڑکا ہی سمجھتے ہین - س

ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش کرنے کو غالبؔ خیال اچھا ہی

ہان روزہ رکھنا اچھا ہی کشف رطوبات ہوتا ہی - مے لعل فام و اتش لباس ہمارے مشرب رندانہ مین بھی جائز ہی -

ساتوین س - اگر بیاید ملک الموت کہ جانم ببرد
بے دو سہ چھینٹا کشی روح رسیدن ندہم

واہ مولانا چوک گئے - مولوی معنوی کے شعر کے معنی اچھے حل کیے - ع -

بشنو از نے چون حکایت میکند

نے سے مطلب بھی سمجھے خاک نہین سا بھی حضرت یہ چانڈو کی نے سے عبارت ہو چانڈو کی نے کی دلی تمنا ہو کہ لوگ ہر دم اُسے منھ سے لگائے رہین جب ہی کہا ہو کہ - ع -

وز جدائی ہا شکایت می کند

آٹھوین س - صوفی بیا کہ آئینہ صاف ست جام را
تا بنگری صفای مے لعل فام را

راز درون پردہ ز رندان مست پرس
کین حال نیست صوفی عالی مقام را

یہ یاران سرپل کی بیٹھک ہی - یہان زہاد اور صوفیان صافی کا کیا کام - جام اور بادۂ گلفام کا ذکر چھڑے - یہ حقانی باتین مرا کرکرا کیے دیتی ہین - والد مرحوم بڑے بیوقوف تھے - جیر غشو کرکے ہمین مدرسے بھیجا - اسپلنگ بک بھی ہنوز نہ ختم کی تھی کہ ہم بھاگ کھڑے ہوے - سلیٹ کو کلوار کی بھٹی پر گرو رکھ خوب راسی اڑائی -

الغرض صبح سے چار بجے تک ترزبانی اور شعر خوانی بادۂ انگور و قصور کی چھیگوئیان رہین - لطیفے ہوا کیے - چار بجے کے بعد حضرت آزاد نے زبان کھولی تو یہ سب بند ہو گئے -

آزاد س - دن رات گفتگو ہی شراب و کباب کی
کیا منھ لگون نے یار کی صحبت خراب کی

اس صحبت اور جلسے پر خدا کی مار - اور شراب خانے پر شیطان کی پھٹکار - لاحول ولا قوۃ - یار و اخلاق سیکھو - آدمی بنو آدمیت کا سبق لو سنا فرزند احباو ابرار و مضا صحبت اشرار زین تمیز کرد یہ نہین تڑکے سے بیٹھے تو بجور ہو گیا - شام تک سوا پیمانہ و میخانہ کے کوئی چرچا ہی نہین - ان بزرگوار کی صحبت کے صدقے کہ اپنے باپ کو بیوقوف بناتے ہین - سگ و اللہ نکھٹو سچ ہین - یہی تو انکی بیوقوفی ہے الٰہی توبہ - اٰئی تو بہ کیا اشغال مزخرف ہین - خدا پناہ مین رکھے اور صحبت

چھلکا تو پیالہ وہیں شیشہ نے جھٹ۔ پانچوں نے باآواز بلند کہا۔ شعر

شکار روز توبہ خوب جلوہ سیکدہ کرد دوش | اچھو ز دیکھیں فی طیفہ بہت بڑھ چڑھ کے

ایک اور بادہ گسار نے دیکھا کہ وہ سب مزے اڑا رہے ہیں ہم ہی پیچھے رہے جاتے ہیں فرمایا۔ شعر

فصل بہار آئی پیو صوفیو شراب | بس ہو چکی نماز مصلّا اٹھایئے

چلیے حضرت اللہ میاں پر احسان کر چکے۔ نماز پڑھی یا نہ پڑھی مغفور ہو کے مستعد تو تھے۔ الاعمال بالنیات۔ پھر خوف کاہے کا ہے اور بھی نماز چاہے ایک نہیں پچاس بار قضا ہو جائے۔ نماز خفتن پڑھ لیں گے چلو چھٹی ہوئی میاں آزاد کی آنکھوں سے خون ٹپکنے لگا کہ یہ سودا وجنون الدنیا حضرت قادر ذوالجلال سے بھی نہیں چوکتے نماز میں بھی دل لگی عبادت میں مسخرہ پن۔ خاصے پکے ہیں۔ شعر

ای فسق و فجور کار ہر روزۂ ما | وی پر ز حرام کاسہ و کوزۂ ما
بی خندد روزگار می گرید خلق | بر طاعت و بر نماز و بر روزۂ ما

خواجہ۔ یہ دیکھیے واللہ ہی کہ یہ مرتد رحمت رب سے محروم ہیں۔ اپنے تو رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ دیکھیے واللہ ہی کہ ان سے تو ہی بھلی۔

آزاد۔ بندہ پرور گستاخی معاف۔ یہ تکیہ کلام تو چھوڑیئے آپ ایک جملہ بولتے ہیں تو تین سے بیس تک (یہ دیکھیے واللہ ہی) کوئی فقرہ (یہ دیکھیے واللہ ہی) سے خالی نہیں۔ یہ بُری عادت ہے۔

خواجہ۔ یہ دیکھیے نہیں۔ توبہ توبہ۔ مگر یہ دیکھیے واللہ اے اچھی قرہ نکالا۔ مگر واللہ اس جوڑ توڑ کے قربان ۳۶۵۔ کی بہت اچھی مثال یعنی ۳۶۵۔ ہی دن ہوتے ہیں۔

میاں آزاد اس صحبت رندان سے آخر ایسے ناراض ہوئے کہ بلا رخصت [illegible] حضرت ہی حضرت سنیے تو سہی سنیے تو سہی [illegible] دیکھیے تو [illegible]

برات کی دھوم

ایک رئیس گردون مدار والا تبار جاہ و وقار کی ایک دختر فرخندہ اختر تھی۔ رئیس موصوف نے اسکو بہ ناز و نعم پالا۔ جب لڑکی کچھ سیانی ہوئی تو اسکی شادی کی فکر پیدا ہوئی۔ بڑے بڑے نام برآوردہ رؤسائے ذوی الاقتدار کے یہاں سے پیغام آنے لگے۔ دور دور تک اسکے حسن و جمال کی شہرت ہوئی آخر کار ایک رئیس ذی الاعتبار و ذی اقتدار کے ساتھ نسبت قرار پائی پھر کیا تھا طرفین سے تیاریاں ہونے لگیں۔ اشتیاق کی سد رہ فرمائش ہی کبھی چلتا ہے سب جمع جتھا لٹا دیں آنکھ بند کر کے خرچنے لگیں ایک نے اسی ہزار روپیہ قرض لیے دوسرے نے تعلقے کے کوڑے کیے دونوں لنگوٹی میں پھاگ کھیلنے لگے۔ جوڑے نے بنے۔ خدمتگاروں ماماؤں اصیلوں نوکروں چاکروں نے بیش بہا جوڑے پھڑکا لیے۔ خوب انعام خلعت پا گئے برات کے دن بڑے کروفر سے برات سجی گئی دونوں طرف خوب ٹھاٹھ تھے۔ شعر

الماس کے وان تھے جھاڑ فانوس | یان جلوہ فروش تخت طاؤس
مہتاب کی چاندنی کا وان فرش | یان چرخ سے چرخ میں سر عرش
گلگون تھا کسی کا باد رفتار | گلرنگ کسی کا تھا ہوادار
ہاتھی تھے تو مستیوں کی دھوم تھی | گھوڑے تھے تو چابکی کی لت تھی
وہ ماہ کہ تھا سوار شبدیز | تھا پا بر کاب شوق مہمیز

سب سے پہلے نشان کا ہاتھی شب رنگ مست صورت دیکھے انسان تڑپ جائے۔ اسکے بعد بڑی دور تک جلوس کی بہار اور سانڈنیوں کی قطار تھی عربی ترکی۔ تازی۔ دیلا۔ کیپ۔ انواع و اقسام کے رہوار باد رفتار خوش خرام و تیز گام ساز دار بجے سجائے لوگ سے بنے جاتے چاندی کا گہنا پہنے دلھن کی ایسی صورت بنائے جھم جھم کرتے چمکتے جاتے ہیں آرائش کے تخت ایسے صناعان چابکدست کے بنائے ہوئے لطف جلوس دوبالا کرتے تھے معلوم ہوتا تھا گلزار ارم کے پھول کھلے ہیں سرو بنایا تو نقل کو اصل کر دکھایا چاند بنایا ہو بارون کا تخت قابل دید تھا کوئی تختے میں ہجوم

خواجہ - یا حضرت مجرا عرض ہے -

آزاد - سبحان اللہ - اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی یہ ریش سفید یکمشت و پانزدہ انگشت - اور یہ شستہ تقریر یہ جبہ و دستار اور یہ شعار کہنے لگے مجرا عرض ہے تسلیم آداب کورنش بندگی السلام علیکم بالائے طاق - نئے رنگ کا ضلع جگت ہے - واہ ری جگت بازی استغفر اللہ -

خواجہ - قبلہ یہ دیکھئے واللہ ہے کہ میں بھی گھبرا اٹھا - یہ بیحیائی دیکھی نہیں جاتی جو ہے مست - جو ہے رند خرابات - جو ہے پھکڑ - یہ دیکھئے آپ ہی کہ آپکے چہرے کی رنگت سے بھانپ لیا کہ اتنی محفل میں ایک یہ ہمدرد ہیں - یہ دیکھیے واللہ ہے کہ یار لوگوں نے ترملکا کر دیا مگر آنکھ تک نہ جھپکی - ویدے پھاڑ کر دیکھ رہے ہیں -

آزاد - جی ہان اور ابھی کوئی نیک کام کرتے ہوتے تو چراغ جلدی سے پڑ رہتے - ایک جو سنکتا - مگر اس فقرہ کہنے اور جگت بک بک کے قربان کہ چار پہر بیٹھے ہی بیٹھے کاٹ دیے - اٹھنا دوبھر ہلنے تک کی قسم ہے - ستم ستم ہے - دم بدم حقہ چلم پر چلم بھری جاتی ہے - خمیرا دو سیر مشکبو دھوان دھار اڑ رہا ہے - گلوریوں پر گلوریاں چلی آتی ہیں عطر کی شیشیاں لنڈھائی جاتی ہیں - سچ کہوں حضرت پہلے تو آپ مجرا ایسا بجا لائے کہ میں سمجھا کہ آپ بھی اس چھٹی ہوئی محفل کے چھٹے ہوئے ہیں مگر آپ تو بندے کے ہمدرد نکلے -

خواجہ - یہ دیکھئے واللہ ہے کہ یہ جتنے حضرات نظر آتے ہیں سب شرفا کے صاحبزادے ہیں - نصف تو امرا کے لڑکے ہیں دولت کی سے خوش - باقی سارے مفلس نکاکفن کو پاس نہیں مگر بانکپن پر جان دیتے ہیں - گھر میں فاقہ ہے - رمضان شریف در پیش ہے میں ہر مہینے مرغ چوزوں کی طرح اڑتے ہیں - ٹوپی ہے تو جوتا غائب جوتا ہے تو ٹوپی ندارد - لیکن اکڑتے نکلتے ہیں - پڑھنا لکھنا لا حول عیاشی سب کی دم میں رہتا - لنگوٹی میں پھاگ کبھی رنگ کبھی راگ کبھی دین ہو یا اور پھاگ ایسا زادوں کو دیکھئے واللہ ہے کیا قطع بنائی کیسی وضع بھائی جنکے پاس روٹی کھانے کو نہیں وہ تحسین بجاتے ہیں بلور میں تو مضائقہ نہ تھا مگر انسے کوئی اتنا تو پوچھے کہ کیوں بھئی تم پر کیوں ایسی سختی پڑی تھی کہ کالج چھوڑ بیٹھے عربی پڑھی نہ انگریزی - موچی گری کروگے یار نگریزی - جگت بولنے میں سب طاق ہیں - ابھی کوئی ضلع بولے دیکھیے واللہ ہے کہ سب کے سب طوطی کی طرح چہچہے ہوتے ہیں یا نہیں - ہان ذرا چھیڑیے تو آپ کو واللہ بس ایک نقرہ چست کرکے چپکے ہو رہیے وہ برسوں تک بکے جائیں گے -

آزاد - حضرت مجھے تو انکی صورت سے نفرت ہو گئی - بس چلے تو کھڑے کھڑے شہر بدر کرا دوں ابھی حبس دوام بعبور دریائے شور کا حکم نافذ کروں یہ ننگ خاندان پیدا ہوے ہیں - ع

زنان باردار اے مرد ہشیار	اگر وقت ولادت مار زایند
ازان بہتر بہ نزدیک خردمند	کہ فرزندان ناہموار زایند

جلسہ برخاست تا بچاشت - وقت در دہنگام کاشت - پاس مرایت نگاہداشت - یہ بے تکی صدا ایک کونے سے آئی بلبلیوں نے بقچہ سنبھالا - ڈھاریوں نے بوریا بندھنا اٹھایا - جابجا میوں نے ناز و ادا سے قدم بڑھایا صبح کی نوبت بجنے لگی مرغ نے بانگ لگائی شوالے کا گھنٹا ٹھنا ٹھن بجنے لگا - موذن نے مسجد میں اللہ اکبر کہنا شروع کیا

منشی سحر ہاتھ میں لے کر قلم زر	لکھنے لگا منصوبی دو معزولی لشکر
نے فرد شب کو کیا خارج دفتر	منصوب ہوا عامل روز اپنی جگہ پر
مہتاب پہ جاری تھا قلم اخراجی کا	پروانہ چراغوں کو ملا عزل … کا

شمع گل پگڑی غائب - رند جھٹ سے جا نماز بچھا نماز پڑھنے لگے ایک مسخرے نے اپنے حریف کے پاجامے کو ڈھیلا پایا تو کمر کھینچ … دوسرے نے ایک کی پگڑی کو جھٹ جلا دیا …

لکھنؤ کا محرم الحرام

میلو مین جگر پہ تیر غم چلتے ہین ۔ رخسارون پہ اشک شمع سان ڈھلتے ہین
کیون تعزیہ خانون مین رونق ہو زیاد ۔ دل بھی تو چراغون کی طرح جلتے ہین

میان آزاد سیلانی آدمی سیر سپاٹے پر اُدھار کھائے ہوئے سیر گشتی کی دُھن جو سمائی تو ریل کے انجن کی طرح چل کھڑے ہوئے اور سوچے کہ چل کے محرم لکھنؤ کا دیکھ لین ۔ دیکھتے کیا ہین کہ گھر گھر شیون و شین گھر گھر بکا مین گریہ وزاری ۔ اشکباری جم غفیر مجمع کثیر ۔ ایک جلے تن بول اُٹھے اور کیون نہو مجالس عزا کی دھوم دھام ہے ۔ لکھنؤ کا محرم الحرام ہے ۔ لکھنؤ کی سوز خوانی لکھنؤ کی خوش بیانی ۔ لکھنؤ کی عزاداری لکھنؤ کی سوگواری از شام تا دم مشہور ہر مرز و بوم ہے تعزیہ خانون مین دھوم امام باڑون مین ہجوم ہوا اور ان سب مین حسین آباد مبارک کا لبد رفی النجوم ہوا ان کے ساتھ ان کے ایک دوست بھی ہو لیے تھے اُنکی بیقراری کا حال کچھ نہ پوچھیے وہ لکھنؤ سے واقف نہ تھے لوٹے جاتے ہین کہ شہید کربلا کا واسطہ آل مصطفےٰ کا صدقہ ہمین لکھنؤ کا محرم دکھا دو ۔ مگر کوئی جگہ چھوٹنے نہ پائے ۔ ایک شخص نے ایک آہ سرد کھینچکر کہا کہ میان اب وہ لکھنؤ کہان ۔ وہ لوگ کہان ۔ وہ دل کہان لکھنؤ کا محرم رنگیلے پیا جان عالم کے وقت مین دیکھتا تو ارنی گوے طور بھی غش کر جاتا بانکون کی شمشیر دو پیکر جب بکو میان سے ہوا نکل باہر کسی نے ذرا تیکھی چتون کی اور انھون نے کھٹ سے سر دی باتُلا ہوا ہاتھ چھوڑا بھنڈا کھلگیا ۔ ایک ایک گھنٹون مین بیس بیس ہاتھ جنگیون کی خبر آتی تھی دکاندار چوتیان چھوڑ چھوڑ کر سٹک جاتے تھے نہ دھکم دھکا وہ بھیڑ بھڑ کا ہوتا تھا کہ واہی واہ انتظام کرنا خالہ جی کا گھر نہ تھا ۔ اب کوئی چلن بھی نہین کرتا ادنیٰ ادنیٰ آدمی ہزارون لٹاتا تھا ۔ اب کوئی بھی نذ حسین نہین نکالتا اب نفسی نفسی ہے وہ ذہن تو منتشر ہی نہین تندگی سنہ ۔

افسوس جہان سے دوست کیا کیا نہ گئے ۔ اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نہ گئے
تھا کون سا نخل جسنے دیکھی نہ خزان ۔ وہ کون سے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے

دبیر مبرور کی تربت کو خدا عنبرین کرے واللہ خدا ے سخن تھا سر بسر ۔ ع

جب قفل دہن کھلا جواہر نکلے ۔ گویا کہ زبان کلید گنجینہ ہے

ایک ہی رباعی پڑھی اور سامعین چار موج حیرت مین غرق ہوگئے کہ اللہ اللہ یہ فصاحت یہ بلاغت ۔ ع

مداح امیر ابن امیر آتا ہے ۔ دربار مین شاہ ہو کہ فقیر آتا ہے
مشتاق سخن خلق چلی آتی ہے ۔ لو مرثیہ پڑھنے کو دبیر آتا ہے

اور انیس مغفور کو خدا بخشے باللہ العظیم کلام کیا جواہرات کے ٹکڑے قند و نبات کے ریزے نور کے مرثیہ مین ۔ ع

جوہر شناس ہو تو انھین موتیون مین تول

فصحا ے خطۂ پاک ایران تک کہتے ہین کہ کجا انیس کجا فردوسی کجا گنجہ مرصع کجا شال طوسی بزم مین وہ ڈھنگ رزم مین وہ رنگ کہ ۔ ع

مضمون انیس کا نہ چربا اُترا ۔ آترا بھی تو کچھ بگڑ کے نقشا اُترا
نقاش نے سو طرح کی خفت کھینچی ۔ تصویر نہ کھینچ سکی تو چہرا اُترا

لیکن ہاتھی لٹے گا بھی تو کہان تک اب بھی اس شہر کی سی عزاداری ہفت اقلیم مین نہین ہوتی ۔ اب کہیے کہان کی سدھیان ہین نجف اشرف ۔ کربلا کاظمین ۔ میر باقر کے امام باڑے ۔ چوپٹیان ۔ جہان جلوہ داخل جنات ہو ۔ واللہ بہشت کی بھی کیا سیدھی راہ ہے ۔ ع

دربار جناب مصطفےٰ کو دیکھا ۔ ان آنکھون سے شان کبریا کو دیکھا
فردوس مین پہونچے جو نجف مین پہونچے ۔ جنت دیکھی جو کربلا کو دیکھا

رنگ لیان مناتے پو قدمے چلے جاتے تھے راہ مین وہ بھیڑ دیکھی کہ جیسا فی اباللہ شانے سے شانہ چھلتا تھا ۔ صاحب جدھر لپی بھرہ کہین گذر پائے تو ضیق النفس ہو جائے بانکے ترچھے تیکھے ثقات مقدس ناکس غریب امیر ۔ پیر و پیر اُمڈے چلے آتے ہین ۔ جدھر دیکھو ازدحام

رہا ہی کوئی ڈکو چم رہا ہی کوئی گرٹ تھامے تھین ہی۔ کوئی کتارا چوستا ہی بعینہ چاند خان کی تصویر کھینچدی۔ خربزے کا پتلی کا تخت رئیس منزل دیکھنے سے دلکو سرور ہوتا تھا سوارونکا تخت ستم ڈھاتا تھا۔ سوار خاکی وردیان پہنے کچھ لگائے گھوڑے کی باگ اُٹھائے دھما دہولا ہی جاتے ہین۔ قدم قدم پر آتشبازی چھوٹ رہی ہی انار آسمان کی خبر لاتے ہین پھلجھڑی کی تعریف مین اچھے اچھے آتش زبانون کی زبان لال ہی چرخی کا چرخ دیکھکر عقل چرخ تھی۔ کامل فن آتشبازون نے بڑی دلسوزی سے آتشبازی بنائی تھی انار سے تختۂ زمردین نظر آتا تھا۔ باجے والون کی جماعت ہل چل کی دھوم۔ تماشائیون کا ہجوم۔ گورونکی لال لال وردیون سے گل لالہ کھلا تھا تلنگونکی کالی کرتیون سے حاسدونکا منھ کالا تھا ایک سمت چوبدار عصائے نقرئی لئے پگڑیان جمائے گھوم رہے تھے دوسرے سمت خاص بردار رنگین جھنڈیان اُٹھائے پھرتے تھے رئیس شریف عمائد لاتعد و غیر محدود تھے جملہ سامان لطف و مذاق موجود تھے۔ نوشہ حسین مہ جبین خلعت بیش بہا زیب تن کیے بصد طنطنہ و دبدبہ گلگون خوش عنان پر سوار تھا گھوڑا ایسا شایستہ کو دودھ پیتا بچہ تک سوار ہوجائے۔ پانون کی مہندی نے دلھن بنادیا تھا۔

اسپت کہ حنا زیب قبای تن اوست	گو ہیست کہ لالہ زار در دامن اوست
زنی غلطم کہ آسمان دگرست	در رنگ حنا شفق بہ پیراہن اوست

نوشہ کے گھوڑے کے بعد کئی ہاتھی تھے مکنا اور ایک دنتا اور دم کٹا اور بانٹا۔ اُن پر دس دس بارہ بارہ چودہ چودہ برس کے لڑکے سوار تھے بیٹھے ہاتھی پر ہین مگر نظر کوٹھون پر ہی۔ دو دو پیچین لڑاتے چلے آتے ہین الغرض خوب چہل پہل کرا اور سوتون کو جگا کر برات دلھن کے مکان سے تھوڑی ہی دور رہی تھی کہ آتشبازی سے ایک ہاتھی بھڑک کر دوسرے نے اُسکا ساتھ دیا۔ فیلبان لاکھ تدبیرین کرتا ہی۔ آنکس پر آنکس لگاتا ہی

مگر وہ بری دہشت مین ایک ہتھنی سُنتے تیسرا ہاتھی بھاگا ایک ہجوم پھیل گئی۔ ایک نفسا نفسی والا لپس گیا۔ بس چکا چوند تہ و بالا ہو گئین گھبراہٹ اور بدحواسی سے پندرہ بیس آدمی زخمی ہوئے تخت مین آرائش ہونے لگی بڑا ہوگیا۔ بر خلاف زمین کی ایک ہتھنی چلتی آدھے تخت لٹ گئے چھوڑیان اُتر گئین۔ تین لڑکون کا زیور اُچکون نے ہتھیا لیا ایک کا کان کٹ گیا۔ علی ناک تو بچی۔ مبارک باشے خدا خدا کرکے دُلھن کے مکان پر برات پہونچی۔

در تک جو برات ادھر سے آئی	کی سب نے اُدھر سے پیشوائی
باران گلاب و بارش گل	ہو کر بڑھے آگے با تجمل
قلیان پئے مشکبو ہوا نڈھال	بیڑے چکھے پان کے مزے اُڑائے
جب عقد کی آکے ساعت آئی	دو رشتون مین اک گرہ لگائی
زلفین ہوئین چہرے کی بلا چین	ٹونا وہ نگاہین سحر آگین

میان آزاد گھنٹون یہ کیفیت چپکے چپکے دیکھا کیے اور یہ سوچنے لگے کہ اسقدر زر کثیر بیوجہ بلا سبب مفت بیکار ضائع ہوا اور ہزارہا روپیہ غارت کیے اگر یہی زر خطیر امور رفاہ عام اور فائدہ انام مین صرف ہوتا تو سبحان اللہ۔ افسوس صد افسوس کہ ہندی اس آرایش پر لٹو ہین۔ ہم نے کہین سُنا ہی نہین کہ اس فضول دھوم دھام سے کسی ملک کو فائدہ پہونچا ہو۔

ادبار کا کھٹکا حشم و جاہ مین ہی	جاگو جاگو کہ خوف بھی راہ مین ہی
جاگو جاگو یہ خواب غفلت کیسا	دیکھو دیکھو اجل کمینگاہ مین ہی

یہ ٹھٹے کی براتین یہ دھوم دھڑکا یہ رسوم مذموم دنیا کی حسرت خیز ہین مگر اہل ہند ان ہی کے ہاتھ بک گئے ہین۔ وہ یہی کرنا عروج سمجھتے ہین کہ تمام عمر کی آمدنی ایک برات کی نذر کردین۔ دو گھڑی کی واہ واہ اس کے بعد حال تباہ ہوا نعوذ باللہ۔ شادی کیا غم سے سپید بالون والا تا نانی ہو لیکن حیف صد حیف کہ ان امور پر نظر ہی نہین جاتی

رئیس زادے فخریہ مصاحبت کر رہے ہین۔ ایک بڑے مالدار
جوہری صاحب ٹہلتے ہوئے آ گئے۔ دس روپیہ کی کارچوبی ٹوپی
زیب سر، الٹی اطلس کا فرغل، ابھڑک دگلہ زیب بر، سنہری بیس ٹکی
ہوئی یکرنگ جوڑا، اطلس کے مرغ زرین بنے ہوئے۔ خدمتگار کے
کاندھے پر زرنگاری دوشالہ۔ یہ وضع یہ قطع۔ مگر بیٹھتے ہی ٹوٹ کے
گئے۔ بیٹھے تو ضریح کی طرف پشت کر کے۔ صاحب خانہ نے ایک
عجیب ادا سے دربار سے جھڑک دیا۔ اجی واہ بڑے خوش تمیز ہو
ضریح مبارک کی طرف پشت۔ سیدھے بیٹھیے آدمیت کے ساتھ۔
جوہری۔ ماجلا (معاذ اللہ) ہوی مجھے بیٹھ نہین آتا۔
میان آزاد نے چپکے سے دوست کے کان مین کہا لاحول
ایسے میان یہ با اینہمہ تجمل تمام گھڑکے گئے اور ذرا مین چین بجبین ہوئے
پیشانی پر شکن تک نہ آئی۔
دوست۔ بھائی جان۔ گوہر جان لکھنؤ، شان لکھنؤ، آن بان لکھنؤ
روح روان لکھنؤ ہے رگ رگ مین شوخی۔ ٥

قد و قامت آفت کا ٹکڑا تمام — قیامت کرے جسکو جھک کر سلام

ایسا خوش قسمت کوئی ہو تو لے کہ اس بت عربدہ جو کی گھڑکی سہے
حاضرین ادب سے گردن جھکائے بیٹھے ہین جسے دیکھو زردیدہ نگاہ
سے محو نظارہ بازی ہے لیکن رعب حسن سے بات کرتے کلیجہ لرزتا ہے ٥

غرور حسن اجازت اگر دیا دے گل — کہ پرستے تجھی عندلیب شیدا

یہان سے درد کیطرح اٹھے تو فرنگی محل مین حیدر جان کے یہان پہنچے ٥

نکلے خیمہ سے جو ہتھیار لگائے عباس — چڑھکے رہوار پہ میدان مین آئے عباس

اس سوز کو ایسی نازک اداری سے سارنگی کی مانجھ مین ادا کیا کہ
سامعین لوٹن کبوتر ہوئے جاتے تھے۔ رنگ اور روا اگلی تو ابکی
نوحہ خوانون کا نام ہے آہ ہو ہو ہو کی صدا ہر در و دیوار سے بلند تھی۔
وہ ضد کیا اٹھایا ہی ہے میان آزاد کی آنکھین کھلی جاتی تھین اور

گردن تو گھڑی کا کھٹکا ہو گئی تھی۔
اب پھدک کر بی منجو شتری کے گھر پہ پہونچے ان کی لفاظی ان کا
جادو طرازی ان کی خوش بیانی ان کے طرز سوزخوانی کی دھوم ہے
ارباب صافی مذاق کا وہ ہجوم ہے کہ تل رکھنے کی جگہ نہین۔ ٥

خنجر جو بوسہ گاہ پیمبر پہ چل گیا

اسکو جھنجوٹی کی دھن مین اس لطف سے پڑھا کہ سامعین سر دھننے لگے
دوست۔ کیون یار کیا لکھنؤ مین زیور پہننے کی قسم ہے۔
آزاد۔ لاحول ولا قوۃ تم بالکل ہی گنوار ہو۔ ماتم مین زیور کا کیا ذکر
گورے گورے کانون مین کالے کالے کرن پھول۔ ہاتھون مین
سیاہ سیلی بس کافی ہے ٥

سیاہ سیلی بدست آن نگار سے — بشاخ صندلی پیچیدہ مار سے

لیکن یہ سادگی بھی عجیب لطف دکھاتی ہے چلیے ذرا مجالس عزا کا رنگ
ڈھنگ بھی تو دیکھیں۔ نواب باقر حسین خان بہادر اور داروغہ
میر واجد علی صاحب مرحوم اور جناب سید العلماء مہر سپہر شرع و دین کی
سید ابراہیم صاحب اور جناب آغا علی خان صاحب سابق ناظم کی
مجلسون مین گئے۔ ماتم داران جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا
اور زائرین مصائب خامس آل عبا کی اشکباری اور گریہ و زاری سے
یقین کامل ہو گیا کہ ماتم داری لکھنؤ پر ختم ہے۔ عاشورہ کی رات
تو تیجہ کا دن تھا۔ آزاد نے لکھنؤ کے محرم کا خوب لطف اٹھایا۔ ٥

الوداع اے اشکبارو الوداع — آخری یہ شب ہے یارو الوداع
عشرۂ ماہ عزا کا ختم ہے — سر کو پیٹو اور پکارو الوداع

جدھر جاتے ہین آواز گریہ و زاری جسے دیکھتے ہین مصروف اشکباری
رات تو زیارت مین بسر ہوئی۔ ٥

پیدا شعاع مہر کی مقراض جب ہوئی — پنہان درازی پر طاؤس شب ہوئی
اور قطع زلف لیلی زہرہ عقب ہوئی — مجنون صفت قبائے سحر چاک جب ہوئی

موزون یا کی خشل کعبہ سیاہ پوش۔ کوئی ماتم حسین مین برہنہ سو چلا جاتا ہے کوئی ملہ پوشان بہشت کی طرح ہوا ہر جو تا پھر کا ہی حسینان حبرین وہ اور مہ جبینان قوس ابرو کی مستانہ چال ماتمی پوشاک بکھرے ہوے بال - واہ وا اوہ ناز۔ وہ نگاہ غلط انداز وہ چھپ چھپ کر کترا جانا کبھی بجانا کبھی مسکرانا بیگمون کی سو سو چک پھیریان تماشائیون کی زور آزمائیان عاشق تنون کی گھاتین - رمز و کنایہ کی باتین وہ بھانے گنوارین مہندی لگائے پھریا پھر کاٹے گوندھے پٹیان جمائے حیرت سے باہم چہ میگوئیان کر رہی ہین۔ ؎

ارن دیدی تنگ مہکا بتاوے | کہ کند بلبین جو شکست ہین ویران
حسین آباد تو پھر ہی بیکنٹھ | برت ہوین دیا کرن کے گھر مان

پہنچے آغا باقر کے امام باڑے مین کھٹ سے داخل - ادبو ہو خدا ہی قدرت مجسم نظر آتی ہے - واہ میان باقر کیون نہو - نام کر گئے جگہ کا عالم ہو لیکن گلی تنگ تماشائیون کی عقل دنگ - ؏ - جائے تنگ ست و مردمان بسیار - مگر خلقت گھس پیٹھ کر دیکھ ہی آتی تھی ناک ٹوٹے یا سر پھوٹے آغا باقر کا امام باڑہ ضرور دیکھین گے دہانے جو طرارہ بھرا تو کچھ پل پہونچے - دیکھتے کیا ہین کہ ایک پیر فرتوت دقیانوس کے ہمعصر بیٹھے اگلے وقتون کے لوگون کو رو رہے ہین واللہ لکھنؤ کے کمہار بڑے نادرہ کار ہین ایسا بڈھا بنایا کہ معلوم ہوتا ہے ہو بہو منھ سے اب بولا اور اب بولا وہی سن کے سے بال سفید بھوین - وہی جھریان وہی پیشانی کی شکن وہی ہاتھون کی جھریان - وہی کمر خم وہی سینہ جھکا ہوا - واہ رے کاریگر - تو بھی اپنے فن مین یکتا ہی - اور تیرا بڈھا تو اللہ ہی اللہ - وہان سے جو چلے تو داروغہ میر واجد علی صاحب مرحوم کے امام باڑہ مین آگئے - یہان سو بیج بکھی پر وہ جوبن تھا کہ آفتاب اگر ایک نظر چپ چھپا کر وہ نور دیکھ پاتا تو اپنے غیرت کے خیالات مین غوطے کھاتا بے تکلف کرسیون پہ جا ڈٹے اہلکاران سلطنت نے الاپچی چکنی ڈلی پیشکش کی محتاجان حسین آباد مبارک مین جمع تھے سبحان اللہ سبحان اللہ یہ امام باڑہ ہی یا روضۂ رضوان الٰہی یہ مکان ہی یا باغ جنان - ہر در و دیوار سے محمد علی شاہ فردوس آرامگاہ کا نام روشن ہی امام باڑہ سجا سجایا دلھن کا ایسا جوبن ہی - ہر جلوہ ضیاے موفور - تو منار نور علی نور حیرت تھی کہ یہ کوہ نور ہی یا شعلۂ طور ہے - سرخ قندیل پر یاقوت احمر پیر اکھائے - چراغان کی قطار پر مہتاب پروانہ ہو جائے پھر ہر مصفا جو نظر آئی تو آنکھون نے عجب طراوت پائی - ؎

منور بہچو چشم تیز بینان | مصفا چون دل خلوت گزینان
رسیدہ عمق او تا گاو ماہی | نمودہ ہمچو عینک در سیاہی
پے کسب لطافت آب حیوان | در وگشتہ چو دُردانہ نشینان

بتون کی گلی چھوڑ کر کون جاوے
یہین سے ہی کعبہ کو سجدہ ہمارا

اب انکے دوست کو شوق چرایا کہ ارباب نشاط کے امام باڑون کی زیارت کرین پہلے تو میان آزاد جھجکے - ای حضرت خدا خدا کیجیے بندہ ایسی جگہ نہ جانے کا اپنی وضع کے خلاف ہی -

دوست - بھئی واللہ کتنے روکھے پھیکے آدمی ہو اے میان چندا کی نازک آوازی مشتری کی جادو طرازی - گوہر کی چمک دمک آبادی کے رخ انور کی جھلک سے کانون کو سرور آنکھون کو نور نہ حاصل ہوا تو لکھنؤ کا محرم کیا خاک دیکھا اور پیر و مرشد خدا اور رسول خدا کا رسول آگاہ ہے کہ انھین دس دن تو مزے سے جہان چاہیے جائیے رنگین گردن پر دوگال ہنس بول آئیے بچے اور بوڑھے سب پہونچتے ہین مضمون واحد ہی -

آزاد - یہ کہیے تو خیر - چلیے بندہ بھی اسی مول کر شہیدون داخل ہوجائے پہلے گوہر کے یہان پہونچے احمد اعجد دلیع فرش بریا ہو - اچھے اچھے

نوش و خرم دھوپ دھوپ مین ٹہلتے جس سڑک پر چلتے تھے وہ چہل پہل بار پاتے ہین۔ جی تماشا۔ اسوقت حضرت آزاد اُن جوبنار لڑکون اور سگل اندام لڑکیون کو دل سے دعا دی اور ہندوستان کے ادبار پر لاحول پڑھتے ہوے گھر آئے۔

امیرزادون کو فکر معاش اور نوکری کی تلاش

ساقیا مے پلا کے ٹھلیا دے	سوندھی مٹی کی بھر کے کلھیا دے
ساقیا تجھ سے التجا یہ ہے	سچ جو پوچھے تو مدعا یہ ہے
کھول کر اک ذری پلا فیون	تاکہ پھر نشے مین گٹھے مضمون
خط اٹھایا بہت سہری کا	اب تماشا دکھا کچہری کا

میان آزاد صبح منھ اندھیرے تارون کی چھاؤن مین بستر استراحت سے اُٹھے معاً دل مین ٹھان لی چلو بھئی ادھر ادھر کے خوب سیر سپاٹے کئے اب ذری عدالت اور کچہری کی بھی دو گھڑی سیر کر آئین۔ پہونچے تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک لق و دق باغ ہے اور سہانی چھاؤن مین میلا سا جمع ہے۔ کوئی حلوائی سے میٹھی میٹھی باتین کرتا ہے۔ کہین خوانچے والا بیٹھا ہے (گلابی حلوا سوہن) ماش کے ایک سمت تانگے کھڑے ہین وہ تڑاقا کر واہ واہ مین آ ہا آ یہ آوہ آ۔ آدمیون کا تانتا لگا ہوا ہے بیسیون منشی متصدی تپائیون پر بیٹھے عرضیان لکھ رہے ہین مستغیث ہین کہ ایک ایک کے پاس دس دس جمگھٹ کیے بیٹھے قانون چھانٹ رہے ہین (ارے منشی جی یہ کا انت سنت چنگھٹیان سی کہانے ہو۔ ہم تو آپن مجبورن بتاوت ہین آؤ تم اپنے اڑھائی چانول لگے جوڑاوت ہو سے مور منشی جی تنک اس سوچ بچار کرو تا کہ پھر یک ثانی کیا مکدمہ ڈھسلائے جائے تو ہار نہ جیت ہو وہی کیا اوسے لیہ) یہ زبان سنتے ہی میان آزاد [illegible]

ابھی عدلی اہلمد چپراسی ہر طرف نظر آتے ہین۔ وکلا ادھر ادھر بیٹھے مقدمے چکار رہے ہین ہین تو بیر زانمش لیکن چکوتا ادھر اُدھر دیکھا۔ یار نہ غمگسار۔ نہ کوئی ہان ہون سے شریک نہ کوئی پرسان حال اکیلا باؤلا مثل مشہور ہے پیچھے پھر کر دیکھا کہ ایک دوست کھڑے گلوریان بنوا رہے تھے۔ جان مین جان آئی۔ مارے خوشی کے باچھین کھل گئین۔ فرط ابتہاج سے بول اُٹھے کہ اے حضرت (ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین) اخاہ آپ ہین۔ آیئے۔ کہان بھول پڑے۔ جی یون ہی چلا آیا دوست نے کہا آیئے کچہری کے اندر چلیے دو قدم بڑھے تھے کہ چپراسی نے کڑک کر آواز لگائی (سیتا بیگ حاضر ہے) ایک افیمی کے پاؤن لڑکھڑائے۔ سیڑھیون سے لڑھکتے ہوے دھم سے نیچے۔ یاعلی ایک مٹھونٹل نے کہا واہ قبلہ دیکھیے یہ شرط نہ تھی گرے تو گرے مگر سیدھا درگاہ سے پوچھ نہ لیا اُٹھے تو یار لوگون نے گرد جھاڑ دی اتنے مین ایک اپرنٹس (امیدوار) اور آیا اور کرسی پر ڈٹ گیا

امیدوار۔ کہان سے آنا ہوا۔

دوست۔ جی اسی شہر مین رہتا ہون۔

اُمیدوار۔ کچہری مین کھڑے رہنے کا حکم نہین ہے۔ ہمارے کمرے مین سے آپ جایئے ورنہ چپراسی کو آواز دیتا ہون۔

دوست۔ بگڑیے نہین بس صرف یہ تو بتا دیجیے کہ آپ کا عہدہ کیا ہے۔

امیدوار۔ ہم اُمیدواری کرتے ہین تین مہینے سے روز یہان کام سیکھتے ہین۔ اب فرائض اڑاتا ہون۔ آٹھون گانٹھ کمیت ذرا کشش تر سے لکھ لون۔ نقشے چٹھیون مین بناؤن کسی کام مین پندرہ روپیہ کی اسامی ہین صبح و شام ملا ہی چاہتی ہے گر چلے تو دل ہی دل مین [illegible] مشکل معلوم ہوتا تھا اب تو جرأت بڑھ گیا۔

یعنی عاشورہ کے دن پو پھٹنے کے وقت تعزیے نکلے۔ رانگے کا تعزیہ جو کا تعزیہ۔ موم کا تعزیہ۔ کھیلون کا تعزیہ۔ روئی کا تعزیہ۔ سیپ کے بتون کا تعزیہ۔ انڈون کا تعزیہ۔ لاگرہ تعزیہ لاکھون تعزیے تالکٹورے کی کربلا مین دفنائے جاتے ہین۔ ارباب نشاط برہنہ سر برہنہ پا۔ سیاہ ماتمی پوشاک زیب بدن کئے آگ کو اور بھی بھڑکا دیا لنگر کے

رومال نہ اشکون سے بھگونے پائے	منھ آپ گہرے بھی دھونے پائے
کیا جلد ہوا ماہ محرم آخر	جی بھر کے حسین کو نہ رونے پائے

تندرستی ہزار نعمت ہے

لکھنؤ کے محرم کی چہل پہل۔ علم اٹھانے والون کا زور اور بل امام باڑون کی تیاریان صناعون کی گلکاریان نازک اندامونکی بہار جوانی صادق علیخان کی سوزخوانی ارباب نشاط کی بناوٹ دکانونکی سجاوٹ تنبولیون کی سرخروئی دلبر میوہ فروش کی دلجوئی تعزیہ خوانون کی دھوم تالکٹورے کی کربلاے علی کا ہجوم حسین آباد مبارک کا نور۔ نجف اشرف کا لطف موفور۔ ماتمداران سید الشہدا کی گریہ وزاری مومنون کی اشکباری دیکھ کر حضرت آزاد بادل شاد طاؤس مست کی طرح جھومتے چوک مین آنکلے دیکھتے کیا ہین کہ پندرہ بیس کم سن لڑکے جزدان لٹکائے سلیٹین دبائے بے سجائے پو قدمے آتے ہین۔ پندرہ پندرہ بیس بیس برس کا سن اٹھتی جوانی کے دن کمر کبڑی جھکی سے خم جیسے تیغ ریختہ دم۔ گالون پر کچے پل کے بڑھے کی طرح جھریان۔ آنکھین گڑھے مین دھنسی ہوئین منھ پر ہوائیان چلنا محال ہے۔ با اٰلہی یہ جھکا ہوا سینہ یہ شانے۔ یہ ٹُنڈ اور رُخین کا نِے اس نئی جوانی مین قبلہ پیری و صد عیب بن بیٹھے پیرانہ سالی تک تو شاید قد کمان تیر کیا ہیناہی وبال جان ہو جائے گا۔ مجبور کرے

پوچھا تم لوگ خیل کے خیل	آتے ہو کدھر سے صورت سیل

میان صاحبزادو مین سوخت و افسردہ ہو کر عنفوان شباب اور کمر دوری۔

طالبعلم۔ یہ بیچارے طاقت توانائی اور کس بل کس گھر سے لائین زور کھا تو ہے نہین کہ عطار کی دوکان پر جائین۔ دعا نہین کہ کسی شاہ جی سے رجوع لائین۔ انکی تو جان عذاب مین ہے نو برس کے سن مین تو بیوی چھم چھم کرتی ہوئی گھر مین آئین چلیے ابھی دلہن پڑھنا لکھنا چھپر پر رکھا نظارہ بازی کا سبق کوک زبان کیا جب دیکھیے چاہتی بیوی کے مصحف رخ پر نظر ہے نئی دھن ہے کچھ اور ہی ادھیڑ بن ہے۔ تیرھوین ہی برس ایک چھوکری کے باپ یا چھوکرے کے ابا جان بنے فکر معاش نے دامن پکڑا کھلائی دائی یا چھوکرے کی فکر ہوئی یہ دبلے پتلے نہ ہون تو کون ہو انکو بھی جانے دیجیے ورزش سے طبیعت نفور ڈنڈ مگدر سے نفرون دو کشتی سے اجتناب غذا مقوی نہین طرز معاشرت بھونڈا۔

میان آزاد اس تقریر پر تنویر سے باغ باغ ہو گئے دل مین سوچنے لگے کہ ہائے انکی جوانی کیسی برباد جاتی ہے۔ اس رنج مین حضرت گنج و دلکشا سکندر باغ کی طرف نکل گئے دیکھتے کیا ہین ایک فرح بخش نزہت اتماد دلکش و خوشنما بنگلے مین دس دس پندرہ برس کی انگریزون کی لڑکیان اور لڑکے صاف ستھری پوشاک زیب تن کئے ہوئے کھیل رہے ہین سب سیم بدن غنچہ دہن۔ ایک بیڑی کی ٹہنی پر جھولتا ہے دوسرا دیوار کود ہوا بنائے مزے سے اچھل رہا ہے تحتخ تحتخ دس بیس دو دو بیل سے رپ رپ کرتے آتے ہین چار پانچ گیند کھیلنے پر تلے ہین۔ ایک مقام پر دیکھا کہ رسی کا سرا ایک لڑکے نے ادھر اور دوسرے نے ادھر سے لیا اور رسی کو زمین سے بلند کیا۔ اور ایک پیاری لڑکی بدن تول کر رسی پر اس پار آ جھک گئی دوسری طرف سے ایک لڑکا جھپٹ کر رسی کو رسی سے اونچا کر دیا لڑکی دوڑ تا ہی کوئی گز کھیاتی جاتی تھی

عشق پیچاں بسنت کا تحفہ پالی لعل تحفہ وغیرہ سب
یہاں ہوگئے گلدستوں میں رکھ کر سب سید ھے دوڑے ہیر
انھا بین پکھا وجا رنگ ہندوں ترتیب یافتہ ہیں بہت بیل نظر
نہیں ہوتے۔

	سُرت آئی بسنت عجب بہار	

ساقیا برخیز و درده جام را	خاک بر سر کن غم ایام را
باده درده چند ازین باد غرور	خاک بر سر نفس نافرجام را
ساغرم بر کفم نہ تا از سر	بر کشم این دلق ازرق فام را
گرچہ بدنامی ست نزد عاقلان	مانمی خواہیم ننگ و نام را

کیسا کباب کیسی شراب۔ کیسا مطرب کہاں کا رباب۔ یہاں
بادۂ فصاحت کے نشہ سے آنکھیں چور ہیں چشم بد دور۔ اچھا اگر
ساقی ہو یا نہ ہو۔ کیا غم ہے مطرب سے واسطہ۔ دل بہلانے
کے لئے میاں آزاد کا ترانہ کیا کم ہے۔ اب سُنئے کہ ادھر۔

منشی سحر ہاتھ میں لے کر قلم زر	لکھنے لگا منصوب و معزولی حشم کر
لے فرد سیہ شب کو کیا خارج دفتر	منصوب ہوا عامل روز اپنی جگہ پر

	مہتاب پہ جاری تھا قلم امر و نہی کا	
	پروانہ چراغوں کو ملا برطرفی کا	

سویرے ہی سویرے ایک دوست نے آن کر میاں آزاد کو اُٹھایا
بگڑے دل دوست۔ یا حضرت کچھ بسنت کی خبر ہے۔
آزاد۔ کیا آنکھوں میں سرسوں پھولی ہے یا ساون میں پھوٹی تھیں
اے نادان یہاں دل سرد چہرے زرد۔ جدھر جاؤ گرد ہی گرد اُڑتی
اچھی صفت عکس و طرد ہے کہ آپ بسنت بسنت پکارتے ہیں ہوش کی لیجئے
بگڑے دل نہ دل سرد ہو نہ چہرہ زرد ہو لیکن آج بسنت کی خبر بھی نہیں
دو دوست بیٹھے جاتے تھے کچھ آدمی یہ جو باہم گفتگو
کر رہے تھے چلو ہنسیا کلوارن کی دکان پہ ایک سے چلو لگا ئیں

یارو ہم بھی جھوم کر پئیں کہ گھٹا چھائی ہے فصل بہار ہے۔ چمن میں ہوا کا تھوڑا
جھونکا سہانا وقت اور نسیم گلگوں عنبر بار شیشۂ قافلہ باد خمار ہے

	آن تلخ وش کہ ساقی ام الخبائثش خواند	
	اشہی لنا و احلے من قبلۃ العذارا	

وہ سب رند ہنسیا کلوارن کی بھٹی پر جا ڈٹے ایک نے کہا۔

ربع مدت سے نظر آتی ہے کچھ پانی مجھے	ہنسیا کورے سکورے میں تو اب بھی مجھے

ہنسیا تو اس فن کے رندان بلا نوش گندم نما جو فروش کی قدر سے
واقف تھی۔ ایک سوندھی کوری کلھیا میں دو آتشہ شراب انڈیل دی
اُنھوں نے خوب چسکی لگائی۔ اور کچھ پر کچھ اُڑائی پیتے ہی لے اُڑی
بیٹھے تو اُٹھنا دو بھر۔ اُٹھے تو چلنا اجیرن چلے تو یہ لڑکھڑائے وہ
ڈگمگائے وہ لڑھکے یہ آئے۔ دھم۔ پاؤں بہکے تو راسی کی ٹھلیا
پر گرے اُنکی بساط کیا چکنا چور ہوگئی تو فرماتے کیا ہیں۔

گر سبو زنم بر سنگ گہ بیاہی خم شکنم	ہنسیا مرنج از من عالم جوانی ہاست

الغرض کپڑے شرابور ہوگئے۔ اور ہنسیا نے تاک کر چپت گاہ پر
ایک چپت اس زناٹے سے جمائی اور وہ فرمائشی دھول لگائی
کہ تڑکی آواز سے بھٹی بھر گونجنے لگی مگر حیا کی بلا دور مسکرا کر
فرماتے ہیں کہ۔

دھول دھپا ہنسیا کی تو تب تک عادت تھی	ہائے کہ بیٹھے تھے ہم بھی یہ شیشہ تیل کا

وہاں سے اور دو قدم چلے تو ایک پردہ سر گرا۔ سیاہ دست بدست دگر
دست بدست دگرے۔ کھیتوں میں لال دوڑے میاں آزاد
اور اُنکے دوست بھی یہ کیفیت دیکھ کر چلے تو دیکھا کہ ہر شے زرد زرد ہے
اشجار زرد۔ درو دیوار زرد۔ رنگین کمرے زرد۔ لباس زرد۔ کپڑے
زرد۔ شاہ مینا کی درگاہ میں دھوم ہے تماشائیوں کا ہجوم ہے ارباب نشاط
کے جھرمٹ رنگیلے جوانوں کی ریل پیل صوفیوں اور رندوں کا
میلہ۔ اندھے کا انکھ مٹکے کچھ پریوں کا دنگل ہے جنگل میں منگل ہے

آزاد - کیون میان صاحبزادے تمہارے والدین کیا کرتے ہین
اُمیدوار - نوکر - توبہ توبہ کیجیے وہ دس گانوون کے زمیندار ہین
آزاد - کیا تمکو گھر سے نکال دیا یا عاق کردیا - یا کچھ کھٹ پٹ ہوئی
اُمیدوار - ہم ہونہار لڑکے ہین اس سن مین نوکری کی فکر ہوئی -
آزاد - حضرت جسے کھانے کو روٹیان ہون وہ ستو باندھکر نوکری
کے پیچھے پڑے تو مضائقہ ندارد - تم خدا کے فضل سے خوش و
خرم مرفہ حال فارغ البال - زمیندار روپیہ والے ہو - تمکو یہ
کیا سوجھی کہ دس پانچ کی نوکری کے لئے ایڑیان رگڑتے ہو
اسی سے تو ہندوستان خراب ہی - ہاے اسی سے ہندوستان
خراب ہی - واہ رے ادبار جسے دیکھو نوکری پر ہزار جان سے عاشق
میان صاحبزادے کہا مانو اپنے گھر جاؤ اپنا کام دیکھو اس پھیر مین
نہ پڑو - عمامہ باندھا اور کچہری مین جوتیان چٹخاتے پھرتے مین
محرری پر لوٹ - امانت پر اُدھار کھائے بیٹھے ہین - اور
گھر مین سونے کی اینٹین بھری ہین - لاحول ولا قوۃ -

دوسرے اُمیدوار کی نسبت معلوم ہوا کہ ایک مہاجن لکھپتی
کا بیٹا کا اُمیدواری کرتا ہی - باپ کی کوٹھی چلتی ہی - لاکھون کا وارا نیارا
بیٹا بارہ روپیہ کی نوکری کے لیے سو سو چکر لگاتا ہی - چوتھے درجہ
سے مدرسہ چھوڑا - اور اپرینٹس ہوے کام خاک نہین جانتے
ہین ڈاکٹ مین لکھتے ارڈسر - باہر جاتے ہین تو منصرم صاحب
سے پوچھکر مولوی صاحب گر اجازت باشد - آب خوردہ بیایم
اسوقت جب سب دفتر والے اپنے اپنے گھر جانے لگے - تو حضرت
پوچھتے کیا ہین - کیون جی یہ سب چلے جاتے ہین ابھی تو چھٹی
کی گھنٹی تو بجی ہی نہین سکول کی گھنٹی یاد آگئی -

میان آزاد دل ہی دل مین سوچنے لگے کہ کمسن لڑکے سیلن
بھیگتی ہوئی مین - تو جوانی [illegible] امیدون سے [illegible] ابھی کچھ [illegible]

پیدا ہوتا ہے بہرہ مند [illegible] چونکہ کوئی سرٹیفکٹ دیکھنے کے در پے
مدرسہ چھوڑا کالج سے منہ موڑا - امیدوارون کے زمرے مین
شامل ایسے شخصون کی ٹکڑیان ہین - [illegible] نکالا
علم و ہنر کو پڑھنے کے کھیت مین پچھاڑا - [illegible] ستم
محنت کرنا وبال ہو - درس و تدریس مین جی لگانا دشوار دو چار برس
جم کر پڑھنا محال - لاحول ولا - یہ سب ہندوستان کے ادبار
پر دال ہی - یورپ مین دیکھیے کہ ایک ایک پیر زال تک ذہین و ذی فہم
و بدیع الخیال ہے - افسوس اپنی تو یہ کیفیت کہ جہان کسی کمسن
مرفہ حال کو قبل تکمیل مدرسہ چھوڑتے دیکھا سینہ پاش پاش
ہو گیا - دل کراہنے لگا - اکثر لوگون سے پوچھا کہ بھئی صاحبزادے
مدرسہ کیون چھوڑ بیٹھے - تو جواب یہی پایا کہ اُقلیدس کی
شکل سے نفرت ہے - جبر و مقابلہ سیکھنا طبیعت پر جبر کرنا
تھا - تاریخ یاد کیسے رہے یہان تو خدا جھوٹ نہ بلائے
گھر کے بچون کا نام یاد نہین آتا - لہذا پڑھنے کی دُم مین
ہندا باندھا - ہم بھی سوچے کہ کہان کی جھنجھٹ بھی الگ
بھی کرو چلتا دھندا کرو - اور لطیفہ سنیئے مدرسہ چھوڑا اور نوکری
کی فکر ہوئی - عمامہ اوٹ پٹانگ باندھا اور کچہری مین غراپ سے جا
اس لپیٹی دستار کے قربان اور اس وحشت کے صدقے
زمیندار کے لڑکے کی یہ خواہش ہوتی ہو کہ کھیتی کو یک قلم الغط
کرے اور کچہری مین گھس پیٹھ کر داخل ہو جائے - تاجر کے
صاحبزادے کو جی سے لگی ہے کہ کالج سے چھٹ ہوا اور
کچہری کی کرسی پر جا ڈٹون - متصدی محرر منشی اہل قلم کے
صاحبزادون کی تو گھٹی ہی مین نوکری ہے علی الخصوص [illegible]
[illegible] الغفران ذوی الاحترام کہتے [illegible]
[illegible]

گلشن [illegible] پہ چھائی ہے بہار | نشتر [illegible] عطر لئے پھولن بہار
زلف سنبل کو کیے گردش رنگ گل جانے | نرگس شہلا کرے چشم نظارہ بہار

آئینۂ شبنم سے کہاں کا شگل [illegible] | جلترنگ آج بجانے کو ہے معشوق چمن
آب شارہ کا سر آئینہ بھلا ہی ہے سما | تال دیتا ہے کف برگ سے ہر نخل چمن
کوئی افسانہ زراد نہیں سنتا ہے | خس و خاشاک ہے کیا صاف ہے صحن گلشن
ایسی کثرت ہے جو ہو بارش باران [illegible] | زاہد خشک کا ممکن ہے تر ہو دامن

بہار باغ کا عالم خط گلزار رخ سے معلوم ہے۔ صفحۂ چہرہ اس نور علی نور ہے۔ گلزار وہ بستان ہیں کہ جنت کے چمن۔ حور و غلمان ہیں یا نسترن و نسترن۔ فردوسی آئے تو گلچین ہو جائے۔ رضوان دیکھے تو سر ہلائے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کی ٹھٹھرن۔ باد بہاری کے جھونکے۔ سناسن سبزے کی لہک۔ گل جعفری کی مہک۔ کلیون کا چٹکنا۔ پھولوں کا مہکنا۔ شاخ گل کی کج ادائی۔ سنبل کی آشفتگی۔ گلوں کی رعنائی۔ دزدیدہ نگاہوں سے نرگس شہلا کی نظارہ بازی۔ زبان حال سوسن کی زبان درازی۔ شاخ گل کا مستانہ وار جھومنا۔ اشجار پر میوہ کا زمین کو بار بار چومنا۔ سنبل کی سیہ مستی۔ نرگس کی جام پرستی۔ نونہالان چمن کے ہاتھوں میں پھول کے جام جیسے رندان مے آشام۔ منقار بلبل نغمہ خیز۔ نالے موسیقار ترانہ ریز۔ طوطی کی خوش بیانی۔ عنادل کی غزلخوانی۔ کوئل کی کوکو۔ قمری کا نعرہ حق سرہ۔ سبحان اللہ سبحان اللہ

بہار آئی ہے عالم ہے گل و نسرین و سوسن پر
جدا نازاں چمن نازاں ہیں اپنے اپنے جوبن پر

عنادل جوش مسرت میں بے پر کی اڑاتے ہیں۔ غنچہ گل شوق سے کھل کر زیر لب مسکراتے ہیں۔ شبنم کے قطرے ہرے ہرے پتوں پر سطح نمودار ہیں جیسے کسی سبز تہ کے گلگون کے ہاتھ میں لآلی آبدار۔ درخت پھولے پھلے۔ سرو سہی سانچے میں ڈھلے۔ نسرین و نسترن کا حسن بے عیب و داغ۔ نرگس و گل چمنستان کے چشم و چراغ۔

وہ بہار آئی ہوئے نغمہ سرا مرغ چمن | غیرت باغ ارم آج ہے صحن گلشن
جوش ہے زمزمہ سنجی پہ ہیں مرغان چمن | کیا تعجب ہے جو گویا ہو زبان سوسن
گرم ہے بہار [illegible] | خاک آکر نہیں ہوتی ہے غبار دامن
نئے مضمون ادا کرتی ہے بلبل [illegible] | کھل گیا نکتۂ سربستہ غنچہ کا دہن

پھولوں سے لبریز گلچینیوں کی جھولی ہے۔ باغبان کی گھرون میں سرسوں پھولی ہے۔ حوض باغ آئینہ کی صورت صاف۔ پانی مثل بلور شفاف روشین صاف و پاک۔ نہریں بے خس و خاشاک۔ رنگیلے جوان نشاط گلگشت میں مخمور۔ بادہ مسرت سے چور۔ لکھنؤ میں ہر گلی کوچہ زعفران زار ہے کیوں نہ ہو آخر بسنت کی بہار ہے۔ یوں تو ہر سمت طبلے پر تھاپ سارنگی کی چھیڑ چھاڑ اور نغمہ سرائی کا انتظام ہے۔ مگر شاہ مینا صاحبؒ کی درگاہ سب میں انتخاب۔ زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ اللہ اکبر گرد مزار رنگین نوجوانوں کی وہ دھوم دھام ہے کہ جس طرف دیکھئے ازدحام عام ہے۔ غٹ کے غٹ جوق کے جوق چلے جاتے ہیں۔ غول کے غول امڈے آتے ہیں۔ وہ بھیڑ بھڑکا وہ دھکم دھکا وہ ریل پیل وہ شور و شر کہ الاماں۔ الحذر۔ ایک دوسرے کو ریلتا ہے دوسرا تیسرے کو ڈھکیلتا ہے۔ ڈولیوں پہ ڈولیاں اور فنس پہ فنس چلی آتی ہیں۔ مہ جبینان ماہرو تماشیون کی بدولت گل چھرے اڑاتی ہیں۔ قدم بھر چلنا دشوار۔ سر بہ خاک چہرے بہ غبار۔ مزار شریف کے گرد جا بجا گلرخان سنبل مو عجب ناز و انداز سے جلوہ گر جسے دیکھو طرحدار۔ ہلال ابرو شک قمر۔ صندلی رنگ شوخ و شنگ پوشاک از سر تا پا دھانی دوپٹہ ہلکا زعفرانی۔ خورشید رو خوش خو۔ مرغولہ مو۔ آئینہ زانو۔ نازک اندام نازنین۔ حور لقا زہرہ جبین۔ شوخ و بیباک چست و چالاک۔ خوش الحان غزل خوان گوہر یاقوت لب میں گاتی ہے دل بہار گلعذار جبار کی تان اڑاتی ہے عجب ناز و انداز سے کوئی ہاتھ سارنگی والے کے

بہار بسنت جوش زن ہو۔ زہے خشک کا غنچہ ہر اک زرد جیب کیسی زرد پوشاک زیب تن ہو۔ زعفرانی دوپٹوں او کیسری بانکوں پر عجب جوبن ہو۔ ع

ہے لطف حسینوں کی دو رنگی کا امانت	دو چار گلابی ہیں تو دو چار بسنتی

وہاں سے عطارہ بھر کے چوک پہونچے۔ واہ جی واہ۔ جوہریوں کی دکان پر ایسے خوشرنگ عقیق ہیں کہ پکھراج پری دیکھتی تو مارے غیرت کے سیر کھاتی۔ اور اندر کا اکھاڑا بھول جاتی۔ دلبر میوہ فروش زرد آلو۔ نارنگی زردک امرود جکوترہ مہتابی کی بہار دکھاتی ہی چمپئی دوپٹے بہا تراتی ہی۔ مالن گیندہ ہزارہ زرد گلاب کی بو باس سے دماغ کو طبلۂ عطار بناتی ہی اور صدا دے دے کر لبھاتی ہے کہ گیندے کی بہار ہی گلے کا ہار ہو۔ حلوائی کھوپرے کی زرد برفی۔ پستے کی زرد برفی۔ نان ختائی۔ بیسن کے لڈو نخودی کے لڈو۔ مونگ کے زرد لڈو۔ خوانچے والے پاپڑ۔ دال موٹھ بیچنے والے مونگ کی دال بیچتے پھرتے ہیں۔ ایک ایک کے دس دس لیتے ہیں الغرض دونوں دل بہلاتے چلے جاتے تھے۔ تو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک گلی کے نکڑ پر لالہ بسنت رائے کا ایک خوشنما مکان ہی۔ اور اس مکان میں ایک دلربا دالان ہی اور اس دالان میں عجیب سمان ہی۔ بانکی ٹوپیاں جمائے بسنتی پگیا باندھے۔ زعفرانی جامے پہنے گلے رنگیلے جوان بیٹھے ہیں اور سامنے مہوشان پری پیکر رشک قمر زرین کمر نازک بدن سیمتن غنچہ دہن بسنتی چمپا۔ زعفرانو۔ نوبہار کی دھن میں بسنت گاتی ہیں اور کافی انعام کھا کھا کے اترتیاں جاتی ہیں زرد زرد قالیچے زرد چھت پوش زرد جھاڑ زرد کنول۔ زرد جھار سے مکان سجا سجایا ہو بسنت جی نے صحن دیوار تک کو زرد پوش بنایا ہو گلزار میں گلاب کا زرد بانس اور

آسیر عطر فتنہ کی بو باس جسے دیکھو امانت کا لباس ہے ہم آغوش سبح دمن آس ہے نہ پاس کوئی نازک آنا نہیں سے تلخ کی روح کو شرماتی ہے اور جھک جھک کر زبان لگاتی ہے۔ ع

رت آئی بسنت عجب بہار	کھلے جرد پھول بر دوار کی آڑ
چنگو کُسم پھوے لاگی سرسان	پھبکت چلت گیہون کی بار
ہرے دوارے مالی کا چھوہرا	گروا اڈا رت گیندوں کے ہار
ٹیسو پھوے انبا بوراے	چپاے رو ملو کلین کی بہار
گروا اڈے اے اُستاد کے دوارے	چلو سب سکھین کر کر سنگار

کوئی برق وش انا ابرق کہتی ہوئی چمک جاتی ہے اور میاں امانت کی یہ غزل گاتی ہے۔ ع

ہی جلوۂ تن سے در و دیوار بسنتی	پوشاک جو پہنے ہے مرا یار بسنتی
کیا فصل بہاری نے شگوفے ہیں کھلائے	معشوق ہیں پھرتے سر بازار بسنتی
گیندا ہی کھلا باغ میں میدان میں سرسون	صحرا وہ بسنتی ہے یہ گلزار بسنتی
منھ زرد دوپٹے کے نہ آنچل سے چھپاؤ	ہو جائے نہ رنگ گل رخسار بسنتی
رت پھر گئی عالم میں چلی بلو بہاری	مستانوں کو سوجھتے ہیں میخوار بسنتی

گھر پر آئے تو میاں آزاد نے ایک اخبار کے لیے مضمون دلکش لکھا۔

بسنت کی بہار
دمید برگ و نہال طرب بیا رآمد
بہ نو عروس چمن رقعۂ بہار آمد

اللہ اللہ کیا روح افزا بہار ہے سبحان اللہ دیکھیے زعفران زار ہے صوفی صافی تک مرید غنچۂ بادۂ فروش ہو۔ ہر سمت سے ع

بات اصبوح جھایا بہار اسکا سا

کا خروش ہی بہار بسنت کا وہ جوش ہی کہ ساقی تک مدہوش ہے اور کیوں نہ ہو۔

پھر ہم اُٹھتے بیٹھتے تم سو رہو سفر دور و دراز ہے سو تے جاگتے ٹھہرتے بھاگتے راہ کاٹین سفر کا اندھا کنوان اُنھین اینٹون سے پاٹین اب ریل ایک اسٹیشن پر ٹھہری اور خوجی نے ایک خوانچے والے کو بلایا۔

خوجی۔ سکٹیان کتنے سیر۔ برفی کا کیا بھاؤ۔ دو پیسے کے کٹے بولو جلد بٹ ورنہ ریل چلی جائے گی۔

خوانچے والا۔ آپکو سودا تو نہین ہو گیا ہی۔ آپ مٹھائی خریدتے ہین یا جھگڑا چکاتے ہین۔ الغرض تین چار آنے کی مٹھائی لی میان آزاد کو کھلائی۔ اور سقے سے پانی پلوایا۔ ریل پھر سن سے چل کھڑی ہوئی

خوجی۔ بھائی اب سو رہو ہم اسباب تاکتے ہین۔

اُسکے بعد میان آزاد سے ایسی میٹھی میٹھی باتین کین کہ وہ بھی باغ باغ ہو گئے اور دوست صادق سمجھ کر لیٹ رہے لیٹے تو ایسے سوئے کہ تن بدن کا ہوش نہ رہا۔ ؎

بھاگے جہان وہان نہ بزن اور نکٹ ملا	لُٹ پٹ کے گھر کو آئے تو گھر کا ٹکٹ ملا

کئی دن کے تھکے ماندے تو تھے ہی سوئے تو گھوڑے بیچکر۔ سر و پا کی خبر نہین مُردون سے شرط کی ہتی خوجی نے وہ نفاطی کی کہ آزاد انٹاچت ہو گئے وہ ایک کائیان دنیا بھر کا نیارا اُنکو غافل پایا بلا لو بوریا بدھنا اُٹھایا اور چلتے ہوئے اُنھون نے کروٹ تک نہ بدلی جاگے تو کب جب ؎

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند	تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

بدحواسی کے عالم مین اُترے تو اسٹیشن کو سر پر اُٹھایا۔ اور وہ غل غپاڑا مچایا کہ زمین کو زلزلہ آ گیا۔ در و دیوار تھرا گئے افسران کے چھکے چھوٹ گئے دہائی ہے سرکار کی۔ لوٹ لیا اب کبھی ٹکٹ بابو کے پاس جاتے ہین کبھی کانسٹبل پر چلاتے ہین کبھی اسٹیشن ماسٹر کے کمرے مین غل مچاتے ہین۔ ادھر اُدھر تلاش کیا مگر خوجی

کہان وہ یہان سے ۲۰۔ کوس پر تھے رو پیٹ کر بیٹھ رہے بابو نے ٹکٹ لیا۔ اور اُنکو سیدھا راستہ بتایا چلے تو سینہ بریان بلا دیدہ گریان یا الٰہی کدھر جاؤن۔ بار خدا پور سینہ زور کو کہان پاؤن پاؤن تو کچا ہی کھاؤن۔ یہ پردیس کا واسطہ نیا شہر اپنا نہ پرایا۔ خویش نہ بیگانہ۔ ایک قدم تک چلنا دوبھر تھا۔ مگر قہر درویش بر جان درویش۔ ناچار ٹھوکرین کھاتے چلے جاتے تھے۔ ایک جو رستے پر کیا دیکھتے ہین کہ سامنے سے ایک جوان طناز دور کا مشکی گھوڑا پھیکتا چلا آتا ہی۔ اور سمند وغا پسند ایسا سرپٹ جاتا ہی کہ ہوا اُسکے غبار تک کو نہین پہونچتی۔ ایک کونے مین دبک رہے کہ ایسا نہو کہین جھپیٹ مین آ جائین۔ اور وہ پٹک کھائین کہ ہاتھ پاؤن ٹوٹے یا سر پھوٹے۔ اتنے مین سوار اُنکے کلے پر آن کھڑا ہوا۔ جھٹ گھوڑے کی باگ روکی۔ اور اُنکی طرف نظر بھر کر دیکھنا شروع کیا۔ یہ چکر لئے کہ الٰہی خیر۔ یہ شخص تو بے طور گھور رہا ہی۔ خدا پناہ مین رکھے اب ہنٹر دیا ہی چاہتا ہے موئے پہ سو دُرّے۔ اُس سوار کی قطع وضع پر جو اُنھون نے نظر ڈالی تو دیکھا کہ آدمی شریف خوش پوش حسین وجیہ اور جری ہے اور گھوڑے پر تو ایسا جچتا ہی کہ سبحان اللہ۔

جوان۔ کیون حضرت آپ کسی کو پہچانتے بھی ہین۔ اِس بھولے کے قربان۔ خدا کی شان۔ آپ اور ہم کو بھول جائین۔ یہ معاملہ کیا ہے۔

آزاد۔ میان تمھین دھوکا ہوا ہوگا۔ مین صورت آشنا بھی نہین مین تو ایک غریب الوطن غمزدہ۔ دل خستہ خستہ و خراب مسافر پردیسی ہون۔

جوان۔ کیا! غمزدہ! تمھارے دشمن۔ دل شکستہ! خدا نہ کرے۔ خراب و خستہ! جو تمھاری طرف دیکھ نہ سکے۔

کا نور ہے پچھم سے گرو بوچ لیے آفت آئی بسنت عجب بہار ہے کی تان اُڑا رہی ہیں اشاروں ہی میں سارے نکتہ سربستہ بتا رہی ہیں ہر ایک تان جانستان تان سین کی روح جس پر قربان۔ نور کے گلے نور کی آواز۔ بلا کا ناز قہر کا انداز۔ مطرب کی ناخن بازی پر دل لوٹ ہی۔ ارباب نشاط کے رقص اور ٹھوکر سے کلیجے پر چوٹ ہے رقص کا وہ سمان بندھا کہ عاشقوں کا دل بھی گنگنانے لگا۔ ؎

آفت جان ہی ترا اے سرو گل اندام رقص ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہی ہمارا کام رقص
جی اُٹھے مردے ہزاروں سُنکے گھنگرو کی صدا واسطے زندوں کے لایا موت کا پیغام رقص

سارنگیاں ہان میں ہان ملانے کو تیار۔ واہ بیوی اس خوش الحانی کے نثار طبلہ نواز کمربستہ خدمتگزار۔ گرداگرد تماش بینوں کی قطار دوسری جانب قوال حقانی غزلیں گاتے صوفیوں کو وجد میں لاتے ہیں کسی اہل دل کو حال آیا کوئی آنکھوں میں آنسو بھر لایا ہو حق کا نعرہ بلند ہی۔ سرود و غنا کا لطف دو چند ہی۔ ایک سمت ساقیوں کا گرم بازار۔ دوکانیں دھواں دھار۔ چلم پر چلم بھری جاتی ہی۔ دم بدم دم پڑتے ہیں۔ ناتوان نوجوان نشے کے زور میں عجیب لوچ سے اکڑتے ہیں۔ بسنت نے بھی اچھا رنگ جمایا ہی چند ہو بازوں تک کو زعفرانی بنایا ہی لباس در کنار جسم تک زعفرانی ہیں۔ بیمار دعا مانگنے آئے تو وہ بھی یرقانی ہیں۔ گیہوں کی آمد و رفت سے وہ دھول وہ خاک وہ گرد وہ غبار ہی کہ دم لینا دشوار ہے۔ سانس باہر نکلتے جان جاتی ہی کیوں نہ آخر ہولی خاک اُڑاتی آتی ہے۔ الٰہی جس طرح بسنت آیا ہولی بھی آئے قلم جادو رقم بھی کھول کر خاک اُڑائے۔ ہمارے رنگیلے جوان حسینوں کے سنگار روان میاں آزاد اور اُنکے دوست بسنت کی بہار پریوں کے نکھار۔ مہ جبینوں کے سنگار۔ میوہ رُوبوں کے نبار بادہ نوشوں کی تکرار۔ کمہاروں اور کلاونتوں کی جھڑتی ہیزاران

نسیم مشک بیز و عنبر بار شمیم زلف مہوشان گلعذار زعفران بشوار کی تعار۔ جلسۂ مسرت آثار۔ زر دوز پوشاک عطر کی لپٹ بسی دوکانوں کی بناوٹ گروں کی سجاوٹ۔ قوالوں کی نازک ادا مطربوں کی جادو طرازیاں۔ خوش گیوں کی لفاظیاں عاشق تنوں کی لنطف رہ بازیان دیکھ کر چل کھڑے ہوے تو ایک نئی قطع نئی وضع کے بزرگوار سے مڈبھیڑ ہوئی بڑے عیار بڑے تجربہ کار۔ بڑے جہاں دیدہ۔ بڑے سن رسیدہ بر کم خرانٹ گرگ باران دیدہ۔

خرانٹ۔ آئیے آئیے یوں آئیے۔ ای حضرت تکلف سے بندۂ درگاہ کو نفرت ہی۔ ؎

گر بر سر و چشم من نشینی نازت بکشم کہ نازنینی

خوب ملے واللہ شریف کی صورت پر عاشق ہوں چین دماچین ختن و ختین۔ سمرقند اور خجند۔ تاتار اور سبزوار۔ لاسا اور کوکانار ہند اور سند ہسپانیہ اور رما نیہ روم و شام۔ طوس و چلم کوہ قاف اور موسٹی بات۔ الغرض ساری خدائی کی۔ بندۂ درگاہ نے خاک چھانی ہے اور تو یا رجالی ہے۔ سفر کا حال سن گھنگرو بولے چھن دل خراش سینہ پاش رود نیل کی سی اُبھری برسات میں طغیانی۔

شاہ ہونگی وہ جا ہو تاجدار ہونگی ہی مسکن پس مرگ ذی وقار ہونگی ہی
جان ذہن رسا کا وصل لیسع ہے رفعت پہ سحر کے نثار ہونگی ہی

یہ تقریر سنکر آزاد کے ہوش پہتر اگئے سمجھے کہ کوئی پاگل اچھے کا ساتھ ہوا۔ وحشت دل کا علاج ہاتھوں ہاتھ ہوا۔ یا کوئی مقدس بزرگوار ہیں۔ معمر و تجربہ کار ہیں۔ مگر جنون کے ایسے آثار ہیں اتنے میں خرانٹ نے پھر بڑ شروع کی۔

خرانٹ۔ سفر یار۔ عرض خاکسار۔ ہم سمجھے ہیں تم جا گو

جیسے کہ پارسے کہین یا چکے سے چلدیے کسی کو کانون کان خبر نہ کو ہو رہا بدعنا صیت جنگل کی راہ لین کہین بیٹھین اور سفر ہی مد مین سر دھنین مگر دل نے یہ سمجھایا کہ جائین ڈنکے کی چوٹ جا بجا کے ۔ محلہ والون کو جتا کے ورنہ کہین اڑوسی پڑوسی کہین گے کہ اچھے لوٹیا چور رہے آئے تو اس طرح جیسے ہو چھال گئے تو اس طرح جیسے سگ زرد برادر شغال ۔ آخرکار دل مین ٹھان لی کہ جائین گے اور رنج کمیت جائین گے مگر یار سے مافی الضمیر نہ چھپائینگے ۔

آزاد ۔ حضرت سلامت لے لبس اب رخصت ۔ ایک جگہ بیٹھے بیٹھے پھپھوندی لگ گئی پاؤن مشتاق دشت نوردی ہین بادۂ سفر خم کدۂ دل مین جوش زن ہے گلگون خیال جولانگاہ بادیہ پیمائی مین سبک پویہ ہے ۔ عشرتکدہ مین دو چار دن خوب گلچھرّے اُڑائے پلاؤ اور زردے پر بڑھ بڑھ کر ہاتھ لگائے ۔ مگر اب یہ صحبت کاٹے کھاتی ہے طبیعت اُچاٹ ہوتی جاتی ہے ۔ یہان شوق شراب خواہش ساقی ۔ یار زندہ و صحبت باقی ۔ ؎

اب تو جاتے ہین بُتکدہ سے میرؔ	پھر ملین گے اگر خدا لایا

یار ۔ نیا رنگ لائی گھڑی ۔ کیا دماغ پہ گرمی چڑھ گئی ۔ یا جنون نے زور کیا اب کی فصل بہار خیر سے گذرے تو تربت مجنون پر پھولون کی چادر چڑھانا ۔ بہی وحشت کا کیا ٹھکانا ۔ ہوش کی باتین کیجیے بہت وحشت کی نہ لیجیے ۔ جانا اور آنا اور ملنا اور ملانا کیا بچھڑے ہوے البتہ ملتے ہین ۔ ہم تم تو آمنے سامنے بیٹھے ہین ۔

آزاد ۔ ہم تو اس طرح جائین جیسے روح تن سے یا جوانی کا بل پیرون کے بدن سے ۔ یا بوے گل چمن سے یا بزدہ نوخیزی کی رسم من سے ۔ ؎

درویش روان رہے تو بہتر	آب دریا بہے تو بہتر
عقل اور جنون کا سامنا کیا	بیٹھی میں ہوا کا تھامنا کیا

مگر شکر یہان ہبترین چہرہ ہمکو سفراور جنگل کا بسیرا مبارک خدا حافظ ؎

	کب سبکدوش ہے قیدی زندان وطن	
	بلے گل پھاندتی ہے باغ کی دیوارون کو	

جب میان آزاد نے دیکھا کہ ان کے یار بھی دُھن کے پکے ہین تو بات ٹال دی اور قہقہہ لگا کر کہا (لے واہ حضرت آئے گئے نہ جھانسے مین) ع

	اب تو سودا نے ترے در پہ بٹھایا ازلو	

بیٹھے تو ایسے جیسے نقش قدم اُٹھنا فنا پر موقوت) الغرض تو تو ٹھمبو کرکے اُنکو ٹالا ۔ جب وہ خراٹے لینے لگے تو خدام باادب سے

مانگا کاغذ دوات و خامہ	جھٹ پٹ موزون کیا یہ نامہ

بگڑے دل کے خدمتگار کو میان آزاد نے یہ نامۂ منظوم دیا اور چل کھڑے ہوے ۔ ؎

اُکتا گیا ہی یہان سے جی	پھر چلنے کی دل مین جھک سمائی
ایسی صدا پڑی ہین اُفتاد	روکے سے کہین رُکے ہین آزاد
گردش مین ہی اندنون جو اخم	پاؤن پہ سوار ہے سنیچر
کیا تم سے کہون مین یار کیا ہون	چلتا پُرزا بنا ہوا ہون
چھپر پہ دھرا ہے عیش و آرام	سیاحون کو ایک جا پہ کیا کام
بس ہے یہی لطف زندگانی	دانہ ہو نیا نیا ہو پانی
چشمہ نہ بہے تو سُین بو آئے	خنجر نہ چلے تو مورچہ کھائے
اجسام مین دل چلے تو بہتر	گردش خون مین رہے تو بہتر
گردش سے زمین نے اوج پایا	افزون ہوا مہر و مہ سے پایا
کھلتے ہین کہین وطن مین جوہر	کیا قدر گہر صدف کے اندر
ہر چند کہ صورت سفر ہے	ہر گلشن خیزران سفر ہے
ہر رنگ کے گل کھلے ہوے ہین	میوؤن سے شجر لدے ہوے ہین
جو پھول کہ خوشنما نظر آئے	جھر جھر کے وہ جلوہ نیرین لیجیے

یہ کہکر وہ جوان علمانہ سمند باد رفتار سے اُتر پڑا اور میان آزاد سے چمٹ گیا ۔ میان آزاد حیرت میں ؟ کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہے جوان نے مسکرا کر کہا کہ یار تم ہمارے ہم مکتب ہو ۔ یاد ہے کالج میں ہم تم ایک ہی درجے میں پڑھتے تھے ۔ وہ کشتی پہ ہوا کھانے جانا اور دریا کے مزے اُڑانا ۔ وہ مداری خوانچے والا وہ اقلیدس کے وقت اُڑ بھاگنا منطق سے جی چُرانا سب بھول گئے تب تو میان آزاد خوب بغلگیر ہوے اور رو دیے ۔ یہ خوشی ! ۔

جوان ۔ تمھیں یاد ہوگا کہ جب انٹرنس کا امتحان دینے کو تھا تو میرے پاس دس روپیہ کا ٹھکانا نہ تھا کہ فیس بھیجتا ۔ سرگردان و پریشان ادھر اودھر تلاش زر میں بھٹکتا پھرتا تھا کہ راہ میں اسپتال کے پاس تالاب پر تم سے مڈبھیڑ ہوئی اور تم نے میرے حال زار پر رحم کرکے دس روپیہ کی فکر کر دی ۔ درجۂ اول میں بندہ پاس ہوا اور پھر تمھاری پرورش سے بی اے تک پڑھا اور ڈگری پائی اب میں یہان دو سو روپیہ ماہواری پاتا ہون اور تمھاری بدولت دندناتا ہون لیکن تمھاری صورت سے مایوسی اور وحشت برستی ہے اسکا کیا سبب ہے ۔

آزاد نے اپنا سارا دُکھڑا کہہ سُنایا اور کہا کہ بھئی تو بلی سی گاڑھے وقت پر آڑے آیا ۔

جوان ۔ تعجب ہے کہ ایسا تجربہ کار آدمی اور اتنا جھونڈا کھا جائے اور پھر دم میں آ جائے ۔ ارے میان مسافر کا اعتبار کیا ریل پر بڑی ہوشیاری لازم ہے ۔ مسافرت خالہ جی کا گھر نہیں کیل کانٹے سے درست آٹھون گانٹھ کمیت ہونا چاہیے ۔ لے اب کان پکڑو کہ پھر کسی مسافر کی دوستی کا اعتبار نہ کرینگے لاحول ولا قوۃ ۔ واللہ اسوقت تمھاری حالت دیکھکر ایسا رنج ہوا ہے کہ بیان سے باہر ۔ تم تو ساری خدائی کے نیارئیے تھے ۔ ایسا غچا کھا گئے ہو کچھ اگر میں راہ میں نہ ملتا تو خدا جانے تمھاری کیا حالت ہوتی چلو اللہ نے بڑی خیر کی ۔ کپڑے تک اُتار لے گیا ۔ اور آپ کو ہوش ہی نہیں یہ بیخبری ۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک شخص نے میان آزاد سے آکر پوچھا کیون قبلہ اولڈ ٹام کو خالی پیتے ہین یا سوڈا واٹر ملا کر اکثا انبر ولی میں تو ہم نے لمنیڈ ملایا ہو ۔ مگر اولڈ ٹام کا حال نہین معلوم) خراب کا حال سنتا تھا کہ آزاد کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو گئے اور بڑی دیر تک حضرت لکچر دیا کیے کہ خبردار شراب ذہن یا ورنہ دھوبن کان پکڑے گی کلوارن دھین جڑیگی ۔ آبرو خاک مین ملجائیگی شراب خواری ستم ڈھائے گی ۔ الغرض وہ جوان اپنے محسن میان آزاد کو اپنے گھر لے گیا ۔ ؎

	نہ تو شیشہ ہی ملا اور نہ ساغر پایا	
	ساقیا لے تری محفل سے جلے بھر پایا	

میان آزاد اور کہیں دو دن جم کر ٹک جائیں ۔ معاذ اللہ کیا مجال ایسے سیلانی اور کسی خاص مقام پر بستر جمائین استغفر اللہ ان کے پاؤن میں تو پرکار کی گردش تھی ۔ چلتے پیر کی بیعت لائے تھے ۔ سیر ہو سپاٹا ہو ۔ سفر ہو رہا تا ہو تو جین آئے ورنہ پلنگ سوچ کر کیا ہو جائے ۔ بھئی واللہ کیا اُلٹی بات ہے ایک دن اپنے لنگوٹیے یار کے ساتھ رنگ رلیان منا رہے تھے اور خوشی کے شادیانے بجا رہے تھے کہ دفعۃً ان کے پاؤن پر سنیچر سوار ہوا پھر کیا تھا عقل کو رو بیٹھے اب تو شیطان نے دور سے اُنگلی دکھائی چل چلاؤ لگ رہا ہے ۔ تلوے کھجلانے لگے جوتے پر جوتا سوار ہو گیا سفر کا گھٹنا سر پر چڑھ بیٹھا بادیہ پیمائی کی دُھن سمائی اللہ ری وحشت ۔ ؎

رخصت اے آزاد جنون زنجیر بکر کھینچے ہے	فرصت خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے

بھٹیارن نے ضد نہ چھوڑی کیا کہ کوئی تقاضا چاہئے وغیرہ وہ پانچون
سعدی کی شاعری پر غش تھا۔ آتش و میر کے رندانے جوش عشق کر تے
تھے۔ ناسخ کی بلاغت۔ انیس کی فصاحت۔ ذوق کی تشبیہ
غالب کے کلام ادق و خیالات نفیس۔ مومن کی زبان سلیس اور ہر ایک کے
استادانہ کلام کی پڑھ پڑھ کر تعریفیں کرتے تھے۔ اب فرمائیے فیصلہ کون
کرے بھٹیارن جھگڑا چکانے سے رہی۔ بھٹیارا لکھانس چھیلنا
بھلا نے شاعری علم دریا ہے۔ آخر کار فریقین کی رائے یہ قرار
پائی کہ شہر جیسے جو پڑھا لکھا آدمی پہلے ملے وہی حکم جو کہدے
آمنا و صدقنا منظور ہے۔ سب نے ہاتھ پر ہاتھ مارا چلنے ہی کو تھے کہ
بھٹیارن نے اُنکو للکارا اور جھپٹ کر میان جواد کا دامن لیا
میان یہ تتے کسی اور کو بتانا۔ ہم بھی اس شہر مین اتنے بڑے
ہوئے ہین ہون تو ابھی آپکی رد کی کے برابر بل سیکڑون ہی کنخون
کا پانی پی ڈالا پہلے کوڑی کوڑی بائین ہاتھ سے رکھ جائیے
پھر اسباب اُٹھائیے اور تشریف کھسکائیے۔

علامی۔ نیکبخت یہ شریف بھلے مانس ہین۔ دو پیسے کے واسطے
کہین شرفا ایمان بیچا کرتے ہین۔ چلو دامن چھوڑ دو ابھی
دم کے دم مین آئے۔

بھٹیارن۔ اس دم مین بندی نہ آئے گی۔ ایسی باتون
مین نہ آنے کی ایسے بڑے ساہوکار گھرے اسامی ہوتے
ایک گنڈا چھلکے سے نکال دو نہ۔ اے واہ میان۔ بڑا گھر
ان دکھاتے ہین۔ یہان اس ۱۹۔ برس کی عمر مین ہزارون
ہی چرا ڈالے ہونگے۔

وقاد۔ یہ مرد کی ہے یا بھٹیارن۔ عورت ہے یا ڈائن۔ ارے
بھٹیاری صاحب للہ اس سے پیچھا چھڑاؤ ورنہ ریش مبارک
پہ ہاتھ ڈالا ہی چاہتی ہے بھی ایسی بھٹیارن دیکھی نہ سُنی

بھٹیارن۔ میان کچھ بدے سے تو نہین ملو سے ہو جیا لچی
ناکھو کر گھر سے چلے تھے۔ یہ لام کاف توری زبان سے
نہ نکالو۔ ہون چھوٹی تو کیا ہوا پر بس کی گانٹھ ہون میرے
کاٹے کا منتر نہین۔

میان جواد آدمی تھے صلح کل جب انھون نے دیکھا کہ مفت
مین دھرے گئے تو کہا بھئی تم پانچون جاؤ ہم یہان بی مہترانی
کی تشفی کے لئے بیٹھے ہین اور اسی بہانے پر ابھی دیتے
جائین گے تم لوگ نپٹ آؤ۔ خیر وہ سب تو اُدھر چلے اور جواد
سرا ہی مین زیر حراست بی بھٹیاری رہے دو چار منٹ بعد
پکارتے ہین کہ بی مہترانی۔ بی مہترانی۔ مین لٹا ہون کہین ایسا
نہو۔ پیٹ مین چوہے دوڑ رہے ہین کہ رفوچکر ہوئے پھر تین منٹ
کے بعد گلا پھاڑ پھاڑ کر چلانے لگے۔ بھٹیارن بھٹیارن۔ ہم
بھاگنے والے اسامی نہین تم بیفکری سے دال بگھارو جب
بار بار اُنھون نے چھیڑنا شروع کیا تو وہ آگ بھبوکا ہوگئی۔

بھٹیارن۔ میان مین ایسے دو پیسے سے درگذری۔
بلی بخشے چوہا لنڈورا ہی جیے گا۔ تم نے تو غل مچا مچا کر میرا کلیجہ
پکا دیا ناکون دم آ گیا۔ آپ جائین بلکہ بھٹیا سمیت دفان ہون
تو مین خوش میرا اللہ خوش۔ یہ بات وہ بات نکالا ہے ہاتھ
ای واہ دیکھی تیری کالبی اور باون پیسے اجاڑ میان ہون
ابھی جمعہ جمعہ سات و آٹھ دن کی پیدائش۔ مجھے تو نگوڑی کنگھی
بھی نہین آئی مکھی ناک پر تو کبھی بیٹھنے دیتی نہین۔

اِدھر تو میان جواد سادہ دلی سے بی بھٹیارن سے
چہل کر رہے تھے اودھر مختنے وہ پانچون سرا سے چلے تو
راہ مین سناٹا۔ آدمی نہ آدم زاد چلتے چلتے ایک مرد قصیر
باریش مخضب سے دوچار ہوئے۔

پھولے طبیعت دل کو بھائین
کھائین خود غیر کو کھلائین

گل سے تو مرا دماغ ہی خوش
میوون سے غرض ہے علم او فن

نا فہم کرے سفر کو مطعون
جانے کیا شیخ زنخ صابون

لیتے ہین خبر ادھر ادھر کی
اب بھرتے ہین سدھیان سفر کی

پھر سیر کی ٹھن گئی ہے جی مین
ہم کو تو مزہ ہے دل لگی مین

سیٹی بجی ریل کی مری جان
لو جاتے ہین اب خدا نگہبان

اب تو اپنی جگہ سے ہم سے
جیتے ہین تو پھر ملین گے تم سے

یہ لکھ کر خدمتگار کو دیدیا اور کہا جب میان جاگین انکو دیدینا اور عمامہ باندھ کپڑے پہن کر کس - چوکس ہو گئے یہ جا وہ جا -

نیچریہ شاعری

میان آزاد ایک مرتبہ سیر کرتے ہوے ایک شہر مین داخل ہوے اور ہوٹل مین فروکش ہوے جھٹپٹے وقت ہوا کھانے چلے تو دیکھا سرا کی ایک کوٹھری کے برآمدے مین چار یا پانچ سفید پوش فرش تکلف پر بیٹھے علیم اللہ خانی حقے مشکبو دھوان دھار اڑا رہے ہین اور گلوری چبا رہے ہین - مگر سب موزون طبع شعرا نازک خیال و شیرین مقال - حامی - علامی - فہامی - وقاد جواد - ایک شاعر نے کہا کہ بھئی ہم تینون کے تخلص کا وزن ایک ہی - علامی - فہامی - اور حامی - مگر تم دو ہی ہو - وقاد جواد ایک شاعر اور آجائے تو چہ گندم کی خوب ٹھہرے - اتنے مین میان آزاد تڑ سے ہو بیچ گئے - این ! آپ کون - شاعر نے پوچھا - آپ تخلص کیا کرتے ہین - فرمایا آزاد - تب تو ان سب کی باچھین کھل گئین کہ اچھا قافیہ ملا وصاحب - اب جواد - وقاد اور آزاد - یہ تین شعرا بھی ہم قافیہ تخلص والے جمع ہو گئے بھئی خوب آئے واللہ آپ ہی کی کسر تھی - اب شعر خوانی ہونے لگی ایک شعر پڑھتا ہے باقی داد دیتے ہین - ای سبحان اللہ واہ

میر صاحب - یہ حضور ہی کا حصہ تھا مسلسل زمین - باریک خیال کیا خدا داد طبیعت پائی ہے - واللہ کیا ذہن کی رسائی ہے جو بجز فرمایئے گا حضرت خدا کی قسم قلم توڑ دیے کیا روزمرہ ہے - ہے ہے اس بول چال کے صدقے - واللہ کیا خوب تقسیم ہے - تو پیان اچھل رہی ہین - کوئی جھومتا ہے کوئی وجد کرتا ہے -

آزاد - میان سنو - اینجانب اس شاعری کے قائل نہین ہین ہمین نیچریہ کلام پسند ہے - یہان ہم شاعری کے معنی ہی سمجھ مین نہین آتے آپ لوگ تو زبان پر مرتے ہین اور ہم خیالات پر جان دیتے ہین - ہائے شاعری تو انگریزی پر ختم ہے - نیچر نیچر والے نیچر نیچر کہان پائیے - گل و بلبل کا عشق دہان اپنے کے قد کو تار بنایا اور در پردہ گل طویل الخ کی پھبتی سنا

فہامی - اخاہ آپ نیچریے ہین ایسے اور دیرینہ سنتے تھے اب نیچریے پیدا ہوے غضب خدا کا ایسا کلام دلکش پسند نہین یہ ان شعرا کا کلام فصاحت التیام ہے جو پیغمبر سخن گو تھے - جنکا سب کلمہ پڑھتے ہین بلکہ خدائے سخن سمجھے -

آزاد - بندہ صاف گو صاف باطن آدمی ہے لگی لپٹی نہین رکھتا یہ شاعری نہین خبط ہے بے تکا پن ہے مبالغہ بھی تو کتنا کچھ ٹھکانا ہے جھوٹ کے چھیرے اڑا دیے لے اب کان کھول کر نیچریہ کلام سنو اسپر وہ فرمایشی قہقہہ پڑا کہ سرا بھر گونج اٹھی - پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے - بڑی دیر تک ہنسی ضبط نہو سکی -

فہامی - واہ قبلہ واہ - آپکی نیچریت کے صدقے ابھی گذر جاؤ

آزاد - حضرت شیخ کیا جانین صابون کا بھاؤ عاندھے کے آگے رونا اپنی آنکھین کھونا بھینس کے آگے بین بجائے بھینس کھڑی پگرا ئے

میان آزاد نے اپنی نیچریہ شاعری کی تعریف کے وہ پل باندھے کہ بحر ظلمات پٹ جائے - تعریف کیا ایک سمندر کا سمندر تھا

ب ادھر انکے یار وفادار کا حال زار بغور سنئے یہ جو جب گول ہو گئے گھڑی دم آنکھیں ملتے پلنگ سے اٹھے تو سب کے سب غائب غلہ ۔

میاں جواد

وہ شہر اول لگی دیکھنے کے لئے اس دن سرا نہ گئے تاکہ میاں جواد اور بھٹیارن میں گٹ پٹ ہو اور یہ دل لگی دیکھیں بھٹیاری سے ملکر اسباب بھی غائب کر دیا ۔

جواد ۔ غیاث (خدمتگار)

خدمتگار ۔ حضور الغیاث ۔ الغیاث ۔

جواد ۔ ایں ! یہ کیا سنائی ۔

خدمتگار ۔ پیر و مرشد غلام کی تو جان پر بن آئی ۔

جواد ۔ یہ جان پر بن آنا کیسا ۔

خدمتگار ۔ خداوند چل دے گئے اور اسباب بھی کھسکا دیا ۔

جواد ۔ یہ پہیلی تو ہمارے فرشتہ خان کے باپ سے بھی بوجھی نہ جائے گی ۔

خدمتگار ۔ جب آفتابہ اور دیگچی ڈھونڈھیے گا تو قلعی کھل جائے گی ۔

جواد ۔ کیا آفتابہ اور دیگچی بھی غائب ہے ۔

خدمتگار ۔ جی حضور ذرا اٹھیے تو میاں وہ لے دے کے چلدیے ۔

جواد ۔ ارے تو نے جانے کیوں دیا ۔ ٹانگ کیوں نہ لی ۔

خدمتگار ۔ ٹانگ لینے کے بیے گلا دبانا یا لیے ۔ آپ تو پاس لیٹے ہوئے تھے آپ نے ہی لیٹنے دیا ہوتا پھر آپ بن ناحق کو خفا ہوتے ہیں ۔

تب تو حضرت بہت ہی گھبرائے ۔ رنگ فق ہو گیا چو طرفہ ڈھونڈھنے لگے ۔ الغرض کنوئیں میں بانس پڑے مگر ابھی تک تو منہ بانی تو وہ شیخ بھٹیاری کیا کہتی ہے حضور ہم نے اول ہی کہہ دیا تھا کہ حضور چھٹ پہلوں سے سب چھٹے ہوئے ڈال کے توڑے میں بلا نہیں خانہ جیت کر جائیں اور گوٹھے تو کان تک نہ لیں حضور تو تھی یعنی دو چپاتیاں کھانے والے وہ بڑھ بڑھ کر ہاتھ لگانے والے وہ تو کہو سے آفتابے ہی کے ماتھے لگی نہیں وہ تو چوکھ چٹ کر جاتے ۔ میاں جواد مسخرہ پن میں طاق ۔ ضلع جگت میں مشاق دل لگی چہل میں شہرۂ آفاق تھے عجب سے تک ملا گردن ہلا ہلا کر ایک نامہ لکھا ۔

اے انجن ریل رہ نوردی / وے بچہ چھکڑۂ دو بردی
اے کاگ جھنڈۂ لیمونیڈ / وے برق جھنڈۂ بریگیڈ
اے رشک خرام ریل گاڑی / وے رو کش ناگن پہاڑی
اے درنگ و پو برنگ دُلدُل / وے گردۂ توپ جنگ کابل
اے تیر کمان ملک ایران / وے بُرّش خنجر صفاہان
اے جوش اُبال گرم ہانڈی / وے قلقل بوتل برانڈی
اے ریگ روان دشت خطا / وے چنگاری سنگ چقماق
اے خضر نکوے ہامون و دشت / وے رشک جہانیان جہان گشت
اے شوخی نازک جبینان / وے طرز خرام نازنینان
بعد از شوق لقائے صوری / دو دو باتیں سنو ضروری
کیوں جی یہی شرط دوستی تھی / جو کچھ مرے ساتھ آپ نے کی
غیروں کو تو راستہ بتایا / یاروں سے بھی راز دل چھپایا
چار آنکھوں کی بھی فقط موت / بس دیکھ لی آپ کی محبت
دشت نے جو ہاتھ پاؤں پھیلائے / ایڑی گھسنے کو تلوے کھجلائے
تم کیا کرو تیرھویں صدی ہے / بدلا نیکی کا بھی بدی ہے
معلوم ہوا کہ تم ہو بے پیر / چلنے میں کڑی کمان کے تیر
جس جا سے چلا کہیں نہ اٹکا / یہ پاؤں ہیں یا گھڑی کا کھٹکا
جو کچھ دیکھی بہت سفر میں / نقطے کا ہے بل سفر سقر میں
برباد کرو نہ مفت جان کو / صحرا کی نہ خاک دھول پھانکو
کچھ کام نہ آئینگے یہ غم دم / غربت میں نہ یار ہیں نہ ہمدم

جامی - السلام علیکم۔

مقدس - وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جامی - یاحضرت مولانا ایک مسئلہ حل کیجئے تو احسان ہوگا

مقدس - عرض کرون پیر ومرشد خاکسار ایک ذرۂ بیمقدار اضعف العباد ہیچمیرز ہیچمدان دبستان نادانی کا ابجدخوان خاکپای سخنوران نامی زندہ بادے خوان مسجدی وجامی ۔خاک بر کچہ ناکامی ہی پس مخاطب بخطاب مولانا فرمانا اضعف العباد ناہنجار ننگ انام رذلائق مستہلام کو صریح بنانا ہی مولانا ہونا ایک امر ہی ابس دشوار ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

جامی - آج خدا ہی ہمارا حافظ وناصر ہی حکم بھی ملے تو ایسے واہ ری قسمت کی خوبی - قبلہ اگر اسی طرح دو چار بار انکسار کی باتین کیجیے گا تو بھور ہو جائے گا اور اُدھر جیاد بچارے کو بھیبان نخاس دکھائے تو عجب نہین - ہم دو ہی بات کے عاشق مین سنئیے آپ اسوقت قاضی اور آپکے گھر کے جو ہے سیانے آپ ایک امر متنازع فیہ کا فیصلہ کر دیجیے اور دولت خانہ کا راستہ لیجیے اور ہم سب جد امجد کے جد بجد اور راوندکے نانا جان کے جد امجد پر احسان کیجیے - وہ یہ کہ یہ حضرت آزاد نیچریہ شاعری کا جلسہ کرتے ہین اور ہم چارون اُردو شاعری پر جان دیتے ہین۔

مقدس - یہ تو کوئی غور طلب مسئلہ دق نہین کہ غور و تعمق کا محتاج ہو - آپ چارون کا فعل عبث ہی آپ سیدھے دار الشفا جائیے اور فصد کھلوائیے شاعری پر جان دینا کار عقلاے دہر نہین فعل جہلاے روزگار ہی - جان عطیۂ حضرت ایزد کردگار ہے اسکو اسی کی راہ مین صرف کرنا فرائض انسانی ہی ورنہ شعر و سخن پر جان دینا خریت اور حماقت کی نشانی ہی - باقی رہی نیچری نوع کی شاعری - اُسکے نام سے اس ناکارہ خلائق روسیاہ کے کان آشنا نہین - یہ نیچریہ شاعری کس عالم اجل اور محقق کی تحقیق انیق ہے - یہ قسم جدید ہے - یا عتیق ہو؟ بینوا و توجروا۔

اس بینوا و توجروا پر پانچون ہنس پڑے اور اس زور سے قہقہہ لگایا کہ مولانا صاحب کفش کو سر پٹر کرتے جبہ و دستار کو سنبھالے چلتے ہوے اب سراپا دادآئی اپنا سا منھ لیکر ناک کی سیدھ نوکدم بھاگے راہ مین آزاد نے کہا کہ بھئی سنو غزل مسلسل بندہ گاہ کو البتہ پسند ہی یہ ہین کہ پہلے مصرع مین شہید ہو گئے دوسرے مین بوسۂ لعل شکر خا کے خواستگار ہین مطلع مین معشوق کے خط آئینے کو دکھلا دیا - مقطع مین محرم آب روان کی تعریف کی اب غزل مسلسل سُنیئے - ؎

شب وصل بھی چاندنی کا سمان تھا — بغل مین صنم تھا خدا مہربان تھا

مبارک شب قدر سے بھی وہ شب تھی — سحر تک مہ و مشتری کا قران تھا

وہ شب تھی کہ تھی روشنی جسمین دن کی — زمین پر سے اک نور تا آسمان تھا

نکالے تھے دو چاند اُسنے مقابل — وہ شب صبح جنت کا جسپر گمان تھا

عروسی کی شب کی حلاوت تھی حاصل — فرحناک تھی روح دل شادمان تھا

مشاہد جمال پری کی تھین آنکھین — مکان وصل کا اک طلسمی مکان تھا

حضوری نگاہون کو دیدار سے تھی — کھلا تھا وہ پردہ کہ جو درمیان تھا

کیا تھا اُسے بوسہ بازی نے پیدا — کمر کیطرح سے جو غائب وہان تھا

حقیقت دکھاتا تھا عشق مجازی — نہان جسکو سمجھے ہوے تھے عیان تھا

بیان خواب کی طرح جو کر رہا ہے — یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جوان تھا

اہو ہو ہو اللہ کیا غزل ہے - نیچر کا دیا - روح شاد ہو گئی

القصہ وہ سب سرا گئے اور آزاد ہوٹل ہو پہنچے سرا مین داخل ہوے

از بیم گزند خویش آہنگ ہلاک من کنند پس قول حکما را کار بستم کہ گفتہ اند قطعہ

انسان گر تو ترسد تبرس ای حکیم	وگر با چو صد برآئی بجنگ
از آن مار بر پائے راعی زند	کہ ترسد سرش را بکوبد بسنگ

مولوی صاحب بھی ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے ہیں اور حضرت گوگو کرتے جاتے ہیں اب ترجمہ سنئے - ہرمز کے تئیں کہتے ہیں کہ ذرہ برابر کیا خطا دیکھی تو نے کہ بند فرمایا تو نے گفت کہا گناہ ایک معلوم نہ کیا میں نے ولیکن اور لیکن بہ یقین ساتھ یقین کے دانستم جانا میں نے کہ خوف میرا بیچ دل اُنھوں کے بہت ہے اور اوپر عہد میرے کے پورا نہ رکھا - ڈرتا ہوں کہ خوف اپنے کے ڈر سے قصد مار ڈالنے میرے کا کریں پس قول حکما کے تئیں کام باندھا میں نے کہ کہا ہے قطعہ اُس سے جو کہ تجھ سے ڈرے ڈر تو اے حکیم - جو ساتھ جنو شکار میں بیچ لڑائی کے اُس سے سانپ اور پاؤں راعی کے مارتا ہے - کہ ڈرتا ہے سر اُسکے کو کوٹ کے ساتھ پتھر کے -

ماشاء اللہ کیا ترجمہ ہے اور کیا روزمرہ ہے راعی کے معنی الٹی کے تئیں کیا فصاحت ہے - ۶ - وگر با چو صد برآئی بجنگ + کے معنی یہ بتائے گئے کہ اور جو ساتھ چنو کے بیچ لڑائی کے در عہد من اعتماد نکلی ندارند کا ترجمہ بھی سننے کے قابل ہے کہ اوپر عہد میرے کے پورا نہ رکھا - اسی طرح نصف طلبہ نے مولوی صاحب کو سبق سنایا اور نصف نے خلیفہ جی کو خلیفہ جی نے مولوی صاحب کے بھی کان کاٹے - مولانا غت ربود سے بھی بڑھ گئے سے مرغ خانگی وحشت ملا ہو تیم + گوہر بیچ گنج اسرار ریم کا ترجمہ یوں بتایا مرغا شام کے وقت مٹی پیٹ پر گزران کرتا ہے اور اگرچہ پھوٹا گنج کا اسرار ہے - ای صلی علی کیوں نہ ہو - سے

گل ہمین مکتب ست و این ملا	کار طفلان تمام خواہد شد

دوپہر کے وقت لڑکے تختی لے کر بیٹھے - کوئی گیندے کی پتی تختی پر ملتا ہے کوئی مہرے یا کوڑی سے تختی کو چکناتا ہے - کوئی دوات صاف کرتا ہے کوئی قلم پر چاقو تیز کرتا ہے الغرض آدھ گھنٹے تک یہی ہوا کیا بعد ازاں لڑکے لکھنے بیٹھے - مولوی صاحب کوٹھری سے کھچو نکالا اور دروازہ بند کر کے سو رہے - یہاں خوب پیاڈی ہوئی دو گھنٹے کے بعد مولوی صاحب چونکے کوٹھری کھولتے ہیں تو یہاں دو لڑکوں میں جوتی پیزار ہو رہی ہے دونوں گتھے پڑے ہیں نکلتے ہی ایک پر دو سو ٹنگانا شروع کئے - اب سنیئے کہ جو ڈھنڈ پیل لڑکا بانی شر تھا اُس سے تو مولوی صاحب نہ بولے گر دبلے پتلے بیچارے پر خوب ہاتھ صاف کیا دو چار کی تختیاں دیکھیں پھر سبق سنا چلیے چھٹی -

یا مظہر العجائب ہاتھی مع ہودا غائب

میاں آزاد مکتب خانہ کی ہجو کرتے بڑبڑاتے دل ہی دل میں گالیاں دیتے جاتے تھے کہ واللہ یہ مکتب ہے یا منڈی لٹنے میں ایک رئیس با توقیر کی عالیشان کوٹھی کی طرف گذرے تو حسن اتفاق سے اُس وقت رئیس موصوف عالمگیر کا یہ فقرہ پڑھ رہے تھے - (آدم خوب بدست نمی آید کشمیری درین صوبہ نیست کہ مقرر کنیم) میاں آزاد تڑسے بول اُٹھے آدمی تو کجا پچیوں ملیں مگر قدردان کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے - وہ کیوں چاہیئے ایک بندہ درگاہی موجود ہیں - رئیس نے اشارے سے بلایا اور کہا -

(اچھا آؤ ادھر)

آزاد - ۶ - آتا ہوں تیغے کو چڑھائے ہوئے کل پر -

رئیس - ماشاء اللہ آپ شاعر بھی ہیں -

آزاد - جی او چشم بد دور اجی جناب ساحر بھی ہیں -

رئیس - ہم سحر کے کبھی قائل ہی نہیں ہوئے -

احسان کیا ہم پہ تم نے جانو
اب مانو نہ مانو تم ہو مختار
یہ کیا روش اختیار کی ہے
کیا لطف نہ آؤ تاؤ دیدن
چانڈو کی قسم تمھین پلٹ آؤ
افیمان ہی کو کھاؤ گر نہ آؤ
آئے نہ تو طبلہ ہی کو پیٹے
سوگند تمھین مدک کی آزاد
لوٹ آؤ کہین میان خدارا

اب بھی لوٹ آؤ بات مانو
پچھتاؤ گے یار آخرکار
دانشمندی یہ کون سی ہے
زردادن و درد سر خریدن
بابو کی قسم تمھین پلٹ آؤ
گانجے کو جلاؤ گر نہ آؤ
گنتون ہی کی لاش کو گھسیٹے
ہے تم کو قسم سُلک کی آزاد
تکلیف کرو ذری گوارا

رُکتا ہے اسی دعا پہ خامہ
بن جاؤ تمھین جواب نامہ

ایک دن بازار کی طرف جا نکلے تو ایک مکتب خانہ نظر سے گذرا۔ تو ادھیڑ سا مکان۔ ٹوٹا پھوٹا اُجڑا دالان۔ دیوارین بابا آدم کے وقت کی ایک مولوی صاحب تنہا اس کے صدر مین بیٹھے ہل ہل کر پڑھا رہے ہین اور بیس پچیس کمسن لڑکے غُل غپاڑہ اُڑا رہے ہین ایک لڑکے نے دوسرے کی چاند پر تڑ سے دھپ جمائی کسی نے چپت گاہ پر زناٹے سے دھول لگائی۔ مولوی صاحب پوچھتے ہین اے یہ کیا ہوا۔ جی کچھ نہین مولوی صاحب تختی گر پڑی تھی اسکا یہ تختی کی آواز تھی۔ جی ہان اور نہین تو کیا۔ اتنے مین دو چار شریر لڑکون نے آپس مین منہ چڑھانا شروع کیا۔ دیکھیے مولوی صاحب یہ منہ چڑھاتا ہے۔ نہین مولوی صاحب یہ جھک مارتا ہے ہان ہان مولوی صاحب مین بھی دیکھتا تھا۔ نہین مولوی صاحب یہ تو باہر گیا تھا وہ جانے والے کی ایسی تیسی۔ مولوی صاحب نے کیا خوب فیصلہ کیا کہ چپ رہو بک بک بک بک کتاب کی طرف دیکھو۔ اچھا تھنیگا پایا۔ غل غپاڑے کی آواز سی

بلند ہو کہ آسمان کی خبر لاتی ہو کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی جدھر دیکھو چل پون کاؤ کاؤ ڈھول دھپا تپا ڈگی۔ جوتی پیزار۔ جھگڑا تکرار۔ مگر سب کے سب ہل ہل کر بڑبڑاتے جاتے ہین کتاب تو وہی چار پڑھ رہے ہین۔ مگر واہی تباہی اناپ شناپ بہتون کی زبان پر ہے۔

ایک۔ آج شام کو مین بانے کی کنکیان ضرور اڑاؤنگا
دوسرا۔ آغاتقی کے باغ مین کوا حلال ہے
تیسرا۔ ارے مالی تجھے گل بوٹے کی پہچان رہے۔
چوتھا۔ مولوی صاحب گو پیر ہوے نادان رہے۔

پانچوان	پڑھوگے لکھوگے تو ہوگے خراب جو کھیلوگے کودوگے ہوگے نواب

الغرض دس پندرہ لڑکے غل مچا کر بیہودہ بک رہے ہین مگر سب کی آواز مل ملا کر خاک سمجھ مین نہین آتا کہ کیا خرافات بکتے ہین ورنہ مولوی صاحب بھی ضرور خبر لیتے ادھر لونڈے یہ غل غپاڑہ اُڑا رہے ہین اُدھر مولوی صاحب مزے سے اونگھتے ہین اور مکتب کے خلیفہ جی سعدی تاگا لئے ہوئے انگرکھے مین پیوند لگا رہے ہین اور پورے خلیفہ ہوگئے۔ آخرکار جب مولوی صاحب خواب خرگوش سے بیدار ہوے تو ایک لڑکے کو بلایا۔ آؤ کتاب لاؤ سبق پڑھو تو وہ سر کھجلاتا ہوا گلستان بغل مین داب مولوی صاحب کے قریب جا بیٹھا اور سبق شروع ہوا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم مولوی صاحب جھیدا ذری چلم تو بھر لانا۔ شاباش بیٹا کیا وہ تمباکو دھرا ہو لڑکے نے پھر کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہرمزرا گفتند از وزیران پدر چہ خطا دیدی کہ بند فرمودی گفت گناہ معلوم نکردم ولیکن بہ یقین دانستم کہ مہابت من در دل ایشان بیکران ست و بر عہد من اعتماد کلی ندارند و ترسم

بطہ - میرے کوسنے شوہر خدا تمسے سمجھے - سکندر ظلمات
یا سا آیا مگر تمنے آب حیات کے دو چار قطرے ضرور پی لئے
ہین جب ہی مرنے کا نام نہین لیتے کچھ اوپر سو برس کے تو ہوئے
اب آخر کیا عاقبت کے بورئے بٹورو گے - روز دلی مین شہزادو
ہزارون نوجوان نوخیز کفن پوش ہوتے جاتے ہین اور تم ٹیان سے
ڈنگو فیور بھی آیا مگر تم موچھون پر تاؤ ہی دیتے رہے سینکڑے
ہٹے کٹھے آدمی چٹ کیے مگر حضور چیچک کی بلا دور ہیضہ کے باپ کے
چٹ کر جائین اور ڈکار تک نہ لین - بخار مین ہزارون حیادار
چل بسے مگر تم اور بھی موٹے ہو گئے تم پر فالج تک نہین گرتا
لقوہ بھی نہین مارتا - لو ان کے جھونکے بھی تمھین نہین جھلساتے
دریا مین بھی تم پھسل نہین جاتے - اور سو بات کی ایک بات
یہ کہ اگر حیادار ہوتے تو ایک چلو کافی تھا - مگر تم وہ چکنے
گھڑے ہو کہ عرق انفعال کے تم پر ہزارون ہی گھڑے پڑین
لیکن ایک قطرہ نہ تھم سکے - واہ رے بڈھے - کیون نہو - بس
نرے بڈھے ہی ہو - ہئی ہئی کس ساعت مین تمھارے پلے پڑی
بس بری گھڑی تمھارے ساتھ بیاہ ہوا - ماں باپ کو کیا کہون
میری گردن تو کند چھری سے ریت ڈالی - اس سے تو کسی
کنوین ہی مین ڈھکیل دیتے قصائی ہی کے حوالے کر دیتے تو یہ
روز روز کا کڑھنا تو نہ ہوتا - تم خود ہی انصاف کرو کہ تمھارے
منحوس سے مجھ پر کیا گاج پڑی - ہاتھون مین تو آپ کے
رعشہ پاؤن مین سکت نہین - منہ مین دانت نہ پیٹ مین
آنت - کمر کمان کی طرح خم - بینائی کی یہ کیفیت کہ دن کو اونٹ
نہین سوجھتا - جریب ٹیک کر دس قدم چلے بھی تو سانس پھول گئی
دم ٹوٹ گیا - سستانے بیٹھے تو نقش قدم بن گئے
صبح کو ننھی ننھی دو چپاتیان کھا لین تو شام تک کھٹی ڈکارین آرہی
ہین - گڑگڑی ہو گئی - تولہ بھر سکنجبین کا ستیاناس کیا مگر سوء ہضم
کی شکایت بدستور - حافظے کا یہ حال کہ اپنے باپ کا نام بھی یاد
نہین - پھر آخر سوچو تو بیاہ کرنے کا شوق کیون چرّایا - ایک
پاؤن تو قبر مین لٹکایا ہے اور خیال یہ گدگدایا ہے کہ دولھا بنین
دلھن لائین - نوشہ کہلائین - اللہ سون جسوقت تمھارا پوپلا منہ اور
سفید بھوون اور گالون کی جھریان اور دوہری کمر اور گنجی چاند اور
منحوس صورت یاد آتی ہے - کھانا حرام ہو جاتا ہے واہ بڈھے میان
واہ - خدا جھوٹ نہ بلائے تو ہمارے ابا جان سے پچاس ساٹھ
برس بڈھے ہونگے - اور اماں جان کو تم نے گود مین کھلایا ہو تو تعجب
نہین خدا گواہ ہے تم میرے دادا کے بھی باپ سے بڈھے ہو
مگر واہ ری قسمت کہ آپ اور میرے شوہر - زمین شق ہو تو مین
دھس جاؤن -

آزاد - قبلہ و کعبہ - اسکا جواب کسی منشی بے بدل سے لکھوائیے

پیر مرد - بڑھاپے مین اب کبھی شادی نہ کرینگے -

آزاد - کیا خوب! کیا ابھی شادی کرنے کی ہوس باقی ہے؟ ابھی پیٹ نہین بھرا

پیر مرد - اچھا اسکا جواب کل سوچ کر دینگے -

میان آزاد دوسرے روز اٹھے اور سویرے ہی چل کھڑے
ہوئے - چوطرفہ سناٹا پڑا ہوا - مگر ہر سمت لطف اتم ہے نور کا عالم ہے
جام گل قطرۂ شبنم سے لبریز نسیم سحری مشکبار و عنبر بیز - کہین رندان
ساغر نوش کا جوش و غل - کہین صراحی و بادۂ گلگون کا قلقل
ادھر فاختہ و ستک زنان - ادھر قمری کوکو کنان - پپیہون کی
پکار مور یلون کی جھنکار جس شجر کو دیکھو نہال - ہر غنچۂ گل زر
سے مالا مال کہین بلبل چہک رہے ہین اور پھول مہک
رہے ہین کہین قطرہ ہائے شبنم جھلک رہے ہین اور تاروں کی
روشنی سے چمک رہے ہین - ۹

آزاد - بس معلوم ہوگیا کہ آپ کسی قوس ابرو کی تیغ نگاہ کے گھائل ہی بیٹھے ہوئے۔

رئیس - بھئی واللہ کتنے حاضر جواب ہو۔

آزاد - تم بھی بے تکے پن میں انتخاب ہو۔

رئیس - تم رنگیاں دینے لگے تو زری کر چکے بس ہو لکھائیے

آزاد - بہت بڑھ بڑھ کر باتیں نہ بنائیے یہاں ہی بات کے لاکھوں پاتے ہیں کہ ہر بات میں تک ملاتے ہیں۔

رئیس - اچھا آج سے آپ ہمارے مصاحب ہوئے مگر سوتے جاگتے ہمیشہ قافیہ ہی میں جواب لیں گے۔

آزاد - دینگے اور بیچ کھیت دینگے۔

تھوڑی دیر کے بعد رئیس نے بلایا - آزاد

آزاد - خانہ احسان آباد۔

رئیس - اخاہ آپ ہیں۔

آزاد - جی اور نہیں تو کیا آپکے باپ ہیں۔

رئیس - ست بک فضول۔

آزاد - چونچ سنبھال نامعقول۔

اب سنیے کہ رئیس ممدوح المکان بڑے دھوم دھڑکے سے ہاتھی پر سوار ہوئے اور سیر دریا کو چلے۔ میاں آزاد خواصی میں بیٹھے ہیں ہاتھی ریلا رست نکنا جیسے ہی دریا میں ہاتھی ڈالا کہ اُسنے سونڈ سے پانی اُچھالا۔ ہودا ڈانواں ڈول ہونے لگا اب گرے اور اب گرے۔

رئیس - خدا بچائیو۔

آزاد - یا خدا ڈوبائیو۔

رئیس - امام ضامن کی دہائی

آزاد - آج پوری شامت آئی۔

رئیس - یا علی مشکل کشائی کیجیے۔

آزاد - خواجہ خضر ذرا ہاتھی کا پاؤں تو پھسلا دیجیے۔

رئیس - یا مظہر العجائب۔

آزاد - ہاتھی مع ہودا غائب۔

اتنے میں فیلبان ہاتھی کو نکال لایا اور رئیس نے اسے غصے کے آزاد کو دھتا بتایا ڈھکیلا تو زمین پر آرہے بیچارے۔ تک ملا ہاتھ ہو دو تو کہئے ریت ہوتی تو قافیہ تنگ ہوجاتا ہاتھوں کے ہاتھ جاتی یا پاؤں تنگ ہوجاتا۔ رئیس بھی سوچے کہ اچھے فقرہ باز ملے مگر وقت بے وقت تک ہی ملانے سے مطلب ہے۔ ہم کہتے ہیں یا مظہر العجائب وہ فرماتے ہیں ہاتھی مع ہودا غائب۔

کھوسٹ شوہر کے نام نوخیز بیوی کا خط

ایک روز میاں آزاد فرخ نہاد سیر کر رہے تھے کہ ایک پیر مرد ٹھیا ٹیلتے کانکھتے تو نکھتے آن کھڑے ہوے اور میاں آزاد سے کہا کہ میاں ذری یہ خط تو پڑھ دیجئے اور اسکا جواب لکھ دیجیے

میاں آزاد نے خط لیا کھولا اور پڑھ کر سنانے لگے۔

خط - میرے کھوسٹ شوہر خدا تم سے سمجھے۔

آزاد - ایں یہ نرالا القاب انوکھا آداب ہی دعا چہ پدر۔ مزاج پرسی بالائے طاق بسم اللہ ہی غلط۔ ابتدا ہی سے کوسنا شروع کیا۔ الٰہی خیر۔

پیر مرد - حضرت آپ خط پڑھتے ہیں یا میرے گھر کا فضیحتا چکاتے ہیں پرے جھگڑے سے آپکو واسطہ جب میاں بیوی راضی ہیں تو آپ کون قاضی ہیں لے خدا کے لئے آپ خط پڑھ دیجیے مگر اس جھگڑے میں نہ پڑیئے۔

آزاد - اہا ہا ہا - تو یہ کہئے آپ کی زوجہ مقدسہ کا خط ہے باشد خیر صاحب مجھے میاں بیوی کے جھگڑے سے کیا غرض لائیے خط پڑھے دیتا ہوں

ٹھنڈا بیٹھا پیارا کھلونا۔ رسیلے نینان۔ پتلی۔ اف گہر یان گوری گوری بہیان جسوقت یاد آتی ہین کلیجے پر سانپ لوٹنے لگتا ہے۔ وہ خندۂ شکر آمیز۔ وہ زلف عنبر بیز۔ وہ خال مشکین وہ لعل نگارین۔ وہ ابر کی ایسی مستانہ چال وہ خط و خال جیسے آفتاب جیسے مہتاب۔ وہ چاندنی رات مین نکھر کر نکلنا کبھی مسکرانا کبھی کھلکھلانا۔ کسکا شرمانا کیسا لجانا۔ اور تو اور تمھاری پھرتی سے دل لوٹ پوٹ ہو۔ کلیجے پر چوٹ ہے چھن سے جو طرارہ بھرا تو تڑسے بام پر۔ چلبلا پن۔ اور وہان سے ایک ذقن مین مہتابی پر ہو رہین اور وہان سے پھلانگ ماری تو دن سے پھر صحن مین اب کسطرح اٹھکھیلیان کر رہی ہین ہیر کی کے مثل چوطرفہ گھومنا طاؤس وار جھومنا۔ کبھی کھیلتے کھیلتے میری چھپت گاہ پر چھپ جانا کبھی شوخی سے وہ ڈانٹ بتانا کہ کلیجہ لرز گیا۔ کبھی آپ ہی آپ رونا کبھی دن دن بھر سونا لڑکپن کے دن۔ بارہ برس کا سن۔ تیرے بیباختہ پن کے قربان بیوی جان سے کہا مانو۔ ہمین غنیمت جانو۔ مین چراغ سحری ہون ہوا چلے یا نہ چلے۔ اب گل ہوا اب گل ہوا مین آفتاب لب بام ہون اب غروب ہوا اب غروب ہوا مین وہ کشتی ہون جو ڈوبا کہ ڈوبا مستو وسجھے ستا نا مو سے پر سو تے تم خوب جانتی ہو کہ مین شیرین بیان ہون۔ ستر برس لگے کہ دانت چوہے کی نذر کیے تب سے حلوے پر بسر ہے پھر جو روز حلوا کھائیگا اسکی زبان تنگ شکر کیون نہ بن جائے وہ میٹھی میٹھی باتین کرون کہ لب بند ہو جائین مگر تم بھی بے قصور ہو تمھارے گود مین کھیلنے کے دن ہمارا کیا ادھیڑ سو برس کا سن۔ تم طناز بیان کر خم۔ تم سرو بلند اقبال ہمیان ریختہ دم۔ تم گلعذار باغ و بہار ہم ضعیف و خستہ مگر ہمارا عشق بھی بلا کا عشق ہے ۔

عشقم کہ نصیب دیست نورس	نامش نشنیدہ بودم از کس
این شعلہ ندانم از کجا خاست	کز ہر رگ و ریشہ ام بلا خاست
بے وصل تو زندگانیم چیست	صد خندۂ مرگ بر چنین زیست
دریاب کہ خاک خورد خونم	آتش بہ دماغ زد جنونم
باد تو رسید بر چراغم	بوے تو زوند بر دماغم

تم لاکھ روٹھو پھر ہماری ہو۔ بیوی ہو لخت جگر ہو یاد ہے وہ شبھ گھڑی یاد کرو جب ہم دولھا بنے پرانے سر پہ نئی دستار جمائے سہرہ لٹکائے مہندی لگائے اُودی دم فاختہ حواس باختہ تینی مرغی کے برابر گھوڑا یا پر سوار میٹھی لپی جاتے تھے اور تم دلھن بنی سولہ سنگار کیے قفس زرنگار مین سے جھانک رہی تھین ہمارے گالون کی جھریان ہمارا پوپلا منہ ہماری ٹیڑھی کمر دیکھ کر خوش تو نہ ہوئی ہوگی ۔ ع ۔ وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکرائی ہو اب ایک نصیحت بزرگانہ یاد رکھو۔ ایک تو میلے ٹھیلے نہ جانا۔ دوسرے آس پاس کی چھوکریون کو گوئیان نہ بنانا۔ خدا کرے جبتک زمین و آسمان قائم ہے تم جوان رہو اور نادان رہو۔ الھڑپن دن دونی ترقی پائے اور جوبن روز بروز بڑھتا جائے۔ ہمارے سفید بال تمھین بھائین۔ حاسد خار کھائین۔ تمھارا ہیرنا بالغ شوہر۔

لکھنؤ کا جہلم

میان آزاد تو رسے تڑکے جو کچھ اٹھتے ہین تو گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا ہر سمت تیرہ و تار ظلمات کی سی کیفیت نمودار کوئی شے نظر ہی نہین آتی تو رکا فور سا کے باہر آئے تو جو طرفہ دل بادل قبلہ کی طرف سے جھومتی ہوئی گھٹا اٹھی۔ کالی گھٹا متوالی گھٹا گھنگھور گھٹا۔ گھنیری گھٹا۔ ابر اٹھکھیلیون پر ہے شاخین مستون کیطرح جھوم رہی ہین۔ ہوا اس زناٹے سے چل رہی ہے کہ کلیجہ لرزا جاتا ہے مرغان خوش نوا گھونسلون مین دبکے بیٹھے ہین۔ پرندہ

صبحے بہ فروغ دلکشائی | گمد اختہ شب بروشنائی
روشن چو جبین صبح خیزان | فیض از در و بام چرخ ریزان
افشاند بنفشہ و گل از دور | سرتا سر باغ سایہ و نور
آن گل کہ اند بروزگاران | در یوزۂ بو کند بہاران
می جست نسیم نوبہاران | چون دیدہ در انتظار یاران

اس سہانے وقت کا سمان دیکھ کر آزاد مسرور ہوئے خوش خندان مست و غزلخوان دل شاد و روح فرحناک ٹہلے ایران زمین کے ساتھ وہمساز لب پر شعر حافظ شیراز - ؎

نسیم صبح کہ مستانہ در ارسی گذری | ندانمت ز کدامی دیار میگذری

تھوڑی دیر بعد کانون مین بھنک پڑی کہ انکو کوئی پکارتا ہی کہ - ع

ادہر دیکھنا اُدہر جانے والے

ارے یہ غیب کی آواز کیسی پیچھے پھر کے دیکھتے ہین تو وہی پیر فرتوت جسکو اُسکی بیوی نے کھوسٹ شوہر کے القاب سے یاد کیا تھا - اور خط مین خوب آڑے ہاتھون لیا تھا

آزاد - اخاہ - مزاج شریف - کہیئے اور کوئی خط تو نہین آیا

پیرمرد - اُسنے تو میرا ناک مین دم کر دیا اور سچ پوچھو تو جسدن سے اُسکو بیاہ لائے ناک ہی کٹ گئی - ایسی تنک مزاج دیکھی نہ سُنی مجال کیا کہ ناک پر مکھی تو بیٹھ جائے ذرا میری ناک اُڑالے ذری کوئی خلاف بات ہوئی اور تنک گئین -

میان آزاد نے وہ چکنی چپڑی باتین کین کہ بڑھا ساری کھٹ پٹ بھول گیا سو سو برس کا تجربہ چٹکیون مین بھول گیا گانون کا نام مکان کا پتا صاف صاف بتایا اور ایسا دم مین آیا کہ بیوی کا کچا چٹھا کہہ سُنایا میان آزاد نے چپکے سے سب سُن لیا جھٹ دوات قلم کاغذ لے گلگون صبا رفتار خامہ کو صفحۂ قرطاس پر کدوا دیا - کھوسٹ شوہر کی طرف سے اُسکی بیوی کے نام جواب خط لکھا - گر یاران سر پل ایک اُستاد کسی جانے سے خط کی نقل اُڑا ہی لائے تو ذری سُنیےگا -

جواب خط - میری البیلی چھبیلی چھبیلی تنک مزاج نازک بدن مغلوب الغیظ غنچہ دہن آگ بھبوکا سیمتن نو عمر نوجوان کم سن نادان بیوی - متوالی بیوی کو اُسکے سن رسیدہ گرگ باران دیدہ کمر خمیدہ سنجیدہ و فہمیدہ شوہر کی اُٹھتی جوانی دیکھنا نصیب ہو - اے دہ جم جم جیے اور تم پوتون پھلو دودھون نہاؤ - اٹھارہ لڑکے ہون - اور اٹھارہ دونی چھتیس چھوکریان جب مین باہر سے مین قدم رکھون تو سب بچے ابا آئے ابا آئے کھلونا لائے بتاشے لائے کہہ کہکر دوڑ پڑین - مگر ڈر یہ ہے کہ تم بھی ابھی کمسن ہو اُنکی دیکھا دیکھی کہین مجھے ابا نہ کہہ اُٹھنا کہ پاس پڑوس کی عورتین مجھے اُنگلیون پر نچائین اور الو بنائین مجھے تم سے اتنی ہی محبت ہی جتنی کسی کو اپنے جگر گوشہ کی ہوتی ہے - میری نانی کو مین ایسا پیار نتہا جتنی تم مجھے پیاری ہو اور کیون نہو تمھاری پردادی کو مین نے گودیون مین کھلایا ہے اور میری بہن نے اُسے دودہ پلایا ہی مجھے تمھاری دادی کی خالہ کا گویان کھیلنا اسطرح یاد ہی جیسے کسی کو صبح کا کھانا یاد ہو - مگر تمھارے خط نے میرے دل کے ساتھ وہ کیا جو خزان چمن اور برق خرمن کے ساتھ کرتی ہی لیکن مجھ مین ایک بڑا وصف یہ ہے کہ لاکھ سے کا بیچیا ہون اور کیون نہو شرم وطن کے لئے رہا ہی - بندہ تو چکنا گھڑا ہی - مانا کہ آنکھون مین نور نہین مگر چشم نگران ست قوت سامعہ سے بے بہرہ ہی سہی لیکن گوش بر آواز زنان جوان ست پیر ہون مگر بے پیر نہین ہاتھ مین رعشہ سہی مگر حاجت دستگیر نہین تم عصائے پیری ہو مگر خاص الخاص میری ہو گو ضعف کے مارے مرتا ہون مگر تمھاری محبت کا دم بھرتا ہون

جوانی بھی تھی سے اٹھا کر آئی ہے جوبن	اور پیشانی پہ ملی خشک تر دامن کی زینت

اتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی۔ لوگون نے کہنا شروع کیا جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہے بڑے دھوم دھڑکے سے اٹھا ہے میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہو گئے کہ کیفیت دیکھین۔ اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہے ۵۴ ہاتھی ایک دستے مست دم کے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اچھالتا کوئی جھومتا ہوا آتا ہے کوئی سر پر خاک ڈالتا ہے سیتیونکی گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین شتر غمزے کرتے جاتے ہین۔ لاحول ولا قوۃ کیا کاواک کھڈ بھیانک بوند ماشاء اللہ کیا قطع ہے یہ گردن ہے یا شیطان کی آنت باجے والے وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش برین ہے نیچے زمین آسمان بالائے سر ہے۔ خاکی پلٹن کے چار سو رپ رپ کرتے جا رہے ہین برچھی بردارونکی لال لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا۔ سرخ اسنج بیر بہوٹی بنے ہوے نشان بردار یان چمکاتے پھریرے اڑاتے بڑے دھڑلے سے ساتھ ہین۔ باد بہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھیڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا نشانون کی وہ آن بان کہ ع۔ عجب تیری قدرت عجب تیری شان ہاتھیون کی قطار اور انبر گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار تھیلون مین مشک اذفر نافہ و عنبر۔ چوبدار عصای نقرئی طلائی جلوس کا زیب و زین ہے۔ کسی سمت آہ و بکا اور صدائے بین ہے کسی لال لال گیان جھانجے پر بد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما بان اور انین شیل کی پھلیان۔ پھکیت تنکے لیے اکڑتے ہین لال اور جھوٹ لڑتے ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھمایا باہر کا ہاتھ لگایا۔ تنکے سو قدم پر اچھل گیا۔ تھوڑی ہاتھ سپر پھر حلوا سوہن لیا یہ چمکایا وہ ٹھنک کر بالٹ کا بھر پور ہاتھ لگایا واہ استاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر لکڑی ہی تین کی دوہری صاف کی تو پرے کے پرے صاف بیچ بیچ کھیت گھمار رہے ہین گھٹکے پر گھٹکے پڑتے ہین۔ اب اتم دارون کا نام لیا تو گردیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گہوارہ ڈانواڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی۔ گریہ وزاری بکا و اشکباری اور برسون سے دو چند تھی ہزارہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پر نم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جان جان جا رہے ہین ؎

واحسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا	اور چہلم امام دو عالم گذر گیا
تیسرا مصرع غل مین سن نہ سکے	ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا نا تمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجا خستہ حال	بندی بنا کے لیجلے دیکھو یہ خیال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا	سب اونٹ پہ سوار تھے مین ساربان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو ٹیپ کا شور سننا محال ہو گیا اسکے بعد کوئی ۳۵ تعزیے آئے۔ ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دیدنی نہ شنیدنی تھی چھ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور جھالرون انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور در یتیم و آبدار جھلکتے۔ پھولونکی بو باس سے دماغ طبلہ عطار بن گیا۔ دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ شہسب آہو شکار تند خو راہوار۔ سمند دغا پسند۔ گر رنگ نقرہ خنگ جو یائے جنگ۔ کمیت اور سرنگ۔ سونے کی دمچی۔ گنگا جمنی لٹو ڈھال ڈھال۔ اسکے برابر شمشیر خارا شگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی۔ چادر مین خون کے ایسے دھبے جنسے عزادارون کو خون رلایا۔ پیہوس پاک آنسو بھر لایا۔ بس یہی معلوم ہوتا تھا

پر نہین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی کوندی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کالے کوسون تک کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سرد سن سن کرتی جاتی تھی -

آتش برق کا دھوان بام فلک تک پہنچا / جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل
ہو گیا جیسے کہ سپہر لگا رہے بھبوت / یا کہ بیراگی ہی پربت پہ بچھائے کمل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیرا چھایا / برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لانا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر ادھر آ نکلی / قلعۂ چرخ مین ہی بھول بھلیان بادل
کبھی ڈوبی کبھی اچھلی سر فلک تک گئی / بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہی ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا چشم زدن مین برق چشمک زن اور اوپ انجن تھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برس کر آئین گھٹا کاری کاری / اودی اودی بھری کاری بکھری بجلی اجیاری
کارے کماسے سیر سے برسے دہرائی / بوراگی گرج سبت تیر اگر خت برسن کریکو

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اڑ کر چھو ہو گئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فصل کی چیز ہر دلعزیز پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بعد ناز و ادا جواب دیا (لکھنؤ کا چہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنؤ کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہو گئے تھے ٹھان لی کہ چہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھینگے ریل پر سوار ہو کر لکھنؤ داخل ہو گئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے ماشاء اللہ جہانتک پیک نظر کی رسائی ہو - بگھیون اور لکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور ٹمٹمون کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے توڑے لگائے تھے - نفیس سے اچکن کسے ہوئے ارد پائینچے اپین سے سنگ گاہ پر جائے - آنکھون مین سرمہ لگائے بانکی ٹوپی - آنکھین جھپکتے برستے اینٹھتے ہوئے - اینٹھتے ہنٹرتی کی دھن کرتوئی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوئے جاتے جاتے ہین جو ہی اونچی بنا ڈنڈ بیل چہل پہل کرتا ہی صوفیان صافی طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہی مگر فنا سے راز مین زبان بند ہی خوش باش بھی یو ہمدے جاتے ہین - ادھر ادھر دل جلے اترتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گرجاتے ہین تو دھوئین کے لچھے اڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی چانڈوخانہ بھلا چانڈو اور یہان کیا کام ہو ہو اللہ کتنا ازدحام ہی امرا و رؤسا عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دو سالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گرگری گڑگڑاتا ہو - کوئی مشکبو دھوان دھار ہی پیچوان پیتا ہی - زیر انداز زیر جوبن ڈی جھمی کیا قطعی حقہ نہین عصا ہی یہ موسیٰ کے ہاتھ مین بیجان بولتا ہی مسیحا کی طرح آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جھمگھٹے معشوقون کے جھرمٹ وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پاؤن پھول جائین میان آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گھبرائے جیسے جوتے پر پانی چھڑک دیا لاحول ولا - انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منہ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبوکا ہو گئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر تکنے لگے -

شاخ گل پر زِ دل بر غنچہ سرگرم شگفتن ــ خاطر تسبیح بتو زار شکستن

بوقت صبح کہ گل بر فگند پردہ ز رنج باد
ز البستان کہ ز فانوس چراغی بدر آید

میان آزاد اسطرح نکل گئے وطن سے جیسے رنج تن سے یا بوے گل چمن سے۔ یا بزدل سپاہی رن سے شوق چرایا کہ اُس پیر فرتوت قبلۂ پیری و صد عیب کھوسٹ شوہر کی بیوی کا گھر ڈھونڈھ نکالیں خط دیں اور جواب لیں۔ اور دل لگی دیکھیں شوق نے ایسا گدگدایا کہ خستہ گام جانے لگے اور ڈپٹ ڈپٹ کر قدم بڑھانے لگے دوپہر کو ایک ہرے بھرے درخت کے سایہ میں بستر جمایا روغنی روٹی اور گوشت اُڑایا جب اٹھے ہوے تو پھر کرسی اور چلتا دھندا کیا بارے خدا خدا کرکے کافر سفر سر سے اُترا اور حضرت آزاد داخل منزل مقصود ہوے گو بڑھے گاودی کو جھانسے دیکر ٹھیک پتا پوچھ آئے تھے مگر پردیسی آدمی جھٹ پٹا وقت گلی کوچوں سے ناواقف اجنبی غریب الوطن۔ نیا شہر جائیں تو کہاں جائیں اور پتا پائیں تو کیونکر پائیں تھوڑی دیر تک ادھر اُدھر بھٹکے پھرے آخر کار سرا میں دھنسے۔ رات بھر وہاں بسیرا کیا۔ تڑکے تڑکے مکان کی تلاش میں چل کھڑے ہوے۔ اب سنیے کہ پیر نابالغ کا مکان نیپ تلہ میں تھا ان حضرت کو املی محلہ یاد رہا چلیے مکان ڈھونڈھائی میں پڑ گیا۔ اب ایک ایک سے گڑگڑا کر پوچھتے ہیں کہ حضرت املی محلہ کدھر ہے کوئی دل لگی باز اُنگلی کے اشارے سے بتاتا ہے کہ ادھر ہے کوئی کہتا ہے کہ اِدھر ہو ایک نے کہا ناک کی سیدھ پر چلے جائیے پھر داہنے ہاتھ آئیے پھر بائیں طرف منھ پھیلائیے سامنے املی محلہ ہے۔ لیجیے ایک تو کڑوا کریلا دوسرے نیم چڑھا ایک تو پردیسی آدمی دوسرے ٹھٹھول فقرہ باز دونے فقرے دینے شروع کیے چلتے چلتے ایک مکتب خانہ پر ان کی بھی نظر پڑی تو دیکھتے کیا ہیں ایک سید مرد شیخ گو جوان دیدہ گھسیا پر

دو زانو بیٹھے پڑھا رہے ہیں ریش مخضب تا ناف سر مبارک کو قاف گول گول دبے کھوپڑی کی ٹٹی گھٹائی اسپر کلاہ تری خوب جمی جمائی ہاتھ میں تسبیح لیے کھٹ کھٹا رہے ہیں لونڈے ارد گرد غل مچا رہے ہیں ہو حق کی آواز بلند ہنڈی سے بھی غل غپاڑا وہ چند تہذیب منزلوں دور ادب کافور مگر مولوی صاحب سے اسطرح ڈرتے ہیں جیسے چوہا بلاؤ سے یا افیونی ناؤ سے ذری چتون میلی ہوئی اور کھلبلی مچ گئی سب کتابیں کھولے جھوم جھوم کر مولوی صاحب کو پھسلا رہے ہیں ایک شعر جو پڑھنا شروع کیا تو طوطا کی طرح اسکو چمٹ گئے مطلب تو یہ ہے کہ مولوی صاحب منھ کا کھلنا اور زبان کا ہلنا اور اُنکا جھومنا دیکھیں۔ کوئی پڑھے یا نہ پڑھے اِس سے سروکار نہیں طرز تعلیم سے مولانا بالعلم والفضل اولنا اعنی نا واقف پڑھے لکھے بھی واجبی ہی واجبی تھے۔ کچھ شد بد جانتے تھے ایک شاگرد نے چلم بھروائی دوسرے سے حقہ تازہ کرایا۔ دم دھاگے ہیں کام لیا حقہ گڑگڑایا اور دھواں اُڑایا خباثت اعمال سے کہیں حضرت افیون کے بھی عادی تھے چینی کی پیالی آئی۔ افیون گھولی اور نوش فرمائی ایک مہاجن کے لڑکے نے برفی منگوائی آپنے خوب ڈٹ کر چکوتیاں کیں جب ڈکار چکے تو پینک نے آ دبوچا۔ اونگھے حقہ ختم ہو گیا ناک میں دم ہو گیا گردن اب زمین پر آئی اور اب زمین پر آئی حقہ یہ گرا وہ گرا۔ چل چل چل دم چلیے حقہ تو چکنا چور ہو گیا دو ایک لڑکوں کی کتابوں پر چنگاریاں گریں اب پینک سے چونکے تو دو چار شاگردوں کا دو ہتڑ پیٹنا شروع کیا ایسے جھلائے کہ کسی کو چپت لگائی کسی کی کھوپڑی پر دھپ جمائی ایک کے کان گرمائے دوسرے کو چٹکیاں لگائیں ماشاء اللہ اِس وحشت کے صدقے۔ پینک میں آکے خود تو حقہ گرایا اور شاگردوں پر بے قصور پھبتیاں اڑنے لگیں خیر اتنے میں ایک لڑکا معتبر لیکے قریب آیا۔ رب یسر و تمم بالخیر۔ بالقلم ۔۔۔ صاحب

کہ دلدل سوار نے بھی زخم کھایا ہے۔ اور فرس حلیقہ شعار کسی نے ہوش ربا کی خبر لایا ہے اور میدان کارزار سے سیدھا چلا آیا ہے۔ باگ ایک طرف لٹکی ہوئی ہے ہاے یہ واقعہ بھی کیسا جگر خراش ہے ہر ہر سینہ پاش پاش ہے ادھر تیر ادھر کمان ادھر داستانہ اودھر عمامہ حضرت فردوس آشیان فخر زمین و زمان پل پر مجمع خاص و عام تھا خاتونان ملقبین منزلت اور بیگمات لکھنؤ کا بندگاڑیوں میں اژدہام تھا۔ لوگ پلے پڑتے تھے چپے چپے پر لڑتے تھے یا قنو کی دکان دھواں دھار ایک دن تو آسمان کے پار میان آزاد یہان سے بھاگے تو افتان و خیزان کربلا میں دم لیا۔ کیون میان یہ قبر کسکی ہے ایک جوان طناز با سینہ بریان و دیدۂ گریان بول اٹھا کہ یہ مقام فشار ہے۔ تیر غم جگر کے پار ہے ارے نادان یہ جوان کا مزار ہے عزم دلفگار ہے چشم اشکبار ہے ادھر ادھر گلاس اور ہانڈیون کی قطار بیچ میں مرد گمون کی بہار قبر پر زربفت کی چادر اور مقیش کی جھالر چو طرفہ کرن۔ قبر ہے یا دلھن مسہری میں مرلیون کی زمردگون گھنڈیان لگی ہین ان سب پر زربفت کا نمگیرا ستم ڈھاتا ہے۔ دل ہے کہ امڈا آتا ہے اچھے اچھے وضعدار از دگر دکھڑے آٹھ آٹھ آنسو روتے ہین ایک جلسۂ یاران سرپل کی طرف سے گذر ہوا تو عجب گفتگو سننے میں آئی ایک صاحب نے اپنی بیتی واردات یون سنائی۔ بھئی قسم ہے خدا کی جیسے ہی جنگل مین پہونچا ہون عجب تماشا دیکھا۔ واللہ باللہ ثم باللہ دیکھتا کیا ہون کہ ایک شیر ببر دم پھیلائے درخت کے سایے میں کھڑا دکار رہا ہے اور ابا جان کی قسم یہ دیکھئے واللہ کہ مجھ سے اور اس سے کوئی چار ہی پانچ قدم کا فاصلہ ہوگا حضرت میری اٹھتی جوانی اور گینڈا بنا ہوا۔ اور بھئی اللہ گواہ ہے کہ میں اپنی طاقت آزمائی بھی کر چکا تھا ایک دفعہ ایک ہاتھی کو ٹھوکر طمانچہ مارتا ہون تو دم دبا کر یہ بھاگا وہ بھاگا۔ پھر شیر از غم بچا تو تھا نہیں میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ بس شیر کو دیکھ کے ڈپٹ دیا بھلا بے آگے قدم بڑھایا اور میں نے پھر ڈپٹا تب تو شیر اور بھی غرایا بس اسپر مجھے بھی غصہ آگیا پھر تو حضرت ہر جناب باری کی بندۂ درگاہ بھی جم گئے اور زنلٹے سے بڑھ تول کر ولایتی کا ہاتھ جو چھوڑا تو شیر نے تیورا کر منھ موڑا۔ میں کہا او گیدی نامعقول تو شیر ہے یا بھیڑ ہے یہ کہکر میں جھپٹا اور جھپٹتے ہی میان کی دم جو دبائی تو ہاتھ میں تھی پھر بھاگا میں نے غل مچایا کہ ابے او لنڈورے (سوچنے لگے) واللہ بڑھ کر ایک ہاتھ ولایتی کا دیا کاسۂ سر کاٹتی ہوئی پیر کے تر پہونچ گئی۔ اتنے میں مجھے خیال آیا کہ این بار خدایا میں وہ نہ تھا۔ یہ تقاضے شجاعت نہیں تھا خدا گواہ ہے تلوار پھینکہ جھٹ گیا (پھر سوچنے لگے) ہاتھوں ہاتھ دستی کھینچی اور کولے لاد کر دھم سے زمین پر دے ٹپکا چارون شانے چت وہ پچھاڑ تین دفعہ تال ٹھونک یا علی کہکر اٹھا مگر اپنی جان کی قسم سوا داد دینے والا کوئی نہیں ادھر ادھر دیکھا سناٹا اتنے میں جنگل بھورے ریچھ نے آکر ڈنڈ مل دیے۔

میان آزاد چپکے چپکے بیٹھے سن رہے تھے جب داستان ختم ہو تو انکی گپ پر دل ہی دل میں ہنستے ہوئے چلے کہ اتنا جھوٹ یہ ریچھ ڈنڈ ملنا کیا معنی ریچھ بھی انکا کوئی چچا تھا اور ماشاء اللہ یہ گرارے ہیں کہ شیر ببر سے مقابلہ کیا اسپر بات بات میں قسم کو اور جناب باری کو درمیان میں لانا لاحول ولا قوۃ۔

مکتب جناب

ادھر آثار بہار گنبد دوار سے پیدا ہوئے ادھر میان آزاد خواب نوشین سے بیدار ہوئے نور سحر جلوہ آمیز باد شمال عطر بیز پتیان تر آوازۂ بیدم طیور اپنے اپنے جان نواز و دل پسند نغمہ

زلف و کاکل سنبل گلزار طور | ساق و ساعد واہی دیبائے نور

انور تو چتونون سے تاڑ گئے تھے کہ کسی ترک زرین کمر کے تیر نگہ نے گھائل کر دیا۔ اب ان اشعار سے اور بھی یقین کامل ہو گیا کہ کسی نگار تند خو۔ آتشین رو کی نظر غلط انداز تیر کی طرح کلیجے کے پار ہو گئی اور یہ عشق وہ سم قاتل ہی کہ تریاق اکبر کو بھی مسموم کر دے آدمی تھے دانا دور اندیش۔ سوچے کہ فہمایش انکی آتش عشق پر روغن کا کام کرے گی۔ انکو نصیحت کرنا گویا سمند جنون پر تازیانہ لگانا ہے آؤ ادھر اُدھر کے سیر سپاٹے سے انکا دل بہلائین باتون مین لگائین۔ پوچھا کہو کہین بھی چلنے کا قصد ہے۔ میان آزاد تو سر گشتی پر اُدھار کھائے ہی بیٹھے تھے جب پا منی ہو گئے ایک باتون مین ادھوری استرا کا گنوار جوتا دوسرے مین سمجھ انگھیلا۔ اس وحشت کو دیکھیے گا یاران سر پل آوازے کسنے لگے۔ نری کے جوتے کا جوڑ ہے۔ ماشاء اللہ کیا دورنگی ہی چلتے چلتے انور نے کہا لو خوب یاد آیا۔ اس پھاٹک مین ایک بانکے رہتے ہین ذری مین اُنسے مل لون۔ میان آزاد اور انور دونون پھاٹک مین ہو لیے۔ تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک کس بل کے جوان رعنا ادھیڑ گرجی اور دلیر بنوٹ پٹے مین طاق۔ بانک لکڑی مین مشاق کرسی پر بیٹھے ہین گھٹنا چوڑی دار چست۔ ذرا شکن نہین چنت دار انگرکھا ایڑی تک چھاتا گول کٹا ہوا چولی اونچی تکمے دار باشہ بھر کی کٹی ہوئی ٹوپی۔ چیت گاہ کے ایک کونے پر بانگ نکلی ہوئی۔ سروہی سامنے رکھی ہے۔ ادھر جا بجا قرولی قرابینچہ کٹار رکھا ٹھنڈا تلوار تینچہ خدائی کے ہتھیار چنے ہوے ہین۔ علیک سلیک کے بعد انور نے کہا حضور وہ بندوق آپ نے پچاس روپیہ کو خریدی تھی وعدہ دن کا وعدہ تھا جسکے چھ مہینے ہو گئے مگر آپ سانس ڈکار تک نہین لیتے۔ بندوق ہضم کی تو صاف صاف کہہ دیجیے۔ روز روز کی ٹھائین ٹھائین سے کیا فائدہ؟ اس بانکے نے مسکرا کر کہا ہوش کی دوا کیجیے عقل کے ناخن لیجیے۔ کیسا صندوق کیسی بندوق۔ اپنا کام کرو میرے منھ نہ چڑھو۔ میان ہم بانکے لوگ ہین سیکڑون کو غچے۔ ہزارون کو جھانسے دیے آپ بچارے کس کھیت کی مولی ہین۔ یہان تو پشت سے سپہ گری ہوتی آئی ہے۔ ہم اور وام دین۔ خدا خدا کیجیے معقول؟ تو حضرت یہ اچھا بانکپن ہی۔ واہ اچھے بانکے ہین۔ کہ آنکھ چوکی اور کپڑے غائب یکمل ڈالا اور لوٹ لیا۔ اور کہنے لگے ہم بانکے ہین۔ لعنت لعنت۔ شہدون لچون کا کام ہے کیا بانکپن اسی کا نام ہے کہ قرض خواہ کو آنکھیں دکھائے اور گیدڑ بھپکیان بتائے۔ آج کے ساتوین دن جیرہ شاہی بائین ہاتھ سے گن دیجیے گا۔ ورنہ خیر نظر نہین آتی۔ انور یہ کہتے ہی رہے اور وہ مونچھون پر تاؤ ہی دیا کیے۔ کہا تو یہ کہا کہ معلوم ہوتا ہے زندگی اجیرن ہو گئی۔ ہمارے ہاتھ تمھاری سوت بدی ہی بہت بڑھ بڑھ کر باتین نہ بناؤ۔ پہلے اپنا منھ تو دیکھو آپ اور ہم سے لڑائین۔ آپ اور بانکون سے برائین۔ اے تری قدرت۔ اسپر انور آگ بھبوکا ہو گئے۔ لے زوف ہی اس بانکپن پر۔ سیند لگائین اور بانکے کہلائین آخرکار اُس تکرار اور تو تو مین مین کے بعد میان آزاد کے ساتھ گھر کی طرف رخ کیا۔

اب سنیے کہ انور اور میان آزاد ادھر راہی ہوے۔ اُدھر اُس بانکے کا بھانجا جو گھر مین گیا تو دیکھتا کیا ہی سب عورتین ناک بھون چڑھائے منھ بنائے غصے مین بھری بیٹھی ہین اے! ایں کہو کیون خیر تو ہی۔ یہ آج سب چپ چاپ کیون

سوسی چھینٹ اور فلالین کی بہار - ایک جانب گرنٹ اور ساسلیٹ دوسری جانب چکن یا کپھل نیٹ الگنی یا کھونٹی پر رومال قرینے سے لٹکے ہوئے سرخا سرخ - لال بھبوکا - یا سفید جیسے بگلے کے پر - ہرے ہرے دھانی - جیسے ابر - دروازہ لال رنگا ہوا اپنی سے منڈھا ہوا دیوار پر صدہا چھینٹیں میان آزاد اور انکے یار جاکر دکان پر ڈٹ گئے -

انور - بھئی سیاہ مخمل دکھانا -

بزاز - بدلو بدلو - جری لکھان صاحب کو کالی مخمل کے تھان دکھاؤ ذرا - لالہ بدلو کئی تھان ترٹے سے اٹھا لائے - سوتی کاشانی بوٹی دار - باغ و بہار انور نے کئی تھان دیکھے - خوب دیکھ بھال پوچھا دام -

لالہ - گزون کے حساب بتاؤن یا تھان کے دام -

بھئی گزون کے حساب بتاؤ - مگر لالہ جھوٹ کم بولنا - لالہ نے قہقہہ اڑایا - ہجور ہماری دکان مین ایک بات ہے سوا دوسری نہین کہتے کون میل پرسند ہے - انور نے ایک تھان پسند کیا اسکی قیمت بتاؤ سنیے کھداوند - جی جیسے چیجے جی چیسے نہ دیجیے - جی اکھتیار ہے پل دس روپیہ گج سے کم نہ ہوگی این! دس روپیہ گز میان خدا سے ڈرو - اتنا جھوٹ - الٰہی توبہ - یار عزیز آخر خوف خدا بھی کچھ چیز ہے - اچھا تو پھر آپ بھی کچھ بڑھاؤ - ہم چار روپیہ گز سے ٹکا زیادہ نہ دینگے میان آزاد کیا کہتے ہین - برادر اول بہا شک بہا انور نے جھڑک کر کہا بس آپ چپکے بیٹھے رہین آپکو ان باتون مین ذرا بھی دخل نہین - شیخ کیا جانے صابون کا بھاؤ -

لالہ - تو چار روپیہ گج تو بجار بھر مین نہ ملے گی - اچھا آپ ہاتھ کے دام دیجیے - بولے کتنی کھریداری منجور ہے - دس گج اتار دون کیا خوب دام چکائے ہی نہین اور گزون کی فکر پڑگئی - اجی بتلاؤ ابھی - بھلا کسی اپنے کو دیجیے گا - ہم ایک گھاک ہین اچھا صاحب پانچ روپیہ گج دیجیگا یا اب بھی چھا ہے - نا میان بڑی مہنگی ہے - خیر خاطر ہے سوا چار سہی - سے بس پانچ گز اتار دو لالہ نے ناک بھون چڑھا کر پانچ گز مخمل اتار دی اور کہا آپ بڑے کڑے کھریدار ہین ہمین گھاٹا ہوا - پھر کھائی ہاتھ آپ کو کیا بھیجتے ہل ان دامون مین شہر بھر مین نہ پائے گا -

آزاد - بھئی قسم ہے خدا کی میرا ایسا اپنا تو پھنس ہی جائے وہ غچا کھائے کہ عمر بھر نہ بھولے -

انور - اجی ابھی آپنے دیکھا کیا ہے - آج تو شام ہوگئی - کل سہ پہر کو ہم آپ کو بازار کی سیر کرائین گے - دیکھیے گا کیا دل لگی ہوتی ہے یہ کہکر انور اپنے شفیق با لتحقیق کو اپنے گھر لے گئے -

تمھاری تیغ کا منھ چڑھ کے لے لیا بوسہ
کبھی نہ آپ سے ہم دبکے بانکپن مین رہے

میان آزاد کے تنور سینے مین تو حسرت کا داغ تھا اور خونناک دل درا باغ تھا - چہرے سے وحشت آشکار بشرے پر جنون کے آثار چشم خون چکان سینہ بریان - دن کو گریہ و زاری شب کو اختر شماری -

انور نے جو اپنے لنگوٹیے یار کی یہ حالت زار دیکھی تو گھبرائے کہ یہ ماجرا کیا ہے - ع - درمان ہو کہ درد لا دوا ہے + آزاد نے ایک آہ سرد کھینچ کر کہا - ؎

دلبرے برد از دلم صبر و قرار	کز خوشش برقع بود صبح بہار
فتنہ جوئے آفت صبر و شکیب	نو گلے چشم خرابش عندلیب
زلف پرچین کردہ عمر دراز	نوک مژگان خاصۂ تصویر ناز
بند مجنت قع طرۂ گیسوے حور	طوق گردن مشرق صبح ہور
چشم جادو یش گر تسخیر جان	در نگہ ساز و تبسم راہیان

اوسکی محبت۔ ادھر اُس شقی القلب سے مقابلہ جسم مین سکت نہین زور نہین طاقت نہین بھاگین تو قدم نہین اُٹھتے ٹھہرین تو پانوٗن نہین جمتے نہ جاے ماندن نہ پاے رفتن۔ ارد گرد ٹھٹ کے ٹھٹ جمع ہین۔ سب سمجھاتے ہین کہ آپ بانکے جوان۔ یہ دُبلے پتلے آدمی۔ آپ شیر غرّان یہ گرگِ مسکین بسہ

بہ بازوانِ توانا و قوت سرِ دست	خطاست پنجۂ مسکین ناتوان بشکست
نترسد آنکہ بر اُفتادگان نہ بخشاید	کہ گر ز پای در آید کسش نگیرد دست

انور نے بادیدۂ مطروح خلق خدا سے کہا کہ بھائی اسوقت میرا معصوم بچہ جان بلب ہو ہاے کیا جانے اسوقت کیسا ہوگا مین اُسکو نیم جان چھوڑ کر آیا ہون۔ ڈاکٹر کو بُلانے جاتا تھا کہ راہ مین اُنھون نے گھیرا۔ اب کسی صورت سے مجھے بچاؤ اکثر رقیق القلب آدمی یہ رقت انگیز تقریر سنکر رو دیے۔ اور سب کے سب دست تاسف ملنے لگے۔ مگر اُس دُھن کے پکّے نے ایک کی نہ مانی۔ خدمتگار سے کہا ایک ولایتی ہمین دے دوسرا اُنکے حوالے کر۔ اُنھون نے پھر بگریہ وزاری سے کہا کہ مرد خدا میرا پیارا بچہ میرے خاندان بھر کا چشم و چراغ میری آنکھون کا نور میرے دل کا چین اسوقت حالت نزع مین تھا ہاے ہاے خدا جانے اُسپر اب کیا گذرتی ہوگی۔ بھائی مجھپر رحم نہ کرو اُس معصوم پر تو رحم کی جا ہے وہ سر پھرا لے تیرا بدل کر سامنے آن کھڑا ہوا اور پھر خوب ڈکار کر کہا چُپ بزدل زنانہ ستری آ چوٹ کے سامنے۔

اتنے مین کسی نے انور کے گھر پر خبر پہونچائی کہ میان سے خانہ جنگی ہوگئی تلوار چلگئی۔ آپ جانین جتنے آدمی اُتنی ہی زبانین کسی نے کہدیا کہ چرکا کھایا اور گردن کھٹ سے الگ ہوگئی یہ سنتے ہی انور کی بی بی دو تہر تڑپنے لگی الگ دہ ہائے

لوگو دوڑو وا رے مجھپر بجلی گری۔ ہاے مین جیتے جی مرمٹی ہیرے مرتاج کا سر خاک مین لوٹتا ہے۔ ہے ہے اُسکی گردن سے خون کے شرارے بہ رہے ہین یہ کہکر عین حالت بحرانی مین پلنگ سے جھپٹ کر خوب چلا چلا کر روئی اے میرے بچے اب تو یتیم ہوگیا اے تیرا باپ داغ دے گیا۔ ہاے مین اب کہان جاؤن اُس ماگے کو کہان پاؤن۔ ہاے میرا سہاگ لٹ گیا۔

بیچاری عفیفہ دیوانی کی طرح سر ٹکراتی پھرتی تھی اور تمام عالم اُسکی نظرون مین تیرہ و تار تھا۔

میان آزاد یہ خبر پاتے ہی تیر کی طرح زن سے دوڑ گئے دیکھا تو وہ شقی شمشیر اصفہانی لیے فیل مست کی طرح چنگھاڑ رہا ہے میان آزاد خود بڑے بنوٹیے تھے۔ جھٹ سے جھپٹ کر وہ تلوار سر وہی اپنے قبضہ مین کی اور انور کو ہٹا کر یہی تیرا بدل تھامے سامنے جا ڈٹے وہ تو جوش جوانی اور دعوی ہمہ دانی کے نشہ مین سرشار تھا پہلے ٹھمکی کا ہاتھ لگانا چاہا مگر آزاد نے خالی دے پھر ڈپٹا اور چاہا کہ چاکی کا ہاتھ جمائے مگر یہ آٹے ہوگئے وہ پھر جھپٹا چاہا کہ رانی کی چوٹ دے مگر یہ ٹھمکی کی طرف جھکے تو اُسکا ہاتھ آگے نہ بڑھا۔

آزاد۔ چند انگلی وکسی اپنے گنوار کو یہ اُڑن گھائیان بتانا تیرے مقابل مین چھکّے چھوٹ جائین تو سہی۔ ہان ہان آ چوٹ پہ چوٹ ستانے کی سند نہین۔ دیکھیں کس کے ہاتھ۔ وہ رنجک چاٹ گئی اتنے مین وہ بانکا جھلا کر جھپٹا اور گھٹنا ٹیک کر الٹ کا ہاتھ لگانے ہی کو تھا کہ آزاد نے تیرا بدلا اور توڑ کیا۔ مونڈھا مونڈھا تو اُسے بچایا مگر آزاد نے ساتھ ہی پھینکا وہ تلا ہوا بھرپور ہاتھ جمایا کہ اُس کافر شقی کا بھنڈا ایک کھل گیا۔ اور فیل تن دارا کر دھم سے زمین پر آرہا۔ میان آزاد کو سب نے گھیر لیا

بیٹھے ہین گھر ہے یا شہر خموشان ۔ مکان ہی یا گنج شہیدان آپنے
تین اُنکی ممانی کو ٹوک کر بولین اب چوڑیان پہنو ۔ چوڑیان ۔ اور
بہو بیٹیون مین دب کر بیٹھ رہو ۔ وہ مو اور گو رکر دروں باتین
سُنا گیا اور بچے پہر بھر تک اول فول بکا کیا اور تمھارے
ماموں بیٹھے سب سُنا کیے ۔ دیکھی تیری کالپی اور بادون پورے
اجاڑ ۔ بس بس ۔ پھیری منھ پر بوئی تو کریگا کوئی ۔ جب
شرم ہی نگوڑی بھون کھائی تو پھر کیا ۔ بڑے مردوے بنے ہین
یہ نہ ہوا کہ موے کلجبھے کی زبان دست پناہ سے نکال لین
الٰہی خیر انھون نے تو بانکون کے بھی کان کاٹے ۔ بلا کی عورت
ہی ۔ یہ خم دوم ۔ بانکے کے بھانجے کو جوانی کا زعم طاقت کا غرہ
شیر خشمگین کی طرح بپھرا ہوا باہر آیا ۔ ماموں جان آج آپسے
کس سے گلخپ ہوئی جلد بتایے ورنہ مین ہیرے کی کنی
کھا لونگا ہمارے بانکپن مین بٹہ لگ گیا ۔ عورتون تک
کی رگ حمیت جوش زن ہوئی اور آپ چپکے بیٹھے سنا کیے
واللہ عزت ڈوب گئی لےساز بر لے خدا اُسکا نام تو بتایے
قسم جناب امیر کی ابھی آنتون کا ڈھیر ہو ۔
ماموں صاحب ۔ بھائی وہ ایک شریف زادہ ہی مین اُسکا
قرضدار ہون ۔ اگر دو باتین اُسنے سُنائین بھی تو کیا اور وہ
ہے ہی بیچارہ کیا ۔ وہ پدی مین شہباز ۔ وہ دُبلا پتلا آدمی مین
جوان طناز ۔ لوٹنے کا موقع ہوتا تو اسوقت اُسکی لاش نہ پھڑکتی
ہوتی مجھے جانتے نہین کیسا محرور المزاج مغلوب الغیظ ہون
کبھی تو ناک پر بیٹھنے نہین پاتی ۔ بے غصہ تھوک دو ۔ جاؤ
کھانا کھاؤ ۔ آج میٹھے ٹکڑے پکے ہین قسم خدا کی جبتک
اُس شمر کا خون نہ پی لون تب تک کھانا حرام ہے ۔ بیٹھے گرد و غبار
آپ سے تھے لگا ئیے یہان زندگی تلخ ہی ۔ الغرض یہ طیش
مین آئے کہ جل ہی کوٹے ہوئے ۔ ماموں نے لاکھ سمجھایا ۔
مگر یہ ہوا کے گھوڑے پر سوار رہے ۔

اب ادھر کا حال سُنیے کہ انور جو اپنے گھر پر پہونچے تو دیکھتے
کیا ہین کہ اُنکا لڑکا تڑپ رہا ہے ۔ ہائین ! یہ کیا ! خیریت ہے ۔
لونڈی نے کہا میان کیا بتاؤن ۔ بھیا یہان کھیل رہے تھے کہ
(کہ) کا لفظ کہکر وہ کچھ اور کہنے کو تھی کہ انور نے چلا کر کہا
اُف غضب ہو گیا ۔ معلوم ہوتا ہے وہ سفاک طیش کھا کر آیا
جب مجکو نہ پایا تو اُس معصوم بچے پر ہاتھ صاف کیا ۔ آزاد کے
حواس غائب اری بدبخت جلد بتا ۔ خیر تو ہے ۔ ہان ہان سُنیے
تو سہی ۔ بھیا یہان کھیل رہے تھے ۔ بچھی نے کاٹا بڑی دیر سے
بچہ تڑپ تڑپ کر لوٹ رہا ہے ۔ اتنے مین میان انور کی نامہ بر
مخدرہ نے اپنے شوہر کو سب حال بتایا اور آنسو بھر لائی ہاتھ
جوڑ کر گڑگڑاتے کہا کہ (ڈاکٹر کو بیک کے بُلا نہین لاتے)
آزاد کو لڑکے کے پاس بٹھا کر میان انور ہسپتال چلے کہ
جھٹ پٹ ڈاکٹر کو بلائین ۔

اب سنیے کہ راستہ مین نیا گل کھلا ۔ پچاس قدم بھی انور نہ گئے ہونگے
کہ سامنے سے اُس بانکے کا بانکا بھانجا آ نکلا ۔ آنکھین چار ہوئین
دیکھتے ہی شیر ببر کی طرح ڈکارا ۔ بس اناڑی بس ۔ تیری عمر کا
پیمانہ لبریز ہو گیا ۔ ابھی ابھی کاسۂ سر خاک و خون مین لوٹ رہا ہوگا
ہمارے ماموں کو صلواتین سُنانا بڑھ بڑھکر باتین بنانا ۔ بانکون کے
منھ چڑھنا اُستادون سے بھڑ پڑنا خالہ جی کا گھر نہین ہی ۔ ہلا اور
مین نے ہاتھ دیا ۔ بڑھا اور مین نے کوچے کاٹے انور بیچارے کی
حیرانی و پریشانی ناگفتہ بہ ۔ اُدھر نور بصر اور لخت جگر کی وہ حالت
سقیم بیچارے معصوم بچے کا تڑپنا بلبلانا ۔ بیوی کا رونا تلملانا
اعزا اقربا کا بکا و بین ۔ ادھر یہ سیون لاحول و سیہ لا کا شور و شغین

بلبل بعدل برنگ گل چو بند قبا / زو دل شور در جہان و پنہانی کسیست
بستۂ محفل لب پروانہ سوز چو کباب / سیخ آہ آتشین شمع شبستانی کسیست
رشتۂ بر سفے کار زخم دل افتاد آہ / کار خود در پردہ سازد چشم فتانی کسیست
روی آسایش ندارد از صد دوش نظر / یا تو عاشق صحبت دگر بہانی کسیست

حاضرین جلسہ بادۂ گلرنگ کی ترنگ مین ایسے مست ہوے کہ سر و پا کی خبر نہین دنیا و مافیہا سے بیخبر -

اتنے مین اُن زندان مے آشام مین سے ایک نے دوسرے کی ناک پکڑی دوسرے نے تیسرے کے کان اُمیٹھے تیسرے نے چوتھے کی گت بنائی چوتھے نے پانچوین پر چپت جمائی - پانچوین نے چھٹے کے جان نثار سید کیا چھٹے نے ساتوین پر دو تھپڑ دیا - یہ ہو ہی رہا تھا کہ سب بھڑ بھڑا کر اُٹھ کھڑے ہوے مگر پانون لڑکھڑائے - دھم دھس - ارارا دھون - دو قدم چلے اور زرہ ڈھک گئے - آزاد اور انور وہان سے جھپٹ اُٹھے تو راہ مین یون باتین ہونے لگین

آزاد - اس شراب خانہ خراب پر لعنت خدا - الٰہی توبہ الٰہی توبہ آجتک ہمنے نباہی توبہ - آیندہ خدا حافظ و ناصر ہے -

از مے گل مقصود نہ چید ست کسی / ہرگز بمراد ے نرسید ست کسے

انور - اجی حضرت آپنے شرفا کی صحبتین نہین اُٹھائی ہین اُنکی آنکھین ہی نہین دیکھی ہین -

گر بادہ خوری تو باخردمندان خور / یا با صنمے لالہ رخے خندان خور
بسیار مخور رفاش مکن در دسلا / کم کم خور و آہستہ خور و پنہان خور

الغرض دونون یار گھر پہونچے - اور لمبی تان کر خر خراٹے لینے لگے

ضرورت ہی ایک جورو کی

انور مع اپنے رفیق اور خلیل یا شفیق عالی نژاد و فرخ نہاد میان آزاد کے ایک دن اپنے باغچۂ فرحت افزا و نزہت افزا مین بیٹھے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھا رہے تھے مگر ... آزاد ... تھے

کہ ایکدفعہ ہی ڈاک کا ہرکارہ ہری وردی پھڑکائے لال لال رنگیا جامے خاصہ ٹیان بنا ہوا اسامنے سے آن موجود ہوا جھک کر سلام کیا اور ایک اخبار دیکر لمبا ہوا - اتنے مین انور کے ایک اور لنگوٹیے یار المتخلص بہ بہار تشریف لائے علیک سلیک اور مصافحہ و معانقہ کے بعد ایک کرسی پر وہ بھی ڈٹ گئے انور نے جھٹ پٹ اخبار کھولا - عینک لگائی اور بڑے غور سے پڑھنا شروع کیا - پڑھتے پڑھتے صفحۂ آخر پر نظر پڑی تو باچھین کھل گئین چہرہ گلنار مزاج زعفران زار -

بہار - اللہ اللہ اسوقت حضور کھلے ہی جاتے ہین جامے مین پھولے ہی نہین سماتے - کیا پڑا پایا -

آزاد - ہم بتائین اور وہ پتے کی بات بتائین کہ حضرت بھی وجد مین آئین کسی معشوق پری وش کی آمد آمد ہوگی اسوقت ہی نہ کہو گے سچ کہیے گا کیا چتونون سے تاڑ گیا - واللہ ذہن کا بخارہ کھلا ہوا ہی قربان اپنے اُستاد کے کیا دور کی کوڑی لاتا ہون ہمنے سب پاپڑ بیلے ہین -

کوچۂ عشق کی راہین کوئی ہمسے پوچھے / خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

انور - حضرت آپ تو عاشق تن آدمی ٹھہرے جب دیکھو عشق کے پیچ مین بندہ اس کوچے سے منہ مونہ بھاگتا ہی - تبان زہرہ تمثال حسن لا یزال عاشقی معشوقی کا خیال آپ ہی کو مبارک رہے بندے کو یہ مرض ہی نہین ہے - اسوقت ایک اشتہار پڑھکر باغ باغ ہوگیا - خدا نے چاہا تو اسی اتوار سے مین بچون لگی مین ہون - اشتہار سنیے تو آپ خود ہی سمجھ جائیے گا ملاحظہ ہو نوٹس

Wanted

An Arabic Professor for the Nasirpur College Pay Rs 200 for particulars Apply to the Principal.

کوئی ریشہ ٹھوکتا ہو سکوئی ڈنڈ ملتا ہو - انور لپکتے ہوئے گھر گئے بی بی کی باچھیں کھل گئین گویا مردہ جی اُٹھا لڑکے کو بھی افاقہ تھا

ہمارے حبیب لبیب ادیب - اریب - شوربخت بدنصیب دشت رہ نوردی کے گردباد میان آزاد کو وہ پیاری پیاری صورت گورا گورا مکھڑا - زلف چلیپا لب لعل شکرخا جو یاد آیا تو کلیجہ دھڑ دھڑ کرنے لگا - دل مثل سیماب بیقرار آنکھین جنار کی طرح آتش بار درد دل کی چمک غضب ڈھاتی تھی وہ نور کی صورت ہر دم آنکھون مین پھر جاتی تھی - سے

بڑھتی جب دل کی بیقراری

پڑھتا یہ غزل بہ آہ وزاری

کیا حال ہو گیا ہو دل بیقرار کا	آزار ہو کسی کو الٰہی نہ پیار کا
مشہور ہی جو روز قیامت جہان مین	پہلا ہی وہ میری شب انتظار کا
اس سال دیکھنا ہی وحشت کے ولولے	آیا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا
راہ اُنکی تکتے تکتے یہ مدت گذر گئی	آنکھون کو حوصلہ نہ رہا انتظار کا

مقطع ہنوز پڑھنے نہ پائے تھے کہ انور نے بات کاٹ دی میان اس عشق کا بُرا ہو جسنے تم کو دین و دنیا ایک کا بھی نہ رکھا - آزاد نے کہا حضرت اس کوچہ سے حضور واقف ہی نہین - کوئی میرے ہی سے پوچھے کہ مجھ پر کیا گذرتی ہی مین عاشقون مین لاجواب وہ حسن و جمال مین انتخاب اور اُسپر طرہ شباب - سے

یاد زلفے سوخت خون در جگرم	بوئے عنبر میدہد خاکسترم

گو ایک دفعہ پہلے بھی ایک بت شوخ و شنگ کے طرۂ شبرنگ اور لیلۃ المعراج گیسو مین دل اٹک رہا تھا مگر - سے

تازہ در مغزم شرابی ریخت عشق	روغنم با شعلۂ آمیخت عشق

انور نے دیکھا کہ یہ بالکل دیوانے ہی ہوئے ہین کہنے چلو ذرا بہلا [illegible] خانۂ دشت دل وہ اور شیشۂ جنون چکنا چور ہو دل مین

ٹھان لی کہ انکے سوا کوئی علاج ہی نہین اور انکا ایسا کچھ سودائی مزاج ہی نہین بغیر ٹال ٹول کرے چلے تو چلتے چلتے ایک باغ مین پہونچے یہ دونون دن سے پھاٹک مین داخل دیکھتے کیا ہین کہ ایک شامیانہ بصد ترک و احتشام نصب ہی اور اُسمین یارہ نوجوان بیٹھے رنگ رلیان منا رہے ہین مگر تخلیے کی صحبت ہی انور نے کہا یار کہ مخل نہو - نظر سے اوجھل کیفیت دیکھنے لگے واہ واہ واہ عجب لطف ہے ہندو بھی ہین مسلمان بھی ہین - مگر شراب بے تکلف لنڈھائی جا رہی ہی - آزاد کو دل کو اونٹ نہین سوجھتا تھا مگر میان انور نے اتنی دور سے تو بلون کے لبل کو پڑھنا شروع کیا - دیر اگا گ نیک - اولاد تمام جن نشا [illegible] ارش - ہو سکی - کیا خوب یہان تو دور چل رہا ہی بڑے بڑے باجی اور شیخ شراب ناب کی چسکی لگا رہے ہین - ایک ہندو بیچارہ نیا پھنسا تھا پہلے تو جام شراب لیتے جھجکا مگر ایک اور ہندو نے جو اُس وقت ساقی بلکہ پیر مغان بنے تھے کہا کہ کچھ سودائی سے ہوا ہے یہ نرل گنگا جل ہی پیتے ہی سیدھا بیکنٹھ پہونچ جائیگا چلئے وہ غٹ سے نگل گئے ایک مسلمان نو آموز تھے ڈرتے ڈرتے ایک ایک گھونٹ پیتے تھے مگر ایک شیخ صاحب نے ٹھوکا دیا - اور کہا پی بھی جاؤ میان - سے

شراب ایک ہی سندان کی ہو کہ گو ترکی	اک اپنے واسطے زاہد حلال کرتا ہے

تیجیے وہ بھی کھٹ سے اُڑا گئے بڑی دیر تک دور چلا کیا جب سب کے سب نشے مین چور سرمست و مخمور ہوئے تو ایک پری وش کو بُلایا کچھ دیر تک چہل کی باتین ہوا کین بعد ازان اُسنے یہ غزل گائی اور محفل بھر کو وجد مین لائی - سے

طوف گلشن شہ گلگون گل پیمان کسی ست	سنبل نیم زلف پریشان کسی ست
شیوۂ غنچۂ نغمہ پاوئی کسی ست	مرہم خستگان خستگان کسی ست
شب بر وڈ آئینہ سینہ کہ کنم	[illegible]

ہمکو سخاوت میں حاتم شجاعت میں رستم حسن میں یوسف ثانی
حکمت میں ارسطوے یونانی شاعری میں لاجواب۔ نثاری میں
انتخاب بنائے منہ پر خوشامد کہ حضور ایسے اور حضور کے باپ ایسے مگر
پیٹھ پیچھے گالیاں دے کہ اس ان پڑھ نا تجربہ کار کو میں نے خوب ہی بنایا
بیگر سے اعلان کریں کہ (ضرورت ہی) ایک بٹیر کی جو بڑھ بڑھ کر لات
لگاتا ہو اور اچھے اچھے بٹیروں کو پالی سے نوک دم بھگاتا ہو۔
(ضرورت ہی) ایک مرغ کی۔ مگر ڈنڈیل ہو۔ تنا ہوا جوڑا اچھا تا
گتھ جائے تو حریف کو پیٹھ نہ دکھائے۔ بلکہ خون رلائے اور
چھکے چھڑائے۔ سوایا مارے۔ ڈیوڑھا مارے (ضرورت ہی)
ایک مینڈھے کی جو پہاڑ سے ٹکر لڑنے میں بند نہو اور بھڑے
تو دس بیس پہلوانوں سے بھی نہ رک سکے (ضرورت ہی) کھیلنے
کے لیے ایک جغادری بندر کی۔ مگر اینٹھا سنگھ ہوں۔ لال چقندر
(خاصہ مچھندر) حضرت اور تو باتیں ہیں لیکن ہمیں اسوقت اپنی
ضرورت یاد آگئی بھائی از برائے خدا چھپوا نہیں دیتے ضرورت ہی
ایک جورو کی چالاک اور چیت۔ خط و خال۔ نک سک سے
درست شوخ و زبان دراز ہو۔ جوان ہو طناز ہو ہزاروں میں انتخاب
لاکھوں میں لاجواب۔ اٹھتی جوانی عنفوان شباب ہو مگر بلا کی
چنچل ہو کبھی ہنسی ہنسی میں اِ جناب کی چپت گاہ پر دھول جمائے
کبھی بعد ناز ٹوپی چھین کر چپت جڑے۔ کبھی روٹھ جائے
کبھی گدگدائے۔ بخیل ہو ورنہ ہم سے نباہ نہ نبھے گی۔ گاودی
نہ ہو سن رسیدہ نہ ہو۔ شجرفی چہرہ ہو ہرن کے ایسے ہاتھ پاؤں
ہرن کی ایسی آنکھ۔ لیکن قد تاڑ کے برابر نہ ہو کہ ہمکو پاڑ باندھنے
کے لیے مزدور بلوانے پڑیں۔ بندہ پست قد آدمی ہے اور شرط
یہ ہو کہ کھانا پکانے میں استاد۔ سینے پرونے گل بوٹے بنانے
میں یکتا ہو۔ لیکن سو ہنر کی [illegible] شکایت نہ رہے اور صنعت

معدہ کا عارضہ ضرور ہو۔ ہلکی پھلکی دو چپاتیاں کھائے تو تین دن میں
ہضم ہوں۔ سادہ مزاج ایسی ہو کہ زیور گہنے پاتے سے مطلب ہی
نہ رکھے سادگی ہی جوبن دکھائے اور یہ بھی شرط ہے کہ مذہب کے
ہاتھ نہ لگ گئی ہو خدا کو واجبی ہی واجبی مانتی ہو مگر ہانڈی
کی تاک میں ہر دم رہے۔ خط نسخ جام شراب پیئے اور
ہم میلے ٹھیلے بھی نجانے دینگے۔ اور محلے کی کسی عورت کو بھی
نہ آنے دینگے اور یہ بھی یاد رہے کہ چھریرا بدن ہو۔ نزاکت سے
آنچل کا بوجھ نہ اٹھا سکے کمر لچک جائے گردن بل کھائے۔
ہنس مکھ بھی ضرور ہو روتے کو ہنسائے۔ مگر یہ نہیں کہ پھٹی جوتی
کی طرح موقع بے موقع محل بے محل دانت کھول دیے۔ ہاں اور لڑاکی
ہو۔ ورنہ اجیرن ہو جائے گی طرار ہو۔ مکار ہو۔ عیار ہو۔ ستمگار ہو
طرحدار ہو۔ بلغ و بہار ہو۔ وہ رنگیلی چتون۔ وہ بانکی ادا کہ
بیساختہ زبان سے نکل جایا کرے (تیری بانکی ادا نے مجھے مارا)
گانے بجانے کو عیب نہ سمجھتی ہو بلکہ وقت بے وقت تھرکنے میں
عار نہو۔ لیکن چال بھونڈی نہو بھدے پاؤں نہ پڑیں جب چلے
اٹھلا اٹھلا کر درخواستیں کھٹا کھٹ بندۂ درگاہ کے پاس
آئیں مگر ٹکٹ چسپاں نہونگی تو بیرنگ واپس۔ مگر یہ کہ صاحب
کے رخ انور پر ریش مبارک نہو۔

آزاد۔ اور تو خیر۔ مگر یہ ڈاڑھی کی ٹیک کڑی شرط ہو بھلا کیوں
صاحب عورتیں بھی ریش انگیز یا جھاڑ دار ہوا کرتی ہیں
یہ انوکھی بات بتائی اچھی قید لگائی۔

بہار۔ واہ معقول۔ آپ کیا جانیں۔ ابھی قبلہ یہ نکاح کی شرطیں
ہیں احتیاطاً شرط ہے۔ جب شرطیں ہی کرنے پر آئے تو کوئی بات
اٹھا کیوں رکھیں کہ پیچھے پچھتانا ہو۔ آنکے [illegible]
[illegible] ہاتھ میں ہو۔

ترجمہ - ضرورت ہے ایک عربی پروفیسر کی نظیر پور کالج کے لیے
تنخواہ دو سو روپیہ ماہواری - اسکی نسبت جو کچھ دریافت کرنا
ہو پرنسپل سے دریافت کیا جائے -
بہار - ہم کچھ نہ سمجھے خاک بھی نہین - آخر اس سے مطلب کیا
آزاد - اسے صاحب ایک عربی پروفیسر نظیر پور کالج کے لئے چاہیے
دو سو روپیہ تنخواہ ملے گی میان انور درخواست داغنے والے ہین -
بہار - خدا کامیاب کرے لیکن سنیے تو سہی - یہ تو اخبار ہے -
اسمین خلوے عہدہ اور تنخواہ اور درخواست کا کیسا جھگڑا -
اسمین محاربہ کا حال - یا جنگ و جدال علمی اور پولٹکل قیل و قال
چاہیے یا یہ جنجال -
آزاد - تو قبلہ آپ نے اخبار پڑھا ہی نہین - یہ وہ مرشد اخبار تو عطر
مجموعہ ہے - لڑکون کا اتالیق - جوانون کا ناصح شفیق - بڈھون کے
تجربہ کی کسوٹی - رئیس رئیس سلطنت - تجار کا دوست - صناعون کا
یار غار - رعایا کا وکیل - جمہور انام کا سفیر - مدبرون کا مشیر - کسی
کالم مین ملکی چھیڑ چھاڑ - کہین شور و شغل اور مین تکرار - کہین اشعار آبدار
کہین نوٹس اور اشتہار - انگریزی اخبارون مین طرح طرح کی باتین
درج ہوتی ہین اور دیسی اخبار بھی انکا تتبع کرتے ہین - شطرنج کے حل مطلب
نقشے - غرضکہ قومی کانفرنس - گھوڑدوڑ کا تذکرہ سب ہی کچھ ہوتا ہے اور
جب کبھی کوئی عہدہ خالی ہوا اور اچھا اہلکار نہ ملا تو حکام خلوے عہدہ
کا حال مشتہر کرتے ہین لوگون نے پڑھا اور درخواست داغ دی -
جہان اشتہار کے صیغے مین دیکھا کہ ضرورت ہے ضرورت ہے سمجھ گئے کہ کسی
ضرورت ہے بعض اوقات بڑی دل لگی ہوتی ہے (ضرورت ہے) ایک شوقین
چڑیا کہ دیکھین شاید ہمارے مذاق کے موافق ہو تو آدھ آنے کا خون
کرین لگے تو تیتر نہین تکا بڑھتے ہین تو وہان کچھ اور ہی رنگ ہے
ضرورت ہے ایک آپا کی بوڑھی خرانٹ ہو شریف ہو مدعا تجربہ کار ہو
آنکھین ہون دکانی شور ہو لاحول علاقہ رکھتے ہون کرسی پکڑ کر دیا
اکونٹنٹ یا ماسٹر ہم کی ضرورت ہوگی وہ آپ کی نکھو مین ہین دیسی اخبارات
مین بھی اسکا کما حقہ رواج ہو تو بڑے مزے ہون جس راجہ مہاراجہ
نواب رئیس کو اہلکار کی ضرورت ہو کسی نامی گرامی اخبار مین
چھپوا دے تاکہ شرفا علما وغیرہ کو درخواست بھیجنے کا موقع ملے -
بہار - لیکن حضرت - پھر تو طرح طرح کی ضرورتین چھپنے لگین چاہئے تو
چھاپین کہ (ضرورت ہے) ایک بہو کی جسمین دقیانوس کے وقت کے
جانور نہ پایا گیا ہو اور چھچھوندر کیسٹ بھی ہو) کوئی نیا گنج آباد کرے
تو اسکو لامحالہ یہ نوٹس چھپوانا پڑے (ضرورت ہے) ایک لغو جواہی ساقین
کی نئے گنج مین دکان جمانے کے لیے کیونکہ جبتک دھوان دھار عاشقین
شناور جو چرس کی لو آسمان کی خبر نہ لائے - بگڑے دل دمونکی خبر
نہ سنائین دلسوز دم پر دم نہ لگائین تب تک گنج کی رونق نہین
افیونی اپنے رنگ کے موافق مشتہر کرین کہ (ضرورت ہے) ایک ایسے
شخص کی جو افیون گھولنے مین حاذق ہو دن رات پینک مین رہے
مگر افیون گھولنے کے وقت چشم نیم باز سے چینی کی پیالی پر نظر ڈالے
آرام طلب لوگ چھپوائین کہ (ضرورت ہے) ایک داستان گو کی
جسکی زبان کترنی کی طرح چلی جائے جسکو امیر حمزہ کی داستان
نوک زبان ہو - بدر منیر اور گلزار نسیم حفظ ہو بات بات مین قافیے کا
قافیہ تنگ کرے ضلع جگت مین برق ہو - اور زمین و آسمان کے
قلابے ملائے جھوٹ کے چھپر اڑائے شام سے جو بکنا شروع
کرے تو تڑکا کر دے سننے والون کا محو ہو جائے مگر یہ عادت نہو
کہ سامعین (ہون ہون) کرتے جائین تب وہ داستان سنائے
ہم جانے خراٹے ہی لیتے ہون لیکن وہ ٹھوکر لگاتا ہی جائے
خوشامد پسند حضرات یہ خواہش ظاہر فرمائین کہ (ضرورت ہے) ایک
مصاحب کی جو گھٹنون کا ٹھیکہ لیتا ہو - ہان مین ہان ملائے

کی طرح بجتا تھا اسماعیل کان ہو میان کی حمق تو کوڑی کی
ٹھیک ہین بھرتے تھے آج باتین بناتے ہوے اب برت کی تفعلی
کھا جیئے یہ آپکا سر ہو یا ٹھوکا سر پوش بہت تڑا ئیے نہ ورنہ
نیچے لٹکا ئینگے - بھئی کیا بے تکی اڑائی - واہ میان کا تلازمہ تو رہا جاتا
تھا اب اسکو چھوڑیے اب بے تکی ہونے لگی چل سنک - آئیے پان کا
تلازمہ ہو بھئی واللہ کیا خوب بنگلہ ہی - دساور سے مال آیا ہے -
میرے ہونے کا پان خوب پکتا ہی - بہت چبا چبا کر باتین نہ کیجیے
آج تو ہین سرخرو رہا - آپ سبز بخت ہین - ذری کیوڑی سنگھا کو
تو بلانا - برگ سبز ست تحفۂ درویش * آپکے پانون کا پان
کیا ہی کیا جلبی جیری باتین ہین - مین تیرا یار کتھا - این! یہ کیا
حضرت یہ کتھے کا تلازمہ ہو - لاحول ولا - بس لگے بے تکی اڑانے
آیئے گانے بجانے کا تلازمہ ہو واہ بندہ نواز کیسے آج تار برقی
کیا ہو طبیعت ناساز ہو - آپ مستان شاہ ہین دنیا کے پردے
پر ایسا کبھی نہ ہوگا - کیا بیوقت کی شہنائی بجائی ہو - بیتال بجیسی
پڑھیے بھئی تمھین قسم ہے آپکے گلے مین توڑا ڈال دو -
دیکھیے دہل بجائیے گا اب لایا تب لا ہم اپنا دیس بھول گئے -
جنگل کی دھن ہو یہ سرہی یا تو بنی - اب مین تمھین کان نہ ملتون
اچھا راگ لائے بھئی اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ - بس بس
تانت باجی اور راگ بوجھا - بیوقت کی شہنائی ہو - واہ یہ ہوئی
ہو - چلو خوشی کے شادیانے بجاؤ کہین لونڈے تالیان نہ بجائین
وہ تالی پیٹا ان کو عزیز ہو یاد کرو بے بجاؤ کی پڑنے لگیگی آدمی ہے
یا گھنگھرو - اپنا تو گھیان ہوگیا - آیئے اب کھانے کا ضلع ہو
بھئی ذرا بچا ان سے آشنا مصطفیٰ یا ستا آپ کی دال نہ گلنے کی
یہی چیزین [illegible] آپ کے غیب دان ہو - ستم تو ماش کا
[illegible] ہوتے جاتے ہین [illegible] پکانے [illegible] چاول لگاتے

ہین - آپ کے منہ مین گھی شکر - ابھی کھچڑی پک رہی ہو کچھ دال
مین کالا کالا نظر آتا ہو - جاؤ ہنڈیا چڑھاؤ - آج تو پانچون گھی
مین ہین اور سر کڑھائی مین - آپمین پوری نہ پڑے گی - اب سیر گشتی
کیجیے - اب کی ہولی مین شیر ملین کھائی تھین یاد ہون تو تمھاری
بوٹیاں ہی چبا جاؤن -

میان آزاد نے جو دیکھا کہ اب یہ سب کے سب جھک مارنے
لگے تو وہان سے چل کھڑے ہوے اجی حضرت ذرا سنیے
تو سہی - بس اگر ہوس ست ہین قدر بس ست لاحول ولاقوۃ - بس تضیع
اوقات سے فائدہ ایک کہتا ہی چل سنک دوسرا کہتا ہی تیرا سر
کڑھائی مین مفت مین بیہودہ بکنے سے فائدہ قبلہ یہ تو دل لگی کا
وقت ہی ہو علما فضلا شعرا کملا کے سامنے تھوڑے ہی یہ باتین
ہونگی - ہم نے ہمکو کوئی گھس کھدا سمجھے ہین بس رخصت -

میان آزاد ایک روز سیر گشت کرتے ہوے ایک محلے مین
جا نکلے تو سنتے کیا ہین کہ ایک شخص کراہتا اور غل مچا مچا کر چلاتا ہی
ہاے مرا ہاے مرا - ہاے جان گئی - باپ رے باپ یا خدا بچائیو
اف اف لمے لمے - ارے کوئی دوڑو خداوندا موت دے - یا الٰہی
میری سن لے اف اف ادھر انکے کان مین جو بھنک پڑی تو آواز کی
سیدھ پر چل ہی تو کھڑے ہوے - دیکھتے کیا ہین کہ ایک ضعیف
آدمی فقیانوس کا بچھونا کھٹ پر لیٹا ہوا سسک رہا ہے
مگر چہرے سے موت کے آثار پائے جاتے ہین آنکھون سے بجے
اشک رواں ہین انھون نے نبض پر ہاتھ ڈالا تو پتا ہی نہین
سینے پر ہاتھ رکھے تو کلیجہ دھڑ دھڑ کر رہا ہے - پوچھا مزاج کیسا ہی
صداے برنخاست - اشارے سے دریافت کیا کہ کیسے ہو - آنکھین بند
کرلی دو گھنٹے تک سسکتا رہا بعد ازان کھڑ کھڑا اور دلویکی سانس
بھرنے لگے ادھر کا تاثر تا تا مین مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا

آزاد۔ جی بندہ نواز عورت کی ڈاڑھی چہ معنی دارد؟
بہار۔ معنی سے کیا مطلب۔ یہاں تو صورت کا ذکر ہے جیسی ہو ویسی ہو۔ یہ تو ہم ضرور لگائینگے کبھی صاحب زن بروقتی منون اعتیاد شرط ہے۔ مرد آخر بین مبارک بندہ الیست۔
انور۔ قبلہ سنیے جو بعد کی تو بیجیے فکر کیجیے گا پہلے دماغ کی فکر کیجیے شرعی سودائی کو شادی سے کیا کام۔
بہار۔ جی تو دماغ کی آپ جیسے زاہد خشک فکر کرین بندے کا دماغ خوب چاق ہے۔ دیکھیے آج کے آٹھوین ہی دن کسی شوخ و شنگ سے بیاہ نہ رچے تو سہی گو یار شرطین بڑی کڑی ہین۔
آزاد۔ اور خصوصاً یہ داڑھی والی۔

ضلع جگت

ایک اتوارے مین انور عربی پروفیسر ہو گئے۔ سمجھے تھے کہ ٹکا سا جواب آئیگا مگر کمیٹی سے درخواست منظور اور نادری حکم کہ بچہ سنبھال کر تڑتے دھر دھمکو۔ ذرا سی دیر ہوئی اور عہدہ ختم بلا انور تو نوکری پر ادھار کھائے بیٹھے ہی تھے پچھلے پہر کمر کس لیس ہو بوریا بدھنا اٹھا روٹیان اور گوشت دسترخوان مین باندھ زنگ کو چوم بیوی سے مل چلے ڈاکئی نے۔ میان آزاد ساتھ جب شکرم پر سوار ہوے تو آزاد نے کہا۔

تو عزم سفر کردی و رفتی ز برمن	بستی کمر خویش و شکستی کمر من

انور نے کہا بھائی گھر مین برسون بیٹھے بیٹھے پھپھوندی لگ گئی زبان حال مقال سے یہی شعر وردِ زبان تھا۔

سفر چگونہ گزینم ز آستانۂ خویش	کہ ہمچو مردم چشمم چراغ خانۂ خویش

آزاد۔ خیر المکتوب نصف الملاقات۔ یار زندہ صحبت باقی دونون نے مصافحہ کیا بغلگیر ہوے۔ شکرم گھڑ گھڑ کرتی ہوئی چلی انور نے کہا۔ الوداع۔ آزاد بولے فی امان اللہ۔ جب تک شکرم نظر آئی حیرت کے ساتھ میان آزاد دیکھا کیے جب نظر سے اوجھل ہوئی تو یہ بھی ٹہلتے ہوے چلے تو کیا دیکھتے ہین کہ اثنا راہ مین پانچ چھ نوجوان سفید پوش شریف و نجیب سڑک پر جا رہے ہین مگر سب خوش رو خوش خو۔ میان آزاد نے پوچھا یا حضرت کہان کی تیاری ہین۔ کہین مشاعرہ ہے۔ یا ناچ رنگ کا جلسہ۔ جی نہین جلسہ نہ مشاعرہ۔ مگر جہان چار آدمی بیٹھ گئے وہین جلسہ ہے۔ سہ پہر چاندنی خوب نکھری ہے جی چاہتا ہے پیک کر چاند کا ٹکڑا چومتے ہم یاران بذلہ سنج مرنجان مرنج نے ٹھان لی کہ گلگشت چمن اور تماشائے نسترن و نسترن کرین عروسان چمن کا جوبن لوٹین نرگس شہلا سے آنکھین لڑائین شادیانے بجائین دھما چوکڑی مچائین چہچہے اڑائین شب ماہ کے لطف اٹھائین۔ آیئے آپ بھی تشریف لایئے۔ باغ مین قدم رنجہ فرمایئے عزت بخشیے رتبہ بڑھایئے میان آزاد تو ایک ہی بیفکرے منبر اول کے کوچہ گرد جھٹ سے راضی ہو گئے چلیے بسم اللہ الامر فوق الادب باغ مین پہنچے تو ایک روش مین چبوترے پر جا ڈٹے پہلے کچھ عرصے تک شعر خوانی رہی بعد ازان ضلع جگت کی ٹھہری جو ہر ضلع مین طاق جگت بازی مین مشاق۔ پہلے حقے کا ضلع شروع ہوا۔ میان تم کندن کیے دیتے ہو۔ ایک قش ہم بھی تو لین اصل وجل۔ قش کے کیا معنی حضرت۔ جی یہ تخیلدن سے ہے بس بہت دم ہو چکے و اللہ کیا گرما گرم آدمی ہو ہند سے کا اسکا مثال دو دو انٹے مین ہے واللہ ہمارا اسکی تو جسم خنجر ہے۔ یہ آدمی ہے یا آتش تباکو بند ہے یہ حقہ بازی ہم خوب سمجھتے ہین ابھی ایسے مارے ہین ہم نے بہت چلمے پیے اسکو کوئی نے گز کر کہا ہے بہت چمنیے۔ آپ تو ایسی باتون سے متوحش ہوے جاتے ہین۔ بندہ منہ دم ہو اس کی کے قریب جانے والے ... تم ایسی ... تمباکو کی ... ہو۔ بالتقریب

منشیوں، بہار، لباس، نہ خوشبو بےتن - بہ قطع - پر وضع اور جلد بھدا۔ کس مزے سے گدھیا پر بیٹھے رنگ رلیان منا رہے ہین اور یہ خبر ہی نہین کہ گانوں بھر کے لونڈے پیچھے تالیان بجا رہے ہین وہ ایک لونڈے نے چپت جمانیکا قصد کیا۔ گر ہاتھ کھینچ لیا دوسرے نے پیڑ کی آڑ سے دھنکری لگائی تیسرے نے ریش مبارک پر گھانس پھینکی چوتھے نے کہا میان تمھاری داڑھی مین تنکا مگر پیرا شیرازہ تنکا - اب سنیے کہ گدھیا سے اُٹھے تو دور کی سوجھی جھپ سے ایک پیڑ پر چڑھ گئے اور پھننگی پر جا بیٹھے اور بندر کیطرح لگے اُچکنے۔ اُس ٹہنی پر سے اُچکے تو دوسری شاخ پر پھدک رہے اور ایسا ہلایا کہ درخت پر بیجزن کا دھوکا ہونے لگا مزہ یہ لڑکون کو بھی ہدایت کرتے جاتے ہین کہ آؤ درخت پر آؤ املی کا درخت - سہ

شاخش کہ بسدرہ سر کشیدہ | بیلے برخ قمر کشیدہ

بلند ایسا کہ گویا آسمان سے باتین کرتا تھا - حضرت مزے سے بے تکلف بیٹھے ہوئے املی کھاتے ہین اور چھین لونڈون پر تاک تاک پھینکتے جاتے ہین۔ اور وہ غل مچاتے ہین کہ ایک چیان ہمکو ادھر اُدھر ہاتھ ہی تو تھین جو اُدھر پھینکے خدا سمجھے کیا مزے سے غپڑ غپڑ کرتے کھاتے جاتے ہین ادھر ایک چیان بھی نہین پھینکتے او بخیل او کنجوس او مسک - او بندر - او مچھندر - ایک ادھر ایک ادھر کیا خوب گویا شہدے کسی رئیس سے مانگ رہے ہین تھوڑی دیر مین کھٹ کرتے درخت سے اُترے اتفاق سے سرکس کے تین چار ہاتھی ستون کی وضع مین جھومتے ہوئے چلے جاتے تھے مگر سب چلے اور رستے سے لدے ہوئے - آپنے لونڈون کو سکھایا کہ یہ غل مچاکر کہو ہاتھی ہاتھی گنا دے - لونڈون نے جو اتنی شہ پائی تو آسمان سر پر اُٹھا لیا ہاتھی ہاتھی گنا دے ہاتھی ہاتھی گنا دے - اتنے مین ایک ریچھ والا

نکلا اور رشیا ئیل نے جھٹ ریچھ کی گردن دبائی اور پیٹھ پر ہو رہے ٹنخ ٹنخ ٹنخ - معقول! اچھا ٹٹو ہے - ریچھ والا بھی یون مچا ہی کیا اُنھون نے دو تین لڑکون کو آگے پیچھے اغل بغل بٹھا ہی لیا - مزے سے اکڑے تنے بیٹھے ہین گویا اپنے وقت کے فغفور چین ہین - تھوڑی دیر کے بعد لڑکون کو زمین پر ٹپکا - اور خود بدولت بھی دھم سے کود پڑے گویا اپنے حساب اونٹ پر سے اُترے تھے اور جھٹ لنگوٹ کس خم ٹھوک کر ریچھ سے کشتی پر آمادہ ہوگئے تب تو ریچھ والا کفن پھاڑ کر چیخ اُٹھا - میان کیون جان کے دشمن ہوئے ہو چپا ہی ڈالے گا یہ تو ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے - آؤ دیکھا نہ تاؤ چمٹ ہی تو گئے اور ایک آنٹی بتائی تو ریچھ چارون شانے چت وہ مارا - لونڈون نے وہ غل مچایا کہ ریچھ لوٹ رہا اور ریچھ والا کچہری کی طرف بھاگا محلے بھر مین قہقہہ اڑنے لگا - چند ہی لمحے گذرے تھے کہ ایک بھڈری کی شامت اعمال اُسکو کشان کشان اسطرف لے آئی ساعت بچارین شگن بچارین دھوتی باندھے پوتھی بغل مین دبائے - اور راج کا مالا پہنے با آواز بلند ہانک لگاتا جاتا ہے - رشیائیل کے قریب سے نکلا تو اُنکو شکار ہاتھ آیا بھئی ادھر آنا اُسکی باچھین کھل گئین کہ گھرے ہین - پو بارہ ہین - اجی یونہی ہوئی - رشیائیل نے ہاتھ دکھایا اور پوچھا کہ ہماری کتنی شادیان ہونگی گنکے گنیا - بیچک - مگر سنگو کرکے بہت خوض اور فکر کے بعد کہا کہ پانچ - آپنے آؤ دیکھا نہ تاؤ اُسکی پگڑی اُچھال دی - ۶ - لڑکون کو شگوفہ ہاتھ آیا اُسکے سر سہلایا کسی نے چپت جمایا - واہ اجی یونہی ہوئی - رشیائیل نے کہا واہ اجی ساعت بچاتے ہو اپنی ساعت بھی دیکھ لیتے ہو یا اورون ہی کو راہ بتاتے ہو - سچ کہنا آج ساعت دیکھ کر چلے تھے یا یون ہی - میان ہم سچ بتائین کہ ہم کیون جھلا گئے - وجہ یہ کہ ہماری چاہتی بیوی کو تنے کو سانپین مزاج کا پارہ یکسو سیی درجے پر پہنچ گیا - اچھا خیر تا ہم

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میان آزاد کا دل بھر آیا اور رقیق القلب تو تھے ہی آٹھ آٹھ آنسو روئے ایک مرد آدمی سے جو قریب بیٹھے تھے پوچھا کہ یا حضرت۔ بھلا یہ پیرمرد کس عارضہ مین مبتلا تھے اُنھے آہ سرد کھینچکر کہا کہ یہ نہ پوچھیے عقل کا عارضہ تھا کیا عقل! یہ کون عارضہ ہی۔ صاحب قانونچے مین اسکا کہین پتا نہین طب اکبر مین اسکا ذکر بھی نہین یہ نیا عارضہ ہی۔ جی الم الحوا رض ہے ذرا اسکے علامات تو بتایئے اجی حضرت کیا بتاؤن عقل کی مار اسکا خاص باعث ہی۔ عرض کردن کہ یہ پیرمرد اسنی برس کے تھے۔ مگر عقل کے پوسے تیز چھو نہین گئی خدا جانے دھوپ مین بال سفید کیے تھے یا نزلہ سے یہ عارضہ ہو گیا تھا۔

اب سنیے کہ شامت اعمال سے حضرت کی پیٹھ پر ایک پھوڑا نکلا دس دن تک علاج ندارد۔ دسوین دن کسی گنوار نے کہہ دیا کہ گل عباس کے پتے اور سرکہ باندھو۔ جھپ راضی ہو گئے۔ سرکہ بازار سے خریدا۔ گل عباس کے پتے باغ سے توڑ لائے اور سرکے مین پتون کو خوب تر کرکے پیٹھ پر باندھا دوسرے روز پھوڑا اور اگلا بڑھ گیا کسی اور گدھے نے کہدیا کہ بھٹکٹیا اور نمک باندھو بسم اللہ کرکے آپنے وہی کیا۔ لوگون نے سمجھایا کہ بڈھے کچھ گھانس تو نہین کھا گئے ہو ارے پھوڑے کو بھٹکٹیا سے کیا واسطہ۔ فرمایا کہ واہ آپ کیا جانین یہ کچھ علاج تھوڑا ہی ہی۔ ٹوٹکا ہی۔ خیر صاحب ٹوٹکا سہی۔ خدا کرے اس چھونتر کی کالی بوٹی سے آپ چنگے ہو جائین مگر یہ غیر۔ درد اور زیادہ شروع ہو گیا کسی نے بتایا املی کی پتی اور گھیکوار اور گڑ پر باندھو وہان کیا تھا فوراً منظور۔ اب تڑپنے لگے اف اف اُف اُف لگے تلملانے اب ہوش وحواس باختہ۔ آگ لگ گئی۔ محلے کی ایک عورت نے کہا مین تم لوگون مجھسے کیون نہ پوچھا سہل ترکیب ہی صوبی کا اچار دو مٹکا دو گھڑین تپلے جہان۔ اور دو مٹکا نکال اور کھلا کر کہین یہین خدا کی قدرت اپنے ہاتھ سے پانی بھرو۔ بسم اللہ کرکے دو ہوا کر نال کٹار ڈالا اور سوچے کہ ابھی شرولا سے بڑی کڑوی بکی ہو۔ کچھ تو جھکو ناک پر عجب پٹی کے تلے رکھے دفن کیے اور پھر نکالے کنوین مین تینون تلے غڑاپ داخل لگے پانی بھرنے۔ ڈول تھا و نلی۔ اور اُسپر طرہ یہ کہ مارے درد کے تڑپ رہے تھے رسی ہاتھ سے چھوٹ گئی اور حضرت دھم سے گرے پھوڑا تو آپ جانیے شیشے کی مثال پھٹیس گئی اور بھی درد بڑھا لگے تلملانے آخرکار دم توڑا۔

آزاد۔ افسوس صد افسوس ان مدعیان عقل سے کوئی اتنا تو پوچھے کہ ہر کس و ناکس کی رائے پر علاج کیون کر بیٹھے ہو جسنے جو بتایا آمنا و صدقنا منظور۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو عارضہ بڑھ جاتا ہی یا جان تن سے نکل جاتی ہے۔

وحشی مگر خداترس ریشائیل

میان آزاد ایک دن چلے جاتے تھے تو کیا دیکھتے ہین کہ کسی پرانی دھرانی گڑھیا کے کنارے ایک ریشائیل بیٹھے کائی کی کیفیت دیکھ رہے تھے کبھی ڈھیلا اٹھا کر پھینکا چھپ۔ ماشاء اللہ سن شریف چہل و شش نازم باین ریش و فش یسن آدمی اور لونڈے سے بنے جاتے ہین۔ اس داڑھی کا بھی خیال نہین اور لطف یہ کہ محلے بھر کے لونڈے لاڑیے ارد گرد جمع تالیان بجا رہے ہین اور دا تو بنا رہے ہین لیکن آپ گڑھیا کی دھون ہی پر لٹو ہین کبھی جھکائے ہوئے چھوٹے ڈھیلے اور ٹھیکرے ڈھونڈتے پھرتے ہین ایک دفعہ ہی کئی ڈھیلے اٹھا کر دھڑ سے گڑھیا مین پھینکے چھپ چھپ چھپ چھپ۔ اُدھر سے ایک مرد آدمی بھی چلے آتے تھے۔ آپ کو دیکھا تو نفرت سے ادھر ذرا ٹھٹھک کر ٹھیرے دیکھنے دل ہی دل مین سوچتے ہین کہ ماشاء اللہ اگر سالہا پیر شدی گاو نہ شد۔ یہ سن و سال اور یہ چال

چہل سال عمر عزیزت گذشت	مزاج تو از حال طفلی نگشت

اور چڑیمار کے جانوروں کو مفت بیکوڑی بے دام صدقہ کرنیکا سبب خاص یہ ہے کہ جب ہم جانوروں کو ایذا یا تکلیف کی حالت مین دیکھتے ہین تو کلیجے پر سانپ لوٹنے لگتا ہے اور ان چڑیماروں کا تو بندہ جانی دشمن ہو اللہ بانٹون تو کالے پانی بھجواؤن جہان دیکھا کہ دو چار سفید پوش کھڑے ہین لگے جانوروں کو زور سے دبانے تاکہ وہ بیزبان ایذا کے سبب سے محشر بپا کرین اور لوگ انکی حالت دیکھ کر کچھ دے نکلین - انکی ہنڈیا چڑھ جائے - مردہ دوزخ مین جائے یا بہشت مین - ؎

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی	طپیدن دل مرغان رشتہ بر پا را

انکے درد دل کا حال کوئی کیا جانے - کھیرے اسلیے گڑھیا مین پھنکوا دیے کہ آجکل ہوا خراب ہے - کھیرے کھانے سے مرتا ہو تو انسان مرجائے مگر ان کنجڑوں کبڑیوں کو ان امور سے کیا واسطہ انکو اپنی بکری سے مطلب - ہم تو بنی نوع انسان کے ہمدرد ہین ایک کبڑیے کا نقصان ہو ہزار سے بچاسون بندگان خدا کی تو جانین بچینگی دیکھو تو خوانچے والے کو ہم نے اپنے پاس سے دو روپیہ گن گن دیے میان ہم خدا ترس ہین - مردم آزار نہین -

نشہ بُری چیز ہے

ایک دن میان آزاد حسب معمول کوٹ پتلون پہنے ترکی ٹوپی زیب سر کیے چھڑی کے ساتھ کسی طرف جاتے تھے اور سامنے سے ایک صاحب آتے تھے - جب دونون قریب پہونچے تو اُسنے پوچھا حضرت آپ افیون تو نہین کھاتے - خدا کی مار افیون پر شیطان کی پھٹکار کسی ملعون نے آجتک ہاتھ سے بھی چھوئی ہو - بس سیاہ کاری سے بندہ آجتک تو بچا رہا آیندہ خدا مالک ہے واللہ افیون کے تو نام سے نفرت ہے اِس جانب کو - افیونی کی صورت دیکھون تو لاحول پڑھون نعوذ باللہ کہین افیون پر ہاتھ پڑجائے تو آگ ہرسے ہاتھ دھو ڈالون پر قے

اُس کالی بلا کا نام زبان پر آیا بس جی چاہتا ہے کہ لوٹے سے دو سو کلّیون سے زبان پاک کرون - یہ کہکر میان آزاد ندی کے کنارے جا بیٹھے وہان سے پلٹ کر جو آئے ہین تو کچھ اور ہی گل کھلا ہوا دیکھتے کیا ہین کہ وہ ذات شریف پڑے آنکھین مٹکاتے ہین اور کراہتے ہین صورت پر مردنی چھائی ہے - لب خشک چشم تر - سر کی فکر نہ پاؤن کی خبر تب تو میان آزاد چکرائے کہ یا الٰہی کیا اسرار ہے - پوچھا کیون بھئی خیر تو ہے ابھی تو خاصے بھلے چنگے تھے - یا اتنی جلد کایا پلٹ کیسی ہو گئی کچھ منھ سے بولو سر سے کھیلو - کیے رہے ہو کیا درد لادوا ہے + اُسنے کانپ کانپ کر آہستہ سے کہا کہ یارو مین تو مرتا بھائی کہین سے پانچ چھ ٹکے کی افیون لے آؤ - پیون تو آنکھین کھل جائین - جان مین جان آئے بندہ چھٹپنے سے افیون کا عادی ہے - وقت پر نہ ملے تو نزع کی حالت ہوجاتی ہے اجی! یہ کیفیت ہے - حضرت آپکا کہین ٹھکانا ہی نہین بھلا تہائی چھ ٹکے کی افیون ایک دفعہ ہی نوش جان - آدمی ہو یا بلا نوش نتیجہ یہ کہ ایک دن مٹی سے مرجاؤگے - جی بجا ہے اور آپ تو شاید آب حیات پی کر آئے ہین عاقبت کے بوریے آپ ہی بٹوریے گا واہ میان واہ ہو تیکھے آدمی جیتون کہتے ہی ہے کہ بڑے خود دم کے آدمی ہو رسی جلی مگر رسی کا بل نہ گیا واہ آغا کیون ہنوز سسک رہے ہو مگر جواب ترکی بترکی نہ دو تو دوزخ ہی نصیب ہو - حضرت افیون لائی ہو تو لائیے ورنہ یہان بک بک کا دماغ نہین - ؎

دوزخ مجھے قبول ہے یا منکر و نکیر	لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

جی تو اس بوڑھے کا بھی نہ بیٹھیگا کہ ہم اور افیون لائین ہم تو اس فکر مین بیٹھے ہین کہ آپ مرین تو نوحہ موزون کرین - ہے ہے مرگیا کشتہ تیغ افیون + یہ پہلا مصرع ہوگا - ایک بات مانو تو ابھی بتا جاؤن اور افیم لاؤن - ذرا لکڑی کے سہارے سے اُٹھ ہرے بھرے پیڑ کے تلے چلو - وہان ہری ہری گھاس پر لوٹ مارو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاؤ

ہمارے یہان لڑکا کبتک ہوگا بس اب آپ کسی اور سے پیٹ بھروایا۔ اپنا کیا اپنے آگے آیا۔ یہ کہکر وہ اُٹھ کر چلنے ہی کو تھا کہ رشائیل نے لڑکون کو اشارہ کیا وہ تو اُنکو اپنا پیر دستگیر سمجھتے تھے ہی اُٹھ کھڑے ہوے ایک نے ٹوپی لی۔ دوسرے نے مالا چھپایا تیسرے نے پکیا اٹھلادی۔ دس پانچ جھٹ گئے۔ بچارے کو ہزار دقت بچا چھڑا کر بھاگنا پڑا۔ اور قسم کھائی کہ اب اس محلے کیطرف رُخ کردن تو چمار۔ اتنے مین ایک خوانچے والے نے آواز دی۔ گلابی ریوڑیان کراری کھٹیان۔ دال موٹ سلونے۔ مٹر کونے۔ لونڈے اپنے اپنے دلمین خوش ہوگئے کہ رشائیل کی بدولت خوب مٹھائیان چکھین گے اور خوانچہ لوٹ لین گے۔ مگر اُنھون نے منع کر دیا۔ خبردار ہاتھ نہ لگانا جب خوانچہ والا پاس آیا تو اُنھون نے ٹھہرایا اور کہا سب خوانچے کے کیا دام ہین اُسنے کہا ڈھائی روپیہ این۔ ڈھائی روپیہ! بھئی مول تول نہین واجبی کہو واجبی۔ اچھا تو دو روپیہ دیجیے۔ دو روپیہ جیب سے نکالکر اُسکے ہاتھ دھرے اور لڑکون کو خوب چھک کر کھلایا۔ دس منٹ کے بعد آواز آئی کھیرے لو کھیرے حضرت نے اُچک کر ٹوکرا اُلٹ دیا کھیرے زمین پر آیے جیسے ہی لڑکون نے چاہا کہ کھیرے بٹورین کہ اُنھون نے ڈانٹ بتائی کھیرے والے کے دونون ہاتھ پکڑ لیے اور لڑکون سے کہا کہ کھیرے اُٹھا اُٹھا کر اسی گڑھیا مین پھینکتے جاؤ۔ اُنکے نزدیک یہ بھی ایک دل لگی تھی کھیرا اُٹھایا اور غڑاپ گڑھیا مین پچاس ساٹھ کھیرے آنا فانا گڑھیا مین تھے چھٹپٹے وقت ایک چڑیمار کندھے پر جال لیے ہوے آ نکلا۔ ہاتھ مین تین چار جانور پیچھے کے اندر سب پھڑپھڑا رہے ہین کالا بھجنگا جنگل کا رونر۔ رشائیل نے پکارا۔ آؤ آؤ میان ادھر آؤ۔ ایک بھجنگا لیکر اپنے اوپر سے صدقے کرکے چھوڑ دیا۔ چڑیمار نے کہا (کا ہوا) دوسرا جانور جو ایک لڑکے پر سے صدقے کرکے چھوڑ دیا تیسرا جانور ایک سینگی والی پر سے صدقہ کیا۔ اسی طرح دس پندرہ جانور صدقہ کرکے خاموش کھڑے ہوے۔ گویا کچھ مطلب ہی نہ تھا۔ چڑیمار نے کہا۔ ہجو رام۔ آپنے فرمایا تمھارا نام۔ تب تو وہ چکرایا کہ اچھے ملے۔ خوب پھانسا دیا۔ ہجور ڈھیلی کے جنور تھے۔ این ڈھیلی! کچھ گھانس تو نہین کھا گیا کیسی ڈھیلی۔ کہتا کس سے ہی ہوش کی دوا کر ہوش کی۔ بھنگ پی گیا ہی یا شراب کا نشہ ہی۔ یا بدمعاش ہی اور سنیے۔ ارے کھداوند۔ جنور سب سد کے کر دیے اب تمھین نکالت ہو لڑکون نے جال کھینچا سب اٹھلا دیا۔ تھوڑی دیر رویا پیٹا آخرکار صبر کرکے چل دیا۔

اس کارروائی کے بعد رشائیل نے لڑکون کو چھوڑا اور اُس محلے سے منھ موڑ کر چلے ہونے ہی کو تھے کہ میان آزاد اُنکے قریب آئے یا حضرت آپ آدمی کیا مجون وحشت ہین۔ مین عرصۂ دراز سے آپکی انوکھی حرکتین دیکھ رہا تھا کبھی کھیرے گڑھیا مین پھینکے کبھی لپی پر اچک لیے کبھی چڑیمار جنگ کا قافیہ تنگ کیا۔ کبھی بھنڈری کو آڑے ہاتھون لیا۔ حضرت واسطے خدا کے فصد کھلوایے جیذبا کے بال پر قینچی کروایے ورنہ آپ بہت جلد پاگل ہو جائین گے۔

رشائیل۔ اس تر زبانی اور خوش بیانی کے قربان۔ بندہ خدا سودائی خبطی مستان۔ آئے وہان سے بڑے وہ بنکے سنیے قبلہ ؎ نکتہ ہاہست بسے محرم اسرار کجاست سمجھنے کے لیے بڑی عقل چاہیے۔ گڑھیا پر بستر جا کے ڈھیلے پھینکنے اور پیڑ پر اُچک کر املی کھانے اور ہاتھی سے گنے مانگنے کا سبق کر تیکبھی ہماری دیکھا دیکھی کچھ بھاندو اور دھوپ مین مشاق ہو جائین۔ یہ نہین کہ مٹی کا ٹھوکا دیل کی طرح جہان بیٹھے وہین جم گئے لڑکون کو کم سے کم دو گھنٹے روز دوڑ دھوپ کی مشق کرنی چاہیے ورنہ آگے دن بیماری ستائیگی۔ اور صحت تو تندرستی گھٹتی جائیگی۔ سیکھو والے کے رکھے پر اچک بیٹھنے اور پیچھے کی گاگر

اب گرون کی فصل جو آئی تو اسکو بھی لگین چکمہ پھیرمان ہونے ایک نشد دو شد - ایک شب کو ایک پرانے دھولنے برگد کے پیڑ کے تلے جسکی ٹہنیان آسمان پر ٹنگی لگاتی تھین اور جسکی زمین دوز جڑین پاتال کی خبر لاتی تھین پہونچے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک ذات شریف نشے مین چور سیہ مست و مخمور - ایک ذرا سی دبلی پتلی ٹٹو پر سوار تفریح کرتے جا رہے ہین میان آزاد نے پوچھا اس ٹٹو پر کون لدا ہے - او چھاجی کون لدا ہو - اچھا لدا ہے - ایسا نہو کہین مین اتر کر انکو خود ٹھیلے کردون - یون نہین پوچھتا کہ اس راہوار صبا رفتار پر آسن جمائے باگ اٹھائے کون شہسوار جاتا ہی آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ٹٹو ایسے ہی ہوا کرتے ہین بولو - میان آزاد نے کہا حضرت قصور ہوا معاف فرمایئے واقع مین یہ تو دور کا بپور اگھوڑا ویلا کی نسل سے ہے خدا جھوٹ بلائے - جتنا بار کی بکری اس سے ذرا یون ہی سی نکلتی ہوگی مگر مرغ تمنی سے کہین بڑا ہے - ہان اب راہ راست پر آئے اور میان - ابتو - ؎

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان	طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینیم

اب عربی ترکی کاٹھیاوار دیکھنے ہی مین نہین آتے اور قبلہ اس گھوڑے کی کچھ نہ پوچھیے - دوڑا گے ہین - تھا گے ہین واللہ یہ بچھیڑا تو ماں کے پیٹ سے کچھ کتا اچکتا نکلا تھا سبحان اللہ وہ تو اسکی آنکھیں ہی کہے دیتی ہین آپ کیون تعریف کی تکلیف گوارا کرتے ہیں - واللہ گھوڑا کیا اڑن کھٹولا ہی اور ابھی ہو کر دیکھو اور نظر سے غائب - اسکی قیمت بھی - آپ کو معلوم ہے - نا صاحب بھلا مین کیا جانون - آپ تو خیر گدھے پر سوار بھی ہین - یہان ٹانگون کی سواری روز ازل سے نامہ اعمال مین لکھی ہو مگر آپکے گھوڑے کو رقعات عالمگیری بھی ازبر ہے - اسکے کیا معنی - جی کچھ نہین ایک شعر مجھے اسکے حسب حال یاد آیا - ؎

آہستہ خرام بلکہ مخرام	زیر قدمت ہزار جان ست

ہان اسی بات پر کڑ کڑا دون - یہ کہکر ایڑ لگائی مگر ٹٹو نے جنبش تک نہ کی اب ایڑ پر ایڑ لگاتے ہین - مگر وہ نقش قدم کیطرح جم گیا - ابتو خدا ہی ہٹائے تو ہٹے ورنہ ڈٹے سو ڈٹے - میان آزاد نے کہا بس زیادہ شیخی مین نہ آئیے - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھلائیے خیر ادھر ٹٹو ادھر میان آزاد لو قدمے جانے لگے - جب نشے کے طلوع کا وقت ہوا تو پاؤن ڈگمگانے لگے - باگ اب جھٹی اور اب چھٹی - دس قدم چلے اور باگ روک لی میان مسافر میان مسافر جی پیر و مرشد - ارشاد - سچ کہنا مین نشے مین تو نہین ہون نا صاحب نشہ کیسا - پھر گھوڑیا خزکی اور ایک بیس قدم پر ٹھٹک رہے میان مسافر - میان مسافر - حاضر ہون - حکم - تمھین ایمان کی قسم سچ کہنا مین نشے مین تو نہین ہون - اجی حضرت کیسا نشہ آپ ہوش کی باتین کر رہے ہین - پھر گھوڑیا کو ایڑ لگائی سات ہی آٹھ قدم گئے ہونگے کہ پھر ہانک لگائی - ارے میان مسافر جی ارے میان کیا سو گئے - جی ہمراہ رکاب ہون - بھئی سچ نہ کہے تو ہمارا ہی خون پیے - یقین واللہ نشے کے کچھ بھی آثار ہمارے چہرے سے پائے جاتے ہین - ہوش و حواس درست ہین نہ - ہان ہان صاحب درست ہین - عرض تو کر چکا کہ آپ ہوش مین ہین ایمان سے کہتے ہو - تو بہ آپ بھی عجیب شخص ہین ایمان سے نہین تو کیا بے ایمانی سے کہتا ہون - پھر چند قدم گئے اور گھوڑیا کو روک کر گفن پھاڑ کر چیخ اٹھے - میان مسافر - میان مسافر - میان مسافر - سچ کہنا ذرا بھی ہمالی بات تو زبان پر نہین آئی ہو - کیون ہے نہی بات - بیشک جو بات

ذرا ابھی صلاح ادھ میان یہان جان خود بخود چھپتا پھرتا اُٹھنا بیٹھنا
کیسا بھائی کہا مانو میرے سہارے سے چلو - الغرض میان آزاد
نے اُن افیونی کو میٹھو پلا دا اور لے چلے - اُنکی یہ غلط کہ آنکھین بند ہوئی
ہوا معلوم ہی نہین کہ جاتے کہان ہین - ایکدفعہ میان آزاد نے
اُنکو ندی مین لیجا کر غوطہ دیا بس قیامت بپا ہو گئی ستم ڈھایا آفت
کا سامنا بلا کا سامنا مصیبت کا سامنا تھا افیونی آدمی پانی کی بو
سے نفرت - لگے چلانے - بڑا غضب دے گیا - مار ڈالا کر دیا عمر بھر مین
آج ہی ندی مین قدم رکھا - خدا سمجھے تجھ سے - بس سبحان نکلی
ہو ہو ہو ہو ٹھٹھر گیا - او خدا ترس اب تو رحم کر - اتنے مین میان آزاد
نے ایک اور غوطہ دیا - تیسرا غوطہ دیا - چوتھا غوطہ دیا تابڑ توڑ کئی غوطے
دیے اب اُنکی کیفیت نہ پوچھیے - بس ناگفتہ بہ کروڑون گالیان
دین - لاکھون صلواتین سنائین میان آزاد نے اُنکو ریتی مین چھوڑ دیا
اور لمبے ہوے - اور پیو افیون سنیے صاحب ہم نے جو ایک دوستانہ
صلاح دی تو کہنے لگے تم عاقبت کے بورئے بٹورو گے لو چنڈو اگر چاہو
اور بڑھ بڑھ کر باتین بناؤ - بات یہ رہے کی - میان آزاد
وہان سے چلے تو راہ مین ایک اور حضرت سے - آداب عرض تسلیم
آپ سے کچھ عرض کرنا ہے - فرمایئے - بندہ چانڈو باز ہے - اسوقت شہر بھر
مین چانڈو کی دوکان ہی نہین - سب چانڈو والے میلے گئے ہین
وہان جائین تو شام ہو جائے اور پھر جایا کس سے جائیگا - ہم تو
نیم جان ہین - آپ کچھ سبیل کر دین تو بڑا ہی احسان ہو میان آزاد
نے کہا مین بتاؤن - سامنے ناک کی سیدھ پر چلے جائیے وہ ہرا بھرا
پیڑ نظر آتا ہے ندی کے کنارے - وہان ایک صاحب بیٹھے ہوے
چانڈو اڑا رہے ہین آپ بھی شریک ہو جائین - اہا ہا ہا ہو ہو ہو کہکر
اُچکتے ہوے چلے کہ کہین دو چار چھینٹے تو اڑا لین اور زور گرمائین میان آزاد
ایک جا پر ٹھم گئے سوچنے لگے کہ ایک اور ذات شریف سے دو چار ہوے

کیون بھئی کچھ کبھی جام بھی دیکھا ہے - کیا جام - جام کیسا - جام
جہان نما لاؤ نہین سنا ہے دیکھا نہین - ارے میان ہم اس جام کو پوچھتے
ہین جسکو مینا ہے - کونین ! کیا اخبار کا عارضہ ہو دوا ابھی اُلٹی کے
بکنے والے - کونین وونین نہین - کولان کی قسم - نہ صاحب ہم نے
ایسا جام دیکھا نہ سنا - میان اب صاف صاف کہدین کبھی شراب
بھی پی ہے - استغفر اللہ استغفر اللہ - ؎

کیا ذکر شراب یار توبہ خاور — ہوا ایسا نہ شرمسار توبہ خاور
دوزخ مین جلین گے مے کے پینے والے — توبہ خاور ہزار توبہ خاور

ابھی تم تو گھاڑی ہی نکلے - میان - ع - نام خدا ہو جوان کچھ تو کیا
چاہیے - کیا کہین بوتل مین اسوقت ایک بوند تک نہین ورنہ آپکو
ضرور مزہ چکھاتے - اسوقت طبیعت بے لطف ہے - بندہ ہر روز
دو وقتہ شراب پینے کا عادی ہے - آج جان عذاب مین ہے -
میان آزاد نے کہا ہم بتائین وہ دیکھو سامنے املی کا پیڑ ہے چلے جاؤ
وہان دو چار آدمی بیٹھے راسی اڑاتے اور چسکی لگاتے ہین چلو
غٹا غٹ شراب اڑاؤ میان شرابی تو کھل گئے - اے خانہ احسان
آباد واہ اُستاد - کیا بات بتائی - اسوقت جان بچائی - چلو تم بھی
ایک چلو مین اُلو ہو - میان آزاد نے کہا معاذ اللہ مین اور شراب
آجتک کبھی پی نہ پیونگا - یہ کہتے ہی تھے کہ ہنسیا کلوارن اودی
اودی پھریا پہر کائے اُدھر سے گذری صورت دیکھتے ہی میان آزاد
سیدھے تو کرم بھاگے پیچھے پھر کے دیکھنا قسم تھا مگر دل ہی دل مین
سوچتے جاتے ہین کہ نشہ بھی کیا بری چیز ہے کہ ذرا وقت پہ
نہ ملا اور دم ٹوٹنے لگا -

میان مسافر میان مسافر سچ کہنا
مین نشہ مین تو نہین ہون

ابھی تک تو میان آزاد دل بھر چکر لگا کر رات کو دیکھ رہے تھے

دو شعری پڑین۔ دال بگھاری جاتی ہے بھٹیاریان مسافرون کو
گھیر گھار کر لا رہی ہین صاف ستھری کوٹھریان دکھا رہی ہین۔
حضرت ادھر ادھر خوب گھومے۔ دیکھتے کیا ہین کہ ایک کوٹھری
کے پاس ایک صاحب جسیم و شحیم فربہ و ضخیم جیسے ہی چارپائی پر
بیٹھنے لگے پٹی ٹوٹ گئی اور حضرت غڑاپ سے جھلنگے مین ہو رہے
ہائے موٹاپا بھی کیا بری چیز ہے۔ اب سنیے کہ گرے تو اٹھا نہین
جاتا آخرکار دایان ہاتھ بھٹیارن نے لیا۔ بائین حضرت میان آزاد
نے ہاتھ دیا اور بعد خرابی بصرہ حضرت کو نکالا۔ جھلنگے سے باہر
آئے تو نہایت ہی خفیف ہیلے تو بی بھٹیاری سے خوب گلغپ
ہوئی۔ واہ اچھی چارپائی دی اور جو میرا ہاتھ پاؤن ٹوٹ جاتا
سر پھوٹ جاتا تو کیسی ہوتی۔ اے واہ میان! الٹا چور کوتوال
کو ڈانٹے ایک تو بھرکٹ کو چکنا چور کر ڈالا۔ پٹی کے بتر ٹکڑے
ہو گئے دینگے نکا۔ اور پھر گندے پر پانی پھیر دیا دوسرے ہمین کو
للکارتے ہین۔ الغرض لوگون نے سمجھا بجھا کر جھگڑا پاک کیا تو
حضرت ہنس ہنس کر یہ شعر پڑھنے لگے۔ ؎

رو اے دل حزین نہ تپ ہجر یار مین	بیمار کو مضر ہے نہانا بخار مین

میان آزاد نے پوچھا یا حضرت کہان سے تشریف لانے کا
اتفاق ہوا۔ فرمایا یہین تک آیا ہون۔ معقول! سوال دیگر جواب
دیگر۔ قبلہ آپ آئے کہان سے ہین۔ جی وطن سے آتا ہون الٰہی خیر
وطن کا کچھ نام بھی ہے۔ یا گمنام ہے جی گوپامئو مین مکان ہے اخاہ
آئیے آئیے۔ واللہ خوب ملے۔ تو یہ کہیے حضور کا دولت خانہ گوپامئو
مین ہے خوش آمدی۔ خوش آمدی۔ یہان کس غرض سے آنا ہوا۔
حضور جی بندہ حکیم ہے۔ یہ کہیے تو آپ طبیب ہین کیا الطبیب الطبیب
آپ خود ہونگے ہم حکیم ہین۔ طبیب کہین اور رہتے ہونگے
حضور صاحب وہ طبیب نہین۔ آپ حکیم بلکہ سلطان الحکما ہین

خفا کیون ہوتے ہو صاحب۔ کیا یہان مطلب کرنے کا قصد ہے
اور نہین تو کیا بھاڑ جھونکنے آیا ہون یا سنیچر پاؤن پر سوار تھا
بھلا یہ فرمائیے کیسا مقام ہے لوگ کس وضع کے ہین آب و ہوا
کیسی ہے حضرت یہ نہ پوچھیے۔ باشندے شورہ پشت۔ چاق و چوبند
آٹھون گانٹھ کمیت۔ اور آب و ہوا کا تو خیال ہی نہ کیجیے۔ برسون
رہیے اگر کسی دن سوء ہضم کی شکایت ہو تو جرمانہ دون پاؤ بھر کی
غذا ہو تو تین پاؤ کھائیے۔ ڈکار تک لیجیے تو مجھے سزا دیجیے یہ
سنکر حکیم صاحب نے منہ بنایا اور گولا کو ضبط کیا مگر بے اختیار
بول اٹھے لاحول ولا قوۃ۔ بڑے برے پھنسے! این برے پھنسے!
یہ کیون کیون۔ اجی آب و ہوا مرغوب ہے۔ بیماری کا نام نہین یہ تو
اچھا مقام ہے لاحول چہ معنی دارد! حضرت آپ نرے کوڑھ مغز
ہین۔ ایک تو آپ نے یہ گولا مارا کہ آب و ہوا اچھی ہے اتنا نہین
سمجھتے کہ آب و ہوا اچھی ہے تو ہم سے کیا واسطہ۔ ہمین کون پوچھیگا
بس ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیکار بیٹھے مکھیان مارا کرینگے۔ ہم تو
ایسے شہر جانا چاہتے ہین جہان ہیضے کا گھر ہو۔ بخار پیچھا نہ چھوڑتا
ہو۔ ڈنگو روز ٹیٹوا دبوچے۔ قبض اور جبش کی سب کو شکایت
ہو آب و ہوا مین سم کی خاصیت ہو۔ چیچک کا وہ زور ہو کہ الامان
جب البتہ ہماری ہنڈیا چڑھے۔ آپ نے تو واللہ آتے ہی
گولا مارا سنتے ہی پر ٹوک دیا اور ماشاءاللہ کس ہمدردی سے
آپ فرماتے ہین کہ سوء ہضم کی شکایت نہوگی۔ واہ سوء ہضم
کی شکایت ان کو ہوتی ہوگی جو ضعف معدہ کے عارضے مین مبتلا
ہین اور اس پر طرہ یہ کہ پاؤ بھر کے عوض مین تین پاؤ غذا کھانے
لگون۔ واہ واہ واہ۔ بڑا ہی کر دیا۔ آدمی کاہے کو اور کھائین
جو گنا تو فرمائیے مرے یا جیے نا صاحب بندہ سویرے ہی بوریا
بدھنا اٹھا کر چمپت ہوگا۔ ایسے منحوس شہر مین میری بلا رہے

کہیں پتہ کی اور بوکھلاہٹ تو آپ کے قریب نہیں پھٹکنے پاتی فوراً میرے شیر نے ٹٹو کی باگ پھیری اور لگے اُلٹے چلنے۔ بائیں بائیں ای حضرت کیا اُلٹی گنگا بہائی۔ اے میاں یون چلو یون۔ اچھا دن سہی یا یون سہی لیکن سچ کہنا کوئی بات نشے کی پائی جاتی ہے۔ میاں آزاد نے اپنے کان اینٹھے اور کہا بندہ نواز وہم کی دوا تو لقمان کے پاس نہ تھی۔ ایکدفعہ بیس دفعہ پچاس دفعہ سمجھا دیا کہ آپ ہوش کی بوٹی پا رہے ہین۔ پھر آپ بار بار کیون پوچھتے جاتے ہین۔ خیر خدا خدا کرکے جانور کو پھیر اگر نشہ نے اٹیرن کر دیا۔ مسافر۔ مسافر۔ مسافر۔ مسافر دیکھیے کیا قدم ہے نہ کہو گے سچ کہنا۔ جھوٹ بولنا اور سور کھانا اپنے حساب برابر ہے ذرا بھی نشہ کی کوئی بات پائی گئی۔ کیا مجال۔ بالکل ہوش کی باتین ہین۔ حضرت۔ خصوصاً اسوقت جو آپ نے گھوڑے کو پھیر دیا تھا یہ عین ہوش و حواس کی نشانی ہے اور یہ بار بار ایک ہی بات کو دہرانا صاحب ہوش کی باتین ہین۔ جیو شیر۔ ایک بھی اور چڑھا لو تو ٹن ہی ہو جاؤ۔ ایکدفعہ ہی آواز آئی۔ مسافر۔ مسافر او میان مسافر۔ بدحواسی کی بات تو مین نے نہین کی۔ تمھین قسم ہے اپنے دین اور ایمان کی۔ میان آزاد نے پھر اپنے کان اینٹھے۔ بدحواسی تو چھو نہین گئی۔ معاذاللہ جو کہین آپ بیہوش ہوتے تو ممکن تھا کہ گھوڑیا کا رخ پھیر دیتے۔ ایک یہی ہوش کی بات ہے کہ کوئی اٹھارہ کروڑ مرتبہ مجھ سے آپ پوچھ چکے کہ مین ہوش مین ہون نہ پھر میان شہسوار نے چیخنا شروع کیا کہو بھئی مسافر دیکھنا ہم بھی کس خم ودم کے جوان ہین چشم بد دور دم غنیمت ہے۔ اور یہ دیکھو ذرا نشے کی بو تک نہین آتی۔ بجا ہے مشغق مین خوب واقف ہون نشہ ہوتا تو ایسے ٹھکانے کی باتین نہ سوجھتی جب میان آزاد نے دیکھا کہ اب یہ نہین ٹلتے اور گھڑیا پر سے رد رکھا ہی چاہتے ہین اب خیر نظر نہین آتی ہو جھٹ گھوڑیا کو ایک کھیت مین ہانک دیا اور غل مچایا کہ او کسانی او کسان دیکھو یہ تیرا کھیت چرائے لیتا ہے کسان کے کان مین جو یہ بھنک پڑی تو لٹھ کاندھے پر رکھ لاکھون صلواتین سناتا ہوا جھپٹا آج چچا بنا کے چھوڑونگا۔ روز سوری چرائے جاتے تھے آج ہی تو تھے چڑھے ہو۔ بچہ جی۔ اب کیسے کیا درگت بناؤن قریب گیا تو دیکھتا ہے کہ ٹٹوی ہے اور ایک آدمی اُسپر لدا ہے۔ این! این گل دیگر شگفت۔ اخاہ آپ ہین چلیے گھر سے چلون رات کو گھڑی بھر سویئے کسان گو کسان ہی تھا گنوار۔ مگر تہ جیع یہ بھانسا کہ کرتم کو گھر لے چلونگا۔ سیدھا کانجی ہوس پہونچا۔ پیچھے پیچھے ٹٹوی۔ ایک دفعہ حضرت جو چونکے تو ہانک لگائی میان مسافر میان مسافر بھئی سچ کہدو ذرا نشہ کی چھاتھ تک نہین ہے او چھاچی۔ یہ اپنے حساب ابھی راہ مین میان آزاد ہی کے ساتھ چلے جاتے ہین۔ اس وحشت کو ملاحظہ فرمائیے۔ الغرض ٹٹوی اور سوار دونون کو کانجی ہوس مین ڈھکیلا اور چمپت ہوے ادھر میان آزاد نے راہ لی۔ یہ بیچارے رات بھر کانجی ہوس مین رہے صبح کو دس آنے دے کر پیچھا چھوٹا۔ خدا اس شراب خانہ خراب کو غارت کرے۔ آمین آمین۔

اپنے حلوے مانڈیسے کام

میان آزاد کے تو پاؤن مین آندھی روگ تھا۔ ادھر اُدھر چکر لگائے راستہ ناپا اور پڑ کر سو رہے ایک دن حسب معمول تلوے کھجلائے تو چلے سرا کی طرف۔ وہ تو کہیے خیر گذری کہ جوش جنون نے جنگل نہ دکھایا۔ دونون وقت ملتے سرا مین پہونچے۔ بڑی چہل پہل ہے۔ ایک طرف روٹیان پک رہی ہین

ایسا کہ کہیں نہ سنایا ۔ ؎

گفتمش اے مہ شب از من ملے تا بدیدن چہ سود
گفت گستاخانہ پرسے من آن دیدن چہ سود
گفتمش روییت گل ست دگل برائے دیدن ست
گفت بر دیدن وکان عاشقی چیدن چہ سود
گفتمش عشق گل رویت گمر باشد گناہ
گفت این رمز یست پنہان فاش نالیدن چہ سود
گفتمش نالیدہ ام کز جور تو رنجیدہ ام
گفت چون عاشق شدی بر جور رنجیدن چہ سود
گفتمش بر جور نا فہمیدہ گشتم مبتلا
گفت این رسم قدیم ماست فہمیدن چہ سود
گفتمش فہمیدہ نا فہمیدہ گشتم مبتلا
گفت بس اے عقل مغز ما خراشیدن چہ سود

سبحان اللہ حضرت آپ تو شاعر غرا ہین ۔ عرض کرون حضرت شاعر غرا ہونا تو محال ہی مگر آپ قدردان آدمی ہین ۔ ورنہ شاعر غرا تو عرب مین متنبی اور امراء القیس ۔ فارس مین سعدی خاقانی فردوسی و انوری ۔ ہند مین کالیداس اور کبراج اور اُردو مین انیس و دبیر آتش و میر گذرے ہین باقی خیر صلاح ۔ اچھا حضرت کچھ اُردو کلام تو سنایئے ۔ بہت خوب ۔ ؎

داغ دے جاتے ہین جب آتے ہین
یہ شگوفہ روز نیا لاتے ہین

سبحان اللہ داغ کے لیے شگوفہ کیا خوب ہے (تسلیم)

یار تک بار کہان پاتے ہین
راستہ ناپ کے رہ جاتے ہین

کیا بول چال ہو کیا روزمرہ ہو (آداب)

پہلوؤن سے رخصت نہ دکھلائے ہین
آپ تلوے مرے سہلاتے ہین

اوہو ہو ۔ کیا زبان ہو ۔ سبحان اللہ حضرت ۔ (کورنش)

ٹال جاتے ہین جو بوسہ مانگو
بات مطلب کی بچا جاتے ہین

بارک اللہ خدا کی قسم زبان چوم لے ۔ بوسے کے لیے بچا نا بھی کیا خوب ہو

پھول کا جام پلا او ساقی
کانٹے تالو مین پڑے جاتے ہین

اہاہا ۔ پھول کے لیے کانٹے ؎

تنگی کے نام سے بچتے ہین خفا
بات سلجھی ہوئی الجھاتے ہین
نگہ رحم کبھی تو کیجئے
کوئی دم رحم بھی فرماتے ہین
ساتھ لاتے ہین رقیبون کو ضرور
دل دکھانے کو وہ عشق آتے ہین

اسکے بعد شاعر نے پوچھا کیون حضرت یہان کے رؤسا مین کوئی قدردان شعر و سخن بھی ہے ۔ یہ نہ پوچھیے یہان مارواڑی البتہ رہتے ہین کتاب یا کتب فروش شاعر ۔ یا منشی کی صورت سے نفرت ہی یہان کے رؤسا سے کچھ بھروسا نہ کیجیے وہ شعر و شاعری کے قریب نہین پھٹکتے ۔ لاحول ولا قوۃ ۔ تو یہ آنا ہی بیکار رہا اجی اسمین کیا شک ۔ لاحول ولا قوۃ ۔ اے صاحب آخر کوئی صافی مذاق بھی ہی ۔ اب آپ تو ملتے ہی نہین ۔ یہان قدردان خدا کا نام ہی ۔

آٹھون کا میلا

وہان سے جو میان آزاد تیر کی طرح روانہ ہوئے تو راہ مین دیکھا کہ کئی مسافر لدے پھندے جا رہے ہین ۔ کیون بھئی اسوقت کہان لکھنؤ ۔ لکھنؤ ! یہ کیون ! کیون کیا ! آٹھون کا میلا ہی یا نہین ہر موسم کے کا میلا دیکھا نہ تماشا ہان ! تو اب ہم بھی چلتے ہین محرم الحرام اور بہار بسنت کے تو خوب مزے اڑائے اب چلیے یہ میلا بھی دیکھ لین کیا جانیے پھر ہاتھی چھوٹے گھوڑا چھوٹے ۔ یہ کہکر میان آزاد بھی لکھنؤ چلے ۔ نور کے تڑکے داخل سبحان اللہ کیا صبح ہے ۔ عارفان حق پرست کے دل کی طرح نورانی ساور باطن مین اہل تصوف کے

جہان سب ہٹے کٹے ہی نظر آتے ہین جسے دیکھو ڈنڈ پیل سنڈا بنا ہو اچھلا کوئی خاص عارضہ بھی یہان ہی یا عارضے کا اس طرف گذر ہی نہین ہوا - حضرت یہان کے پانی مین یہ تاثیر ہی کہ برسون کا مریض آئے اور ایک قطرہ پی لیا چاہے بس خاصہ ہٹا کٹا لاحول! پانی کیا آب حیات ہی - تو سہی جو پانی مین زہر نہ ملا دیا ہوا ے تو قبلہ ہزارون کنوین سیکڑون اندارے پچاسون باؤلیان کس کس مین زہر ملاتے پھرے گا - خیر بھی بجا جائے گا مگر بُرے پھنسے واللہ بہت بُرے پھنسے - بس وقت ہوش ٹھکانے نہین ہی مہترانی - مہترانی - بی مہترانی ذری ہم کو پنساری کی دکان سے تولہ بھر سکنجبین تولا دینا اس وقت جی قابو مین نہین ہے - اے میان پنساری یہان کہان کسی فقیر کی دعا ایسی ہی کہ یہان حکیم اور پنساری جمنے ہی نہین پاتا - کئی حکیم آئے مگر گور مین ہین کئی پنسارون نے دکان جمائی مگر چھپا پھونک دیے گئے یہان تو بیماری نے آنے کی قسم کھائی ہے - اے توبہ! ارے توبہ ابھی واللہ کیا کمل شہر ہے خداوند بچائیو اس طرف رُخ جو آج سے کرے اُس پر لعنت ہے یارو خدا کے لیئے ہمین شکرانہ کر دو تو رفو چکر ہو جائین بیچ پا ہزار لعنت کھائی ایسے شہر کی ایسی تیسی غضب خدا کا یہان پنساری کہر مٹا حرم کا حکم رکھتا ہی -

میان آزاد نے انکو چھوڑا تو سرا سے دوسرے گوشے مین جو پہنچے کیا دیکھتے ہین کہ ایک بزرگوار گوشۂ محل مین بستر جمائے فوق ابجد پڑھے بیٹھے کھرشے ہین - یہ بے تکلف آدمی - السلام علیکم کہکر گوشۂ محل مین داخل ہو گئے - وہ بھی بڑے تپاک سے پیش آئے ہاتھ ملایا بغلگیر ہوے تعظیم کی - لطف و اخلاق سے بٹھایا - مزاج اقدس بالحمد للہ - جناب کا مزاج عالی شکر ہی مین تو ایک مسافر غریب الوطن ہون - آپ نے بڑی بندہ نوازی فرمائی با اور مجھ پر احسان کیا -

زقدر شوکت سلطان نگشت چیزے کم	ز التفات بمہمان سرائے دہقانے
کلاہ گوشۂ دہقان بآفتاب رسید	کہ سایہ بر سرش انداخت چون تو سلطانے

میان آزاد سمجھ گئے کہ یہ کوئی بڑے لسان آدمی ہین پوچھا آپ یہان کس تقریب سے تشریف لائے ہین - فرمایا عرض کرون پیر و مرشد مین وکیل ہون - قصد ہی کہ یہان وکالت کرون کہیے یہان عدالت کی کیا کیفیت ہی - میان آزاد نے فرمایا یہ نہ پوچھیے یہان کے باشندے بھیگی بلی ہین - لڑنا بھڑنا جانتے ہی نہین - سال بھر مین دو چار مقدمے شاید ہوتے ہون چوری چکاری یہان کبھی سننے ہی مین نہین آتی - زمین آراضی لگان پٹی داری حقیت کے مقدمے کبھی سُنے ہی نہین قرض کوئی لے نہ دے - وکیل صاحب کا رنگ زرد ہو گیا - مگر حکیم جی کی طرح مخبوط تو تھے ہی نہین کہ بلبلا اُٹھتے نہایت متانت سے فرمایا کہ سبحان اللہ بڑے مسکین آدمی یہان بستے ہین مگر دل مین افسوس ہوا اس پیٹم ٹام دھوم دھام سے آئے اور یہان وہی ڈھاک کے تین پات انکو بھی چھوڑا اور یہان سے اور طرف چلے - دیکھا کہ چارپائی بچھائے شہتوت کے پیڑ کے تلے ایک صاحب بیٹھے حقہ اُڑا رہے ہین پوچھا آپکا اسم شریف - فرمایا گمنام - پوچھا مسکن فرمایا - ع

	درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست	

پوچھا پیشہ فرمایا خون جگر کھاتا - اخاہ آپ شاعر ہین - یہ کہکر میان آزاد بھی چارپائی کے ایک کونے پر بیٹھ گئے - حضرت حقہ تو بندے کے حوالے کیجیے اور آپ اپنا کلام سنائیے - بسم اللہ شاعر موصوف نے بہت کچھ چین و چنان کے بعد یہ لیا کلام

ایک رئیس کی صحبت

ہمارے وقیقہ رس اور صبح نفس سیاح میاں آزاد آج سر شام سے سیر و گشت کے لیے چل کھڑے ہوے ہین اور را تو فصل بہار مین جنون کے پینگ بڑھے ہوے ہین - وہ شام کہ شام اودھ بھی اسکے مقابل مین گرد - وہ نور کہ صبح بنارس کا رنگ اُسکے آگے زرد - طرۂ شام روکش زلف مہوشان فرخار - سواد سرمہ کش دیدۂ خوبان گلعذار - ماہ مثل محبوب چاردہ سالہ منظر فلک سے جلوہ افگن - حیرت تھی کہ الٰہی یہ شام ہی یا روز روشن یہ قمر ہی یا محفل طرب کا چشم و چراغ - یہ شب ہی یا نور کا چھلکتا ہوا ایاغ آسمان ہی یا خوان جواہر الوان - میان آزاد باد دل شاد سیر کرتے پھونک پھونک کر قدم دھرتے مٹے مٹے چلے جاتے تھے اور بہار طبع تو تھے ہی قدم قدم پر وجد مین آتے تھے - چلتے چلتے ایک چمنستان پر بہار گلزار بیخار مین گذر ہوا - سبحان اللہ سبحان اللہ جو در و دیوار سے لطافت بار ہی - کہین امرود کے ہرے بھرے درخت کہین تختۂ انار ہی جس گل کو دیکھتے ہین شگفتہ طبع کشادہ جبین - جس پھول کو سونگھتے ہین مشکبو عنبرین - عنادل پُرسوز زمزمہ پرداز - ہر روش گلستان سعدی شیراز جس غنچے کو دیکھو ناز پرورد - کوئی سبز کوئی سرخ - کوئی زرد کہین نرگس حیران و فتان - کہیں ارغوان و عشق پیچان گل شبو صناعی مصور بہار کا گواہ اور شمیم مشکبار سے معنبر ازہا تا باد - گلنار انتخاب فصل بہار - کوکنار خال عارض شاہدان فرخار - ؎

در چمن سبز گر بہار کوکنار	لالہ غلطان در کنار کوکنار
گر چہ افیون خویش را بیرون کشید	کم نشد زان اعتبار کوکنار
نشئہ وارد حسرتا از خمار	[illegible]

خون راز ست وهے بردهان	اہل دل باشند یار کوکنار
سنگ بر سر میزند از ننگ آن	نیک تنگ آمد ز کار کوکنار

ناشپاتی کی آبداری و سیرابی - شفتالوے آردی و کاردی کی شادابی کچھ سبز کچھ سرخ - ؎

تو گوئی کہ گل چہرگان فرنگ	کشیدہ بسر چادر سبز رنگ

انار لعل آبدار شیرین کار - عناب با لب دلبران در شکر آب بر روش رشک بستان - ہر قطعہ روکش روضۂ رضوان - ؎

در دامن ہر شگوفہ باغے	ہر برگ گلے چو شب چراغی
گلہاے شگفتہ جام بر دست	برداشتہ بانگ بلبل مست
در ہر چمنے بہ چشم مینا	مینو کدہ برنگ مینا
سیرابی سبزہ ہاے نوخیز	از لولو تر زمرد انگیز

وسط باغ مین سنگ مرمر کا ایک صاف و شفاف چبوترہ ہی اور اُسپر فرش مُکلف بچھا ہی - اور ایک رئیس با توقیر صدر محفل خلد نظیر مع رفقاے سخندان بذلہ سنج بیٹھے ہین شعرخوانی ہو رہی ہی اپنا اپنا رسوخ پیدا کرنے کے لیے ہر ایک مصاحب اساتذہ بے ہمتا اور شعراے غرا کے چیدہ چیدہ اشعار پڑھ رہا ہی - ؎

۱- دشت عیان ہر خاک سے پھر خاک کی	[illegible] کے ہرن بھی سونگھ کے مٹی نہ راکھی

دوسرے صاحب بولے یہ بھی یہ رنگ پسند نہین - پھیکا رنگ ہی دیکھیے شعر ہم سُناتے ہین ؎

۲- آبداری تو کرین خنجر مژگان پیدا	ہم بھی کر لین گے ہر اک رگ سے رگ جان پیدا

دو چار حاضرین نے گردن ہلائی - مگر ایک صاحب جل کر بولے ایسا نہو یہ رئیس گردن مدار کے طرح مین مخل ہو جاین تو ہم پھسلے ہی رہین انھون نے یہ شعر پڑھا - ؎

۳- معنی [illegible] دیار بکار دگر اوست	[illegible] سوال کہ دید مضان [illegible]

مثل مہبط فیض ربانی جدھر دیکھو تجلی الٰہ نور جدھر جاؤ لطف اور سرور سلطان خاوری کے تاج زرین کی چمک اور اشعۂ زرنگار سے ذرون کی جھلک نمودار - در و دیوار سے آیۂ وجعلنا الشمس ضیاءً آشکار - شنبہ کا دن جسکی شان مین فصحا نے کہا ہی - دکہ مکتب خانہ ہا را روز بازار از دست واطفال دبستان سبق آموز او - الف ابجد زبانان ست و نقطۂ اولین پرکار دوران) دیکھیے کیا ہین کہ صبح ہی سے میلے کا رنگ جما ہی - نخل بہار کی نشو و نما کی غٹ کے غٹ ٹھٹ کے ٹھٹ - شہدے تقے - ٹورے بچے گرہ کٹ جیب کترے - جرییے مدکیے - گنجرے بھنگیرے - شریف نجیب زیرک و لبیب سب جوق جوق امنڈے آتے ہین - تاہدان جہاد اکر رہوار باد رفتار فنس زرنگار - ٹٹو گھوڑا سب خراماں خراماں پوقدے آتے ہین - بگھی بگھی ٹوٹی پڑتی ہے - گاڑی سے گاڑی لڑتی ہی - رنگیلون چھیل چھبیلون کی بن آئی - گاڑھی بوٹی چڑھائی بن ٹھن کے چھیلا بن کے میلا دیکھنے چلے - بالون مین حنا کا تیل چھوڑے کیچل سیٹ کا دھانی رومال اوڑھے دو انگل مانگ کھوے باندی سے پٹیان جمائے گھڑی لگائے - داڑھی چڑھائے گلے مین گلوبند دلفریب شربتی کا انگرکھا تن کا زیب پانون مین مخملی جوتی - کاشانی یا سوتی قہقہے اڑاتے آنکھین لڑاتے جا رہے ہین ادھر ادھر نظارہ بازی کرکے مسکرا رہے ہین فنس پر ماہرو گھٹتے سے بیٹھی ہین - مگر بند - ہٹو بچو کا شور بلند ساقیون کا بازار گرم کسی نے دو کش پیے حقا ہتھیا یا - ساقنون کی دکانین دھوان دھار - تنبولیون کے بیڑے مزے دار کان میلے کی سرگوشی - حجام کی رونمائی - برف والے کی سوندھی سنگترون کی ہانک - آنب کے بجے کی کمر کھرہین - کابل کا میوہ رس بھری - تابے گلابیان شہتوت - بوٹ لو بہرے بھرے بوٹ - کسی طرف سرمہ سی شیشہ کنگھی ویا سلائی کی ڈبیا ہے بخشی بھلا نقد کا باغ میلے کا چشم چراغ ہے - ٹکیٹ پڑا ہے کا تالاب ہزارون مین انتخاب لاکھون مین لاجواب ہی جو سلسبیل وکوثر کو شرمائے تسنیم دیکھے تو پانی پانی ہو جائے - عجب لطف دسماہے - ہزار ہا تماشائی تالاب کے ارد گرد جمے جائے کوئی دری کوئی زین پوش بچھائے بیٹھا میلا دیکھ رہا ہے کوئی جہانیان جہان گشت چکر لگا رہا ہے کوئی ہوا کھاتا ہے - ایک فنس پر ایک جوان رعنا ڈھوہ کا ڈھوہ پچیس برس کا سن چلنے پھرنے کے دن لدا ہوا جا رہا ہی - کوئی ٹٹو کو تخ تخ کرتا آ رہا ہے امرا کے رڈے زیور سے گوندنی کی طرح لدے مٹھائی خریدنے مین معروف ہین مگر خدمتگار دیکھ بھال رہا ہی - کہ کوئی دست چالاک ہاتھون ہاتھ پانون کے گونگھرو نہ اڑا لے - عورتین الگ زیور سے منجلی گھونگھٹ کاڑھے دبکی چلی جاتی ہین کہ کوئی چھو دتیا نہ موس لیجائے - تخت روان آتے ہین سوانگ کرتب دکھاتے ہین - شعبدہ باز سوانگ لاتے ہین - کوئی دہکتا انگارا کھا گیا کوئی لوہے کے چنے کرکرکے چبا گیا - برہمن ڈول لیے گشت لگاتے ہین - سقے اور بہشتی کٹورے کھنکھناتے ہین سہ پہر تک خوب جگھٹا رہا - چراغ روشن ہوے اور بار لوگ کھسکے کسی نے مٹی کا بوا لیا کسی نے روئی کا لنگوٹ اتنے مین ایک ریلا آیا تو کھلونے چکنا چور - ایک غل مچا یا کہ وہ ہاتھی آیا بھیڑ چھٹ گئی اور رو دوراتے ہوے چلے مگر بگڑے دل اپنی جگہ سے نہ ٹلے شربتی کا انگرکھا چاہے ادن گاڈ زور یون مین چرسے نکل جائے مگر ممکن کیا کہ بل جائے اس بھیڑ بھاڑ مین پولیس کا انتظام خوب رہا جوتے اچکے جاکر بیٹھا ئے چلے والس مزے سے گھر آئے -

شنگرف کے رنگ کی خستہ و بھری ایک کھائے تو ان نعمت کا مزہ پائے۔ ہر گنجان کی وہ تنگی جوتون کہ آدمی صورت دیکھتا رہے رعب حسن سے بات نہ کر سکے۔ سنگترین پرنزاد سرو قامت رشک شمشاد دکانون مین بانواع واقسام کے میوے قرینے سے چنے۔ مجاورے انکے دیکھے نہ سنے کبھی کوئی پکار اٹھی میان یہ کسکے کو ڈھیر لگا دیا ہی۔ خواجہ حیدر علی آتش کی آتش بیانی شرر افشانی سے دل جلون کے سینہ مین سوز و گداز ہی۔ موقع شاعر ممتاز ہی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک صاحب نے انڈر ایک کاغذ رئیس جم جاہ کی خدمت مین پیش کیا۔

رئیس۔ یہ کیا ہی بندہ نواز۔

شاعر۔ حضور کی شان مین کچھ نثر پریشان کہی ہی اور کچھ اشعار موزون کیے ہین۔ اب لگے فارسی مین گفتگو کرنے۔ خداوندا چہ گویم از مفلسی و تنگدستی نوبت کارد باستخوان رسیدہ نان گریہ بہ تیری مدوزم اگر قصیدۂ ہذا کہ بیش از مزخرفات نیست پسند خاطر عاطر افتد فہو المراد ورنہ خیر خدا حافظ و ناصر ست زیادہ بجز دعاے دولت بندگان عتبۂ عالیہ متعالیہ چہ گویم

رئیس نے ایک مصاحب کو اشارہ کیا کہ پڑھو۔ انھون نے یون پڑھنا شروع کیا۔

تعالی اللہ چہ دولت دارم امشب ۔ کہ آمد ناگہان دلدارم امشب

روزے بباغے رسیدم دیدم کہ بلبل خوش نوا برگ گل در منقار داشتہ درودے سخن بالمودہ می سراید کہ ای مرد خدا ما کہ بسبب وحشت وحیوانیت دور از تصور حضور موفور السرور سرتا پا نور رجاجت رواے جمہور اکلیل تاج ارجمندی و در غرر افسر سربلندی۔ کان سخا۔ جان وفا۔ مزین مسند علم و افضال۔ رونق محفل ہنر و کمال حمیدہ خصال خجستہ جمال۔ مرتع جلال۔ سکندر اقبال۔ ماہ قدم سپہر حشم عطارد قلم۔ آسمان خیم۔ ستودہ شیم۔ عالی ہمم کیوان ایوان۔ فریدون مکان۔ دادرس مظلومان۔ سحبان طلاقت انوری بلاغت۔ بوعلی ذکاوت۔ حاتم سخاوت۔ اسفندیار شجاعت۔ زینت وسادۂ دولت۔ زیب انجمن حشمت۔ صفا اخلاق عمیم الاشفاق۔ ۵

نیر آسمان عز و علا ۔ آفتاب سپہر مہر و وفا
کوکب برج دولت و اقبال ۔ گوہر درج عظمت و اجلال
زیرک و مدرک و فہیم و عقیل ۔ منشی بے بدل شکیل و جمیل
در دریاے ہمت و جرأت ۔ معدن جود و مخزن نصفت
گل شاداب بوستان نقا ۔ بلبل شاخسار بذل و عطا

اتنے مین میان آزاد چپکے سے بول اٹھے کہ یہ چورن والے کی باتی ہی یا امیر حمزہ کی کہانی ہے حضرت دم گھبرانے لگا۔ اب الجھن ہوتی ہی۔ یہ دنبالہ توصیف۔ الٰہی خیر۔

حاضرین جلسہ نے قہقہہ لگایا۔ اور انکو بھی چبوترہ پر بلایا ادہر وہ نثر قافیہ شروع ہوا۔ والا نژاد۔ پاک نہاد۔ سرو قامت گل رخسار سہی قد ماہ عذار سنبل مو۔ خورشید رو۔ کاکل در پیچ و تاب بلبل را دل از مشاہدۂ جمال کباب۔ یاقوت لب سیم غبغب۔ ماشاء اللہ لب فوق از ظہور بروت تماشاگاہ حور۔ چاہ زنخدان از نمود ریش مصداق نور علی نور۔ از خجلت ابروان خم ابرو قوس قزح گوشہ گیر و از خوف سنان مژگان تیر بہ دامن نرگس امان گیر چشمانش رشک غزال ختن و خیرہ فگن۔ سالکے بنداشتش خجلت زدہ در عدن و عقیق یمن ماہ کامل بمقابلۂ عارض صاف آن دریا دل داغدار و مہر زرنگار پیش رخ آن والا تبار شرمسار حکیمی کہ ارسطو جالینوس بقراط و بطلیموس برادر مطبش لیاقت نسخہ نوشتن نمیست و بوعلی سینا را پیش او مجال دم زدن نہ بتصدیق می گویم کہ در علم

اکثر مصاحبین نے اسپر وجد کیا۔ سبحان اللہ ع۔ چون غرۂ شوال
کہ عید رمضان ست ۔ کتنا خوب کہا ہو۔
اتنے مین رئیس والا تبار نے فرمایا کہ جام و مینا کی تعریف مین
کچھ شعر سُنایئے ۔

۴۔ساقی سر قدما چو ز جا بر خیزد
از لب اعرمی نام خدا بر خیزد

۵۔میرود خندہ زنان بازصراحی بکجے
این نمازی ست کہ از قہقہہ باطل نشود

۶۔اعجاز بادمی کہ مسیحی بصد نیاز
تعلیم قم قم از لب مینا گرفتہ است

۷۔کہنہ ہر چند شود بیشترش میخواہند
دختر تاک عجب بخت جوانی دارد

۸۔دے شراب ارغوانی ساقیا
ہے ابھی جوش جوانی ساقیا

اتنے مین ایک صاحب کو جام و مینا کا کوئی شعر اُسوقت یاد
نہ تھا فرماتے کیا ہین حضور گردن کی تعریف مین نجف قلی بیگ نے
کیا جادو بیانی کی ہی۔ اہا ہا۔

از لطافت میتوان چون نور در فانوس دید
از بیاض گردن او شعلۂ آواز را

سبحان اللہ کا دونگرا برسنے لگا۔ اور کئی منٹ تک لوگون نے
تعریف کی تب تو ایک بزرگوار نے اونکا رنگ پھیکا کرنے کے لیے
یہ شعر فرمایا۔

از خون عشاق بران گردن سیمین باشد
چون بیاضے کہ بر او ز معنی رنگین باشد

واہ وا سبحان اللہ خون کے لیے معنی رنگین۔ واللہ اس لفظ
سے شعر مین جان پڑ گئی۔ اچھی طبیعت لڑ گئی خداوند یہ کسی کا حصہ
نہین۔ حضور یہ اشعار سنیئے گا مین نے ایک شیرازی کے سامنے
پڑھے بسبب کعبہ کہنے لگا کہ این قال شما ست ۔ یعنی مجھے عجز کی راہ سے
کہا کہ با با ما کہ شاعر نیستیم ۔ بمنید ایم کہ میستیم ۔ پھر اصرار کیا کہ کلام
خوایش بر خوان ۔ عرض کیا بندہ کم کمری گو ہیچ نہ قابل سماعت نیست

خاک پاک شیراز زوحش اللہ غیرہ شعر تو سنائین ۔

تا گرد ماہ سنبل مشکین نہادۂ
بس داغہا کہ بر من مسکین نہادۂ

بر عارض تو زلف سمن سا چہ چسپ ست
یعنی بجیب فاتحہ آمین نہادۂ

وان خال نازنین تو بر بیضے دو رخ سیہ
طغرای مشک بر گل نسرین نہادۂ

جانہا حیات یافت ز حسن کلام تو
ورد خد لب چہ شیوۂ شیرین نہادۂ

فریاد ہاے قاسمی از آسمان گذشت
زین جور ہا کہ شیوۂ آئین نہادۂ

رئیس با وقار نے اس غزل کی بڑی تعریف کی اور فرمایا کہ بھئی
ہمین تو آتش اور حافظ کا رنگ دل سے پسند ہی ۔

مرغولہ زلف کا کُہ مجنون کے تل طوق گلے
عجب نہین جنون کی بزرگواری سے

چال برکی چلا جو گلستان مین جھوم کر
طاؤس نے قدم تیرے رہوار کے لیئے

رفقا اور سہو بچوڑ تڑسے بول اُٹھے کو بجا ہے خداوند آتش کی سی
زبان کسی کو نصیب ہی نہین ہوئی ۔ یہ روزمرہ کہان سے پایئے
وہ تو وہ اُنکے تلمیذ سعید و رشید صبا کے محاورات اور بول چال کو تو
دیکھیئے ۔

نہایت جوش پر دریا ہی اپنی طبع موزون کا
جہان مین شور ہی طوفان آب دیدۂ مضمون کا

ایک صاحب نے کہا خداوند نعت فصاحت اور جادو طرازی
مین انیس مبرور۔ بول چال مین آتش مغفور ۔ خیالات مین ناسخ ۔ تشبیہ
مین ذوق ۔ عاشقانہ رنگ مین مومن ۔ بلاغت مین دبیر استعارہ
مین میان امانت ۔ مثنوی مین نسیم لکھنوی ۔ واسوخت مین عشقی
ریختی مین بیدل ۔ محلات کی بول چال مین حکیم نواب ۔ خدا جانتا ہی
کہ قلم توڑ گئے ۔ اور سرور مبرور تو خدا سے نثر تھے ۔ ذرا اس
بول چال کو دیکھیئے ۔

وہ تیغ ستم پیمانہ سے ستارہ کا نکھار ۔ شرر بلی جھنکار ۔ شیر پیل

بعد ہوش خیر و شر جن اور چڑیل کی باتین کرنے لگے تو بیچ
آئے ایک جسیم و شحیم بدو سہو لاغر۔
جسیم۔ یار تم تو مغز کے بھیجے کے گودے کے کیڑے تک چاٹ گئے
بڑے بکّی ہو۔ لاکھون دفعہ سمجھایا کہ یہ سب ڈھکوسلا ہو مگر تمھین تو
کچے گھڑے کی چڑھی ہو۔ تم کب سب سننے والے ہو۔ مرد آدمی
یہ سب لغو باتین ہین واللہ بنی ہوئی باتین ہین۔
لاغر۔ قبلہ مرد آدمی تو خواہ مخواہ آپ ہی ہین۔ ماشاء اللہ صاحب
تن و توش واللہ گینڈے بنے ہوے ہو۔ یا رکس چکی کا پیسا
کھاتے ہو موٹے آدمی تو بہت دیکھ ڈالے مگر واللہ ہو جو ایسی کلائی
ایک کی ہو شایا پھٹا پڑتا ہے مگر اُستاد یاد رکھو۔ ؎

اسپ لاغر میان بکار آید	روز میدان نہ گاو پرواری

جیسے تم بھدّے ویسی تمھاری عقل بھدّی۔
جسیم۔ بجا ہی پیر و مرشد۔ یونان کے حکما کا سرتاج تھیولزبھی بڑے
تن و توش کا آدمی تھا۔ مگر اچھے اچھے حکیم اریب اور علماے ادیب
اُسکے سامنے زانوے ادب تہ کرتے تھے۔ یہ بحث مین موٹے
اور دُبلے سے کیا واسطہ اگر آپ بھوت پریت دکھا دین تو
ٹانگ کے راستے نکل جاؤن۔
لاغر۔ ہان۔ یہ دعویٰ بھی پرسون ہی کا تذکرہ ہی کہ میرے ایک دوست
نے آدھی رات کے وقت دیوار پر ایک چڑیل دیکھی چوٹی ناگن سی
اور چہرے کا مہو بات۔ بال بال موتی پروے ہوے پستان مارے
پڑے رہے ٹخنے تک نہین مگر آپ کہدینگے جھوٹ ہی۔
جسیم۔ بھائی یہ سب گپ ہی۔ یہ واہمہ بلا ہی جو صورت بنکے
اور سنائے جس حرکت دکھائے۔ چلا پھرا دے۔ واہمہ
خلّاق ہی آپ کیا جانین۔ ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی تو پیدائش ہے
آپکی۔ اور میان کرو ریا تون کی ایک بات یہ ہو کہ بے دیکھے

لاغر۔ غضب ہی بیتا بھئی یہ لوگ بات کا بتنگڑ ہوئی کا بھالا سبزہ کا
نالہ بنا دیتے ہین۔ ایک صحیح تو ستانوے لغو۔ بتا کر تنکا اور بندہ سرکار
اور آپ ایسے ڈھلمل یقین حضرات کا تو کہین ٹھکانا ہی نہین
جو سُنا فوراً تسلیم کر لیا۔ برہان و دلیل سے سروکار نہین۔ رات کو
درخت کی پھُنگی پر بندر دیکھا اور روح فنا ہو گئی کہ پریت جھانک رہا ہو
بولے اور ٹھیٹو ا لیا۔ کلبلائے اور گلا دبوچا۔ ذرا بلے اور شامت
آئی اندھیرے گھپ مین تو یون انسان کا جی گھبراتا ہی۔ اور جو
بھوت پریت کا خیال جم گیا تو ساری چوکڑی بھول گئے۔ ہاتھ پاؤن
سب بھول گئے۔ بلی نے میاؤن کیا اور مرغ روح قفس تن
سے پرواز کر گیا۔ چوہون کی کھڑ بڑ سُنی اور بل ڈھونڈھنے لگے
اب جو چیز سامنے آئے گی پریت بن جائے گی۔ اس وحشت کے
قربان۔ میان بندۂ درگاہ سیکڑون بیل چکے ہین۔ کئی جن ہم نے
اُتارے کئی چڑیلون سے ہم نے محلّے خالی کرائے جہان دس جو
کھوپڑی پر جالے اور پریت بچہ سنبھالا۔ میان ہم جیتے جاگتے
بھوت ہین اور پڑھے لکھے جن۔ یہ سب ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا
کوئی ہمپر بلائے تو جانین اور یون گپ اُڑانے کو کہیے تو ہم بھی
بے پر کی اُڑانے لگین یاد رکھو یہ عامل و امل سب رنگے سیار ہین
۔ روٹی تو کما کھائے کسی طور مچھندر + بندر نہ نچائے مرغ نہ لڑائے
پتنگ نہ چھیکائے۔ بھوت پریت ہی جھاڑنے لگے اتنا نہین سوچتے
کہ بھوت پریت چڑیل برہمراکس کو مانو تو پھر لونا چماری اور بیتا بیتال
بیتا کی بھی بیعت لاؤ۔ اب آپ ہی انصاف کیجیے کہ لونا چماری کو
کوئی بھی مانے گا۔ ارے غضب۔ ارے ستم۔
لاغر۔ خیر اس تو تو مین مین سے کیا واسطہ۔ چلیے ہمارے ساتھ میان
سے کوئی دو تین کوس کے فاصلے پر گانون ہی وہان ایک صاحب رہتے
ہین اگر آپکی کھوپڑی پر اُنکے عمل سے بھوت نہ چڑھ بیٹھے تو گدھے کے

منطق پہ تصورم در اشکال انواع انسانی مثل آپ صاحب کمال کے سے نتیجہ بخش بدیہی نہ گذشت۔ ؎

ای رفیع المرتبت عالی نسب والا مقام	یافتہ از فیض ہمت زینت و احتشام
مہر تابان دائما با شیفۂ شان شکوہ	بر در دولت سرت بہر نمائید احتشام
حسن یوسف بود تماشائے رخ چون ماہ نو	چون نسیم با ہزاران بیدلی ہمدام
از نہیب قہر تو لرزان شال شاخ بید	زیر مرقد رستم و سفندیار و زال و سام
گر دہی ترتیب بزم راحت و عیش و سرور	چون گدا جمشید آید ربیت محتاج جام
از ادب پیش تو کے ہر کس تواند ایستاد	چون کند اقبال و ربانی در شکل غلام

اس پر ایک شخص نے دبے دانتون فرمایا و ربانی در کی ایک ہی کہی ؎

چون بگیرد دام از خلق تو باد شمال	در گلستان غنچۂ گل را نسازد ہمشام
ایک مصرع کی کٹ گئی ہے دم	ہی لنڈورا یہ مصرع وہ دمدار
گر کنی جولان سمند باد پا را در نبرد	غرق نحس خصم را آرد بروی زیر گام
از صبا و اسپ گلگون نسبتی فرق ست آن	تا بماند او ہمین جا طی کند این صبح و شام

واہ وا واہ اسپ گلگون کیا خوب فرمایا اور یہان بھی کلمۂ تنبیہ اچھا آیا

نعرہ ہائے الحفیظ و الامان گردد بلند	روز میدان گر کشی تیغ غضب از نیام
دشمنت در پیچ جوز اگر بجوید حفظ جان	ہمچو کھیرا افگند دو نیم تیغ سبز فام

اہا ہا ہا کھیرا خوب موقع پر یاد آیا اس سے تو یون ہی کہا ہوتا کہ

چون خیار تر کند دو نیم تیغ سبز فام۔

شہرتی تا رسید چون بہر از صفت عدل و داد تو	ساختی گردن کشان ہر این دہ و بام
حاتم طی در میدان بخشش پیش تو	ای سخی ابن السخی ابن السخی سرنگون باشد مدام

بارک اللہ مصرعۂ ثانی کیا مختصر و موزون ہی ایک خدا ابن السخی اور آجاتا تو مصرع ابن الشیطان کی آنت بن جاتا۔ ؎

عادل و غربا نواز و جوہر مردم شناس	مسند آرائے امارت ہست آن گردون حشام

ماشاء اللہ جوہر مردم شناس اچھی ترکیب ہے۔ شیخ نہین کہہ گئے ہین در زبان آفرین غربا کی بلائے حمل کا سکرین ہین لطف شاعری اور بڑھ جاتا

کمالی شاعری ہے۔ ؎

فخر شعرائے زمان کمال الدم و حسینی ہند	افگند ختم دعا و ختم کل ختم کلام

اس مقطع کے قربان۔ یہ تعلی تو جائز ہی ہے۔ نظامی نہین کہہ گئے ہین

نظامی بیا صاحب آوازہ
کہن گشتہ و ہم چنان تازہ

ضعیف الاعتقادی

گو چہ گردون کے پشت پناہ۔ رہ نوردون کے قبلہ گاہ قلمرو دشت کے شہنشاہ ذیجاہ میان آزاد کو ایک دن شوق چرایا کہ کسی مسجد مین جا کر نماز دوگانہ پڑھین۔ سوچے کہ آج یوم الجمعہ روز آدینہ ہی مکتبون مین یہ آزادی کا سکہ بٹھاتا ہی مسجدون مین اسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہی۔ آج کے مبارک دن سے سبزہ و گل بھی ہزار زبان سے وحدہ لا شریک لہ گویان ہے بلبل رنگین گفتار کو وظیفہ معشوق حقیقی ورد زبان ہی۔ طاؤس طناز فرط طرب سے رقص کنان ہی۔ طوطی مثل حلہ پوشان جنان سبز پوش ہی۔ صوفی صافی نشۂ بادۂ ماعرفناک حق معرفتک مین سرخوش و مدہوش ہی۔ جدھر دیکھو تسبیحین کھٹا کھٹ چل رہی ہین شراب عرفان کی مٹکین جوش سے ابل رہی ہین۔ بارک اللہ کیا روز برکت آثار ہی کہ ہر در و دیوار فیض بار ہے۔ جمعہ رہ گم کردگان بادیۂ ظلمت کے لئے چراغ سراغ ہے۔ جمعہ عرفان کا نہال بالغ ہے۔

میان آزاد ایسے مزے مین آئے کہ جھٹ چل کھڑے ہوئے دیکھتے کیا ہین کہ بڑے بڑے زہاد اور مولانا بالعلم و الفضل اولنا اور قاضی و مفتی شیخ و شاب عمامۂ فضیلت بر سر اور رقبائے معرفت در بر! جبہ و دستار بصد فخر و افتخار چلے جاتے ہین چہرے سے نور الٰہی برستا ہوا تکنے مین وہ رندان ساغر نوش

سے لے چلا کر یون کہا ۔

آزاد ۔ میان ہم اُسوقت مسجد کے پاس تمھاری چمگوئیان کان دھر کے سُن رہے تھے ۔ برب کعبہ جو آج تک ہم کبھی بھوت پریت کے قائل ہوے ہون ۔ یار اب کچھ ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ اس عامل کی قلعی کھُل جائے ۔

لحیم ۔ اور مین آیا کس فکر مین ہون ۔ آپ خاموش رہین دیکھیے مین ابھی ابھی ٹھیک بناتا ہون ۔ ساری مشیخت کر کری ہوجائے تو سہی آج ہی تو پھنسے ہین چنڈا گلنجو ۔ ایسا دباؤن کہ چھٹی کا دودھ نکل پڑے ۔ اب ہم ایک سے دو ہوے ۔

اتنے مین عامل صاحب عباسی تہ بند باندھے لمبے لمبے بال بڑھائے حنا کا تیل پڑا ہوا ۔ پٹیان جمی ہوئین ۔ مانگ نکالے کھڑاؤن پہنے تشریف لائے ۔ آنکھون سے جلال برستا تھا جسکی طرف نظر بھر کر دیکھا وہی کانپ اُٹھا کسی نے قدم لیے کسی نے سری ٹیک کی اور اُنھون نے غل مچانا شروع کیا کہ دھونی میری جلتی ہے ۔ جلتی ہے اور رہتی ہے ۔ دھونی میری جلتی ہے ۔ کھڑی مونچھین اور چڑھی داڑھی لمبے گیسووالا ہے ۔ لمبی زلفون والا ہے ۔ میرا درجہ اعلی ہے ۔ جھوم جھوم کر جو اُنھون نے ہانک لگائی تو چاروں طرف سب سنّاٹے مین ہو گئے ۔ ایک دفعہ ہی با آواز بلند پکارا کہ کسی کو دعوی ہو تو آ کر کشتی لڑے ۔ ہاتھی کو ٹکر دون تو چنگھاڑ کر اونٹ دم بھاگے (خم ٹھوک کر) آ ۔ کون آتا ہے ۔ اب سنیے کہ پہلے سے ایک شخص کو سکھا پڑھا رکھا تھا وہ تو سدھا ہوا تھا ہی جھٹ کھڑا ہو گیا ۔ ہم اڑینگے لوگون نے دیکھا کہ ایک ڈنڈ پیل کشتی گیر مقابلے کے لیے کھڑا ہوا ہے ۔ تین انچ کی دبیز گردن گینڈا بنا ہوا ۔ خدا ہی خیر کرے ۔ مگر عامل کی وہ ہوا بندھی تھی کہ لوگ اُس پہلوان کی حالت پر افسوس کرتے تھے کہ سیدھا ہے ۔ عامل چٹکیون مین زور سے چُرمُر کر ڈالے گا

الغرض دونون آمنے سامنے آ گئے ۔ اور عامل نے گردن پکڑتے ہی زمین پر دے ٹپکا ۔ وہ مارا کا دونگڑا برس گیا اور پہلوان پندرہ منٹ تک بیہوش بنا رہا ۔ میان آزاد نے لحیم سے کہا کہ یہ ملی بھگت ہے اسی طرح گنوار معتقد ہو جاتے ہین

اُنھون نے کہا ابھی مین ایسے مزورون کی قبر تک سے واقف ہون ۔ یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ میان عامل نے پھر اکڑتے ہوے ہانک لگائی ۔ کوئی اور زور آزمائے گا ۔ میان آزاد نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ لنگوٹ باندھ دھم سے کود پڑے ۔ آؤ اُستاد ایک ایک پکڑ ہم سے بھی ہو جائے تب تو عامل صاحب چکرائے کہ یہ اچھے بگڑے دل ملے ۔ پوچھا آپ انگریزی خوان ہین ۔ آزاد نے کڑک کر کہا حضرت مین معتخوان ہون ۔ بس اب سنبھلیے مین آگیا ۔ یہ کہکر گھٹنا ٹیک کر قلاجنگ کے پیچ پر مارا چارون شانے چت ۔ عامل زمین پر دھم سے گرے انکا گرنا تھا کہ میان آزاد چھاتی پر چڑھ بیٹھے ۔ اب بتاؤ بچا کاٹ لون ناک کتر لون کان ۔ باندھون دم مین مندا ۔ ہات تیرے کی عامل بنے ہین ۔ لحیم نے جھپٹ کر آزاد کو گود مین اُٹھا لیا واہ اُستاد کیون نہو ۔ میان عامل کی ساری شیخی خاک مین ملگئی ۔ گنوارون کا عقیدہ جاتا رہا ۔ بیچارے کو اُسی دن گانون چھوڑنا پڑا

صحراے دشت نوردی کے گرد بادذی جودت و قاد میان آزاد اُس رنگے سیار عامل کو ٹھنی بنا کر اور گانون کے ڈھلمل یقین گنوارون کو سیدھے ڈھرے پر لگا کر میان لحیم فہیم کو ساتھ لے ہاتھ مین ہاتھ دیے شہر کی طرف چل کھڑے ہوے راستے مین اُسی عامل کی باتین مزے مزے کی چہ میگوئیان کھلّی بازبان ٹھٹھے ہوتے جاتے ہین کیون سچ کہنا کیسا اڑنگا دیا بھئی

پہنچاب سمجھے خدا کی قدرت کہئے گا شرارت نہیں چلا رو چلی
چلئے ۔ دعوی بے دلیل کے مہمل ہوتا ہے ۔ بندہ بدیہی ثبوت دیگا
آپ تو جہان ذرا سی چڑھائی اور بس کہنا شروع کیا کہ سب
لیچ ۔ سب ہیچ ۔ پیر و پیمبر ۔ دیبی دیوتا بھوت پریت حور قصور
شیطان خبیث ۔ بہشت دوزخ تک آپ قائل نہیں لیکن
آج ٹھیک بنائے جائیے گا ۔ یہ کہکر وہ دونون اُس گانون کی طرف
چلے ۔ میاں آزاد تو دنیا بھر کے بیفکرے تھے ہی ۔ شوق چرایا
کہ چلو سیر دیکھ آؤ ۔ اچھی دل لگی ہوگی ۔ یہ بھی ان خیالات کی تیاریوں
کے جانی دشمن تھے اب کہان تو مسجد جاتے تھے کہ نماز دوگانہ نہ
پڑھین کہان بھوت چھکے کے دیکھنے کا شوق ہوا مسجد کو دور ہی
سے سلام کیا اور سیدھے سرا چلے ۔ ارے کوئی اکہ کرایہ کو
ہوگا ۔ کوئی اِکے والا ہے ۔ ارے میاں کوئی بھٹیارا اکہ بھاڑے
کریگا ۔ جی ہان کہان کو جائیے گا ۔ کہان کو ۔ سک جلدی پور
کیا دیجیے گا ۔ پہلے گھوڑا اکہ تو دیکھین ۔ گھر گھوڑا انخاس مول
وہ کیا کمانی دار اکہ کھڑا ہے اور یہ سرنگ گھوڑی ہے ۔ ارے !
توبہ ۔ مریل ۔ دُبلی پتلی ۔ ہڈی ہڈی گن لو ۔ یہ تو کہیں نو دن مین
اڑھائی کوس چلے گی ۔ کون ؟ یہ گھوڑی ۔ واہ حضور ۔ ہوا سے
باتین کرتی جاتی ہے ۔ بیٹھے اور رعد سے پہونچے واہ وا ۔ گھوڑیا کیا
ریل کا انجن ہے کہ چلتے ہی الوپ انجن ہوجاتی ہے ۔ اچھا کسو چار آنے
دینگے ۔ دھیلی کے پیسے لین گے ۔ میاں آزاد دوسری طرف چلے ۔
پھر پلٹے اچھا پانچ آنے ۔ ناہین خداوند ۔ سات گنڈے سے
کوڑی کم نہ لین گے ۔ اچھا کسو ۔ اتنے مین میاں آزاد نے ایک صاحب
سے پوچھا کیون حضرت اس گانون کو سک جلدی پور کیون
کہتے ہین ۔ بندہ نواز اسکی بڑی داستان ہے ایک صاحب تھے
شیخ جمال الدین اُنھون نے گانون بسایا ۔ اور شوق چرایا کہ

اپنا پورا نام رکھین شیخ جمال الدین پورا نام رکھا ۔ گنوار آدمی
شیخ جمال الدین کیا جانین ۔ اُنھون نے شیخ کا سک اور جمال
کا جل اور الدین کا دین کر دیا اتنے مین اکے والے نے
آواز دی کہ یکہ تیار ہے ۔ میاں آزاد جلدی سے اِکے پر سوار
ہوے اور اکہ کھڑکھڑاتا چلا ۔ اثنائے راہ مین اُنھون نے
پوچھا کہ کیون بھئی دن بھر مین کیا مل رہتا ہوگا ۔ اے حضور اب
رُجگار کہان صبح سے شام تک جوطلا چرندم پرندم ۔ دو ڈھائی
آنے جور رکھا گیا ۔ دو تین گنڈے گھر کے خرچ مین گئے دھیلے
پیسے کا سُلپھا تباخو اُڑا دیا ۔ پھر موچی کے موچی ۔ مہاجن کے
پچیس روپیہ چھ مہینے سے بیباک نہ ہوے اور جو کہین کچی مین
چار پانچ کوس لے گئے ۔ تو پٹھیان دھنس گئین بنجنی مال بھرے
ورے انجر پنجر سب نکل گئے ۔ دو چار رکے ہاتھ گئی ۔ اور میان
رُجگار تو تمھاری سلامتی سے تب ہو جب یہ ریل اُٹھ جائے ۔
اسنے سب رجگار لے ڈالے ۔ اب آپ ہی نے سات گنڈے
جلدی پور تک کے دیے کُل تین چکر لگا کر ۔ یہ تو رجگار رہ گیا ہے
مل مل کے پیسہ نکلتا ہے ۔ کوئی دو پونے دو گھنٹہ مین میان آزاد
سک جلدی پور پہونچے ۔ پتا و تا تو انکو معلوم ہی تھا ۔ سیدھے
چلے اور عامل کے مکان پر کھٹ سے داخل ۔ اللہ اللہ بڑی
بھیڑ ہے ۔ خلقت ہے کہ اُمڈی چلی آتی ہے ۔ عورت مرد ٹوٹے
پڑتے ہین تماشائیون کا تانتا لگا ہے ۔ ایک آدمی سے اُنھون نے
پوچھا کیا آج یہان میلا ہے ۔ ناہین میلا ٹھیلا ناہین ۔ ایک منشی کے لونڈے
پر آج پریت آئے ہے ۔ تو ن ھمارا وغیرہ سب دیکھے آؤ تو جان مین
ہان ہے دل لگی ۔ بس ایک گھنٹہ مین اُنھون نے اس حکیم و حکیم آدمی
کو ڈھونڈھ نکالا ۔ جو دعوی کرکے آئے تھے کہ بھلا ہم ہے
تو کوئی پریت بلا دے اور تنہا ایک گوشے مین

اور آپ فرماتے ہین دو مہینے کے اندر ہی اندر لڑکا ہے واللہ ہم سا
کیا تو خدا بھی لیتا ۔ اس فقرے پر یار لوگ کھلکھلا کر ہنس پڑے
وہ فرمایشی قہقہہ پڑا کہ کمرہ گونج اُٹھا اور شاہ جی کے اُڑے حواس
غائب ہو گئے ۔ دل مین تو کروڑون ہی صلواتین سُنائی ہونگی
بس حضرت کیا عرض کرون اُس جوار مین لوگ اُنھین معاذ اللہ
خدا سمجھتے تھے ۔ شاہ جی کبھی روپیہ برساتے تھے کبھی بے فصل
کا میوہ منگاتے تھے ۔ کبھی گھڑے کو چکنا چور کر کے پھر ثابت
کر دکھاتے تھے ۔ غرض کہ سیکڑون ہی اسیتھین یاد تھین مگر میان
میرے سامنے تو ایک نہ چلی ۔ نام سُنا تو ہکا بکا ہو گئے ۔ صورت
دیکھی اور تھرا اُٹھے جیسے ساہ چور سے اور سانپ مور سے
ڈرے ۔ میان آزاد نے مُسکرا کر کہا کہ واللہ ساہ اور چور کی اچھی
تشبیہ دی ۔ بھئی سنو آزاد ہم گنوار آدمی تین پانچ تو جانتے نہین
ہمین بات کرنا کیا آئے ۔ یار ہم تو دوست کے دوست
ہین مگر ایسے قابو چیون کے البتہ دشمن ہین ۔ جہان مین ہولن
بھلا کسی سدھو یا شاہ جی یا عامل کا رنگ جم تو جائے ۔ کیا
مجال ۔ رگید رگید کر اور رکھید رکھید کر مارون ادھ مرا کر دون تو
وجہ کیا مین تو زمانہ بھر کا نیارا رہا ۔ چھٹا ہوا اُستاد ۔ ایک ہی کائیان
ہون نہ ۔ مجھ سے اُڑ کر جائین گے کہان پہنچے پاتال تک کی تو
خبر مین لاؤن ۔ اور آسمان مین تھگلی لگاؤن جو بھلا وہ بیچارے
کیا ہاتھ صاف کر سکینگے ۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک صاحب نے پوچھا کہ کیون پیر و مرشد
آپ انگریزی پڑھے ہین ۔ میان آزاد نے کہا جی ہان کچھ تھوڑا بہت
جانتے ہین آپ اپنا مطلب کہین ۔ یا حضرت ایک مٹی کی ہڑ
کا تجربہ منظور ہے میری ہفتاد پشت پر احسان کیجیے ۔ ہتھو نصیب
انگریزی مین ترجمہ بنا کر لکھ دیجیے ۔ تنک مرچ لگا کر ...

تنک مرچ لگانا مین کیا جانون ۔ یہ کسی گنوار نٹ کھٹ سالے سے کہیے
ہمارے عنے کالج مین یہ علم پڑھا ہی نہین ۔

مصاحبت

ہمارے ندیم با فرہنگ ۔ ہم سنگ دانایان فرنگ یعنی آزاد
فرخ نہاد میان آزاد کڑی کمان کے تیر کی طرح چل کھڑے ہوے
اور سیدھے ریل کے اسٹیشن پر پہونچے لگے پلیٹ فارم پر چہل قدمی
کرنے پل مارنے کی دیر ہوئی تھی کہ سامنے سے نور کا بکا نظر آیا
چکا چوند کا عالم تھا ۔ انکے کان کھڑے ہوے کہ این گل دیگر
شگفت ۔

اتنے مین دیکھتے کیا ہین کہ اغل بغل مشعل دستی روشن ادھر
مصاحبین رفقا خوشامد خورے لیمو نچوڑ بیچ مین ایک امیر کبیر رئیس
ابن رئیس بڑے ٹھسے سے آ رہے ہین ۔ بڑھو بچو دور باش و ادب
کی آواز بلند ہے ۔ سب کے پہلے اُس جھنڈ کی نظر میان آزاد پر پڑی
جو ہے اُنھین کو گھور گھور کر دیکھ رہا ہے ۔ یہ سو تت دشت مین جا نکلے
تو اور بھی ڈبل چال چلنے لگے ۔ رئیس کے مصاحبین سب حاضر جواب
تیز طبیعت زبان دراز فقرہ باز ٹھٹھول ضلع جگت مین طاق پھبتی
کہنے مین مشاق آوارہ گردی مین شہرہ آفاق تھے پھبتی نہ کہین تو
ذہن کند ہو جائے ۔ ایک نے کہا حضور دیکھیے گا یہ فرنگی بھی واللہ عقل
کے پتلے ہین ۔ آسمان مین انھون ہی نے تھگلی لگائی ذرا دیکھیے
تو بے پڑی کے چھوٹا موٹا انجن چبوترے پر چلا دیا ۔ دوسرا بولا
خدا کی قسم کیا لاگ ہے ۔ تیسرے صاحب نے فرمایا خداوند یہ چلتا پرزہ
ہے ۔ چوتھے ماشاء اللہ ! ذری اس دشت کو ملاحظہ فرمائیے گا
یہ احتباس یہ گرمی اور آپ سیاہ بانات کا دگلا ڈانٹے گھوم رہے
ہین ۔ پانچوان بادۂ نمانیت کے نشے مین جھوم رہے ہین چھٹا یہ چہکا
بلا چھیلے حالانکہ یہ نو نہ ہو با نگر نرا کا ریند ۔ ساتوان ماشاء اللہ

بلبلا رہے تھے ہیدا...

سمجھے تجھے اپنے کوئی سرکوب بنی ہیں	فرعون کے لئے کوئی موسیٰ نہ آئیگا

یہان اُستادون کی آنکھیں دیکھی ہین - پور پور مین چھیتی کوٹ کوٹ کر بھری ہی - ایک ایک پینچ کے دو دو سو توڑ یاد ہین - گھٹنون لڑ ولی ہانے کا نام نہ ہون محمن گیا کہ دم توڑے - ڈیتے کا تو کینڈا ہی اُسکا نہ تھا - گردن موٹی نہیں چھاتا چوڑا نہیں - بدن کٹا پٹا نہین کان ٹوٹے نہین - چتون سے تاڑ گیا کہ گھامڑ ہی - گردن پکڑتے ہی چُڑمُر کر ڈالا - مار اچارون شانے چت دھڑ سے زمین پر گرا - ارا ارا دھون - بہت بلون پر تھے بچہ جی - عامل کی دُم بنے تھے یلو ہی تو کرتا ہوگا قسم حسینؑ کی جان باتون کی ذرا بھی اصلیت ہو - کیسا پریت - کسکا بھوت کہان کی چڑیل سب ڈھکوسلا سب گپ مگر خلقت بھی کیا بھیڑیا دھسان ہی سُن لیا چاہین بس فوراً ایمان لائین - اور سُنیے ایکمرتبہ ایک بنے ہوے سدھ پلتھا مار کر بیٹھے اور لگے بکارنے کہ کوئی چھپا کر ہاتھ مین پھول لے ہم چٹکیون مین بتا دینگے - آگ لگ گئی واللہ شعلے بدن سے نکلنے لگے - مین نے کہا اچھا ہمنے پھول لیا آپ بتایئے تو سہی پہلے تو آنکھیں نیلی پیلی کر کے مجھے ڈرانے لگے - مین نے کہا میان عقل کے ناخن لو مین ان گیدڑ بھپکیون مین نہ آنے کا - یہ تیلیون کا تماشا کسی نادان کو دکھاوے بتاؤ بس بتاؤ تھوڑی دیر سوچ سانچ بولے زرد پھول ہی - مین نے کہا کہین ہو نہ زرد اتنا کہنا تھا کہ کہان پھول کا رنگ زرد بتاتے تھے کہان خود حضرت کا چہرہ مزرد ہوگیا - رنگ فق ہے - کاٹو تو لہو نہین بدن مین - پھر گھبرا کر فرمایا کہ ارے دھوکا ہوا سبز پھول ہی - مین نے کہا واہ بھی لال بجھکڑ کیون نہ ہو بھینس نہ کودی کودی گون یہ تماشا دیکھے کون - ہرا پھول آج تک دیکھا نہ سُنا مین نے کہا پھر گنگھت

اچھا شگوفہ چھوڑا - واللہ یہ نیا گل کھلا - واہ میں میرا شگوفہ کہ انکا گلاب سا چہرہ کمھلا گیا - تیوری پر بل پڑ گئے - باتین کانٹے کی طرح چبھنے لگین اور ادھر یہ - لوگون کو شگوفہ ہاتھ آیا ہو واللہ کولی کام سو وقت انکی بکلی دیکھتا اور مین جانے مین پھولے نہ سماتا تھا غنچۂ دل کھلا جاتا تھا - ان باتون سے اُنھین ایسا خار ہوا کہ گھبرا کے وہان سے بستا توڑ بھاگے - بحیم نے کہا اُستاد واللہ باللہ ایک تم کو اپنا ہمصفیر ہمدرد پایا - یار ہم بھی یہ سب معرکہ جھیلے بیٹھے ہین سب کھیل کھیلے ہوے ہین -

سنیے ایک دفعہ ایک صحبت مین جانے کا اتفاق ہوا تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک نیم ملا خطرۂ ایمان لسان الغیب بنے بیٹھے ہین اور اچھے اچھے تربیت یافتہ اُنکا کلمہ پڑھتے ہین - پوچھا آپکی تعریف کیجیے ایک صاحب نے جو اُس مزور کا ایمان لا چکے تھے دبے دانتون کہا شاہ صاحب غیب دان ہین آپکے کمالات ظاہری و باطنی کے جھنڈے گڑے ہوے ہین - دس پانچ نے تو انکو آسمان ہی پر چڑھا دیا - مین نے کہا تو رندو اسے جھنڈے ہی پر نہ چڑھاؤن پوچھا کیون شاہ جی صاحب قبلہ یہ تو بتایئے کہ ہمارے گھر مین لڑکا کب تک ہوگا - شاہ جی سمجھے کہ یہ بھی بنے ہونگا ہی ہین - چلو انا پ شناپ بتا کر چونگا کرو اور رکھ لے مرد میرا اور میرے باپ دادا اور انکے باپ کے پردادا کا نام پوچھا یہان حافظے کی یہ کیفیت ہی کہ باپ کا نام تو اکثر یاد بھی رہتا ہو دادا جان کا نام کس ملعون کو یاد ہو مگر جو زبان پر آیا اول جلول بتایا تو حضرت فرماتے کیا ہین - بچہ دو مہینے کے اندر ہی اندر ہوا چاہتا ہی مین - شاہ صاحب قبلہ ذری سنبھلے ہوے - ابتو کہا ہاب نہ کیے گا دیکھیے مین جتائے دیتا ہون کیا خوب آپ ہ بیچ اچھی حضرت پا بخیر ہی - پچیس دن تو بننے کی شادی کو ہوے

[illegible] وہ مزاج دیکھو بہت جل گیا ہے جل جل کے [illegible]

میاں آزاد	یہی خون ہی کیوں نہ پئے ہیں آنکھیں دکھا کے میں ڈر جاؤنگا آنکھیں دکھائیے نہ مجھے	

میاں آزاد۔ یہ گیدڑ بھبکیاں! ای کیوں نہو۔ شان خدا۔ آپ اور ہمیں گدا دین سُن اوگا وہی ہم گدا کھانے والے نہیں کیا کہوں ایک رئیس کے مصاحب نہیں ہوتا تو اسی دم مین گردن ناپتا۔ مگر کل تم کو ٹھیک بناؤنگا۔ یہیں ایک اور رفیق نے ڈپٹ کر کہا آپ ہیں کس بھکوے رئیس کے مصاحب۔ میاں آزاد نے کہا دیکھیے خداوند نعمت ایسے مصاحب ہیں حضور کے ایک تو حضور کے سامنے گدا دینے پر آمادہ ہیں۔ دوسرے پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ گئے۔ تیسرے نے آپکے دشمنوں کو بھکوا بنایا۔ چوتھے صاحب نے فرمایا کہ ہمارے آقا بھولے سادے آدمی ہیں اب کون نہیں جانتا کہ بھولا اور سادہ اس زمانے مین گاؤدی احمق گھامڑ سے مراد ہی۔ لاحول ولاقوۃ رئیس کو یہ کلمے ایسے بُرے معلوم ہوے کہ فوراً مصاحبوں کو للکارا جسنے بھکوا کہا تھا وہ تو کھڑے کھڑے موقوف ہوا کیوں بے نمک حرام یہ کیا بات چیت تھی۔ جسکا نمک کھائے اُسی کو بھکوا بتائے ابھی موقوف۔ انکو نکال دو۔ میاں آزاد نے (بہت خوب بیرومرشد) کہکر انکو تو اسٹیشن کے باہر نکالا۔ اب اُنکی شامت آئی جو سادہ مزاج بتاتے تھے۔ کیوں بے مردک ہم احمق ہیں بھولے ہیں گدھے ہیں۔ ابھی دفعہ ہو سامنے سے اگر ڈیوڑھی پر آیا تو [illegible] نے تو کہا ہی تھا کہ میاں آزاد نے [illegible] کر دیا تو وہ [illegible] کہ سر پر ایک بال نہ رہے گا۔ اُسنے بہتیرا [illegible] حافظ [illegible] کہکر آزاد نے انکی بھی گردن ناپی اور سٹیشن سے [illegible] آئے تھے ہم [illegible]

آئی حضرت کی باری آئی جو گدا دیتے تھے۔ ہاں جی کیا تم نے کہا تھا ذرا پھر تو کہنا۔ گدا دوگے۔ میری طرف دیکھو۔ گدا دوگے۔ الله الله اب آپ اتنے ہو گئے۔ کہ جسکو ہم نوکر رکھیں اُسکو آپ گدا دیں ہٹ سامنے سے ۔

میاں آزاد نے دیکھا کہ سب کے سب کا موقوف ہونا اچھا نہیں تو کس مزے سے کہتے ہیں۔ ای خداوند۔ انسے مجھسے مذاق ہوتا ہی جانے دیجیے۔ دیکھو جی تم کو رئیسوں کی ابھی صحبت نہیں رہی ہی۔ کوئی اپنے آقاے نامدار کے سامنے ایسا کلمہ منہہ سے نکالتا ہی۔ اب خطا معاف اور کدورت صاف کراؤ ہاتھ جوڑو قدموں پر ٹوپی رکھو۔ بیچارے نے ناچار ہاتھ جوڑے اور کانپتے ہوئے کہا خداوند قصور ہوا۔ از خردان خطا و از بزرگان عطا ۔

اب سنیے کہ میاں آزاد نے کہا چلیے حضور ہوٹل گھر دکھا دن رئیس گردون مدار مع مشعل دستی و رفقا چلے تو آزاد نے کہا حضور اگر میرا کہنا مانیں تو اس غٹ کے غٹ کو ساتھ نہ لے چلیں۔ ان لوگوں کو حکم دیجیے کہ باہر جہاں لکڑ دالا بیٹھا ہو وہاں ٹھہریں اور دستی گل کر دیا جائے۔ حضور تشریف لے چلیں۔ کمترین ہمراہ رکاب ہوا اور ایک خادم با ادب بس۔ اُدھر رئیس مع میاں آزاد مصاحب خاص اور خادم با ادب کے ہوٹل کی طرف چلا ادھر مصاحبین میں ہنڈیاں پکنے لگیں۔ واہ بھئی واللہ ہم سمجھے تھے کہ ہم ہی زمانہ بھر کے فقرہ باز ہیں مگر یہ ہمارے بھی چچا نکلے۔ آدمی کیا بلاے بے درماں ہے۔ یہ وہ کالی ناگن ہی جسکے کاٹے کا منتر نہیں ابھی سونگھ جائے تو انسان مٹن کر کے رہ جائے۔ ارے یار ہم جانتے تو اس بد بخت پر آج مزے ہی کیوں کہتے۔ کیا کہیں۔ شدنی شدنی دیکھو اتفاق آنکھوں میں رنگ چھایا ہے آتے ہی دو کو کھڑے کھڑے نکلوا دیا [illegible] کسی کی خطا معاف کرائی ایسے دخیل ہو گئے۔ اللہ سُنیے

کیا چہرہ نورانی ہے۔

میان آزاد نے دیکھا کہ بھبتیون کا گراب ہی بٹنے لگا۔ جسے دیکھو نئی سُناتا ہی۔ جو ہی وہ بناتا ہی تو پر پُرزے جھاڑ کر یہ بھی جواب ترکی بترکی دینے پر آمادہ ہو گئے۔ جیسے ہی ایک مصاحب نے کہا کہ ماشاء اللہ کیا چہرہ نورانی ہی۔ میان آزاد تڑسے بول اُٹھے واللہ اچھا غول بیابانی ہی۔ اب تک تو سیار اور سگ زرد بلاد شغال ہی دور دور سے ہو ہو کیا کرتے تھے اب بر مھو راکس بھی اسٹیشن پر آنے لگے۔ مین تو اس روشنی ہی سے تاڑ گیا تھا۔ کہ غول بیابانی ہے۔

مصاحب۔ اندھیرے مین بہت دور کی سوجھی۔

رفیق۔ اس کالی بانات کے دگلے پر مجھے دھوکا ہوا کہ گُم کے کھیت سے بنڈیلا نکل آیا۔

لیمو نچوڑ۔ ع۔ سب صورت لنگور ذرا دُم کی کسر ہے۔

میان آزاد نے اسکا مصرع اولی پڑھ دیا۔ ع۔ لاحول ولا قوۃ یہ کون بشر ہی۔ ایک اور صاحب نے آگے بڑھ کر پوچھا۔ اسم نا مبارک۔ میان آزاد نے کہا آپکا مزاج پلید؟ دوسرے نے قہقہہ لگا کر کہا کس کھیت کے ہو یہ بولے بھیڑیے کے بھاٹے سے کب نکلے بھی۔ رئیس کو میان آزاد کی باتین ایسی بھائین کہ پاس بُلوا لیا حضرت آپ اسوقت جو کچھ اڑ رہے تھے یہ آپ ہی کا کام ہے میان آزاد جھک کر ایک فرشی سلام بجا لائے۔ رئیس با توقیر تو امیر کبیر تھے ہی جس سے خوش ہوے دم کے دم مین نہال کر دیا فرمایا کہ آج سے آپ ہمارے ساتھ رہا کیجیے۔ خانہ احسان آباد بہت خوب ہمراہ رکاب ہون۔ جہان حضور کا پسینا گرے مین خون گراؤن۔ کوئی ٹیکھی چتون سے دیکھے تو آنکھیں پھوڑ ڈالون مصاحبون کو میان آزاد کا نوکر ہونا کانٹے کی طرح کھٹکا۔

ایک۔ (دبے دانتون) پیرو مرشد۔ استخارہ تو دیکھ لیں واجب آئے تو کیا مضائقہ۔

دوسرے۔ (جل بھنکر) خداوند بے سمجھے بوجھے کیونکر یہ رکھ لیے گئے۔ خدا جانے چور ہین اُچکے ہین۔ خونی ہین۔ یہ کون بلا اور یون صورت سے تو مرد آدمی سب ہی معلوم ہوتے ہین مگر کسی کے دل کا حال کیا معلوم۔

تیسرے۔ بیشک کیا چوٹون کے سر پر دو سینگ ہوتے ہین۔

چوتھے۔ حضور والا یہ ایک دفعہ جعلی دستاویز بنانے کی علت مین ماخوذ ہو چکے ہین۔

پانچوین۔ اجی یہ تو برف بیچا کرتے ہین۔ مگر واللہ اچھا نقشہ جمایا۔

چھٹے۔ خداوند انکی چشم ازرق پر نظر ڈالین یہ عین دلیل طوطے چشمی کی ہے۔

ساتوان۔ ناصاحب انکا یہان کہان ٹھکانا۔

میان آزاد سب کی ہانک سُنکر بولے۔ پیرو مرشد یہ سب چوٹے اُٹھائی گیرے ہین۔ جانبازون مین بندہ درگاہ ہی ہین! اچھا ایک کام نہ کیجیے اسٹیشن پر کوئی کام بتا دیجئے۔ دیکھیے کون حسن لیاقت سے انجام دیتا ہے۔

مصاحب۔ تو آپ تو ریل کے خلاصیون مین کام کر چکے ہین آپ سے اسین کون بھڑے۔

آزاد۔ اچھا حضور عرض مین کچھ سوال و جواب ہون دیکھیے ان سب کا قافیہ تنگ کر دیتا ہون یا نہین۔

اتنے مین ایک مصاحب نے جھلا کر کہا۔ اے واہی تباہی بولتے ہو مٹی مٹی لگائی ہی کہین مین ایک گستاخ دون حضور کیسا بھلا

ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین اور پھر چشم زدن مین جھم جھم موسلادھار مینھ برس پڑا - آسمان پر ابر محیط ناپیداکنار اور سحاب پر سیر بحر کا دھوکا ہوتا تھا اتنے مین ہوا نے وہ زور باندھا کہ ٹہنیان پھٹ پڑین اُدھر برق نے چشمک زنی کی ادھر رعد گرجنے لگا پپیہے جلترنگ بجاتے تھے - سارنگ گاتے تھے کالی کالی گھٹا مین لال لال انگارا سی بجلی کا کوندنا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی حبشی کے جسم سے خون کے تراٹے بہ رہے ہین - یا کسی گنوارن نے مانگ مین سیندور بھرا ہے - یا سونا کسوٹی پر کسا ہے - میان آزاد ایک دکان مین دبک دبکا کے بیٹھے تھے جب پانی کسی قدر کھل گیا اور سبزے کا غبار دھل گیا تو میان آزاد خرامان خرامان چلنے لگے - اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک یورپین عزیز سوداگر ایک گلعذار کو بغل مین بٹھائے برانڈی کے نشے مین ڈگ ڈگی دوڑائے زن سے نکل گیا پھر دور دور ہوا صبا رفتار ایک اسپ باد رفتہ پر فرانسیسی سائج اور دوسرے گلگون آہو شکار پر ایک خاتون زہرہ جبین کڑکڑاتے اور چمکاتے چلے جاتے ہین ایک جنٹلمین نا چربادقا زن جمیلہ وطرحدار کو ساتھ لیے ہاتھ مین ہاتھ دیے میٹھی میٹھی باتین کرتے وہ نازو ادا سے قدم دھرتے میان آزاد کے قریب سے نکلے - زن حسین وحسین کی زلف پرشکن مشکبار ہوا آئی یہ زلف ہی یا عرق بہار یا فتنۂ روزگار - سامنے سے تین چار لیڈیان غنچہ دہن سیتن سہیلیون سے چہل کرتی اٹھلا اٹھلا کر آرہی ہین اُدھر ایک عالیشان وسیع توانا کوٹھی مین جنٹلمین بیا سے پیالے اونچے سرون مین کچھ لاتے ہین اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک احاطہ دلکشا اور فرح بخش مین چار پانچ سر ٹکے اور جھکیان سیجونار مہبار بچکے کف چانہر مین معروف

ہین میان آزاد اپنے دل مین سوچے کہ بہار عمر انھین کو حاصل ہو زندگی کے مزے یہی لوٹتے ہین - کہین باجا بج رہا ہی - کہین گانا ہوتا ہی - کوئی بگھی پر ہوا کھاتا ہے - کوئی پیدل جاتا ہی سُہانے وقت اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکون اور پھولون کی بھینی بھینی مہک کی یہی داد دیتے ہین - نوعروسان چمن کا جوبن دونون ہاتھون سے لوٹتے ہین - میان بیوی خوش وخرم خندان فرحان تردماغ وغزل خوان یہ اسیر عاشق وہ اسیر مفتون - ع ز غم وزدلِ غم کالا + یہی خوشی اسے کہتے ہین - اب شہر کی طرف پلٹے تو بوے بد دماغ مین آنے لگی - کوئی پڑا سو رہا ہی - کوئی اپنی قسمت کو رو رہا ہی - ایک شخص نے ذرا سی بات پر اپنی بیوی کی کمر پر ایک لات کس کے لگائی اور پھر ایک چھڑی جمائی اور لے گی - حلوائی اور حلوائن نانبائی اور اُسکی بیوی مین جوتی پیزار نند بھاوج مین گلخپ اور تکرار - دیورانی جٹھانی مین مارد ھاڑ بیٹوے اور بیٹون مین گالیون کی بوچھار ہو رہی ہی جس گلی کوچے مین نکل جاتے ہین شور محشر بپا ہے اور چو طرفہ سے یہی آواز آتی ہی کہ تڑکا ہوا اور ریٹنے لگے - صبح صبح آدمی رام کا نام لیتا ہے خدا کی یاد کرتا ہے - پیر پیغمبر کو مناتا ہے - یہ نہین کہ تڑکے تڑکے جوتا چلنے لگا - خیر یہ تو پنچ قومون کی بات چیت تھی - اب شرفا کا حال سنئے کوئی تو دروازے پر بیٹھا حقہ پی رہا ہو - کوئی لمبی تانے پڑے خراٹے لے رہا ہی - کوئی بیوی کو ڈپٹ رہا ہی - کوئی لہسن پیاز گوشت کی فکر مین ہو - اور کہین میان بیوی مین جوتی چل رہی ہو -

میان آزاد نے اپنے دل مین افسوس کیا کہ واہ رے ہم اور ہمارے شغل کہاں وہ سبز سجائے بنگلے - وہ میٹھی میٹھی باتین وہ بھولی بھولی پیاری پیاری ادائین - وہ اودی اودی گھٹائین - آبی لباس کی جھلک

کس نقرے سے ہم سب کو سوقت ٹہلایا۔ اور گرگے طرے سے
مصاحبت گراے کا حکم دلوایا ہات تیری دم مین موٹا سا رستا
باندھون مصاحب خاص بنے ہین۔ جڈا۔ یا ردید ٹھسب ہوئی
اب اس مردود کا نکلنا مشکل ہی۔ اسپر فقرہ چلنا سخت دشوار ہی
پہلے درجے کا مکار طرار عیار ہی۔ واللہ ہنسی آتی ہی۔ جی تو آپ کو
ہنسی آتی ہوگی۔ ہماری روح تو رو رہی ہی۔ بھلا ہنسی کا یہ کون
موقع ہی جسطرح دودھ سے مکھی نکالی جاتی ہے۔ اسطرح ہم آپ
برسون کے رفیق نکال دیے گئے۔ کٹ جانے کا مقام ہے تیجیے
اس ملعون نے خدا اسے غارت کرے آتے دستی گل دو مصاحب
غائب۔ خود مصاحب خاص الخاص بن بیٹھے۔ اب کوئی ایسی فکر
کرنا چاہیے کہ اب یہ جمنے نہ پائین۔ ہم بتائین مشہور کردو کہ یہ بوچڑ
ہین تیج قوم۔ ہمارے حضور کو اسکا بڑا خیال ہی یہ بھی جو ابھی سو دفعہ
نہ کردین تو ہاتھ کٹاتا ہون ناک بدنا ہون۔ واللہ بوچڑ کی
خوب سوجھی مگر کہے کون کسی ایرے غیرے پنج کلیان کو لگادو۔
ادھر رئیس خورشید کلاہ کو آزاد شیخو خیست بنیاد نے ہوٹل دکھایا لمونیڈ کا
ایک جام پلایا اور خرامان خرامان اسٹیشن کے باہر سیر کرانے لائے
مصاحبون نے دیکھا کہ مصاحب خاص سے میٹھی میٹھی باتین کرتے آتے
ہین۔ ایک شخص کو پہلے ہی سے سکھا پڑھا رکھا تھا۔ آپنے آگے
بڑھکر آوازہ کسا کہ واہ رے زمانے کے الٹ پھیر۔ ؎

طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم	استتا زی شدہ مجروح بزیر پالان

شریفون بیچارے تو نکالے جائین اور قوم کے بوچڑ رئیسون کی مصاحبت
پائین۔ اتنا سننا تھا کہ رئیس کے کان کھڑے ہوے۔ انکو پیچ
قوم خصوصًا بوچڑون سے بہت نفرت تھی فورًا میان آزاد سے بےساختہ
پوچھ بیٹھے کہ کیا آپ بوچڑ ہین۔ اتنے مین ایک مصاحب بولا
کہ حضور نہین تو اور ہین کون۔ دوسرے نے موقع پاکر کہا ابھی کل تک
تو کبھی پیچھے تھے آج حضور کے مصاحب خاص ہوے۔ ایاز قدر
خود بشناس۔ کیا مزے سے گرمائے ہین۔ گوشت بیچتے بیچتے
عمر گذر گئی۔ اب باتین بناتے ہو۔ اور رئیس زادون کو بہکاتے ہو
اب میان آزاد حیران ہین کہ یہ سر دست ابھی ابھی خوب بھلا
کیا دل گردہ ہی کہ کلہ بکلہ بوچڑ بنا رہے ہین۔ الغرض میان آزاد
کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔ مصاحبین کا داؤن چل گیا۔ میان آزاد
بیچارے بوچڑ بنا کر نکالے گئے۔ اور مصاحبین نے کہنا شروع کیا
کہ حضور تو اُس بوچڑ والے کے دم مین اچھے آ گئے ہم برسون کے
جان نثار پشت ہا پشت کے نمک خوار گگروانے کے سپرد
کیے گئے اور وہ حضور کے ساتھ ساتھ اسٹیشن کی سیر کر رہا تھا
صاحب لوگون نے دیکھا ہوگا تو کیا کہا ہوگا کہ یہ امیر آدمی اور بوچڑ کے
ساتھ ہوا کھا رہے ہین۔ الٰہی توبہ۔ الٰہی توبہ۔

کیا کمال ہے

زعفران کشمیر کوچہ گردی۔ گیسوے غدار دشت نوردی دبستان
جنون کے مسلم الثبوت استاد میان آزاد ایک روز بادۂ طرب
کے نشہ مین چور سرخوش و مخمور نور کے تڑکے سبزان چمن اور
خوبرویان گلشن کا جوبن لوٹتے چلے جاتے تھے۔ ہر سمت باغ و بہار
انفاس نسیم سحری عطر بیز و عنبر بار۔ آب جوئبار کا جھلکنا
مرغان خوش الحان کا چہکنا۔ غنچون کا پیاری ادا سے چٹکنا
چکور کے قہقہے۔ بلبل کے چہچہے۔ ابر کی اٹکھیلیان برق کی
تیتا بیان سبزے کی لہک کلغی کی دہک سے فلک الافلاک پر داغ
تھا سیر و مسرت سے باغ باغ تھا۔ ایکدفعہ ہی چارون طرف سے
ابر تند و پر شور گھر آیا۔ فیل مست کی طرح جھوم جھوم کر گھٹا
آئی اور سیر باغ کی کیفیت دوچند ہو گئی۔ پہلے تو ٹپ ٹپ

گورکھیا یا ئی مگر اُس سے بھی نکالے گئے۔ اب آپ نے بیگ کی لے
رہے ہین مُنے کہا آپ بھی نرے گاؤدی ہین ارے میان اب گپ اڑانے
سے بھی گئے گذرے۔ بھنگ والے کی دُکان پر بندۂ درگاہ تہذیب
کو رفو چکر کر دیتے ہین۔ تہذیب آئے تو بھنگ گھوٹنے کا سونٹا ہی
لگاؤن۔ اور پھر آتا تو سمجھو کہ یہان ہمین جانتا کون ہو۔ بھئی خیر
بیٹھو یا جاؤ مگر از برائے خدا ستھے پر نہ ٹوکو۔ میان آزاد تو ایک
سیلانی آدمی تھے۔ خود بھی تپائی پر ٹنک گئے۔ تو دیکھتے کیا ہین
کہ ایک درخت کے تلے چھپر پڑا ہی مگر سرکی کا۔ صاف ستھرا ایک
تخت بچھا ہی۔ دو تین تولیان دو ایک گھڑے ڈول رسی لوٹے
کونڈی بھنگ بھری دھتورا شکر کالی مرچ یہ سب سامان
موجود ہے۔ بھنگ و الاسل پر رگڑے لگا رہا ہی۔ لگے رگڑا مٹے
جھگڑا۔ دو چار بگڑے دل دُنیا و مافیہا سے بیخبر۔ نہایت بیتابی
سے غل مچا رہے ہین کہ داتا تیری دکان پر سُن برسے ہان
ہان ایسی چکی پلا جسمین جوتی کھڑی ہو۔ آج تو دھتورا بھی چاہیے
ذرا ساگر و فے۔ ہان جسمین خوب سرور گٹھین ارے تیری
دُکان کے تو ہوہے بھی بھنگڑ ہی ہو گئے۔ بھنگ والے نے دو تین
کو خوب گاڑھی بوٹی پلائی وہ رفو چکر ہوئے تو دو چار آئے
اتنے مین میان آزاد کے دوست نے جنکو لوگ موٹاپے کے
سبب سے بھد بھد کہا کرتے تھے یون ہانک لگائی کہ اُستاد
آج تو دودھیا پلواؤ۔ مگر خوب چکی ہو۔ پیتے ہی اُلٹے چلو مین
اُلّو ہو جائین۔ اُستاد تو ان ایسون کی قرینہ سے واقف تھے
دودھیا میٹھی کیوڑے سے بسی ہوئی پلائی۔ پہلے تو میان آزاد نے
کہا کیا! بھنگ! نشے کی چیز! ناصاحب توبہ توبہ۔ عطاے
تو بلقاے تو بخشیدم۔ بندہ درگذرا۔ بلی بخشے چوہا اندھا ہی جی
جائے گا۔ نشے کا تو مین جانی دشمن ہون۔ زر دادن و درد سر
خریدین۔ کونسی دانائی ہو دام خرچ کر کے اُلّو بنتا۔ ذی ہوش
ہو کر بیہوشی کو ترجیح دینا آدمی سے اونٹ بنجانا انسانیت سے
اپنے کو خارج کر دینا حماقت ہی یا نہین۔

بھد بھد۔ تو یہ کہیے چنین و چنان کے پھندے مین پھنس گئے اور
پڑھو کہتے ہین رفتہ رفتہ پاگل ہو جاؤ گے لے اب پہلے تو آپ فصد
کھلوائین پھر دماغ کا علاج کرین۔ میان سہ

بہار عمر ملاقات دوستداران ست
چہ حظ برد خضر از عمر جاودان تنہا

ایک کُلّڑ ہو۔ دیکھو تو کیسے سرور گٹھتے ہین۔ نہ پیے تو ہماری تو ہی
بھد بھد نے اپنے ایک دوست ہیچ کو بلا دی اور سب ملکر چلے

بھد بھد۔ یہ چھوہارے کا پیڑ ہے۔

آزاد۔ ہان ہم خرما ہم ثواب۔

بھد بھد۔ کیا خوب۔

آزاد۔ تسلیم۔

راستے مین ہیچ نے پوچھا کیون یار یہ کون محلہ ہی۔ جی چینی بازار ہے
واہ کہین ہونہ۔ یہ چینا بازار ہی۔ ماشاء اللہ یہ نیا نام سنایا۔
چینا بازار کیسا چینی بازار ہی۔ آپ تو کتنا نہین ملتے کہتے ہین کہ
چینا بازار ہی۔ کیا! کہتے ہین۔ آپ ہین کون جو کہتے ہین ہم گلی گلی
کوچے کوچے چپے چپے سے واقف ہین۔ آپ ہمین راستہ بتاتے
ہین۔ اے تیری قدرت اسی شہر مین پیدا ہوے اسی مین عمر بھر رہے
اسی مین لٹتے نٹتے ہوے۔ آپ فرماتے ہین چینا بازار ہی نہین تو
کیا آپ کی طرح چینی بازار کہین۔ نا قبلہ بندۂ درگاہ کی زبان سے غلط
لفظ نہ نکلے گا۔ جی ایسے ہی تو آپ بڑے محقق ہین لے خبردار
اب چینا بازار نہ کہیے گا۔ میرے سامنے گنوار سا ہے۔ ابے
چینا بازار کے ایا معنے مرک۔ ہائین کیا بکا۔ مرک! یہ مرک
کسے کہا۔ میری شان مین اور یہ کلمۂ شہید مردون سے بھی دل لگی

وہ مل جل کر گاتا۔ وہ جھرنے مرنے سے بجا بجانا۔ سڑی ہوئی
ٹھنڈی ہوا کے جھونکے چمن اور روشوں میں اٹھلانا کجا یہ عفونت خیز
گلیاں۔ یہ وحشت انگیز کوچے۔ یہ عفونت بیز ہوا۔ یہ کیچڑ
یہ جوتی بیزار۔ یہ میاں بیوی میں تکرار جسے دیکھئے گھر سے باہر
نکلنا ہی نہیں جانتا۔ کوئی مُردوں سے شرط کرکے سویا ہے۔ کوئی
انگڑائیاں لے رہا ہے۔ کوئی کروٹ پر کروٹ بدلتا ہے۔ ع ببین
تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ اتنے میں میاں آزاد ایک
مکتب کے قریب پہونچے بیس بائیس لڑکے جھوم جھوم کر بیٹھے
پڑھ رہے ہیں۔ اور ایک کمسن طالب علم کو مولوی صاحب یہ
پڑھا رہے ہیں۔

آن عشوہ گر کرشمہ سنج شیوۂ سامری بکار بردہ و شعبدہ ساحری
آشکار کردہ مراتے از بغل برآوردہ درویش مرکب اندوہ در
محاذی آن بیدل لختہ گذاشت و بہ سگے چند از نار در آب ریختہ بگفت
منزل من حصنی ست حصین و حصاری ست بلند چون چرخ برین کہ
در ہوائش پرواز گم کند سیمرغ در غیرہ امش بال مجال بریزد بہرزہ
ہیون ہوس بسوی اجل متازد بیہودہ بکام نہنگ گام منہ عبث
باد بپیمائے بادیہ جنون مباش و چون مجنون بزنجیر رسوائی سر در مکن
کہ ذرہ بخاک خورشید دست نتواند زد و پشہ بر بام آسمان نتواند پرید
این بگفت و راہ منزل خود پیش گرفت زرگر کہ خدنگ دل دوز
عشق آن جادو فطرت ماہ فریب تا سوفار در دل نشستہ بود
برخاک بیقراری بیافتاد۔ میاں آزاد کے کان کھڑے ہوئے
کہا ہیں! یہ تو بہار دانش ہے آگے بڑھ کر علیک سلیک
کے بعد مولوی صاحب سے پوچھا کہ جناب مولانا صاحب آپ
کیا درس دیتے رہے ہیں۔ فرمایا بہار دانش کا سبق پڑھا
رہا ہوں۔ کیا بہار دانش ہے۔ اور مکتب میں۔ افسوس ہے
کیسے بیہودہ مضمون بھی پڑھایا۔ بھی دو لڑکے تو ملک زادہ خنجر ابو الحسن
مہربانو کا سبق پڑھتے ہیں۔ اور ایک ابھی کوئی چالیس صفحہ
تک پڑھا ہے۔ مولوی صاحب کیا بال دھوپ میں سفید کئے ہیں
گردن پیرانہ سالی کے سبب سے ہلنے لگی مگر ابھی تک عقل نہ آئی
یا یوں کہوں کہ آپ سٹھیا گئے۔ اہا قبلہ بھلا یہ کتاب اس لائق ہے
کہ مکاتیب میں تعلیم دیجائے جس شریف شستہ و شائستہ مذاق انسان
ریش و فش اسمیں کہیں عشق جنون خیز کا قصہ۔ کہیں بتان
جادو فطرت کا افسانہ کہیں گل فروش خرمن نگاہ کا ذکر۔ کہیں
معشوقوں کی کج ادائی۔ کہیں عورتوں کی بیوفائی کا مذکور یا
جادوگروں کی حکایت دیو اور جن کی شکایت ہے۔ از سر تا پا
فحش بلکہ افحش الافحاش۔ کمسن طلبہ کے دل پر اس کے مطلب کا
کیسا خراب اثر ہوگا۔ حضرت اللہ براے خدا اس کتاب کو نہ پڑھائیے
واہ صاحب آپ کیا جانیں۔ یہ تو ہمارا علم ادب ہے۔ پھر آخر پڑھا کیجے
کیا۔ میاں آزاد نے افسوس کیا کہ بعض گاودی مدرس کیسی کیسی
واہیات کتابوں کا طلبہ کو سبق دیتے ہیں کہ معاذ اللہ

چلو میں الو

میاں آزاد ایک روز چلے جاتے تھے تو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک
چوراہے کے نکڑ پر بھنگ والے کی دکان ہے۔ اور اسپر انکے ایک
لنگوٹیے یار بیٹھے ڈینگ کی لے رہے ہیں کہ ہم نے جو چرچ کر ڈالا
وہ کسی کو پیدا کرنا بھی نصیب نہ ہوا ہوگا۔ لاکھوں کمائے کروڑوں
لٹائے کسی کے دینے میں نہ لینے میں۔ اتنے میں میاں آزاد نے
جھک کر کان میں کہا۔ واہ بھی استاد کیوں نہ ہو لالہ جی کے جد تھے
اچھی ترانیاں ہیں۔ بابا تو آپ کے عمر بھر فالودہ بیچا کئے اور
دادا بھی دکان رکھتے تھے ٹھیلے پر۔ آپ نے ایک ایک
[illegible] لٹا دیا کیا۔ یاد ہے کہ [illegible]

تقویت دماغ ہو جائے۔ کسے کا نہ کالا مہوا گردو کرہ اور تمباکو والے
کی دو کان دلکش دکان پر اور ہی آن بان ہی۔ نرالی سج دھج انوکھی شان
ہی جسے دیکھو اسی کا دم بھرتا ہے۔ نا کے پر پیچے تو مہنال در دور تک
تک ترا قے کی آواز جائے۔ نیچہ کیا ہزار داستان ہی۔ ہر فصل
مین چہک رہا ہے۔ تمباکو مشک و عنبر کی طرح مہک رہا ہی۔ آتش زبانی
مین فرد۔ دود افگن کی گرم بازاری۔ اسکے مقابلے مین سرد
پھول ہے سدا بہار۔ یا کوہ ہی آتش بار۔ بقول رسا گل بھی ہے
بلبل بھی ہی۔ نقل بھی ہی گل بھی ہی۔ گیند لطافت کا سر طوق چنبر
ہے چلم گویا کلاہ ناز بر سر ہے۔ چہچہ زنی پر آمادہ ہوا تو اچھے اچھون کے
دھوین اڑا دیے۔ آتش نفسون کے چھکے چھڑا دیے محفل کی
رونق اسکے دم سے مجلس کا لطف اسکے فیض قدم سے۔
خوبان خشکرب کے ساتھ دمساز ہی۔ ہوا خواہون کا سرمایۂ ناز ہی۔ دود
عنبرین سر گشتہ چشم پری رخان فرخار۔ چاند و بازون کا لنگوٹیا یار
گندھی کی دوکان عنبر بار کی طرف جو گذر ہوا۔ تو دماغ طبلۂ عطار بنگیا۔
خوشبو کیا فتنۂ روزگار ہی۔ کسی کنٹر مین عرق عروس کسی مین عرق بہار
ہی خراج خطا و ختن اسکا مول ہی۔ قنوج اور جونپور اسکی چاہ مین
ڈانوان ڈول ہی۔ لخلخہ در ائحہ سے دماغ معنبر ہے دور تک شمیم عنبر شمیم
عطر روح پرور ہی۔ دلدار چوڑی فروش بلا سے بید زبان ہی۔ چوڑی
سیاہ رو کش سرمہ آلودہ چشم خوبان ہی۔ سبز چوڑی سبزان ہند کی
یاد دلائے۔ سرخ چوڑی کے رشک سے یاقوت احمر سیر کھائے
صورت دیکھے جی للچائے زاہد صد سالہ بھی دیکھ پائے تو بیدام
بکا ہے لخریدیجائے رعب حسن سے مول تول کا لفظ زبان پر نہ لائے
چوڑی کیا مشاطہ کا چابک دست ہی جو ساعد سیمین کے جوبن کو بڑھا دے
بانکے دیر بیٹھے رونق کو محبوب بنا دو سالہ بنا دے۔ پھر جوہری کے
کارخانۂ زرنگار پر جو نظر پڑی تو گویا کھراج بہی سے آنکھ لڑی زہے فلک

جو دیکھے تو لآلی آبدار پر انجم نثار کرے۔ ایک ایک دُرِّ یتیم کا مول خراج
بدخشان ہی۔ حاصل بحر ایک دُرِّ مکنون کا بہا نہو۔ پھر بزازنے
کی طرف جو نکل گئے تو آب روان کی جھلک پر خریداری کا شوق
چرایا روپیہ گاڑھے وقت کام آیا۔ زربفت گلبدنون کو بھایا۔
لالہ زمین سکھوں سے بھاؤ چکایا۔ انھون نے کبھی دس کبھی پانچ دام بتائے
دھوپ چھانو نے گرگٹ کے ایسے رنگ بدلکر شرمایا۔ حلوائی کا
مٹھائیوان غضب کا آب و تاب۔ ہم خرما و ہم ثواب۔ برفی دیکھے
تو منھ مین پانی بھر آئے۔ گرسنہ چشم کا جی چاہے کہ تھال کے تھال
کھا جائے۔ کتب فروش کی دکان پر شائقین علم و ہنر کی گرم بازاری
شمع کتب پر اہل قلم کا پروانہ وار ہجوم ہے۔ شعرا کے تذکرے
دواوین مذرت طراز مثنوی کتب اخلاق۔ طب کے نسخے تاریخ علم سیاست
اور طبیات کے رسالے شعراے گرانمایہ ایران کا کلام فصاحت التیام
علماے عرب کے مصنفات۔ عاشق مزاجون کے مطائبات
ظرافون کے ہزلیات فراح سمات۔ جدھر نکلجاتے ہین خوشی کی
کھانچیان بھری ہین۔ مسرت کے انبار لگے ہین۔ بازار نشاط کی گرم
بازاری نے غم و اندوہ کا منھ کالا کیا۔ عیش و عشرت کا بول بالا میان آزاد
دل ہی دلمین سوچتے جاتے ہین کہ الٰہی یہ شہر ہی یا خلد بریں۔ یہ زمین
ہی یا سواد اعظم عرش تمکین۔ رستے صاف۔ سڑکین شفاف۔ کوئی
خوشی کے شادیانے بجاتا ہی۔ کوئی رنگ رلیان مناتا ہی کہین دنگا نہ
فساد ایک کو دوسرے سے رنج نہ عناد۔ چلتے چلتے ایک شخص سے مڈبھیڑ
ہوئی علیک سلیک کے بعد پوچھا کہ یا حضرت یہ کون گلزمین ہی مین تو
اسیر ہزار جان سے عاشق ہو گیا۔ یہ سمان دیکھا نہ سنا۔ باشندے
سب مرفہ حال سیم و زر سے مالا مال بشرے سے خوشی ٹپکتی ہی۔ چہرے سے
مسرت برستی ہی میان یہ شہر مقدس بنیاد منو سواد جمشید فرساد جند کی
رونہ سے آباد ہو لیکن ایسی ساعت سعید و آن حمید مین اسکی بنیاد پڑی

اچھا کسی ثالث سے پوچھو - آزاد نے دونون کو سمجھایا کہ کیون ذرا مرتے ہو - مگر سنتا کون تھا - اُسوقت سامنے سے ایک آدمی چلا آتا تھا آزاد نے بڑھکر پوچھا کہ او میان جانے والے ہوت بھلا یہ کون محلہ ہی - اُسنے کہا کہ چینیا بازار اب بجد بجد اور ہرنج دونون نے اُسکو دق کرنا شروع کیا چینی بازار کہ چینیا بازار بولو - جلد بولو - چینیا بازار کہ چینی بازار - بتاؤ جھٹ پٹ - چینیا بازار کہ چینی بازار چینی بازار یا چینیا بازار - سو سو دفعہ پوچھ رہے ہین کہ چینی بازار یا چینیا بازار اور آدھ کوس تک اُسکے ساتھ گئے اُس بیچارے کو ان بھنگڑ سلطانون سے پیچھا چھوڑانا مشکل ہو گیا - بار بار ڈپٹ رہے ہین کہ چینی بازار یا چینیا بازار - اسنے صد ہا مرتبہ کہدیا کہ جناب چینیا بازار اور چینی بازار دونون صحیح ہین - مگر انکو تو یہ کھڑے کی جڑ ہی تھی - انھون نے سوائے اسکے اور کچھ بات ہی نہ کی کہ چینی بازار یا چینیا بازار - جب آدھ کوس تک اُس بیچارے راہرو کو رگیدے گئے اور چینی بازار اور چینیا بازار سنتے سنتے اُسکے کان تک پک گئے تو وہ جھلایا اور ڈانٹ کر بولا کہ چپ بدمعاش چینی بازار اور چینیا بازار دونون کی ایسی تیسی اور تمھاری ساتھ کے کرو - اب بولے تو ہم کوٹری پر ایک ڈنڈا جمائینگے نامعقول - ہم کو بنانا ہی - ہم کوئی گنوار نہین - تم اپنے دل مین سمجھے کیا ہو - ابھی آواز دون تو تین سو تلوریے تلواریں سونت سونت کر آن موجود ہون - ایک گھنٹے سے جان عذاب مین کر دی کہ چینیا بازار یا چینی بازار -

ہرنج - ہت ترے بجد بجد کی ایسی تیسی - کہتے تھے مردک سے کہ ہم کو نہ بیلانہ مانا - دیکھو بھنگ سے کیسی ہت بھنگ ہوئی

صنعت اور تجارت کے کرشمے

اُدھر خاتون شب نے شکست فاش پائی اور عامل روز کی سواری صبحدم کر فراز آئی - چراغون نے ہر طرف کا پروانہ پایا اور شعلہ نمع نظر آیا - اُدھر مجنون لیلاے دنیاے دون - حضرت تیغ کشورکشایان معرکہ جنون - وحشت کے نہنگ بحر آشام شیطان سے زیادہ مشہور خاص و عام - شیخو خبیث پناہ میان آزاد خوش اختلاط چلے تو کیا دیکھتے ہین کہ بستی سے کوئی دو گولی کے ٹپے پر ایک جوئبار اور لب چشمہ سار گلون کی قطار ہی اور ہر گلبن پر بلبل رنگین گفتار ہی غزل خوان گلشن کی زبان صرف قصیدہ ہاے نوروزی - ہر سمت سامان طرب ہی اور اسباب عشرت اندوزی - ہر مرغ خوش الحان ترانہ سنج ہی اور مرجان مرنج - سبزہ مثل ساکنان خلد سبز پوش ہی رند عالم سوز بھی بادۂ وحدانیت کے نشے مین سرخوش و مدہوش ہی - در و دیوار سے وجلنا الانہار حاشا آشکارا اور مفہوم دجلنا سراجا وہاجا نمودار - جان جان اور خراماں خراماں حضرت بھی گلگشت چمن کرتے چلے جاتے تھے اور تماشاے نسرین و نسترن سے دل بہلاتے تھے کہ دفعتًہ ایک مقام پر پہونچے جو سواد ہرگ ویرنن آباد - چپہ چپہ رشک بہشت شداد - ذکر چیت وچالاک اُثاث مست و فرحناک - مکانات فرحبخش و نغز آراستہ دکانین بصد قرینہ پیراستہ - دلبر میوہ فروش - سبزۂ گلگون کی پیاری صدا نئی چتون بانکی ادا جس گل زمین مین اُسکی دکان ہے وہ رو کش باغ نعیم رشک جنان ہے - ثریا در سے خوشۂ انگور کوتا کے - امرود طواے بیدد - سیب دافع آسیب بہی قوت دل - انار راح روح - تنبولی کی دکان پر شوقین آدمی مصروف جان سپاری ہین اور ایک عالم شغل خریداری اور کیون نہو سرخروئی کا بیڑہ اُٹھایا ہی - سبز بخت کا خطاب پایا ہے اُدھر کا ہاتھ مین لیا اُدھر چاندی کا ورق لگا کر تھوڑا دیا کتھا کیوڑے کا بسا ہوا ایک گلوری کھائیے تو غذا سے

[illegible]

جوہری بچہ کچھ [illegible] سیدہ پرچہ جاسوس [illegible]

کچھ معلوم ہوا ہمیں یقین ہے جو اس پرچہ میں سامنے سرا کا ہے اچانک

نظر آیا ہے۔ یہاں آپ کا کس غرض سے آنا ہوا کسی بھٹیاری کی

[illegible] ہے۔

آزاد۔ سبحان اللہ صاحب شہید مردوں سے بھی دل لگی۔ ہم پرفقرہ بازیان

ابھی تو ہماری قدرت آپ بھی اتنے ہوئے خدا رکھے میان صاحبزادے

ابھی نام خدا اٹھارہ برس کا سن ہے۔ جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش۔ کل

ہوش سنبھالا آج ہم پر چھو آنے لگے سنیے بندہ نواز ہم یہان

مسافرانہ طور پر آگئے ہیں اگر ترجمہ در ترجمہ کہیں ملے گا تو ملا لاو

ورنہ چلتے دھندا۔ سو اگر آپ کے امکان میں ہو تو آپ ہی ترجمہ

دلوا دیں چھارم آپ کی بھی نذر ہے۔

کوشش کرو کار خیر ہے یہ

جوہری بچہ۔ واہ واہ ازین چہ بہتر ہوگی اور پوچھ پوچھ کر ترجمہ

ایسا ہو کہ لوٹیا فرسکا دو دھولی رسید اور نہ ایسا کہ [illegible]

موسی بہشے خود آئے۔

آزاد۔ اجی ایسا ترجمہ کرون کہ آنکھیں کھل جائیں۔ ہم کیا

کوروں دے کر بیٹھے ہیں خدا دیکھے موتی پیتا ہون۔

جوہری بچہ۔ اچھا تو ہماری عرضی کا ترجمہ کر دیجیے جو تنخواہ نذر

کر دونگا۔ ابھی نہیں دونگا۔ نوکری مزدوری پر ہے کا کام۔

آزاد۔ چلئے اچھا تو ایسے مترجم بہت ملجائیں گے اچھا آپ لائیں تو

[illegible] بھی سہی۔

جوہری بچہ۔ او چھا جی۔ ابھی آپکے نزدیک تو کاہی ہو۔ تو سب

[illegible] ہو گئی۔ آپکے یہاں بھی [illegible] ہو کا

[illegible]

[illegible] بھی [illegible]

منو عرضی۔ کرخ چند روز غریب کشر تو خیر چون شاہی عادل زمانی سلامت

فدوی کے مینگی بیٹے ماشاءاللہ کھلا ہیون بھرے ہیں کوئی ریٹ بھر

کوئی ماشہ بھر کا کوئی تولے بھر کا کوئی چھٹنکی کوئی پنسیری۔ دعا چونی

اٹھنی گنی سب ہی رقم کے ہیں۔ میری مصیبت پر نظر فرما کر کوئی عہدہ

عطا فرمایئے تو اسکے جلدو میں خدا حضور کو فرانس کا پریسیڈنٹ کرے

فدوی نے ایک کنڈے والے کی زبانی سنا ہے کا کجل حاردگی ہم پولیس

بتنا ہرہ تیس روپیہ ماہواری خالی ہے چونکہ کترون کو صفائی کا بہت

خیال ہے۔ لہذا اس استحقاق کے بموجب عرض رسان ہے کہ عہدہ

مذکور پاؤن۔ واجب تھا عرض کیا۔ فدوی۔

آزاد۔ سبحان اللہ۔ عرضی کیا لکھی ہے کہ قلم توڑ دیے کیون ابھی کتنی

صاحبزادیان اور صاحبزادے آپ کے ہونگے۔ میں کوئی آدھے درجن

جوہری بچہ (ہنس کر) اجی یہان تو ابھی شادی ہی نہیں ہوئی

ہمارے چھوٹے بھائیوں تک کا بیاہ ہو گیا۔ چھما چھم کرتی بیویاں آئیں

مگر ہم ترس ہی رہے ہیں۔ رشکے کیسے۔

آزاد۔ پھر یہ آپنے کیا لکھ دیا کہ کھانچی بھر منگی بیٹے ہیں۔

جوہری بچہ۔ اجی تو اب لکھنے سے بھی گئے گذرے۔ پھر یہی سے گیا

اور ابھری سنگی گیا۔ اب صاحب کو تو یہی پڑی ہے کہ تحقیقات کرتے

پھرین میر محلے سے پوچھیں تحصیلدار کے ذریعہ سے دریافت کریں۔ اور

تو کچھ انھیں کرنا ہی نہیں آپکی باتیں بھی واللہ لکھ رکھنے کے

لائق ہیں۔

آزاد۔ عہدہ بھی میشم بدبدوہ تجویز ہوا کہ زمانے بھر کا لکڑ [illegible]

ہوا اور ہم پولیس جھانکنے لگے کبھی جنگیوں سے [illegible]

بھنگیوں سے کھنیہ ہو رہی ہے بھائی ابھی جوان ہو [illegible]

[illegible] کیا [illegible] بھی [illegible] میں

کی صناعی نے رفتہ رفتہ ترقی پائی تجارت نے خوب ہاتھ پاؤں پھیلائے دستکاری کو دن دونا رات چوگنا فروغ ہوا حضرت یہ سب صنعت و تجارت کے کرشمے ہیں۔ علم و فضل میں بھی یہاں کے باشندوں نے ید بیضا ناموری حاصل کیا۔ شاعری میں بلبل عدیم و سہیم شاعری میں فقید المثال۔ نثر نثرہ شعار شعر شعری شعار الغرض کسی فن کسی صناعی میں کم نہیں۔ سیم و زر کا تو عدم نہیں۔ ہاں ایک بات ضرور ہے نوکری کا کوئی شائق نہیں اور نوکری بھی کی تو اعلیٰ فنون کی اسسٹنٹ سرجن۔ میڈیکل افسر انجینیر۔ اکونٹنٹ تاجر اور دستکار البتہ یہاں بکثرت موجود ہیں کشمیر سے شال۔ ڈھاکہ سے ململ۔ مالوا سے افیون متھرا سے پیڑے لکھنؤ کی کامدانی اور چکن۔ دہلی سادہ کاری انگوٹھیاں۔ آگرہ کی دریاں کانپور کے منڈے۔ بسوان کا تنباکو بمبئی کی اشیائے عرب کے گھوڑے۔ شتلبند کے چاقو۔ مینچسٹر کا کپڑا۔ کابل کے انار سیب کشمیر کا بنفشہ۔ انجیر خراسانی ساری خدائی کی مشہور چیزیں یہاں آتی ہیں اور دم کے دم میں بک جاتی ہیں۔ ایک ایک لال نے کوٹھیاں کھڑی کر لیں کھڑی ہو گیا۔ میاں آزاد ایسے خوش ہوئے کہ جامے میں پھولے نہ سمائے واہ ری تجارت تیرے قدم دھو دھو کر پیو تیرے ہی دم کا ظہور ہے یہ خدا کے مقبول بندے ہیں۔ یہ نہیں کہ الف بے پڑھی اور منڈاسا باندھ کر کچہری پہونچے۔ پیر ختم کی اور جھنڈا اٹھا کر کلارکی دکان پر آ دھمکا بیٹھے۔ برسوں ایڑیاں رگڑ رہے ہیں مگر نوکری نہ ملی نہ چاہی ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے تو وہ نوکری ہی پر لیٹو رہیں گے۔ ہائے افسوس یارو از برائے خدا ذرا اس شہر کی حالت پر نظر ڈالو۔ نوکری کے پھندے سے چھوٹو۔ یہ چہل پہل یہ رونق یہ کیفیت یہ لطف تازہ اور سرور بے اندازہ نوکری میں کہاں۔

میاں آزاد مترجم

اس شہر مبارک بنیاد سے چلے تو ایک نئے مقام پر پہونچے اب

سنیے کہ کڑکڑاتی دھوپ پڑ رہی ہے۔ کھوپڑی چٹخی جاتی ہے دھوپ کی تیزی چیل انڈے پر انڈا چھوڑ رہی ہے۔ لون کے تھپیڑے وہ غضب کے چل رہے ہیں کہ الاماں۔ دانہ زمین پر گرتا تو بھن جاتا چو طرفہ سناٹا۔ ہو کا عالم پرند اپنے اپنے گھونسلوں میں دبکے دبکائے حضرت انسان مکانوں میں جان بچائے بیٹھے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ قیامت آ گئی آفتاب سوا نیزہ پر ہو رہا مگر واہ رے میرے شیر کیا کہنا۔ میاں آزاد گلی کوچوں میں چکر لگانے سے کب بند ہو گئے ؎

شیر اُٹھتے تھے نہ دھوپ کے مارے کچھار سے	آہو نہ منہ نکالتے تھے سبزہ زار سے
آئینہ مہر کا تھا مکدر غبار سے	گردون کو تپ چڑھی تھی زمین کے بخار سے

لیکن میاں آزاد بے غل و غش شہر کے صدقے ہو رہے تھے آخر کار پھرتے پھراتے چلتے چلاتے ایک جوہری کے دکانچہ زرنگار کی طرف سے جو گذرے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کمسن لڑکا جھکا ہوا کچھ لکھ رہا ہے میاں آزاد گھومتے گھومتے جہاں دیدہ ہو گئے تھے ہی چتونوں سے تاڑ گئے کہ یہ جوہری بچہ نوکری کی تلاش میں سرگردان ہے۔ لفافہ دیکھتے ہی خط کا مضمون بھانپ لیا۔ سوچے کہ اس سے کسی طرح ملیں مگر جان نہ پہچان خالہ جی سلام۔ ملاقات کے لیے کچھ تو ذریعہ چاہیے آپ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ پوچھا کیوں صاحبزادے اس گانؤں کا کیا نام ہے۔

جوہری بچہ۔ گانؤں یہاں سے کوئی دس بارہ کوس کے فاصلے پر ہے گانؤں کہیں اور ہو گا۔ گانؤں کی ایک ہی کہی یہ شہر ہے یا گانؤں

آزاد۔ ہاں وہی شہر۔ لاحول۔ کیوں میاں یہاں میٹھا حلوا بھی بکتا ہے۔

جوہری بچہ۔ (مسکرا کر) اور کیا آپ کے گانؤں میں کھٹا حلوا بھی بنتا ہے۔ کیا کریلے کا حلوا بناتے ہیں یا نیم کا۔

[illegible]
جوہری بچہ - آپ پر تو بس عرض کر چکی سیدھے جب جلد میں ہاتھ
کھو بیٹھا ہوں [illegible] ہر ایک پولیس سامنے سرا کا پھاٹک
نظر آتا ہے - یہاں آپ کا کس غرض سے آنا ہوا کسی بھٹیارے کی
ضرورت ہے -

آزاد - سبحان اللہ صاحب شہید مردوں سے بھی دل لگی - ہم پر فقرہ بازیاں
اے بھری قدرت آپ بھی اتنے ہوئے خدا رکھے میاں صاحبزادے
ابھی نام خدا اٹھارہ برس کا سن ہے - جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش - کل
ہوش سنبھالا آج ہم پر چوٹیں آنے لگے سنیے بندہ نواز ہم یہاں
مسافرانہ طور پر آئے ہیں اگر ترجمہ در ترجمہ کہیں ملے گا تو [illegible]
ورنہ چلتا دھندا - سو اگر آپ کے امکان میں ہو تو آپ ہی ترجمہ
دلوا دیں چہارم آپ کی بھی نذر ہے -

کوشش کردکار رخیر ہے یہ

جوہری بچہ - واہ وا از ین چہ بہتر ہوگی اور پوچھ پوچھ کر ترجمہ
ایسا ہو کہ نوشیا فرستادو دھوتی رسید اور نہ ایسا کہ
موسیٰ پٹھے خود آئے -

آزاد - اجی ایسا ترجمہ کروں کہ آنکھیں کھل جائیں - ہم کیا
کیوڑوں دے کر بیٹھے ہیں خدا دیکھے موتی پروتا ہوں -

جوہری بچہ - اچھا تو ہماری عرضی کا ترجمہ کر دیجیے جو تی نذر
کرونگا - ابھی نہیں دونگا - کھری مزدوری چوکھا کام -

آزاد - چھٹی! تو ایسے مترجم بہت ملجائیں گے اچھا آپ لائیں تو
[illegible] ہی سہی -

جوہری بچہ - اوہ اچھا جی - ابھی آپکے نزدیک تو کاہی رہی تو سب
یہاں [illegible] گئیں - آپکے یہاں بھی [illegible] بیٹھے ہیں کا
[illegible]

[illegible]

عرضی - گریخ پرور غریب نواز جو حضور شاہی عادل [illegible] سلامت
فدوی کے مینگی پوٹے ماشاء اللہ کھلا نکھیوں بھرے ہیں کوئی [illegible]
کوئی ماشہ بھر کا کوئی تولہ بھر کا کوئی چھٹنکی کوئی پنسیری - دونی چونی
اٹھنی گنی سب ہی رقم کے ہیں - میری مصیبت پر نظر کر کے کوئی عہدہ
عطا فرمایئے تو اسکے جلدو میں خدا حضور کو فرانس کا پریسیڈنٹ کرے
فدوی نے ایک کنڈے والے کی زبانی سنا ہے کہ آجکل داروغگی ہم پولیس
بمشاہرہ تیس روپیہ ماہواری خالی ہے - چونکہ کمترین کو صفائی کا بہت
خیال ہے - لہذا اس استحقاق کے موجب عرض رسان ہے کہ عہدہ
مذکور پاؤں - واجب تھا عرض کیا - فدوی -

آزاد - سبحان اللہ - عرضی کیا لکھی ہے کہ قلم توڑ دیے کیوں بھئی کتنی
صاحبزادیاں اور صاحبزادے آپ کے ہونگے - میں کوئی آدھے درجن

جوہری بچہ (ہنس کر) اجی یہاں تو ابھی شادی ہی نہیں ہوئی
ہمارے چھوٹے بھائیوں تک کا بیاہ ہو گیا - چھما چھم کرتی بیویاں آئیں
مگر ہم ترس ہی رہے ہیں - رنڈوے کیسے -

آزاد - پھر یہ آپنے کیا لکھ دیا کہ کھانچی بھر مینگی پوٹے ہیں -

جوہری بچہ - اجی تو اب لکھنے سے بھی گئے گزرے - پھر یہی [illegible] گیا
ارے پھر سنئی گیا - اب صاحب کو تو یہی پڑی ہے کہ تحقیقات کرتے
پھریں میر محلے سے پوچھیں تحصیلدار کے ذریعہ سے دریافت کریں - اونہہ
تو کچھ تحقیق کرنا ہی نہیں آپکی باتیں بھی واللہ لکھ رکھنے کے
لائق ہیں -

آزاد - عہدہ بھی چشم بددور وہ تجویز ہوا کہ زمانے بھر کا [illegible]
ہوا اور ہم پولیس جھانکنے لگے کبھی جھنگیوں سے [illegible]
جھنگیوں سے [illegible] بھائی ابھی جوان ہو [illegible] عمر گذشت
[illegible]

اور یہ بھاڑ دینا تو آپ پر فرض مین تھا کہ بجائے اسکے آپ کو دل لگی کا رشتہ ہو۔ اسکے بغیر غرض بھی کی رہتی۔ قبلہ بندہ سے اس کا ترجمہ ہو سکے گا ذرا اتنا تو بتا دیجیے کہ آپ مین کون ٹھاکر۔

لالہ۔ جی بندہ تو اگن ہوتری ہو۔

آزاد۔ اگن ہوتری ابھی بھڑ بھونجے۔ یہ کہیے تو پھر آپ کی عالی خاندانی مین کیا شک ہی۔ میان آدمیت سیکھو۔ سات کی محرری سے تحصیلداری کے طالب ہو۔ بھلا کوئی بات بھی ہی۔

میان بھڑ بھونجے بڑبڑاتے ہوے چلے کہ واہ اونچی دکان پھیکا پکوان۔ نام بڑے درشن چھوٹے۔ مترجم نے مین بڑا سا تختہ دروازے پر لگا دیا اور موٹے حرفون مین لکھدیا کہ میان آزاد مترجم

اکڑ فون

میان آزاد زمین کے گز بنے ہوے ادھر اُدھر گھوم رہے تھے کہ اتنے مین ایک بڈھے کھوسٹ نے ایک بانکے سے کہا کہ میان سیدھے آئے ہو یا جان وبال ہی یا زندگی دوبھر ہے۔ یا چھینکتے گھر سے چلے تھے یہ اکڑنا اور بربنا کیا معنی۔ میان گردن جھکا کر چلا کیجیے ورنہ کوئی پہلوان گردن ناپے گا۔ تو یہ شیخت ساری خاک مین ملجائے گی۔ تنّا اور اینڈنا بھول جائے گا۔ مفت مین کرکری ہو گی اس سے کیا واسطہ۔ یہ شہر کشتی بٹے بانک لکڑی کی ٹکسال ہی۔ بہت سے رم تیے آئے مگر پھنی کھائے۔ ہاتھ ملاتے ہی میان کے پہلوان پکڑ ملائے۔ اور مارا چاروں شانے چت تنگڑی پر اڑانے مین طاق۔ سواری کسنے مین مشاق۔ کولے پر لانے مین قزاق۔ یہ سنتے ہی وہ میان بانکے آگ بھبوکا ہو گئے۔ جی۔ تو کہین اس بھروسے بھی نہ رہیے گا بندہ پھنی کھانے والا آدمی نہین ہی بیج کھیت پچھاڑون تو سہی قزبان اپنے اُستاد کے جنہون نے ہمین لکڑی سکھائی۔ طلاؤن کی لکڑی پھینکنا تو سب ہی جانتے ہین۔ مگر میدان کارزار مین ٹھہرنا

البتہ کام کے وارد۔ اور زبانی داخلہ تو اور ہی بات ہی ہمارے اُستاد تیس تیس آدمیون سے گھار رٹتے تھے اور کون لوگ۔ ایسے ایسے گنوار گھامڑ نہین۔ پڑھے ہوے پٹھے جنپر انگوٹا زیبا تھا۔ پھر یہ خیال کیجیے کہ تیس گتکے برابر پڑتے تھے مگر تیسون کی خالی جاتی تھین کبھی آڑے ہوئے کبھی گتکے سے چوٹ کاٹ دی کبھی بدن کو سمیٹ لیا کبھی پینترا بدل دیا۔ شاگردون کو للکاتے جاتے تھے کہ لگا بڑھ کے ہاتھ الٹ سے اور وہ جھلا جھلا کے چوٹین لگاتے تھے۔ مگر منھ کی کھاتے تھے۔ اور اپنا سا منھ لے کر رہ جاتے تھے۔ جب سب کا دم ٹوٹ گیا اور رکے ہانپنے تو گتکے ہاتھ سے چھوٹ چھوٹ پڑے مگر واہ رے استاد۔ اُن کے وہی خم دم وہی چتون۔ وہی تاؤ بھاؤ۔ پہروں لکڑی کھیلین لیکن دم نہ پھولے اور جو کہین بھڑ پڑے تو بات کی بات مین پرے صاف تھے کسی پر بانٹ کا ہاتھ جمایا کسی کو جاکی کا ہاتھ لگایا۔ پھر بس ہی معلوم ہوتا تھا کہ پھلجھڑی چھوٹ رہی ہو۔ یا آتشبازی کی چھچھوندر ناچ رہی ہے (اُستاد کی اچھی تعریف کی) یا چرخی چکر مین ہو۔ جنیو کا ہاتھ تو آجتک چاردانگ ہند مین کوئی روک ہی نہ سکا وہ ملا ہوا پڑتا تھا کہ ادھر اشارہ کیا اُدھر تڑسے پڑ گیا جنیو کا ہاتھ کیا قضاے مبرم ہی پیام اجل ہے آفت ناگہانی ہے۔ بلاے بیدرمان ہے۔ گتکا ہاتھ مین آیا اور معلوم ہوا کہ بجلی تڑپنے لگی۔ ممکن نہین کہ انسان کی آنکھ نہ جھپکنے پائے اور سا آدمی تو رانہ جائے۔ للکار دیا کہ روک جاکی۔ پھر لاکھ جتن کیجیے بھلا روک تو لیجیے۔ نشانہ تو کبھی خالی ہی جانے نہین پاتا تھا کا اور بھرپور ہاتھ لگایا۔ پھری عمر بھر نہ چھوٹی۔ ایک انگ ہی نرالے تھے اُنکے ٹھاٹھ ہی نرالے ہین۔ چھریرا بدن سادہ مزاج۔ آدمی صورت دیکھے تو یقین نہ آئے کہ یہ اُستاد بے بدل ہین۔ مگر ایک ذرا سی بانس کی پھپاچ لیجیے پھر دل لگی دیکھیے کہ کیسے جوہر کھاتے ہین میان ہم ایسے استادون کی آنکھین دیکھے ہوے ہین پٹے بانے بنوٹ کشتی لکڑی کسی مین

لگے ہین - دکان جھک جھک کر رہی ہی - اور اب چلے بتیس روپیہ کی نوکری کرنے - ای لعنت خدا -

جوہری بچہ - ہائین! ہائین! کہان تو عرضی لکھتے تھے کہان لگے بائی بی کر کوسنے -

آزاد - میان پڑھنے لکھنے کا یہ ماحصل نہین ہی کہ خواہ مخواہ نوکری ہی کرے - اور نہین تو داروغہ بم پولیس ہی سہی - خاصے جوہری بنے ہو - صدہا آدمی لالہ جی لالہ جی کہتے ہین - لالہ جی کے دماغ پر گرمی چڑھ گئی تو داروغہ بم پولیس بن بیٹھے - ہات ترے کج خلقی کی دم مین نمدا - ایسے شوق ملازمت کی ایسی تیسی - خدانخواستہ ایسا کیا گاڑھا وقت ہی کہ بندہ بیس کی نوکری پر جان دینے ہو - یار عزیزی دوکان کا کاروبار دیکھو بتیس روپیہ تو بات کی بات مین خیرات کر سکتے ہو -

میان آزاد وہان سے اُٹھے تو سوچے کہ بھی شگون اچھا ہے - جھپ سڑک ایک کمرہ کرایہ سے مترجم بن بیٹھے اور دروازے پر ایک تختہ لگا دیا کہ (میان آزاد مترجم)

اب دل لگی دیکھیے کہ صبح سے شام تک بچاسون غرضمند آنے لگے جسے دیکھو مصاحبت کرتا ہی ایک لالہ صاحب قلمدان دبائے عینک لگائے تشریف لائے - آداب بجا لاتا ہون کہکر دستگی سے کاغذ نکالا -

لالہ - بندہ پرور اس عرضی کا ترجمہ کر دیجیے - جو کچھ ہو لیجیے -

آزاد - آخاہ یہ تو عرضی کیا امیر حمزہ کی داستان ہی - ذرا پڑھیے تو سہی -

لالہ - حضور پرنور دام - بعد ادائے آداب بجا آوردہ معروض رائے فیض انجلائے گردانیدہ می آید کہ چون فی زمانہ بفضل قادر یگانہ عہدہ ہائے چند رچند بوجہ انتزام دریابُردی و دریا برآمدی خلو خواہد شد اور فدوی جان نثار کئی ماہ سے سحر اور مساوظیفہ ترقی آپکا اور زبان میمون کے لاتا ہے - لہذا قسد یا یند از ہی کہ اگر عہدہ تحصیلداری عطا ہو تو پرورش ہی - اور کمترین ماہ مین سے بندوبست مین محرر ہی کمترین کے بڑے بھائی کی بیوی کمترین کی پھوپھی جس سے مذاق کا رشتہ ہی اُنکے باپ کے بیٹے خسر کا چچا زاد بھائی داروغہ نہر بتا ہرہ ہی بیہ ماہواری تھا - چونکہ حکم ہی کہ عالی خاندان کی پرورش ہوگی لہذا اس استحاقیت پر ملحوظ رہے - اور بندہ آبکاری کے کام سے بخوبی واقف ہی - ازانجا کہ کارگزاران کی پرورش اور پر حالکان کے خداوند مجازی انکو خاص وعوام مان کہتے ہین - اُسی طرح لازم ہی جسطرح مسلمان کو حج عتبات عالیات اور ہم ہندوان کو تیرتھ (گنگا توری لہر جاتے من بھائی - گنگا توری لہر) واجب ہی اگر عہدۂ مسطورۂ بالا عطا ہو تو خدا حضور اور حضور کے بال بچون اور بابا لوگ اور قبیلہ کو الیاس کی عمر دے - الٰہی دولت کا ستارہ بلند رہے - فدوی -

میان آزاد نے جو یہ عرضی سُنی تو لوٹنے لگے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے - اسقدر ہنسے کہ آنکھون سے اشک جاری ہو گئے -

لالہ جی عقل کے ناخن لیجئے - ہوش کی دوا کیجیے - بیش بہا استعارہ لغات کے املا مین تو ہزار جگہ آپنے غلطی کی - معروض کو معروق) یہ نئی گزمت کا لفظ ہو - انتظام کی خرابی (انتزام) تصدیعہ کے عوض (قسدیا) ملحوظ کی جگہ (لحوذ) ماشاءاللہ - اور یہ دریابردنی اور برآمدنی کی ایک ہی کہی (بعد ادائے آداب بجا آوردہ) سب سے افصح محاورہ ہی - عالی خاندان کے لیے (عالی خاندانان) بہت ہی خاصہ (استحاقیت) باب استحمانیت سے ہی - اور واللہ (گنگا توری لہر جاتے من بھائی) ہے تان تو ایسی اُڑائی کہ صاحب بھی دیکھ جائین گے - واہ اُستاد اچھے گر یاد ہین عالی خاندانی کا ثبوت بھی کتنا صاف ہی کہ حضرت کے بڑے بھائی کی بھاوج کے باپ کے بیٹے خسر کے چچا زاد بھائی اسی روپیہ مہینے کے نوکر تھے - اللہ اللہ اے حضرت آپ تو بڑے عالی خاندان نکلے

بند ہین۔ جی چاہے کسی سے بھڑوا کر دیکھ لیجیے۔ اتنے مین ایک گنوار کا
روکا چلا جاتا تھا اُنھون نے پکارا کر اے ذرا ادھر آنا۔ اِدھر اُدھر کی
بات سُننے جاؤ۔ روکا قریب آیا تو پوچھا کہ اِنسے دو چوٹین ہوتی ہین
اُسنے نظر بھر کر دیکھا اور کہا ہان ہم کسی سے دب کے نکلنے والے
نہین جسکا جی چاہے ارمان نکال لے۔

بانکا۔ ابے جا ایسے دیہاتی چھوکرے ہم نے بہت چرائے ہین
گنوار۔ جی تو کہین سوریان چرائی ہونگی۔ دیہاتی چھوکرون سے
شیطان نے پناہ مانگی ہے۔ آپ ہین کس شمار و قطار مین ہم نے
بھی شہر ہی مین تعلیم پائی ہے۔ ان گیدڑ بھبکیون مین او رآتے جو کچھے
گنوار تو یہ فقرے سُنا کر چلدیا میان آزاد اور بانکا پھر شہر مین چکر
لگانے لگے چوک مین پہونچے تو جسپر نظر پڑتی ہو بانکا ترچھا ٹیکھا چنٹ دار
انگرکھے پہنے نکے دار ٹیڑھی ہوئی ٹوپیان سر پہ جمائے چست گھٹنے
ڈانٹے آنڈو دیے ہوئے ڈھاٹے باندھے ہوئے تنے چلے جاتے
ہین تیغے کی جوڑی کمر سے لگی ہوئی دو دو لاتیان پڑی ہوئین بارہ چین
چڑھی ہوئین۔ سہ ترا بنچہ۔ پیش قبض۔ کٹار۔ سرد ہی۔ خنجر بچہ۔ سب سے
لیس۔ خاصے ادبی بنے ہوئے۔ ایک بانکے کو دیکھکر ایک دوکاندار
نامت اعمال سے کہین ہنس پڑا۔ اُنھون نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دن سے
بنچہ داغ دیا۔ مگر حُسن اتفاق سے خالی گیا لوگون نے پوچھا کیون آکا
کیون بگڑ گئے تیکھے ہو کر فرمایا کہ ہم کو دیکھکر بچہ جی مسکرائے تھے
ہم نے گولی لگائی کہ دانت پر پڑے اور اس جواب دندان شکن سے
انکے بھی دانت کھٹے ہو جائین۔ مگر زندگی تھی کہ گولی سے بچ نکلا
میان آزاد اپنے دل مین سوچے کہ یہ بانکے تو بالکل ناخدا ترس ہین
انکو پرینہ کیا تو کچھ بات نہین۔ ایک تنبولی سے پوچھا کہ کیون بھئی
اس شہر مین بانکے بہت ہین اُسنے کہا میان بانکا ہونا تو دل لگی
نہین۔ ہان یون کہیے کہ بنکے بہت ہین اور ان سب کے
گرو گھنٹال وہ ذات شریف ہین جنکو لوگ یکرنگ کہتے ہین۔ وہ
صندلی رنگا ہوا جوڑا پہن کے نکلتے ہین۔ مگر مجال کیا کہ شہر بھر مین
کوئی صندلی جوڑا پہن تو لے یکرنگ صندلی جوڑا کوئی پہن نہین
سکتا کوئی پہنے تو گولی بھی سر کردین اسکے ساتھ یہی ہے۔

میان آزاد سوچے کہ اس یکرنگ کا ٹیٹوا نہ لیا تو کھانا حرام
دوسرے دن حضرت بھی صندلی بوٹ صندلی گھٹنا صندلی انگرکھا
صندلی ٹوپی دے کر نکلے۔ میان بھی صندلی۔ اب جس گلی کوچے
بازار سے گذر ہوتا ہے لوگ تعجب کرتے ہین کہ یہ آج ہس ڈھب کے
کون نکلے ہین بھئی چو طرفہ انگلیان اُٹھنے لگین شدہ شدہ حضرت
یکرنگ کے چیلے چاپڑنے اُنکے کان مین بھی بھنک ڈالدی۔
سُنتے ہی منھ لال چقندر ہو گیا۔ کپڑے پہن ہتھیار لگا چل کھڑے
ہوئے۔ میان آزاد تنبولی کی دکان پر جا ٹھٹک گئے اُنکی وضع
دیکھتے ہی اُنکے ہوش اُڑ گئے۔ لگا ہاتھ جوڑنے اور منت کرنے
کہ از برائے خدا میری ٹوپی دے دیجیے۔ یا جوتا بدل ڈالیے
ورنہ وہ آتا ہی ہوگا مفت کی ٹھائین ٹھائین سے کیا واسطہ
انکو تو کچھ گھوڑے کی چڑھی تھی یہ مانتے کب تھے گلوری لی اور
اکڑ کر کھڑے ہو گئے ارد گرد تماشائیون کا ہجوم ہے اور شہر بھر
مین دھوم ہے کہ آج یکرنگ سے تلوار چلے گی۔ اتنے مین حضرت
یکرنگ بھی نمودار ہوئے۔ تنبولی نے میان آزاد سے کہا
کہ سنبھلے وہ ہے۔ آتے ہین تیغے کو چڑھائے ہوئے
کل پر + اُنکے آتے ہی بھیڑ چھٹ گئی۔ تُہر۔ کوئی ادھر کترا گیا
کوئی اُدھر دبک رہا۔ کوئی گلی مین گھُسا۔ کوئی کمرے پر چڑھ گیا
یکرنگ نے جو انکو دیکھا کہ از سرتاپا صندلی پوشاک پہنے ہین تو
جل ہی مرا۔ نظر قہر آلود ڈال کر کہا۔ ابے او بولا خبطہ۔
اُتار ٹوپی بدل جوتا گستاخ! ہمارے ہوتے سالتی تو صندلی جوڑا پہنکر نکلے

مگر تم خدا جانے کس کتر بیونت میں رہتے ہو سینا پرونا بخیر
ہاں زبان البتہ کترنی کی طرح چلا کرتی ہے۔ تم سے کپڑا سلوانا اپنے
کو انگشت نما کرنا ہے۔ تمھارے رشتہ دار سب استاد ہیں مگر تم
نیرے گھامڑ نکلے۔ ہاں دم دھاگا دینا خوب جانتے ہو۔ ٹوپی ایسی
بھونڈی بنائی کہ یاران سرپل نے پھبتی پھبتی سنائی۔ واللہ
ہمارے ایک شفیق کا درزی کیا ٹوپی سیتا ہے کہ سر پر قالب کا
دھوکا ہو جاتا ہے۔

خلیفہ۔ ای تو حضور میں اسکو کیا کروں۔ میرا بھلا اسمین کیا
قصور آپ کا سر ہی کاواک ہے۔ مین ٹوپی بناتا ہوں سر بنانا
نہین جانتا۔

بانکے۔ او گیدی جو جخ سنبھال۔ بہت بڑھ بڑھ کر باتین نہ بنا
نہین مارتے مارتے اُتو کر دونگا جامے سے باہر ہوا جاتا ہے
بانکون کے منھ آتا ہے اور سنیے ہمارا سر کاواک ہے۔ تیرا سر
سانچے کا ڈھلا ہے۔ چونغز نا معقول ابے تیرے ایسے ایسے
درزی میری جیب مین پڑے رہتے ہین۔ جی چاہتا ہے لکڑی
ٹھونس دون ملعون کے حلق مین منھ بند کر نہین دونگا۔ الٹا ہاتھ تو
منھ ٹیڑھا ہو جائیگا اور تماشا دیکھیے۔ ہمارا سر گویا کدو ہو گیا ہم
جو معرے ہین کان کتر لونگا بچہ۔

درزی۔ حضور مالک ہین پل میری کھتا نہین جیسا سر ویسی ٹوپی
ایسا سر تو مین نے دیکھا ہی نہین۔ یہ نئی گڑھت کا سر ہے صاحب
پیچ ہی ہزار لعنت کھلائی۔ آپ پھیر لین بس مین سی چکا بھر پایا
جب دام دینے کا وقت آیا تو یہ فقرا سنایا۔ یہ سنتے ہی بانکے نے
درزی کو جیب میں غوطہ دیا۔ اور اس درجہ پیٹا کہ وہ بیچارہ بیدم ہو گیا
آخر کار کفن پھاڑ کر چیخا کہ دہائی میان آزاد کی۔ دہائی میرے
استاد کی۔ میاں آزاد دور سے کھڑے سیر دیکھ رہے تھے

جھٹ تلوار سوت عین موقع واردات پر بہو تیغ گئے سنبھل
او آکا کی دم بانکپن کا دعوی اور تم۔ پیچھے پھر کے دیکھا تو میان
آزاد جگت استاد۔

آزاد۔ اس ڈنڈبل کے قربان۔ واہ بھئی پہلوان۔ تم تو رستم
داستان ہو۔ خلیفہ بیچارے پر ساری جوٹین صاف کر دین کبھی
کسی کرٹے خان سے بھی پالا پڑا ہے کہین گھاربھی رڑا ہے یا نری پین
ہی پر شیر ہو۔ بڑے دلیر ہو تو آؤ ہمسے بھی دو دو ہاتھ ہو جائین
تم ڈھیر ہو جاؤ یا ہم چرکا کھائین آئیے پھر تیرا بدلیے۔ ای ہاں تو
اب تامل کیا ہے۔ لے تیغ دودم۔ اور لگا بڑھکر ہاتھ ادھر
یا اُدھر۔

بانکے۔ ہائین ہائین! - اُستاد۔ ہمین پر ہاتھ صاف کرنے کا
داعیہ ہے۔ ہماری تلوار تم پر اور تمھاری سر ہی ہم پر چلے۔ کیا مجال ہم
ابھی تو سیکھے تم گرو گھنٹال۔ کجا چرکا کجا طاؤس نہ ہوین بال
اور اس کمینے درزی کی طرف سے آپ بولتے ہین اور ترا ترا ٖ فونیر
تلوار تولتے ہین۔ سبحان اللہ۔ آیئے آپ سے کچھ کہنا ہے آئے
اپنا اپنا کہنا ہے۔ شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن مصیبت
تکلیف سب کچھ سہنا ہے۔ اگر تم کمک کرو تو بیڑا پار ہے ورنہ
ہم ہین اور منجدھار ہے۔

آزاد۔ اچھا تو یہ کرو کہ اب کسی غریب زیر دست کو نہ دھمکائین گے
بانکے۔ اجی حضرت دھمکانا کیسا ہم خود بلا مین پھنس گئے۔ خدا ہی
بچائے تو بچین۔ صاف صاف یون ہے کہ یہاں ہمارا ایک پٹیت ہے
لمیدان۔ بلا کا پھکیت۔ ستم کا بنکیت۔ قیامت کا ہاتھ ہے۔ اس سے
ہم سے لاگ ڈانٹ ہو گئی کل نوچندی جمعرات کو ہمین درگاہ
مین گھیرے گا۔ کوئی دوسو بانکون کی جماعت سے ہم پر حملہ
کرنے کا قصد ہے۔ ہم اس طرف ساری خدائی ہے ادھر کچھ بھی نہین۔

نکلنا تو سب ہی جانتے ہین مگر فن کا جاننا اور ہی شے ہے

اتنے مین میان آزاد کے قریب سے ایک پہلوان اینڈتے ہوے نکلے - چت لنگوٹ باندھے ململ کی چادر اوڑھے دو تین چیلے ساتھ ایک کیسر ودا ے کی چپت گاہ پر پہلوان نے خدا واسطے کو دھپ لگا دی۔ وہ پیچھے پھر کر دیکھتا ہی تو ڈھو کا ڈھوہ آدمی - قہر درویش برجان درویش - بولے تو خوب پچا جائے - کان دبا کر دھپ کھا کر دل ہی دل مین کوستا ہوا چلا گیا ایک تھوڑی ہی دیر مین میان پہلوان نے ایک خوانچہ والے کا خوانچہ اُلٹ دیا - تین چار روپیہ کی مٹھائی خاک مین ملگئی - جب اُسنے خوب ہی غل غپاڑا مچایا تو شاگردون نے سر سہلایا - دو تین گدّے گھونسے گتّے لگا دیے دو چار ریڑ جما دیے وہ بیچارا روتا چلاتا دہائی دیتا چلا گیا دہائی ہی میرا خوانچہ لوٹ لیا -

میان آزاد اپنے دل مین سوچے کہ یہ تو کوئی بڑا ہی شورہ پشت معلوم ہوتا ہے - کسی پر لپڑ کسی پر تھپڑ - واہ کیا پہلوانی ہی اسکی خبر لی تو کچھ نہ کیا - اُسنے تو شہر بھر مین تہلکہ مچا دیا ہی یہ سوچتے ہی میرا شیر جھپٹ پڑا اور پہلوان کے پاس جا کر گھٹنے سے ایسا دھکا دیا کہ میان پہلوان نے باہمہ تن و توش بیس لڑھکیان کھائین اور سنبھلتے ہی انکی طرف ڈپٹ پڑے یہ بھی شیر کی طرح ڈکارتے ہوے چلے - تماشائی تو سمجھے کہ پہلوان توی ہیکل کس بل کا آدمی ہی ان چُرمُر کر ڈالے گا لیکن آزاد نے پہلے ہی سے وہ داوُ پیچ کیے کہ پہلوان کے چھکے چھوٹ گئے - ایسا دبایا کہ چھٹی کا دودھ حضرت کو یاد آیا - پہلوان نے جیسے ہی میان آزاد کا بایان ہاتھ گھسیٹا اُنھون نے داہنے ہاتھ سے اُسکا ہاتھ باندھا اور اپنا چھڑا لیا اور چٹکیون مین کوے پر لا دگھٹنا ٹیک کر مارا چارون شانے چت - یا علی پہلوان ابتک کورا تھا - کسی دنگل مین آسمان دیکھنے کی نوبت نہین آئی تھی میان آزاد نے جو سر بازار ایک ٹھنی بتائی اور اُسنے ہزارون آدمیون مین پچھاڑ کھائی تو بڑی کرکری ہوئی اور تمام عمر کے لیے داغ لگا - میان آزاد نے شادان و فرحان اور اُس پہلوان نے نالان و گریان وہان سے اپنی اپنی راہ لی - ابتو میان آزاد جگت اُستاد ہوگئے - یکرنگ کا رنگ پھیکا پڑگیا پہلوان نے ٹھنی کھائی اور وہ وہ جوہر دکھائے کہ لوگ دم بھرنے لگے بنکیتی پھکیتی کشتی شورہ پشتی کی شہر بھر مین دھوم تھی - جدھر جاتے تھے لوگ تعظیم بجا لاتے تھے جس سے چار آنکھین ہوئین اُسنے فرشی سلام کیا اچھے اچھے بانکون کی کور دبنے لگی جہان کسی زبردست نے زیردست کو دبایا اور اُسنے غل مچایا دہائی میان آزاد کی - دہائی اُستاد کی اور یہ بانڈی لے کر آن موجود ہوے کمزور کو کسی مردم آزار نے ذرا ایذا پہونچائی اور اُسنے ڈانٹ بتائی - ہائین نہین مانتے بلاؤن میان آزاد کو شہدے لقے لوٹے لچے میان آزاد سے ایسے تھراتے تھے جیسے چوہے بلّی سے - یا مریض تلی سے نام سُنا اور بغلین جھانکنے لگے صورت دیکھی اور گلی کوچون مین دبک رہے - الغرض شہر بھر مین اُنکا ڈنکا بج گیا جو طرفہ سکہ بٹھا دیا ایک دن میان آزاد سروہی لیے اینڈتے جا رہے تھے اور لوگ اُنگلیان اُٹھا رہے تھے کہ ایک درزی کی دُکان کے قریب سے انکا گذر ہوا دیکھتے کیا ہین کہ تیرہ صدی کے ایک رنگیلے چھیل بانکے ترچھے جوان چھوٹے بچے کا چڑھوان مخملی جوتا پہنے زلفین لٹکائے چھری کمر سے لگائے درزی سے تکرار کر رہے ہین -

بانکے - واہ میان خلیفہ تمنے تو ہمین اُلٹے اُسترے سے مونڈا واللہ عجیب قطع کے آدمی ہو بھئی - مین تو زمین کا گز بن گیا جب کہین یکسوئی ہاتھ آئی اور جو شے سلوانی ہوئی تم سے سلوائی

حضور وہ بھاگا نہیں ہے واللہ ایک ہی کائیان ہے کسی فکر مین گیا ہے ذری کسی آدمی کو دوڑا دیجئے تو خبر لائے ایک بگڑے دل باہر گئے تو دیکھا بانکے بجیم کی طرف شتر بے مہار کیطرح گردن اٹھائے چلے جاتے ہین اور میان آزاد پھاٹک سے دس قدم پر ٹہل قدمی کر رہے ہین اُلٹے پاؤن آکر خبر دی کہ واللہ بس یہی موقع ہے چلیے چلیے مار لیا ہے اناڑی کو۔ بائین ہاتھ چلا جاتا ہے اور اکیلا ہے یہ یک بینی و دو گوش۔ تلوار آزاد کے پاس ہے۔ وہ سب دوسرے پھاٹک سے بھڑ بھڑا کر چڑھ دوڑے۔ ٹھہرے ٹھہر۔ ادھر اُدھر بس رُک جا۔ آگے قدم بڑھایا اور تلوار کا زخم کھایا جنبش کی اور دیا تلا ہوا ہاتھ۔ بچہ آج نوچندی جمعرات ہے۔ پندرہ بیس آدمیون نے چو طرفہ سے گھیر لیا۔ اور نگا گالیون کا چھرا آ چلنے کمیدان کی آنکھین لال انگارا خون ٹپک رہا تھا۔ بدن مارے غصے کے تھر تھرا رہا تھا۔ بانکے کو اکیلا پا کر رفقا بھی شیر ہین کوئی اکڑتا ہے کوئی برتا ہے۔ اتنے مین دس پانچ نے مشیت مین آکر تلوار کھینچ ہی تو لی ہائین ہائین ہائین۔ اور لوگون نے دیکھا کہ ہم ہی بھسڈی رہے جاتے ہین سڑ سے سر دہی میان کے باہر تھی۔ بانکے کا رنگ فق کہ غضب ہی ہو گیا۔ اب کتے کی موت مرے۔ کس کس سے لڑونگا۔ ایک دو ہو ونہ کہ سو۔ خیر۔ پھر ہر چہ بادا باد۔ بیچارے میان آزاد کو کوئی خبر کر دیتا تو وہ جھپٹ ہی پڑتے۔ مگر اب موقع کہا۔ جبتک کوئی جائے جائے ہمارا کام تمام ہو جائے گا۔ ایک یار نے بڑھ کر بانکے بیچارے مصیبت کے مارے پر ایک لٹھ لگایا تو بائین ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اسمین غل غپاڑے کی آواز میان آزاد نے بھی سنی انھین کیا معلوم کہ انکے یار پر کیسا وقت گذر رہا ہے ٹہلتے ہوے چلے اور بھیڑ کاٹ کر دوڑاتے ہوے پہونچے۔ اہو ہو ہو۔ یہ بانکے یہان پھنسے ہوے ہین۔ لاحول ولا قوۃ ہم ٹہلتے ہی رہ گئے اور حریف جھانسا دے ہی گیا تلوار کو ذرا اٹھکا اور زن سے اُس پار آن پہونچے۔ بھئی کھلاڑی خبردار اناڑی۔ ہاتھ اٹھایا اور مین نے چپر غوٹ کیا اور ٹیٹوا لیا بانکے کے دل مین ڈھارس ہوئی کہ شکر ہے خداوندا۔ جان بچائی۔ از سر نو زندگی پائی۔ اتنے مین میان آزاد نے کہا روکو اور۔ سہ

یہ کہہ کے لی نیام سے تیغ شرر فشان　　شعلے نے الحذر کہا بجلی نے الامان
آواز دی زمین نے کہ یا حافظ جہان　　دہشت سے تھرتھرا گیا چرخ آسمان

تلوار کا چمکنا تھا کہ سب ساتھی رفیق نام کے بانکے ہر ہو گئے۔ میدان خالی فقط میان آزاد اور بانکے ایک طرف کمیدان اور دو شریف زادے دوسری طرف۔ باقی رفو چکر۔ ایک نے آزاد پر تیغچہ چلایا دائین سے مگر خالی گیا پھر کل پر چڑھایا اور وا اغا مگر بچک چاٹ گئی۔ آزاد نے جھپٹ کر انکو تو ایسا چرکا دیا کہ تلملا کر گر پڑے۔ دوسرے حضرت دس قدم پیچھے ہٹ گئے بانکے سٹک گئے اب میان آزاد اور کمیدان۔ وہ کڑک پر جھکے انھون نے نہایت خوبصورتی سے چوٹ روک کر سر پر ہاتھ لگانا چاہا اُسنے روکا اور چاکی کا ہاتھ دیا انھر آدھ گھنٹے تک انکے اُنکے شپاشپ تلوار چلا کی۔ آخر کار اُنھون نے بڑھکر جنیو کا وہ کاری ہاتھ لگایا کہ بھنڈارا تک کھل گیا۔ مگر کمیدان بھی گرتے گرتے پاہرہ دے ہی گیا۔ طرفین سے خون کے شرانٹے بہنے لگے۔ ادھر یہ اُدھر وہ دھم سے گرے انھون نے کہا یا علی وہ بولے الا اللہ۔

بھولے بھالے نواب

کمال بھی کیا چیز ہے واللہ انکے ہاتھ دیکھیے کہ کیا آن بان ہے جدھر گذر ہوتا ہے انگلیان اُٹھتی ہین شدہ شدہ نوابون رئیسون مین بھی انکا ذکر پہونچا۔ رئیسون کو مرض ہے کہ پہلوان پھنیت

ہم سوچتے ہین کہ درگاہ نجائین تو بانکپن مین حرف آتا ہے جائین توکس برتے پر یار تم ساتھ چلو تو مزے ہین۔ ورنہ بے موت مرے۔

آزاد۔ بس اتنے ہی کے واسطے تو تمھارا ساتھ دیتے ہین بیڑا اُٹھا لیا کہ تم کو کل لے چلین گے۔ اور سب سے بھڑ پڑینگے وہ سو ہون خواہ ہزار۔ ہم ہین اور ہماری تلوار۔ خنجر ہی اور کٹار۔ اتنی کٹارین بھوکون کہ دم بند ہو جائے۔ مگر یہ بتادو کہ تمھارا قصور تو نہین ہی۔

بانکے۔ نہین اُستاد شہید کربلا کی قسم۔ جو میری جانب سے بیل ہو تو ناک کاٹ لیجیے اور جو چاہیے سزا دیجیے مجھ سے اُنھون نے ایکدن اکڑ کر کہا کہ تو تلوار نہ باندھا کر مین بھی آپ جانیے انسان ہون بشر ہون فرشتہ نہین ملک نہین مجھے بھی غصہ آ گیا۔ مین نے کہا۔ دت۔ تو اور ہم سے ہتھیار رکھوا لے۔ اے تیری قدرت اتنے مین لگا بے نقط سُنانے اور ریندرہ بیس آدمی اُسکی طرف سے بولنے لگے مصلحت وقت سمجھ کر مین نے بھی دو چار باتین کہین دبا نہین۔ مگر لڑنا خلاف عقل سمجھا۔ بانکا ہون تو کیا ہوا لیکن بے سمجھے بوجھے بات نہین کرتا۔ خیر اُسنے بآواز بلند کہا کہ اچھا جمعہ درگاہ مین سمجھ لین گے اگلی نوچندی مین یا ہمین نہ ہونگے یا تم ہی نہ ہو گے۔

آزاد۔ اچھا تم بس رہنا مین دو گھڑی دن رہے آونگا گھبراو نہین تمھارا بال بیکا ہو تو مونچھ منڈوا ڈالون۔ یہ دو آدمی دیکھنے ہی بھر کے ہونگے جانباز نہین دو ہی دو چار ہونگے جو آزاد کی تیغ کی چمک اور آب خنجر کی جھلک کا سامنا کرین ورنہ ایکسو جھپا تو لوکدم بھاگین تو سہی۔ اجل کا مقابلہ کرنا دل لگی نہین ہی۔ مرد میدان تیغ باید۔ بس اب رخصت کل ملین گے۔

میان آزاد دوسرے دن ہتھیار باندھ کر آدمی بنے ٹھنے چلے راستے مین وہی بانکے ملے۔ علیک سلیک کے بعد دونون سلطم ساتھ چلے۔ جھٹپٹے وقت ٹہلتے ہوے درگاہ پہونچے۔

نوچندی جمعرات جسکے آگے بنارس کا بڑھوا منگل مات چو طرفہ چہل پہل کہین مہوشان غنچہ دہن۔ کہین پری رویان سیمتن تماشائیون کا ہجوم مٹھو بچو کی دھوم ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے ہین آدمی پر آدمی ٹوٹے پڑتے ہین کوسون کا تانتا لگا ہوا ہو۔ میوہ فروش صدا لگا رہے ہین۔ تنبولی بیڑے بنا رہے ہین۔ گنڈیریان ہین کیوڑے کی۔ کھلے ہین کباب۔ میان آزاد خرامان خرامان سیر کرتے گھورتے گھارتے پھاٹک پر داخل ہوے۔ دیکھا کہ سامنے بتیس چالیس آدمیون کا غول ہی۔ بانکے نے کان مین کہا۔ یہی حضرات ہین۔ دیکھیے لیجیے دنگے پر آمادہ ہین یا نہین اور لطف یہ کہ کوئی نہتا نہین۔

آزاد۔ بھلا یہان تمھارا بھی کوئی جان پہچان ہی۔ ہو تو دس پانچ کو تم بھی بلا لو۔ بھیڑ بھڑکا تو ہو جائے۔ لڑنے والے ہم کیا کم ہین مگر ذرا دو چار جالی خر برنے بھی چاہیئن ڈالی کی رونق ہو جائے باقی ہاتھی کے کھانے کے دانت اور دکھانے کے اور ہوتے ہین۔

بانکے۔ ابھی لایا۔ دس بیس اچھے جیوٹ آدمی کٹ مرنے والے آپ ٹھہرین مین دم کے دم مین آیا مگر باہر ٹہلیے تو اچھا ہی۔ یہان جو کھم ہی۔

میان آزاد پھاٹک کے باہر ٹہلنے لگے اور انکے یار جی چلے جیوٹ آدمیون کی تلاش مین۔ کمیدان نے جو دیکھا کہ دونون کھسکے تو ہم ہنڈیان پکنے لگین۔ وہ بھگا یا وہ ہٹا یا بھاگا ہی لوکدم بات تیری دم مین عمدا۔ ایک شخص نے کہا

چھٹن - ہم نے کیلے کا پیڑ امرود کا پیڑ گیندے کا پیڑ خربوزے کا پیڑ یہ سب انھین آنکھون دیکھ ڈالے -

آزاد - بھلا یہان کسی صاحب نے واہ واہ کی پھلیون کا پیڑ بھی دیکھا ہے -

گپّی - جی ہان حضرت - ایکدفعہ نیپال کی ترائی مین دیکھا تھا مگر شیر چوڑکا رات کو مین گیندے کے درخت پر چھپکے چڑھ گیا - کچھ یاد نہین کہ پتی کیسی ہوتی ہے -

منے میان - بھئی خشکے کے درخت کا کچھ تو حال دریافت کرنا چاہیے - یہی فرشتہ ہو گیا ہو کیا کہ لاکھ جتن کیجیے بھید ہی نہین کھلتا - اور یون گدّے بازیون سے کام نہین چلتا - پیپل سے بڑا درخت تو آج تک سنا ہی نہین حتیٰ کہ لوگ اُس کے سایہ تلے کے لوگون کی قسم کھاتے ہین مثلاً - ع پیپل تلے کے بھتنے کے شیطان کی قسم ؎ انشا اسد کہ گئے ہین -

اچھے مرزا - قربان جاؤن ان لوگون کی باتون کا اعتبار کیا سب سُنی سُنائی کہتے ہین - ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ - قربان جاؤن غلام نے وہ بات سوچی کہ سنتے ہی پھڑک جائیے - قربان جاؤن کہتے ہوے لب بندھے جاتے ہین -

نواب صاحب - ہان واللہ میر صاحب - آپکو قسم ہے پنجتن پاک کی جو نہ کہیے - حضرت اب اشتیاق بڑھتا جاتا ہے - ے واللہ ہے مجھے یقین ہو گیا کہ آپنے اسکی لم دریافت کرلی ہوگی واللہ دور کی کوڑی لائے ہو -

اچھے مرزا - قربان جاؤن اکتارے کو ٹیک کر اور نیم خیز ہو کر اگر خشکے کا درخت ہوگا تو اس کتارے کے برابر ہوگا جو بھر بڑا نہ تل بھر چھوٹا -

نواب صاحب - واللہ واہ میر صاحب کیا بات نکالی ہے -

مصاحبین - سبحان اللہ واہ اچھے مرزا واہ میرزا صاحب قربان اس سوجھ بوجھ کے - کیا شیرین بیانی ہو واہ اس کتارے کے صدقے -

آزاد - آپ تو اپنے وقت کے لال بھکڑ نکلے کیا بات پیدا کی ہے بھئی معلوم ہوتا ہے سفر بہت کیا ہی -

اچھے مرزا - کون - مین نے - سفر - اے توبہ قسم لو جو نخاس سے باہر گیا ہون - مگر میان مین لڑکپن ہی سے ذکی تھا - والد مرحوم تو بالکل بیوقوف تھے مگر اماجان بلا کی عورت تھین اُف فوہ - وہ بات مین بات پیدا کرتی تھین کہ اچھے اچھے مردون کی عقل دنگ ہو جائے - سترہ برس کی عمر تک اُنھون نے ہمین پالا پرورش کیا - پھر بھلا ہم برق کیون نہون -

اتنے مین غل غپاڑے کی آواز آئی - ہائین اخیر تو ہی بھئی آخر ماجرا کیا ہی اندر سے مبارک قدم لونڈی پانون ننگے سر پیٹتی ہوئی آئی حضور حضور مین صدقے واسطے خدا کے جلدی چلیے یہ ہنگامہ کہان ہو رہا ہی - پڑوس مین مُوئے سنڈے خون کیے ڈالتے ہین بڑی بیگم صاحب کھڑی رو رہی ہین کہ میرے بچے پر آنچ نہ آجائے اور سنیئے کچاس قدم پر تو جھگڑا ہو رہا ہی انکے یہان کھلبلی مچ گئی نواب صاحب جوتیان چھوڑ کر اندر بھاگے دروازے سب بند اب کسی کو حکم نہین کہ زور سے بولے اتنے مین ایک مصاحب نے ڈیوڑھی پر سے پکارا کہ پیر و مرشد میان آزاد بھی آخر کس مرض کی دوا ہین - گنڈیری چھیلنے کے کام کے نہین - قوام بنانا نہین جانتے بٹیر سٹھیانے مین جانگلو انکو بھیجکر دریافت نہ کرائین کہ یہ دنگا کہان ہو رہا ہے -

مبارک قدم - ہان ہان بھیج دیجیے - کیسے کتے کی جال جائین اور بلی کی جال آئین -

بٹیرے کو ساتھ رکھیں۔ کبھی پر لیکر ہوا کھانے نکلیں۔ ایک نواب صاحب نے انکو بھی بلوایا۔ یہ اونچی بنے ہوئے دو دو دولائیتیاں کمر سے لگائے تنے ہوئے جا پہونچے تو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک نواب صاحب اپنی مان کے لاڈلے۔ اندھیرے گھر کے اُجالے بھولے بھالے مسند پر بیٹھے پیچوان گڑگڑا رہے ہیں۔ تمام عمر زنان خانہ ہی میں حضرت نے پرورش پائی تھی کبھی گھر کے باہر جانے تک کی نوبت نہ آئی تھی گویا باہر قدم رکھنے کی قسم کھائی تھی۔ دن بھر کمرے میں بیٹھنا یاروں دوستوں سے گپیں اڑانا کبھی چوسر کا رنگ جمایا کبھی بازی لڑی۔ کبھی پو پر گوٹ اڑی کبھی سہ بازی دینی پڑی کبھی چلبلے اُڑانے لگے۔ ع۔ آفتاب آیا ہی سو ریج کنڈ میں ؎ برہمن بیٹھے کہ کفرستان بلرزد ؎ تاج کی کھیل اعلیٰ غلام ندارد برات کا سر۔ یہ فقرے اُڑے۔ پھر شطرنج بچھی۔ شاطر اپنے اپنے منصوبے کرنے لگے کسی نے پیادیں کی۔ کسی نے گردیلا۔ مہرے کھٹ کھٹ پٹتے تھے۔ کشت بادشاہ کو پھر کشت۔ وہ گھوڑا پیٹ لیا وہ پیادہ ٹھپک لیا۔ رُخ چھڑا دیے۔ فکر کے میدان میں عقل کے گھوڑے دوڑ رہے ہیں جب دل گھبرایا تو مدک کا دم لگایا۔ چانڈو کے چھینٹے اُڑائے۔ افیون کی چسکی لی۔ اُس دن حضرت اپنے صاف ستھرے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں میر آغا بٹیر کو موٹھ کرتے ہوئے تشریف لائے اور آداب بجا لاکر دوزانو بیٹھ گئے۔ میر آغا ابھی اچھی طرح بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ اچھے مرزا بوندا اچھیلتے ہوئے آہی گئے اور ایک کونے میں جا ڈٹے میاں چھجن انگرکھے کے بند کھولے گدی پر ٹوپی رکھے کھٹ سے موجود۔ آکا دنی دن سے داخل۔ پھر کیا تھا آدم آ۔ میں آ۔ دس پندرہ حضرات جمع ہو گئے مگر سب جھنڈے تلے کے شہدے چھٹے ہوئے گرگے۔ کوئی چینی کی پیالی میں افیون گھول رہا ہے کوئی چانڈو کا قوام بنا رہا ہے۔ کسی نے گنڈیریاں بنائیں کسی نے امیر حمزہ کی داستان چھیڑی۔ سب اپنے اپنے دھندے میں مصروف ہوئے۔ اتنے میں نواب صاحب نے میر آغا سے پوچھا کہ میر صاحب آپ نے خشکے کا درخت بھی ملاحظہ فرمایا ہی۔

میر آغا ۔ حضور قسم ہے جناب امیر علیہ السلام کی ستر اور دو چو بہتر (وہ بہتر لاحول مجھے تو گنتی بھی نہیں آتی) بہتر برس کی عمر ہونے کو آئی غلام نے آج تک آنکھوں سے نہیں دیکھا لیکن حضور بہت بڑا درخت بڑا تو وجہ کیا۔ ایک عالم کی اس سے پرورش ہوتی ہی جسے دیکھو خشکے پر مٹھے لگا تا ہی۔ پھر آخر یہ آتا کہاں سے ہی۔

اچھے مرزا ۔ قربان جاؤں درخت کے بڑے ہونے میں کیا منت ہی۔ کشمیر سے لیکر قربان جاؤں بڑے گاؤں تک اور لندھن سے تا بولایت سب اُسکے خوشہ چین ہیں مگر حضور بنگال میں خشکے کے پیڑ بڑے بڑے کوئی ملبنیڈی کے برابر ہوتے ہونگے۔ وہاں تو اسی پر دارومدار ہے۔

نواب صاحب ۔ میرا قیاس بھی یہی کہتا ہی کہ درخت ہوگا عظیم الشان لیکن ہاں دریافت طلب یہ بات ہی کہ آخر کس درخت سے زیادہ مناسبت ہی۔ اگر یہ دریافت ہو جائے تو پھر جانئے کہ ایک نئی بات ایجاد ہوئی اور بھی سچ پوچھو تو تحقیقات کے بھی یہی معنی ہیں کہ جبتک ایک ایک بات کی خوب چھان بنان نہو تب تک لطف نہیں۔

مستا بیگ ۔ حضور برگد سنا بڑا عظیم الشان درخت ہوتا ہی واللہ اعلم بالصواب۔ نیم کا پیڑ تو ہم نے بھی دیکھا ہے۔ کتا بونہیں البتہ بڑھا ہی کہ ع۔ برگد کی جٹائیں بال اُسکے۔ اگر درخت بڑا نہوتا تو شاعر مثال کیوں دیتے۔

اوراب تو سہ	وقت پیری شباب کی باتین ایسی ہین جیسے خواب کی باتین	

اب بال پک گئے - دانت چوہے کی نذر ہوے - گالون پر جھریان پڑ گئین - کمر دوتا ہوئی بصارت نے ٹکا سا جواب دیا - ہوش و حواس چمپت ہوے - بس ایک گرسٹ تو عصاے پیری ہے - باقی خدا کا نام - کیا کہون حضور جسوقت یاران سرپل گنڈیریان چوستے ہین منہہ دیکھ کر رہ جاتا ہون - اور گنڈیری والا جب صدا دیتا ہے تو کلیجہ پکڑ کر رہ جاتا ہون - اتنے مین حوالی موالی میان ڈلی میان کمالی - آن موجود ہوے - دربار گرم ہے - اور طرح طرح کی چہ میگوئیان ہو رہی ہین -

مرزا گشت - خداوند آج تو بڑی تشویش کی بات سنی میرے تو حواس فقود ہو گئے - شہر بھر مین کھلبلی مچی ہے واشد بچائے - اگلی گرمی کی فصل خیر سے گذرتی نہین سوجھتی - آثار برے ہین -

نواب - کیون کیون خیر باشد کیا قیامت آنے والی ہے - یا آفتاب سوا نیزے پر ہو رہا - یا دوسرے طوفان نوح کا خیمہ نصب ہو گیا ہے - یہ کھلبلی کیسی مچی آخر ماجرا کیا ہے کچھ بتاؤ تو سہی - یہ تو بڑی بری سنائی - اللہم احفظنا من کل البلیات -

میرزا - ای حضور یہ جب آتے ہین ایک نیا شگوفہ چھوڑتے ہین خدا جانے کون فرشتہ انکے کان مین پھونک جاتا ہے - اسوقت ایسی سنائی کہ واللہ نشہ ہرن ہو گیا - جمائیان آنے لگین - ابھی افیم گھولی تھی ابھی ڈبیا کھولی تھی حضور کے سامنے ہی چسکی پی - مگر انکے آتے ہی نشہ ہرن ہو گیا - انکی عادت ہے کہ جب آئینگے کچھ نہ کچھ اوٹ پٹانگ ضرور سنائینگے - مفت مین نشہ اتر گیا -

مرزا گشت - اجی آپ کس کھیت کی مولی ہین ہمسے تو بڑے بڑون کے نشے ہرن ہوے ہین - آج تو جہان افیون کا جگا کھلایا اور آنکھین بند کین بس بھرپور نا قسم ہے کسی نے بات کی اور آپکی پینک مین فرق آیا - جب پہلی تاریخ آ جائیگی تو آپکی آنکھین کھل جائینگی - آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائیگا - اور دو چار دن بڑھ بڑھ کر باتین بناؤ - ماما مغتیان اڑا لو میے صاحب ہم تو ڈھونڈھ ڈھانڈھ کر خبرین لائین آپ دن بھر پینک مین اونگھا اور مٹھائی ٹونگا کرین اور ہمین کو الو بنائین - اینڈی بینڈی سنائین - پہلی کو قلعی کھلیگی بچہ صورت بگڑ جائے تو سہی -

نواب - کیا کیا پہلی تاریخ کیسی - اے میان تم تو پہیلیان بجھواتے ہو کچھ حال تو کہو - آخر پہلی کو کیا ہونے والا ہے -

مرزا گشت - ای حضور یہ نہ پوچھیے - بس کچھ عرض نہین کیا جاتا یہ ایک حلوائن ابھی جوان جہان ہے - نگوری کے ایسے بھولے بھالے گال آنکھین جیسے بتاشے یعنی کہین اتفاق سے اونٹا ہوا دودھ جو مارے ہوکے پی گئی - تو پیٹ پھول کے کپا ہو گیا - کسی نے کچھ بتایا کسی نے کچھ نسخہ پلایا - مگر وہ اتنا فیل ہو گئی - اب سنیے کہ اسکا میان اسکو بہت چاہتا تھا جب جنازہ جانے لگی تو ایک دفعہ ہی کلبلا کر اٹھی - آئین - اے رام - اے باپ رے باپ توبہ توبہ جیو کا ڈھوا - حلوائیون اور گنوارون نے وہ بم مچائی کہ توبہ ہی بھلی اے جیتی ہو - یو دیکھو - لہاس ہلت ہے - آخر کار دو چار حلوائیون نے جی کڑا کر کے لاش کو چپکے سے گھسیٹ لیا تو آہستہ سے کہتی کیا ہے - اے یو کا اندھیر مچایو - اے مین جلی جات ہون رے - جھٹ پٹ کفن پھاڑ کر اسکو نکالا تو ٹیان سی اٹھ بیٹھی - حضور قسم ہے خدا کی اسنے وہ وہ باتین بیان کین کہ سننے سے تعلق رکھتی ہین کہنے لگی کہ جب مری تو فرشتون نے مجھے فرش گل پر چلایا - اور میری پیاری پیاری صورت پر عاشق

میان آزاد نے ایک خدمتگار کے ہاتھ مین تیغ اصفہانی دی اور خود کٹارے کرانیڈتے ہوے چلے راہ مین لوگون سے پوچھتے جاتے ہین کہ کیون بھئی یہ فساد کیا ہی۔ یہ دنگا کہان ہو رہا ہے۔ ایک نے کہا اجی جلکنڈی مین بزقصابون مین چھیچھڑے پر چھری چلی۔ ایک شخص گوشت لینے آیا تھا اُسکو سردست یہ سوجھی کہ اپنے کتے کے لیے چھیچھڑے لے بھاگے۔ جب بوچڑ نے دیکھا تو سب بوچڑون کے نام لے لے کر کوسنے اور صلواتین سنانے لگا ان چھیچھڑے پر چھری چلگئی ایک نے پچھاڑا دوسرے نے ٹنگڑی دی اور وہ تو جھپٹنے سے چوری چکاری مین برق ہوگیا ہی بس دل گرتے کو تو دیکھیے کہ دن دہاڑے آنکھ مین خاک جھونک کر دکان پر سے مال غائب کیا۔ یہ چوری ہی یا سینہ زوری پانچ چار قدم آگے بڑھے تو دو چار آدمی باتین کرتے جاتے تھے کہ میان ہوا ایک پنساری نے پڑیا مین جمالگوٹہ باندھ دیا پس انھون نے آتے ہی گردن ناپی کہ مغز کدو کے عوض جمالگوٹہ ملا دیا۔ اور دس قدم چلے تو ایک شخص نے کہا وہ تو کہیے خیریت گذری کہ جاگ ہوگئی نہین تو بھیڑیا گھر بھر کو اٹھا لیجاتا۔ ہائین بھیڑیا کیسا۔ جی حضور ایک منہار کے گھر سے بھیڑیا تین بکریان دو مینڈھے ایک خرگوش اور ایک خالی پنجڑا اُڑا لے گیا اُسکی عورت کو بھی پیٹھ پر لاد چکا تھا کہ منہار جاگ اٹھا۔ اب میان آزاد چکرائے کہ بھئی یہ عجب بات ہی جو ہی سنتا ہی انوکھی روایت بتاتا ہی قریب پہونچے تو معلوم ہوا کہ پندرہ بیس آدمی لکڑ بھیڑ اٹھاتے ہین اور غل مچا رہے ہین لاحول ولاقوۃ۔ کوئی کہتا تھا کہ چھیچھڑون پر چھری چلی کوئی پنساری اور جمالگوٹے کی کہانی سناتا تھا۔ ایک گرگ باران دیدہ بھیڑیے کی روایت بٹ لائے۔ مطلب دس ہی قدم مین پچاسون باتین سننے مین آئین اور قریب آئے تو ٹائین ٹائین فش۔ معقول جتنے منھ اتنی باتین۔ جتنی زبان اتنے ہی بیان۔ الامان۔ الامان۔ اور واللہ ہنسی تو یہ آتی ہی کہ نوابصاحب کیسے بدحواس ہو کر غڑاپ گھر کے اندر ہو رہے اور گھر مین کہرام مچ گیا رفقا اور مصاحبین نے دروازے بند کر لیے۔ آخر کار ہم اس میدان مین چُن کر بھیجے گئے۔ اللہ ری دہشت واہ میان واہ بانکپن ختم ہے۔

ایک دن کو جو گردون کے پیر پہلوان کشتی گیر منازل وحشت کے ہفت خوان۔ لڑ بھڑ کے جوان میان آزاد ادھر اُدھر ولائتی لنگا بانکے بنے ہوے۔ اکڑتے اور تنتے ہوے اپنے آقا نوابصاحب بہادر کے یہان پہونچے۔ مجرا عرض کرتا ہون حضرت۔ آئیے آئیے۔ آج تو میان آزاد پورے اڈچی بنے ہین۔ آپ ڈھال نہین باندھتے؟ پیر و مرشد ڈھال تو زنانون کے لیے ہے۔ ہم عمر بھر ایک انگ لڑا کیے تلوار ہی سے چوٹ لگائی اور اسی پر چوٹ روکی۔ یا خالی دی یا کاٹ گئے یہ چوٹ کے ٹھاٹھ ہی نرالے ہین۔ کون ایسا فن ہی کہ جسمین ہم طاق نہین شہرۂ آفاق نہین۔ واہ آگا کیون مفت دھوم ہے۔ یہ سب حضور ہی کی جوتیون کا صدقہ ہی۔ ایکدن حضور کو تلوار کے کچھ ہنسر دکھاؤنگا اور حضور ہی کی آنکھون مین آب شمشیر سے سرمہ لگاؤنگا نا صاحب بندہ درگذرا۔ یہ کھیل اجڈین کے ہین۔ میری روح کانپتی ہی تلوار کی صورت دیکھے جو ڑی چڑھ آتی ہے۔ ہان مرزا صاحب چوٹ کے آدمی ہین۔ انکو جو تنگ کیجیے وہ اُف کرنے والے نہین۔

مرزاجی۔ خداوند۔ ؎

مرا چنین چہرۂ گلفام بود	بلورینم از شوخی اندام بود

مگر قربان جاؤن حضور۔ ؎

بیان خواب کی طرح جو کر رہا ہے	یہ قصہ ہے جب کا کہ مرزا جوان تھا

چلتے پھرتے نظر آیئے۔ سرکار کا نادری حکم ہے۔ اور چھوٹی بیگم صاحب
مہنا تھ مچارہی ہین کہ اس بڈھے خبیث کو کھڑے کھڑے شہر بدر
کردو۔ سواب کھسکیئے ورنہ بُری ہوگی۔

مسیتا بیگ ۔ واجبی بات ہے۔ سرکار چلتے چلتے حکم دے گئے
تھے ہم لوگ مجبور ہین۔ اب آپ اپنا سیتا کیجیے۔ ابھی سویرا ہے نہین
ہم پر بھی پڑے گی۔ اور بھی جب فرشتون کے آنے کا ڈر ہے۔ تو
کوئی تم کو کیونکر اپنے گھر مین رہنے دے۔ جو کم ہے نہ اور جو فرشتون نے
ایک ننھی سی چنگاری رکھ دی تو کیسے مکان جل بھُنکر خاک سیاہ
ہوجائے گا یا نہین۔ پھر کیسی ہوگی۔

میرزا ۔ ابے تو نا معقول فرشتے کہین گانون جلا یا کرتے ہین
وہی اوٹ پٹانگ باتین بکتا ہے جنکا سر نہ پیر۔ لو صاحب ہمارے
رہنے مین جو کم ہے۔ جو آٹھون پہر ڈیوڑھی پر بنے رہتے ہین تم سے
اُٹھائی گیرے اور ہمین نکلوائین۔ خدا کی شان۔ تم سب کی
ملی بھگت ہے۔ ارے مین تو تمھاری فرنگ سے واقف ہون
اچھا اڑنگا دیا۔

جھمن ۔ اڑنگا وڑنگا مین نہین جانتا اب آپ کھسکنت کی
ٹھہرایئن تبار۔ بہت دن میٹھے ٹکڑے اُڑائے چغل خور رئیس کا
مزاج بگاڑ دیا۔ ذراسی خطا کسی سے سرزد ہوئی اور آپنے جڑدی
مجلس مین چنگی ڈال جما لو الگ کھڑی۔ صدہا تو خدمتگار تو نے
موقوف کرائے۔ اور پچاسون بھلے مانسون کی روٹی لی۔ بندہ
بشر ہے غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ یہ چغلی کھانا کیا معنی ۔ف۔ اصل بدانہ
خطا خطا نکند + تو سی جو جہنم مین نہ ملا دون۔ عرسٹری تو
صاحبی اُسپر چبوترہ گنج کا + ٹکے کا آدمی اور لگا امرون سے ٹکر
لڑنے چلے اپنی ہستی کو دیکھ ۔ غفور ۔ میان غفور! میرزا
تمھاری بھی تو بیخ کنی کی فکر کی تھی۔

غفور ۔ (خدمتگار) کون ۔ مرزاجی ۔ یہ تو اپنے باپ کی جڑ کو کھودنے
والے آدمی ہین۔ اندر سے باہر تک کوئی ماما کوئی اصیل کوئی آدمی
انسے خوش نہین۔ ایسے چرچرے تو دیکھے نہ سُنے۔ آج ہی تو تھے
چڑھے مین انکے سر پر تڑ پڑے پڑین۔ پھر سر دیکھیے جیسے مینڈک
کی کھوپڑی پر نمک چھڑک دیا۔

مسیتا بیگ ۔ مرزا اگر غیرت ہو تو اس مصاحبت پر بامردی سے
لات مارو جس اللہ نے منھ چیرا ہے وہ رزق بھی پہونچائے گا۔

مبارک قدم ۔ (لونڈی) غفور ۔ غفور ۔ چھوٹی بیگم صاحبہ کا حکم ہے
کہ اس موئے اینچی کو شہر بدر کردو۔ فرماتی ہین کہ جتنیک یہ دفان
نہو گا داہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے۔

میرزا ۔ شہر بدر کیا شہر شملہ ہے کچھ لوٹ پڑی ہے۔ تمام شہر پر
بیگم صاحبہ کا کیا اجارہ ہے وہ بھی کل آئین یہان اس گھر مین عمر
تیر ہو گئی۔ اب وہ ہمین گدھے پر سوار کرا کر شہر بدر کرواتی ہین
جیسے نواب ویسے مصاحب ویسی ہی بیگم صاحبہ۔

اتنے مین یارون نے جو شہ پائی تو چوطرفہ سے للکار اُٹھے
ابے او نکٹرام۔ چھوٹا منھ بڑی بات بیگم صاحبہ کے کہنے کو رُوکتا ہے
اتنی بڑی بے بھاؤ کی یاد کروگے بچہ بہت لن ترانیان اچھی نہین
ہوتین کیسے بلون پر تھے۔ جب دیکھو تھتنے پھُلائے بیٹھے مین بات
کی اور لپک کے جکت دی۔ آپ ایسے شیر ہو گئے کہ بیگم صاحبہ کو بُرا
بھلا کہنے لگے۔ چاندگھی کر دیجائے گی۔ جو زیادہ تڑائے۔

میرزا ۔ اب جو یہان پانی پیئے تو اُسکی ہفتاد پشت پر لعنت ۔
چوطرفہ سے ہمین پر بوچھار ہونے لگی۔ اُٹھائی گیرون کا یہان
طوطی بولتا ہے لو خدا حافظ ۔ نظم

نواب کی جاہ دیکھیے گا	مرزا کا تباہ دیکھیے گا
لچّون سے کھڑے کھڑے بچھولنا	انشاءاللہ دیکھیے گا

ہو گئے - دو تین مین خوب گدڑے بازی ہوئی - دو نے تو ردھکی کھائی - ایک نے مجھے اُٹھا کر خدا کے پاس پہونچایا خدا اُن بیٹھی پوری جلیت رہا ہین (نقل کفر کفر نباشد) ہم کا دیکھ کر خدا ڈپٹا کہ اسکو پیچاؤ - اتنے مین تم نے چناہی پر رکھدیا حضور مجھے اُسکی بولی تو یاد نہین مگر مطلب یہی تھا پھر اُسنے کہا کہ پہلی کو بڑا اندھیرا گپ چھا جائیگا اور طوفان آئیگا - جتنے گنہگار بندے ہین سب سے اُسدن منکر نکیر سوال کرینگے اور انہی جس گھر مین ہونگے اُسکو فرشتے جلا کر خاک سیاہ کر دینگے -

نواب - میرزا صاحب سے بوریا بدھنا اُٹھایئے - آپکا یہان ٹھکانا نہین - ناحق کہین فرشتے میری کوٹھی پھونکدین تو کہین شنوائی بھی نہ ہو سکے - قبلہ اب میرا پیچھا چھوڑیے بس بقچہ سنبھالیے کہین اور بستر جمائیے -

میرزا - پیرو مرشد یہ بڑا اڑی مار بے ایمان آدمی ہے حضور تو بھولے بھالے رئیس ہین جسنے جو کہا فوراً باور کر لیا - جو اسکی کچھ بھی اصلیت ہو - بھلا کہین فرشتے گھر پھونکا کرتے ہین - ذرا تو سوچیے اس مزدور کے بھرّون مین آ کر مجھ بڈھے کو نہ نکالیے - غلام پشتہا پشت سے اسی دربار مین پرورش پا یا گیا ہے - اب کس کا دامن پکڑون - حضور کا سایۂ دامن کافی ہے - اس مردک کی افترا پردازی پر نہ جایئے - یہ تو میرا جانی دشمن ہے - بس چلے تو کچا ہی کھا جائے - ارے واہ رے فقرہ باز اچھی ہٹی جلوائی کی چھوکری مری بھی اور رجی بھی اُٹھی - جھوٹے کی ایسی تیسی بھلا کسی نے بھی یہ باتین سُنی تھین اور سُنیے کہنے لگے آنکھین جیسے بتاسہ بھینی واہ بھی واہ کیا مثال دی ہے -

ظریف - حضرت یہ افیون کا تلا زمہ تھا -

میرزا - جی بس آپ بیٹھے رہین کونے مین - یہان لگی کا موقع نہین ہے آپکو تو سوائے مسخرے پن کے دوسری بات ہی نہین آتی -

نواب - خیر صاحب یہ جھگڑا تو ہوا ہی کریگا آپ اپنا سبھیتا کرین میرے باپ دادا کی ملکیت مفت مین فرشتے پھونکدین تو مین کہین کا بھی نہ رہون - آپ ہین کس مرض کی دوا - چارپائیان توڑا کرتے ہو -

میرزا - واہ ری قسمت - برسون ریاض کیا - جان رڑ لدی بکری کی جان گئی کھانے والے کو مزہ نہ آیا - اس ملعون سے خدا سمجھے جسنے میرے حق مین یہ کانٹے بوئے - خدا کرے اسکا آج کے ساتوین ہی دن جنازہ نکلے - جیسے ہی یہ آ کر بیٹھا اور میری بائین آنکھ پھڑکنے لگی - سمجھا کہ کچھ دال مین کالا کالا ہے سو یہ گل کھلا - اچھا بچہ چچا ہی بنا کر چھوڑون تو سہی -

نواب صاحب مصاحبون کو یہ نادری حکم دیکر زنانخانہ مین گھس گئے کہ میرزا صاحب کو نکالدو - وہ تو داخل دفتر ہوئے یہان میرزا صاحب کی لے دے شروع ہو گئی -

ہمارے بھولے بھالے امان والے نواب صاحب کا زنانخانہ مین داخل ہونا تھا کہ مان نے جھٹ پٹ بلائین لین - ماما اصیلون نے دعائین دین چھوٹی بیگم صاحبہ نے آٹھ آٹھ آنسو رونا شروع کیا سب نے منتین مانین - اب کی نوچندی خیر سے گذرے تو مسجد مین گھی کے چراغ جلائین - کمال شاہ کے مزار پر پھولون کی چادر چڑھائین یہی پہلی تاریخ کیا آتی ہے جیسے کال آتا ہے - ای خدا کے لئے اُس نگوڑے انیمی کو نکالدو - موئے نے انیم گھول گھول کر اتنے دن سیہ کاری کی جب دیکھو سوگ نشینون کی طرح ماتم مین رہتا ہے ادھر باہر رفقا اور مصاحبین نے میرزا بیچارے کا ٹیٹوا دبا اور رنگ کم کر دیا -

سرگذشت - میرزا جی افیون کا ڈبا بغل مین دبائے اور

کبھی بوسہ مانگا دہن کا تو بولے — چلو تم نہین منھ لگانے کے قابل
ہنسا مین تو ہنسکر کہا اسنے مجھ سے — ہوے آپ بھی مسکرانے کے قابل
کہا کچھ جو مین نے تو بولے وہ صفدر — ہوے تم بھی باتین بنانے کے قابل

بھئی واہ واللہ کیا دور کی سوجھی کہ محفل رقص و طرب آراستہ ہو فرشتون کے پھسلانے کا نیا طریقہ ایجاد ہوا۔ ماشاءاللہ۔

میان آزاد کئی دن سے ساری کیفیت چپ چاپ بیٹھے دیکھ رہے تھے سوچے کہ ایسے رئیسون کی سرکار مین نوکری کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے چغلخوری کا بازار ہر دم گرم ایک کا ایک دشمن۔

ایک دن مرزاجی منڈی مین پونڈے چکا رہے تھے اور سامنے سے میان آزاد بانڈی ہاتھ مین لیے جھومتے جھامتے گھومتے گھامتے آرہے تھے۔ جب دوچار ہوے تو باہم یون گرم گفتار ہوے

آزاد۔ تسلیم کا مجرا پھینکتا ہون۔ سن سے بچیے۔

مرزا۔ ہان! تو مین بھی آداب داغتا ہون۔ دن سے سنبھلیے۔

آزاد۔ اللہ اللہ۔ ابھی تک جستۂ تغافلی جاری ہے۔

مرزا۔ مگر یار دخل خورون سے عقل عاری ہے۔

آزاد۔ کہیے اب کیا شغل کیا رنگ ڈھنگ ہین۔

مرزاجی۔ تینچے کل پر چڑھے ہین آمادہ جنگ ہین حضرت یہ نے دھوپ مین تو بال سفید کیے نہین ہین ایک در بند ستو در کھلے۔ مگر ع۔ بہر کجا کہ رسیدیم آسمان پیداست + ایک اور رئیس کے یہان گیا اور جاتے ہی چینی کی رنگ برنگ پیاری پیاری پیالیون مین اس حکمت کے ساتھ افیم گھولی کہ رئیس پیتے ہی پینک مین آگئے جسنے چسکی لگائی آنکھین بند ان ہاتھون کے قربان اجی مجھ مین تو وہ جوہر ہے کہ جہان جاؤن قدر ہو۔ افیم کا بول بالا اور بنگ کا منھ کالا۔ جب رئیس اور انکے رفیقون کو ذرا ہوش آیا تو حقے کی پکار ہوئی۔ کوئی ہے۔ دس پانچ آدمی بول اٹھے۔ حاضر حکم پیر و مرشد۔ ذرا پیچوان تازہ کرکے بھر لانا۔ بھائی ہماری سٹک بھی لاؤ۔ میان ایک اچھی سی چلم لاؤ۔ مین تڑسے حقہ بھر لایا اور مشکبو تمباکو دھوان دھار رئیس کو پلایا۔ پینا دینا تھا کہ پینال منھ سے لگائے اونگھ رہے تھے جب پھر ہوش آیا تو دو چار کش لیے آنکھین کھل گئین۔ باچھین کھل گئین۔ یہ حقہ کس نے بیگار سے بھرا ہے؟ اسکو ہماری دلائی انعام دے دو تب تو بندۂ درگاہ ہاتھ جوڑ کر سامنے آن کھڑے ہوے۔ خداوند یہ غلام کی کارگذاری ہے۔ خدمتگار کو اشارہ کیا تو وہ لائی ابھی سب کے کاندھون پر جھک کر سات مرتبے فراشی سلام بجا لایا۔ حق تعالی ایسے رئیسون کو سلامت رکھے۔ دم غنیمت ہے۔ اس وقت حضور کا بار احسان بردوش ہے۔

رئیس۔ یہ افیم بھی تو آپ نے گھولی تھی واللہ مزہ آگیا۔

بندہ۔ قربان جاؤن حضور ایسی افیون پلاؤن کہ قیامت تک پینک رہے دخل کیا کہ کیف ہو جائے۔ ہاتھ تلے گھڑے ہین سانچے کے ڈھلے ہوے ہین۔ پیر و مرشد کمال یہ ہے کہ دیکھتے دیکھتے آنکھین سرخ سرخ ہو جائین۔ ڈال ڈال ڈوبے رنگ جمائین بلبل کے زیر بال کا لطف حاصل ہو۔ کیا مجال کہ کبھی دوسرے کے ہاتھ کی افیم جائے۔ اسے شام کو فکر ہو تو غلام پھر پلائے۔

رئیس۔ صد در اشتہار کیا معنی۔ اب مین آپ کو جانے نہ دونگا۔ آپ تو واللہ دنیا ہی مین بند رکھنے کے قابل ہین۔ افیون نوکر رکھ لیا روپیہ کی پڑی ڈاڑھی تنخواہ کبھی آج تک نصیب ہی نہ ہوئی واللہ کیا ہاتھ مین جی چاہتا ہے چوم لون۔ مین نے پھر جھک کر فراشی سلام کیا۔ حضور کا سایۂ دامن مجھے کافی ہے۔ مگر بھائی اس وقت جتنے خوشامد خورے بیٹھے تھے سب کا رنگ فق ہوگیا کلیجہ شق ہوگیا بیٹھا مین رہے چھوٹے کر لیے اچھو رنگ جمایا

جونی ٹھوسے ہمین بنائین	ماشاء اللہ دیکھیے گا
افیون کی لم مین یان سے نکلے	تقصیر و گناہ دیکھیے گا
مرزا کی اتیج افیم کا رنگ	سبحان اللہ دیکھیے گا

مصاحبین - واہ کیا زٹل قافیہ ہی - بڑے شاعر کی دُم بنے ہین بات بیترے کی چلیے نہین گردن ناپی جاویگی سے بڑھو نہین دونگا دھکا بیٹل ٹھکیان کھاؤ گے -

میرزا ٹھے تو پیر فرتوت گر پکھے - جھٹ بھرا ہوا تپنچہ لیکر کھڑے ہو گئے یا بیوہ بولام کاف چہ معنی دارد - مین بھی ہمایون کی نسل سے ہون کوئی ایسا ویسا نہین تم ٹکڑ گدون کی یہ مجال کہ مجکو بانے انکھو اسپر سب کے سب کھلکھلا کر ہنس پڑے کہ واہ رے بڈھے بڑا تیکھا ہے - رسی جلگئی - رسی کا بل نہ گیا - القصہ میرزا نے افیم کی ڈبیا اُٹھائی اور چلے - رُبھی - سہ

رفتیم یاران تخفیف تصدیع	گر درد سر بود از ما شمارا

خدمتگارون نے انکے جلانے کے لیے فقرہ چست کیا کہ مرزا صاحب کبھی کبھی آجایا کیجیے - ایک بولا لایئے ڈبیا مین پہونچا دون - دوسرے نے کہا کہیے تو گھوڑا کسوادون -

میرزا ص	جو ہاتھ اپنے سبزی کا گھوڑا لگا
	تو سینے کا اور اُسکو بڑا لگا

میرزا تو چار ناچار بحسرت و ارمان نکلے - ادھر پہلی تاریخ آئی تو مٹر گشت چکر اُڑے کہ اب مین جھوٹا بنا اور رسا لگا گئی - لوگون نے نواب کو جنگ پر چڑھایا کہ حضور جو ہم کہین وہ کیجیے تو آج کی بلا ٹل جائے نواب صاحب نے مصاحبون کو سیاہ سفید کا اختیار دے دیا - اب سر شام سے کیفیت قابل دید تھی - ایک طرف تو برہمن بیٹھے استت پڑھ رہے ہین - اور گھنٹا کھنٹ جاپ کر رہے ہین سواہا سواہا کی آواز آرہی ہی دوسری طرف قرآن خوانی ہو رہی ہے اور علما قرات کے ساتھ عمل پڑھ رہے ہین امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء - گھر بھر مین چراغان کی بہار - اور چراغون کی قطار - ہزارون لمپ جھاڑ کنول روشن ہین - اور محفل رقص و سرود آراستہ ہے - قدسی تماشا دیکھین تو لاہوت کو بھول جائین - سہ

جبتک کہ نہ دل کی بیکلی جائے
اور ادائرہ وا اے گت چلی جائے

ہان اور چھڑ جائے یہی آہنگ - یہی رنگ - فرشتو کو بھانسا کچھ خالہ جی کا گھر تو ہی نہین سوقت تو حضرت جون ہمارے مرشد کامل مین پیر پھیر کر جھنجھولی کی دُھن ہے - سُنا ہے کہ سبحان ملا اعلی اسی راگ پر فریفتون ہین - اور اب اُنسے خوف ہی کیا ہی - وہ تو افیمیون کی تلاش مین آتے ہین یہان کوسون افیم کا پتا نہین مرزا سدھارتے نہین تو معاذ اللہ کا مقام ہوتا اسوقت خدا جانے کیا کچھ ہو گیا ہوتا -

نواب - ہوتا کیا کوٹھی کی کوٹھی بھک سے اُڑ جاتی - تو بری کہ اب کسی افیونی کو آنے تک نہ دونگا - اس کالی بلا سے اللہ بچائے چانڈو تک خیریت ہی - افیم کا بندہ دشمن ہو گیا - خبردار آج سے افیونی دہلیز کے بار رہنونے پائے ہی ہی جو کہین مرزا ہوتے تو فرشتون نے وہ دند مچائی ہوتی کہ توبہ ہی بھلی دل مسوس کر رہ جاتا - پہلی تاریخ کے انتظار مین آنکھین پتھرا گئین - بارے صد شکر کہ بخیر گذشت -

مسیتا بیگ - حضور میان شوری کا ٹپا سنیئے گا - یا کوئی غزل چھیڑی جائے اچھا غزل ہی سُنیئے - ذرا اشارے کی دیر تھی دو تین طوائفون نے ملکر یہ غزل گائی - ۵

مرا گھر کہان اُنکے آنے کے قابل	بلاؤن اگر ہون بلانے کے قابل

دلائی کیا بائی کہ شامت ہی آئی۔ اب کرون تو کیا کرون۔ جاگرن تو جورہون بیٹھون تو بچا جاؤن مگر اتنی تشفی تھی کہ کوتوالی کو ئی نہ دکھائے گا نہین اتنی جرأت کہان ایک دفعہ ہی مین اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بھی غنیمت سمجھے کہ ازین چہ بہتر۔ ایک نے دلائی پر ہاتھ مارا۔ دوسرے نے ہرونی چھین لی تیسرے نے کہا بھاگتے بھوت کی لنگوٹی ہی سہی۔ جیجے کہان تو دلائی انعام مین پائی تھی کہان شجاع الدولہ کے کوٹھون کی ہرونی بھی ہاتھ سے دی قہر درویش برجان درویش۔ بھاگا تو یہان تک کردم بیابان رخصت فی امان اللہ۔

میان آزاد دل مین سوچے کہ بھئی رئیسون کے دربار مین چغل خورون کی بڑی گرم بازاری ہے ان موذیون کی دم مین رہنا بالکل تو آتا نہین۔ محنت سے بڑا اُٹھایا گیا کہ ٹھیک بناؤنگا۔ پھر سوچے کہ کوشش ٹھکانے لگنا معلوم۔ یہان گھر پر تو ایک دفعہ بودے بن چکے ہین اب کہین سنہارے ہمارے بنائے جائین کہ ساری مشیخت نکل جائے بھی کر کھائے غم نکھرے۔ اتنے مین میان آزاد اپنے آقائے نامدار کی کوٹھی پر پہونچے۔ تھوڑی دیر بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے نواب صاحب کو ایک خط دیا اور کہا حضور میرزا جی نے یہ خط بھیجا ہے ملاحظہ کرکے جواب عنایت کیجیے مصاحبین کا چہرہ زرد اور دل سرد ہو گیا کہ اب اُسنے یہ تدبیر نکالی کہ چٹھیان بھیجنے لگا۔ ای حضور اس ردی کو چاک کر ڈالیے۔ وہ اور خط بھیجے۔ اتنے ہوسے اے تیری قدرت یہان تک آئے نیا بازون کی منھ دی گھستی تھی ایسے بڑے شیخت پناہ ہو گئے۔ نواب صاحب نے کہا اچھا پڑھو تو دیکھو کیا لکھا کیا ہے۔

میرزا صاحب کا خط

حقوق خدمت صد سالہ لعب اطفال ست
بکشوے کہ درد کو دکان خدا وند ندا

انھیون کے پشت پناہ۔ مدیون کے قبلۂ گاہ دام فیضہ۔ اللہ سلامت بڑھایا مگر تم لونڈے ہی بنے رہے۔ ابھی جمعہ جمعہ آٹھو روز کی پیدائش اور یہہ عتاب۔ تمھارے دادا جان تک کی تو مین نے آنکھین دیکھی ہین اور تمھارے لکڑدادا کے دادا پیر تک کی بات سے واقف ہون۔ اس بڑھوتی وقت تم نے مجکو نکالا ناچ نچا ڈالا تم سہی۔ سنیے صاحب ایک بدمعاش نے انگریزی تاریخ پڑھ لیا اور حضرت کو نیک پر چڑھا دیا کہ ہم کو فرشتے نظر آتے ہین۔ بات ترکم جھوٹے کی دم مین رہنا۔ اور نواب کو تو دیکھیے کہ وہ لو کیسا کے تاڑی نکلے جسکو اتنی عقل بھی نہین کہ فرشتے کہین جوتے چلایا کرتے ہین واہ ری عقل قربان اس فہم و دانش کے۔ نوصاحب اب فرشتے مجلس مین جنگاری داڑھنے لگے۔ استغفار توبہ۔ اسے توبہ۔ ان بے ایمانون پر آسمان نہین پھٹ پڑتا۔ اور دل لگی دیکھیے گا کہ حلوان مرگ شاعی اس کہ سب پر شیطان کی پھٹکار۔

نواب اب ذرا تو دل مین غور کرو کہ ساری خدائی بھر مین کہین بھی اندھیر اگھپ چھایا۔ کوئی بھی فرشتہ آیا ایک بھی گھر جلایا۔ اتنے کے یہان مفت خورون نے تیری نبض ٹٹولی کہ سنتے ہی اٹکی آپ تو سادہ لوح ہین سنتے ہی نادری حکم دیا کہ نکال دو۔ افسوس ہے۔ گو سالۂ ما پیر شد و گاؤ نشد۔ نام خدا سیانے ہوئے مگر جو ترددیانے ہو۔ ذرا تو عقل سے کام لو۔ فرشتے تو نہیں ہوتے سیتی منھ مین کالک ملو۔ کل کو کہین کہ رضا ہو کہ فرشتے ہوا جانے ایسا نہ ہو کہ کسی لم مین انکو بھی تہ بدر کرا جین۔

واہ مجھی واہ۔ کیون نہو آئیے نہ چھپا بندے بین کھا گئے نہ کہا چڑھ گئے نہ جنگ پر بھی کیا ہے دیکھنا جو کہین نہ مہینے بھر

ایسا نہو ہم نظروں سے گر جائیں - کل گدھارے کو کہیں دھتا
بتولیہ یا جائے تو اُن قیامت ہی کا سامنا ہو - واللہ ؐ وادہ تدبیر
کی کہ ہوا نہ جاتا یا رنگ پھیکا پڑ گیا۔ سنیے آج پڑدا روں نے کیا
شیطانی حرکت کی ایک شخص نے کہا - حضور کی آواز اسوقت کچھ
بھاری ہے دوسرے نے فقرہ چست کیا کہ آواز سے کچھ ضعف بھی
پایا جاتا ہے تیسرے صاحب بولے نصیب عدا کیا طبیعت بے لطف
ہوگئی - چوتھے نبض پر ہاتھ لے گئے - افاہ تپ چڑھی ہے - پانچویں
تم حکیم پیشانی پر ہاتھ رکھکر بولے - اُف فوہ ما تھا کیسا جلتا ہے
چھٹے صاحب نے فرمایا کہ حضور کی آنکھوں سے بھی نصیب دشمنان
علالت پائی جاتی ہے - اب چو طرف سے یہی ہانک سُنائی دی کہ
رئیس علیل ہیں - جب سب نے ملکر کہنا شروع کیا تو وہ بھی
گھبرائے فرماتے کیا ہیں - ہاں آج تو کچھ بدن بھی ٹوٹ رہا ہے
آنکھیں بھی جلتی ہیں اور نبض میں بھی سرعت ہے اتنے میں ایک
مصاحب نے کہا خداوند کیا عرض کروں کلیجہ بیٹھا جاتا ہے - خدا جانے
کیا ہوگیا دوسرے نے سر پکڑ کے کہا اُف سر پھٹا جاتا ہے تیسرے
نے آنکھیں ملکر کہا ابھی آنکھیں نکلی پڑتی ہیں - الغرض سب نے
ایک نئی بیماری بتائی - کسی کو بخار آیا - کسی کو جوڑ جوڑ کسی کا بدن
ٹھنڈا ہو گیا - کسی کا جی متلایا - سب بیکمان بن بیٹھے - ایک کا گھٹنے
لگا دوسرا ہائے ہائے کرنے لگا - ہم گھبرائے کہ بار خدایا یہ کیا بات ہے
یہ سب کے سب یکدم سے بیمار کیونکر پڑ گئے - اسے ابھی تو میں
سمجھا کہ یہ ان سر پلی کی کارستانی ہے - اُلجھا ا ملکر -

رئیس - آخر کچھ سوچیے تو کہ یہ مجھے بھاگئے کیا گل کھلا ابھی تو ہم
سب بھلے چنگے بیٹھے تھے - آناً فاناً میں کیسی ہوا چلی کہ دردسر
درد کمر تپ لرزہ آ دبوچا - انہیں کچھ فیہ ضرور ہے -

مصاحب - حضور تو جہاں کسی نے دو چار چکنی چپڑی باتیں سنا کر

بس ہم میں آ گئے - خدا جانے ان ذات شریف نے افیم میں کیا
کیا ملا یا تھا کہ سب کے منھ پر ہوا ئیاں چھوٹنے لگیں کچھ دال میں
کالا کالا ضرور ہے -

رفیق - کیا پتے کی بات کہی ہے - واللہ میری زبان سے
نے گئے جیسے افیم پی جی متلانے لگا - اور ایک ہم پر کیا فرض
ہے - سب کا یہی حال ہے -

لیمو نچوڑ - میں کہنے ہی کو تھا کہ یہ انھیں تازہ وارد حضرت کے
کانٹے بوئے ہوئے ہیں اور حضور سچ کہوں مجھے تو یہ کوئی
اُٹھائی گیرے معلوم ہوتے ہیں دیکھئے آنکھوں ہی سے چوٹیاں برساتی ہیں
اور خدا جھوٹ نہ بلائے - تو یہ جیسی فکر میں آئے ہونگے ضرور
افیم میں کچھ ملا دیا انکو تھا نہ پر لے چلیے -

خدمتگار - میرے سامنے انھوں نے کچھ جیب سے نکالا اور افیم
کے ساتھ گھولا - پھر حقہ بھرا تو تمبا کو میں بھی کچھ ملا دیا - اب مجھے انکی
نیت کا حال کیا معلوم تھا بھلا شکل صورت سے تو بھلے آدمی معلوم
ہوتے ہیں کوئی کسی کے پیٹ میں تو بیٹھا ہی نہیں ہے -

رئیس - واہ صاحب آپ کے جوہر تو اب کھلے - بھلے کو جلد
آپ کی ذات پہچان لی ورنہ آپ تو ایک آدھ کی جان لیتے اور
سنکھیا کھلا دیتے اب خیر اسی میں ہے کہ آپ چپکے سے کھسک جائیں
ورنہ بُری ٹھہرے گی -

مصاحب - ہم تو انکو بغیر ٹھیک بنائے نجانے دینگے - وہ تو کہیے
حضور کی نیک بختی ہیں کا ڑھے وقت آڑے آئی - ورنہ اسنے
تو تسمہ تک نہیں باقی رکھا تھا - انکو کوٹھری میں بند کرکے خوب
ٹھونکیے اور پھر راہ خدا پر چھوڑیے - مگر ذری خیال رکھیے کہ خون
نہ نکلنے پائے -

حضرت تب تو میرے ہوش اُڑ گئے کہ خدا ہی خیر کرے مجھے

آتے ہی پوچھا کہ کون بزرگوار بحث کرینگے -

میان آزاد بولے ہم - اب سب منتظر ہین کہ دیکھین کیا سوال جواب ہوتے ہین جو طرفہ کھچڑی پک رہی ہو کہ یہ ملحد تو کسی سے آجتک قائل ہی نہین ہوے انھین کوئی بند کیا کریگا -

میان آزاد	توحید مین مقام نہین قال وقیل کا ہو کس کو ناطقہ تجسے ذکر جمیل کا	

یا ایہا السامعین - اِس دہریے کے دل گردے کو دیکھیے کہ اللہ میان ہی کے قائل نہین - یہ شکل اور یہ صورت اور یہ خیال اے لعنت -

ملحد - بانی پی کر کوسنا اور بات ہو اور بحث کرنا اور بات ہی ہمین کوئی معقول کرے تو البتہ جانین - یہ کیا کہ لگے گالیان دینے -

آزاد - نامعقول کو معقول کون کرے - کوئی سوال کیجیے تو ہم جواب دین شک ہو رفع کر دین -

ملحد - اچھا پہلے تو ان تین سوالون کا جواب دیجیے پھر اور بحث چھیڑ ینگے -

سوال اول - خدا ہو تو ہمین نظر کیون نہین آتا -

سوال دوم - شیطان ناری ہو اور وہ دوزخ مین جلایا جائیگا - واہ وا واہ بھلا ناری کو آگ کا کیا ڈر ہو - اِس سزا سے وہ ضرور نڈر ہے -

سوال سوم - جو کرتا ہو خدا کرتا ہے - پھر انسان کا قصور کیا جو طرفہ سناٹا پڑ گیا - کہو اللہ کیا عالم ہو - اوہو ہو ہو - کیا کڑے سوال کیے ہین سب کے اوسان خطا - ہوش اڑے ہوے بگڑے دل لوگ دانت پیس رہے ہین کہ باہر نکلے تو گردن ہی نا پین کوئی دل ہی دل مین کوس رہا ہو کہ خدا کرے یہ مردک ابھی ابھی مر جائے کوئی قہر کی نگاہ سے گھور رہا ہو کہ اتنے مین میان آزاد نے کہا یا عزیزا ایسی باتین نہ کرو جہنم مین جلائے جاؤگے جہنم مین اُسنے مسکرا کر کہا کہ ؎

	ہمکو معلوم ہے جنّت کی حقیقت لیکن دل کے خوش کرنے کو غالب یہ خیال اچھا ہی	

اسپر میان آزاد نے ایک ڈھیلا کھینچ مارا کھٹ سے اُس منکر کی کھوپڑی پر پڑا - ہائے کرکے بیٹھ گیا - اُف لاحول ولاقوۃ اچھے وحشی سے پالا پڑا مین بحث کرنے آیا یا پتّا ڈگی - جب تقریر مین ہارے تو کلوخ اندازی کرنے لگے اور جو مین بھی ایک پتھر کھینچ مارون تو پھر کیسی ہو بچہ جی - جاہلون کا قاعدہ ہو کہ ہاتھا پائی پر آمادہ ہو جاتے ہین دہائی ہے نواب صاحب کی بیوجہ بے سبب ہم پر ایک پھاگل چہار کھینچ مارا - سر بھنّا گیا -

نواب - بھئی آزاد ہمین یہ تمھاری حرکت پسند نہین آئی - یہ ڈھیلے بازی کے کیا معنی - مانا کہ یہ ذات شریف کشتنی سوختنی گردن زدنی ہین مگر بحث کرکے معقول کیجیے - یہ نہین کہ جوتا کھینچ مارا یا تان کے ایک ڈھیلا لگایا -

آزاد - پیرومرشد مین نے تینون سوالون کا وہ جواب دیا کہ اگر کوئی قدردان ہوتا تو اسوقت گلے سے لگا لیتا اور کرورون روپیہ انعام کے دیتا - سنیے -

پہلا سوال - خدا ہو تو ہمین کیون نظر نہین آتا -

جواب - اگر اس ڈھیلے سے انکو چوٹ لگی تو چوٹ نظر کیون نہین آئی -

سبحان اللہ کا ڈونگرا برس گیا - واہ اُستاد - واللہ کیا جواب ترکی بترکی دیا ہے -

دوسرا سوال - شیطان کو نار جہنم مین جلانا بیکار ہے وہ

لوگ جم گئے تو کوٹھے پر جھنڈی کا پھریرا اُڑ رہا ہوگا۔ ڈگڈگی بجے تو سہی۔ کسی کا دل دکھانا اچھا نہین۔ اب تمھارے یہان تو بندہ آنے سے رہا۔ لاکھ روپیہ دو آنے والے کی دُم مین نمدا۔ ع

گر صد ہزار لعل و گہرے دہی چہ سود
دل را شکستۂ نہ کہ گوہر شکستہ

اب دل لگی دیکھیے تمھاری قلعی نہ کھولون تو میرزا نہین مجھے تو اندر باہر سب کا حال معلوم ہے نہ۔ وہ چتے پتے کی سناؤن کہ یاد ہی تو کرو۔ دریا مین رہ کر مگر سے بیر۔ اے نادان نوابد نوابی کے ٹھاٹھ ہی اور ہوتے ہین ریاست کے تیور ہی اور ہین وہ خم و دم ہی اور ہین۔ تم تو دمڑی کے بھوے ہی بنے رہے۔ نام کے نواب۔ میان نواب بننے کا شوق چرائے تو ہم ایسون کو نوکر رکھو۔ داستان گوئی مین ہم بند نہین نقالی مین ہم بند نہین۔ خوشامد مین ہم بند نہین خیر اب سمجھے کون۔ آدمی ہو تو سمجھ جاؤ گے۔ ورنہ پچھتاؤ گے۔

ہمارے گول مول نواب صاحب ایکدن دونون وقت ملتے اپنی خوش سواد کوٹھی کے ایک رنگین کمرے مین بیٹھے مصاحبون رفیقون سے چہ میگوئیان کر رہے تھے کہ اتنے مین میان آزاد نے دروازے مین سے گردن نکالی مجرا عرض کرتا ہون پیر و مرشد آیئے میان آزاد۔ کہیے کہان سے سواری آتی ہے۔ اسوقت تو کچھ چہرہ تمتایا ہوا ہے کیا کسی سے مجھوڑ ہوئی ہے۔ ای حضور آپ کی جوتیون کے صدقے مین اس جوار مین تو کوئی آنکھ نہین ملا سکتا دھاک ہی محلہ محلہ ہوا بندھی ہے۔ اچھے اچھے پہلوانون نے پچھاڑین کھائین۔ ہم نے وہ وہ پٹخنیان بتائین کہ چھٹی کا

دودھ یاد آیا ہوگا۔ اسوقت بندہ ایک نانبائی کی دوکان پر لگو بگلاؤ بنا نا سیکھتا تھا۔ آنچ کے سامنے جو جم کے کچھ دیر بیٹھنا پڑا تو چہرہ لال انگارا ہو گیا۔ خاصے تو یہ کیسے نانبائی گری کا بھی شوق چرایا ہے۔ دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست ہو خیر صاحب ہے۔ روٹی تو کما کھائے کسی طور مچھندر ہے کیون بھئی معقولات مین بھی کچھ دخل ہی یا لنگوٹا باندھکر کشتی اور دھینگا مشتی ہی جانتے ہو۔ کون! مین! معقولات! ہونھ عمر بھر کیا کیا کیے۔ اس فن کی وہ کونسی کتاب ہے جسپر اپنجانب نے نکتہ چینی نہین کی۔ فقہ امامیہ اور فقہ حنفیہ اور کتب تفسیر و تصوف جسمین چاہیے بحث کیجیے۔

مصاحب۔ حضور اس شہر مین ایک عالم آیا ہی کہتا ہو دنیا بھر کی کتابین چاٹ گیا ہون خصوصًا علم مناظرہ مین تو ید طولیٰ رکھتا ہی منطق کے زور سے جھوٹ کو سچ کر دکھائے مگر خدا کو نہین مانتا ہے۔ پکا ملحد اور منکر ہے۔

آزاد۔ واہ منطق کی اچھی قدر کی۔ حضرت اُنکے تو ہم بھی مشتاق ہین۔ واللہ خدا کا وہ کامل ثبوت دون کہ وہ خود پھڑک جائین ذری یہان تک لایئے تو سہی۔ بھاگے راہ نہ ملے۔ جو پھر اس شہر مین منھ دکھائین تو آدمی نہ کہنا۔

نواب۔ ہان ہان میر صاحب ذری اُنکو پھانس پھونس کر لایئے تو میان آزاد کے جوہر تو کھلین۔ مگر میان ان منکرون سے بھڑنا دل لگی نہین کسی کے قائل ہی نہین۔ بس ایک مادے کے قائل ہین۔

اسپر میر صاحب نے زور سے دو چار دم لگائے اور لڑھکتے ہوئے گئے اور جھٹ اُس دہریے کو لائے یہان ہجوم عام تھا وہ اژدحام تھا کہ تھالی اُچھالیے تو سر ہی سر جائے ملحد نے

کے واجد علی شاہ کے وقت کا ہے۔ ایسے رئیس پیدا کہان ہوتے ہین دم کے دم مین لاکھون پھونک دیے۔ روپیہ تو ٹھیکریان سمجھا کیے۔ پتنگ بازی کا شوق ہوا تو شہر بھر کے پتنگ بازون کو نہال کر دیا کنکوے والے بن گئے۔ اجی اور تو اور لونڈے جو گلی کوچون مین لنگر اور رگڑے کے گرد ڈور لوٹا کرتے ہین روز دو دو چار چار چکھوتیان کرتے تھے۔ عیاشی مین بھی وہ نام روشن کیا کہ کوئی ڈوم ڈھاری غریب نظر نہ آیا۔ چانڈو کا شوق ہوا تو دقیانوس کے وقت کی نگالیان ہزارون روپیہ کو خریدلین اور فی سبیل اللہ دو دو ڈھائی ڈھائی سو آدمیون کو ایک ایک دن مین چانڈو پلا دیا۔ افیم اتنی خریدی کہ ٹکے سیر سے سولہ روپیہ سیر بکنے لگی۔ مالوا خالی چین کھکھل۔ دن رات قوام کے چولھے کا منھ کالا۔ افیم کے ست کا بول بالا۔ جب دیکھو لمپ روشن جاگتی جوت مکھیان تک فیض سے محروم نہین رہین بمبئی تک کے گنّے آتے تھے اور ہاتھی کے قد آدم چھلکون کا ڈھیر لگ جاتا تھا۔

آزاد۔ ہاتھی کے قد آدم بھی کتنا خوب۔

مصاحب۔ اللہ کی عنایت سے جو شوق کیا ایسا ہی کیا پھر بٹیر بازی مین انکے سامنے کون ٹھہرتا۔ لاکھون روپیہ صرف کر ڈالا اب یہ ایک صف شکن انکے وقت کا باقی رہ گیا ہے۔ یہ بزرگون کی نشانی ہے۔ بٹیر کیا ہفت خوان منازل ہلوائی ہے ہفت اقلیم مین لاثانی ہے۔ اُنکی وفات کو کوئی بیس تیس برس گذرے ہونگے بس یہی سمجھیے کہ محمد علی شاہ کے وقت مین خریدا گیا تھا۔ اب کوئی سو برس کا ہوگا دو کم یا دو اوپر۔ مگر اس چڑھتی وقت بھی وہ ہٹّے ہوتے ہین کہ مرغ کو ٹیک کر لات سٹے تو وہ بھی چین بول جاوے جیسے باز اور پدّے کی لڑائی۔ اور کیون نہو تنکس بٹو کا کھاتا ہے اور نوابصاحب کے جیوٹ چنے کو تو آپ جانتے ہی ہین شاہی مین جب وگلے والی پلٹن بگڑی تھی تو ہمارے حضور ہی سمجھے گئے تھے یار سال کی دل لگی سنیے نواب صاحب کے ماموں تشریف لائے انمین بھی ریاست کی بو ہے۔ کنکوا تو ایسا لڑاتے ہین کہ میان ولایتی اُنکے آگے پانی بھرین دو دو تو لے افیم پی جائین اور وہی خم و دم۔ بٹیر بازی کا بھی پرے سرے کا شوق ہے۔ آپکا ظفر پیکر تو بلا کا بٹیر ہے۔ بٹیر کیا شیدی لندھور ہے۔ ڈھوہ کا ڈھوہ۔ جیسے خاصہ چھوٹا تیتر۔ خیر آتے ہی نواب کو لیکر بٹیر دیکھنے گئے میرے منھ سے بیساختہ نکل گیا کہ حضور کو تو بٹیر دن کا مدت سے شوق ہے کرورون ہی بٹیر دیکھ ڈالے ہونگے مگر صف شکن سا بٹیر تو حضور نے بھی نہ دیکھا ہوگا۔

ماموں۔ ہونھ۔ اسکی اصل و حقیقت کیا ہے ظفر پیکر کو دیکھو تو آنکھین کھل جائین عقل کے ناخن لیجیے بڑھکر ایک لات دے تو صف شکن کیا معنی آپ کو تو کدم پالی باہر کر دے۔ حوصلہ ہو تو منگواؤن۔

نواب۔ اچھا ماموں جان پھر کل شد ہو جائے۔ دو دو چونچین تو ہون۔

ماموں۔ کیا مضائقہ۔ مگر اپنا بٹیر آپ مفت مین کٹوائینگے آپس کی لڑائی سے فائدہ یا اچھا کل ہو ہی جائے۔ ادھر یا اُدھر۔

الغرض دوسرے دن پالی ہوئی۔ ہزارون آدمی جوق جوق آکر موجود۔ شہر بھر مین دھوم تھی کہ آج بڑے معرکہ کی جنگ ہے۔ بھئی قسم ہے رزق کی دو چیزین جسنے نہین دیکھین اُسنے دنیا مین کچھ دیکھا ہی نہین ایک تو یہ پالی۔ دوسرے بیرول کی سوگھی۔ اُدھر ظفر پیکر اس ٹھاٹھ سے آیا کہ زمین ہلگئی اور میرا تو کلیجہ دہلنے لگا مگر صف شکن نے اُسدن آبرو رکھ لی۔ جب ہی تو نوابصاحب اسکو بچّون سے زیادہ عزیز رکھتے ہین پہلے اسکو دانہ کھلا لیتے ہین

تو خود ناری ہے۔

جواب۔ انسے پوچھیے کہ یہ مٹی ہی کے تیلے ہین یا نہین انکی کھوپڑی مٹی ہی کی بنی ہے یا سونے کی۔ پھر مٹی کا ڈھیلا لگا تو سر کیون بھنا گیا۔ بات ترے کی۔ واہ میان آزاد کیا جواب دندان شکن دیا کہ دانت کھٹے ہوگئے۔

تیسرا سوال۔ جو کرتا ہے خدا کرتا ہے۔

جواب۔ پھر ڈھیلے لگانے کا جرم ہپر کیسا۔

توپیان چوطرفہ اُچھلنے لگین۔ کہ واہ میرے شیر کیا کہنا ہے۔ آہو ہوہو کھوجڑا اگلیج و۔ اب خدا کے قائل ہوے یا ابھی کچھ مین میکھ ہے۔ کرورون باتون کی ایک بات یہ ہے کہ جب آپ ہی خاکی ہین اور مٹی ہی کا ڈھیلا مارا تو آپ کی کھوپڑی کیون بھنائی۔

لیجیے صاحب ابتک تو میان آزاد پہلوان اور پھکیت ہی تھے اب صوفی صافی اور مولوی بھی مشہور ہوگئے۔ نوابنے میان آزاد کی پیٹھ ٹھوکی۔ واہ کیون نہو۔ پہلے تو مین جھلایا کہ یہ ڈھیلا بازی چہ معنی دارد مگر پھر تو پھڑک گیا کہ واہ کیا نازک خیال آدمی ہے۔ یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک مصاحب بڑی سی رزائی جسمین کوئی دس سیر روئی پڑی تھی اوڑھ کر تشریف لائے ارے! یہ رزائی کیسی رزائی کیا لحاف کہیے۔ کیون میان یہ بےفصل رزائی اوڑھا کیسا واہ قبلہ اس بھید کو آپ نہ سمجھے۔ اے بھائی رزائی تو طالبعلم کی شگی ہے اوڑھیے تو گرم بچھایئے تو نرم۔ دیجیے تو دھرم باندھیے تو بھرم۔ واہ بھی قافیہ سنجی بھی ہو تو ایسی۔

ایک دن ہمارے باغ وبہار جوان ٹرخیے پہلوان میان آزاد اپنے آقائے نامدار نواب گردون مدار کی کوٹھی مین دوزانو بیٹھے مصاحبین سے گپ اُڑا رہے تھے کسی کو لکڑی کی چوٹین کسی کو کشتی کے داؤ بتا رہے تھے کہ اتنے مین نواب صاحب نے کہا کیون آزاد کبھی بٹیرین بھی لڑواتی ہین۔ بیت غضب بخیر اب کی ربیع الاول مین وہ گھماسان کی لڑائیان دکھائین کہ واہ جی واہ۔

مصاحب۔ میان آزاد تم تو اپنے کو بڑا جہانیان جہان گشت سمجھتے ہو مگر واللہ یہ لڑائی نہ دیکھی ہوگی۔ سطرح گتھ جاتے ہین کہ تو بہی بھلی بٹیر کی لڑائی کے آگے تو توپ وتفنگ بھی گرد ہے۔ اور پھر ہمارے نواب صاحب کے بیان کی یا بیان۔ اُف فوہ آج ہماری سرکار مین جتنے بٹیر ہین اُتنے تو مٹیابرج کے چڑیا خانہ مین بھی نہونگے ایک ایک بٹیر ہزار ہزار کی خرید کا۔ نوک دم کے بنانے مین توڑے کے توڑے صرف ہوگئے۔ سیرون موتی مروارید تو مین نے اپنے ہاتھون میں پیس کر کھلا دیے ہین۔ کچھ دنون روز کھرل چلتا تھا۔ مگر واللہ آپ بھی کہین گے کہ ہم آدمی ہین اس ڈیوڑھی پر اتنے دن سے ہوا ابتک بٹیر خانہ بھی نہ دیکھا۔ یے آؤ چلو انکو سیر کرائین۔ یہ کہکر بٹیر خانہ لے گئے۔ میان آزاد کیا دیکھتے ہین کہ چوطرفہ کابکین ہی کابکین نظر آتی ہین۔ اور کابکین بھی وہ بیش بہا کہ آہو ہوہو۔ ہاتھی دانت کی تیلیان۔ ابرنگا جمنی گنڈیان اور کارچوبی چھتین اور مقیش کی جھالر اُسپر کامدار مخملی غلافین۔ رنگ برنگ سونے چاندی کی ننھی ننھی کٹوریان جسمین بٹیر اپنی پیاری پیاری نکیلی چونچون سے پانی پئین۔ پانچ پانچ چھ چھ سو کی لاگت کی کابکین ہر سمت ٹنگی ہین۔ کوٹھیان بھی رنگ برنگی۔

مصاحب ایک ایک کابک اُتار کر بٹیر دکھا کر تعریف کرنے لگے تو پُل باندھ دیے ایک بٹیر کو دکھا کر کہا کہ اللہ رکھے کیا منجھولا جنور ہے۔ صف شکن جو آپ نے سُنا ہو یہی حضرت ہین لندن تک خبر کے کاغذ مین اسکا حال چھپ گیا میری جان کی قسم فدوی اسکی آن بان کو تو دیکھیے گا (بوسہ لیکر) ہائے کیا بانکا بٹیر ہے۔ یہ نواب صاحب

بھئی واللہ یہ نیا رشتہ ہو ابھی اُلٹ پھیر ہی۔ اور کیون میان تمھارے باپ تمھارے کون ہوے۔ واہ واسمین کونسی مشکل بات ہو بھلا۔ ہوے کون! باپ ہوے اچھے رہے اب ہمین ایسا گھامڑ سمجھ لیا ہی مجھے بھی کوئی گنوار مقرر کیا ہی۔ نواب صاحب نے کہا خوجی اس حوض مین نہاؤ تو ایک اشرفی دیتا ہون پیرو مرشد اشرفیان تو حضور کی جوتیون کے صدقے مین بہت سی مل جائینگی مگر پھر جینا دوبھر ہو جائیگا۔ وہ نہ مرے سہی لیکن نکٹا جیا بُرے احوال۔ نا صاحب مجھے تو کوئی فی غوطہ ایک اشرفی دے تو بھی پانی مین نہ بیٹھون۔ پانی کی صورت دیکھے بدن کانپ اُٹھتا ہے اور روح لرزنے لگتی ہے بھئی واہ کیسے مرد ہو جی۔ میان نہاتے نہین۔ تو آپ کوئی قاضی ہین۔ ہم نہین نہاتے پھر آپ کو کیا۔ اجی سرکار کا حکم ہے۔ چلیے آپکی بلا سے کہنے لگے سرکار کا حکم ہے۔ پھر کوئی اپنی جان دیدے۔ حضور جو یہ سوقت دھم سے حوض مین نہ کود پڑین تو افیم انھین نہ ملے۔ آپ بہت چل نکلے ہین۔ کھلائین حضور کھائین ہم۔ آپ کون بیچ مین بولنے والے اٹھتر برس سے تو مین افیم کھاتا آیا ہون اب آپ کے کہنے سے چھوڑ دون تو کیسے مرا یا جیا۔ نواب صاحب نے کہا اچھا بھئی جانے دو۔ دودھ کھاؤ گے۔ واہ خداوند نیکی اور پوچھ پوچھ دودھ تو وہ شی ہے جسکو انسان مان کے پیٹ سے نکلتے ہی غٹ غٹ پیتا ہی لیکن ذری مٹھاس خوب ہو۔ شاہجہان پور کی سفید شکر یا روسر کی کوٹھی کا قند یا کالپی کی مصری گھول دیجیے گا اور تھوڑا سا کیوڑا بھی گر بز دیجیے تو پیتے ہی آنکھین کھل جائین نواب صاحب نے حکم دیا کہ بھئی انکے واسطے دودھ لاؤ۔ کیون جی تم حلوائی کا دودھ پیتے ہو یا گھوسن کا۔ حضور جو ملجائے۔ آم کھانے سے کام ہو یا پیڑ گننے سے۔ غفور خدمتگار چاندی کے کٹورے مین دودھ لایا

خواجہ صاحب دودھ پیجیے۔ چُپ نامعقول اتنا بڑا ہو کر ہوا ابے ابھی تک تمیز نہین آئی۔ یہ دودھ پینا کہان کا محاورہ ہے گنوار دودھ کھانا نہین کہتا۔ کٹوری یہان رکھدے مین ابھی آیا ذری گتّے۔ بلی کو دیکھتے رہنا۔ کہان کہان۔ خوجی کہان۔ ای دودھ تو کھائے جاؤ مرد آدمی۔ کہین نہین حضور ابھی آیا۔ خوجی جب نظر سے اوجھل ہوے تو میان آزاد چپکے سے آدھا دودھ کھا گئے اور کٹورا لبالب کرنے کے لیے حوض سے پانی لے کر بھر دیا۔ اتفاق سے ایک چھوٹی سی مچھلی بھی پانی کے ساتھ کٹورے مین آ رہی جب خواجہ صاحب تھوڑی دیر مین پھونک پھونک کر قدم اُٹھاتے ہوے برآمد ہوے اور کٹورے کو دودھ سے لبالب پایا تو باچھین کھل گئین جاتے ہی منھ ڈالدیا۔ اتنے مین مچھلی بھی منھ مین آئی تب تو چکرائے کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہی۔ غفور پر بہت ہی جھلائے۔ اور نواب صاحب سے بڑی شکایت کی۔ حضور اسکی کان گوشی واجب ہے۔ ایسا غافل ہو گیا کہ حوض سے مچھلی اُچک آئی اور انھین کانون کان خبر نہین۔ اوگیدی اتنی قرولیان بھونکی ہونگی کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا حاضرین نے خوب قہقہہ لگایا جسے دیکھو لوٹ رہا ہی کہ واللہ اچھی دل لگی ہوئی۔ اسپر میان آزاد نے کہا کہ۔ ارے کھا جا یہ شیر ماہی ہو تب تو میان افیمچی نہایت ہی افسوس کرنے لگے کہ ہاے ہاے سونے کی چڑیا ہاتھ سے نکلگئی۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ شیر ماہی ہے ورنہ کچا ہی چبا جاتا۔ اس قسم کی مچھلی مین یہ خاصیت ہی کہ اسی برس کا بڈھا کھائے تو جوان ہو جائے نئے سرے سے دانت نکل آئین اسپر گھنٹون دل لگی رہی اتنے مین ایک صاحب نے پوچھا کہ خواجہ صاحب لوگ آپ کے پدر بزرگوار کو باورچی بتاتے ہین واللہ ہم تو آپکو شریف زادہ سمجھتے تھے مگر آپ پاجی ہی نکلے پاجی آپ اور آپ کے باپ۔ کچھ بیدے تو نہین ہو یہ پاجی کی

پھر کہیں آپ کھاتے ہیں ایکدن خلاجانے بلّی دیکھی یا کیا ہوا کر اپنے آپ بھڑکنے لگا - نواب سمجھے کہ بوندا ہو گیا پھر تو ایسے دھاروں دھار روے کہ گھر بھر مین کہرام مچ گیا میں نے نواب صاحب کو کبھی روتے دیکھا نہین - مجالس عزا مین ایک آنسو نہین نکلتا - جب بڑے نواب صاحب نے انتقال کیا تو اشک کا ایک قطرہ بھی نہ گرا بھئی یہ بٹیر ہی ایسا انمول ہے - اور سچ تو یون ہے کہ اُسنے اُسدن نواب کی شاہ بٹیرون پر احسان کیا واللہ جو کہین گھٹ جاتا تو بندہ تو جنگل کی راہ لیتا - میان جنگ مین آبرو ہی آبرو تو ہے - اور ہے کیا - خیر صاحب جیسے ہی دونون چکھی کھا چکے ظفر بیگ بجلی کی طرح صف شکن کی طرف چلا - یہ تو ری وہ گھاگر - آتے ہی دبوچ بیٹھا اور چوٹی کو چونچ سے پکڑ کر ایسی ایسی مروڑیان دین کہ دوسرا ہوتا تو ایک گرگٹے مین پھر سے بھاگ کھڑا ہوتا - نواب کا اُسدم چہرہ فق ہو گیا - اور کلیجہ شق منھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین - بنصیب اعدا زہر کھانے کا وقت پہونچا کہ اتنے مین صف شکن قلفی کر کے لوٹ ہی تو پڑا - واہ میرے شیر - خوب پھرا - پالی بھر مین آواز گونجنے لگی - کہ اہو ہو ہو وہ مارا ہے میان بیٹھے دے بڑھ کر لات - ایک لات ایسی جمائی کہ ظفر بیگ نے منھ پھیر دیا - منھ کا پھیرنا تھا کہ صف شکن نے اُچک کر ایک جھنجھوٹی بتائی واہ واہ وا - اسی مقام پر ایک لات اور کس کر اہو ہو ہو شاباش - واہ بچھے - اہو ہو ہو - اسی جگہ ایک اور - اہو ہو ہو لگا ایک اور مروڑی - اہو ہو ہو اتنے مین میان ظفر بیگ پیچ کر کے نو کدم پالی باہر - پھر سے اُڑ گیا - پالی بھر نے کہا وہ بھگایا - وہ مارا - چوطرفہ ٹوپیان اُچھل گئین - اور نفیل بجنے لگین واہ رے صف شکن - ظفر بیگ ہٹ گیا تو صف شکن کا دل اور بھی بڑھا - آج یہ بٹیر اپنا ثانی نہین رکھتا -

میان آزاد نے دیکھا کہ نواب کا ہزار ہا روپیہ بیٹر ولنگے بٹیر مین ناحق گھوما جاتا ہے - ذہن کے پکے تو تھے ہی سوچے کہ آؤ آج ان سب کو اڑا دین تو بھی دل لگی ہو یہ سوچتے ہی مصاحب سے کہا کہ یار آج ابھی سی افیون گھول کر پلاؤ تو ہم بھی بسم اللہ کر دین - مصاحب کی باچھین کھل گئین کہ اچھے کو چیلا کیا - بڑے مڈھ کو مونڈا دوڑتے ہوے گئے کہ افیون گھولکر لائین - ادھر میان آزاد نے میدان خالی پا کر کابکون کی کھڑکیان کھولدین - بٹیر سب پھر سے بھاگ گئے - صف شکن کو انھون نے چھپا لیا - باقی سب ہوا مین موجین لے رہے ہین - ہات ترے کی گھر بھر مین کتاب کا نام نہین کاغذ قلم دوات سے کام نہین کہین اور کابک اور بٹیر کے سوا کچھ نظر ہی نہین آتا - لو بچہ اور پالو بٹیر -

ہمارے رئیس نامدار یعنی نواب عرش وقار جھٹپٹے وقت اپنے باغچۂ پر بہار مین فرش مکلف پر بیٹھے رنگ رلیان منا رہے تھے مصاحب اور رفقا خوشامد کی باتین بنا رہے تھے اور میان آزاد صحبت گرما رہے تھے اتنے مین دریاے اخضر فلک پر کشتی ہلال نظر آئی - یعنی مہ نو نے اپنی پیاری پیاری صورت دکھائی چاندنی کا چھٹکنا تھا - کہ مصاحب بلبل کی طرح چہکنے لگے - نوابون کے دربارون مین مسخرون کا کال نہین - ایک افیمی پلاؤ کی چاٹ پر مسخرے بن گئے - چوطرفہ اُن پر بوچھار ہونے لگی - ایک شخص نے پوچھا کیون یار - واحد علی تمھارے کون مین بھائی کہین نہ تو فرماتے کیا ہین - جی واحد علی! میری خالہ جان کی بہن کے میان کے لڑکے کے باپ کے بیٹے ہین اسپر وہ فرمایشی قہقہہ پڑا کہ فلک ہفتم تک آواز پہونچی

مسخر الدولہ - میان تنخواہ برس کے بعد گوشت کے بھی دن بہورتے
ہین یا سو کئی صدی بعد گھانس پھونس کی بھی رتی جگی - لے
دیکھ لینا جو دس برس مین ایک گوشت خور بھی نظر آئے سب
گھانس خور ہو جائین تو سہی -

میان آزاد ایکدن سویرے منھ اندھیرے بازار مین گشت
کر رہے تھے - بازار بھر مین سناٹا - حلوائی بھٹی مین سو رہا ہی -
مگر نانبائی برتن دھو رہا ہی دروازہ بند - کنجڑون کی دکان پر اروی
نہ شکر قند - جوہریون کی دکان مین قفل لگا ہوا ہی - مگر تنباکو والا
جگا ہوا ہی - خاکروب سڑک پر جھاڑو دے رہا ہے میدے والا
پسنہاریون سے جائزہ لے رہا ہے - ادھر صدائے مرغ سحر
اُدھر ندائے اللہ اکبر - سوائے کا گھنٹا ٹھن ٹھن بج رہا ہے
کوئی اپنی دکان سج رہا ہی - میان بز قصاب دکان پر ڈٹے
ہوئے کھٹا کھٹ چھری چلا رہے ہین - کتے دُم ہلا رہے ہین اور
بوٹیون کی خیر منا رہے ہین - اتنے مین دیکھتے کیا ہین کہ ایک
شخص لنگی باندھے افیم کی پینک مین جھوم رہا ہی - اور بوکھلایا
ہوا چوطرفہ گھوم رہا ہے ہاتھ مین چلم - دکان کے صدقے ہو رہا ہی
کہ کہین سے ایک چنگاری ملجائے تو دم لگے دھوان دھار
حقہ اُڑے - جہان جاتے ہین پھر رانگ کی آواز آتی ہی بہت ہی
چکرائے لاحول ولا قوۃ - بھئی ایسا شہر نہین دیکھا منحوس
جہان آگ مانگے نہ ملے - جانو یہین بھی کوئی چھوٹی چھٹکی صرف
ہوتے ہین - یا گرہ سے کچھ جاتا ہی - الغرض محلے والونکو صلواتین
سُناتے اور دل ہی دل مین جھلاتے ہوئے نانبائی کی دکان
پر حضرت پہونچے -

حضرت - بڑے بھائی اک ذری آگ تو جھپ سے دیدینا
میرا یار لاؤ جھٹ پٹ -

نانبائی - اچھا اچھا تو دکان سے الگ رہو - چھاتی پر کیون
چڑھے بیٹھتے ہو - یہان سو دھندے کرتے ہین - آپکی طرح کوئی
بیفکرا تو ہی نہین کہ ٹرکا ہوا اور چلم لی اور لگے کوڑی دُکان مانگنے -
ملگئی تو خیر نہین تو گالیان دینی شروع کین - صبح صبح اسد کا نام
نہ رسول پیغمبر سے کام نہ رام رام چلم لیے دُکان پر ڈٹ گئے - واہ
اچھی دل لگی مقرر کی ہے - ایسی ہی طلب ہی تو ایک کنڈی کیون
نہین گاڑ رکھتے کہ رات بھر آگ ہی آگ رہے - اب ہم اپنا کام
کرین گاہکون کو سودا دین یا آگ دیتے پھرین - اب کیا کوئی
خوان دے جائیگا - یا کھرا آتا کاہے یا سیخ پرداخت ہی - ایسے ہی
اُچکے توری کرتے ہین - آنکھ چوکی اور مال غائب - کیا بس لٹکا
ہو کہ چلم لیکر آگ مانگنے آئے ہین کسی دن مین چلم وِلم نہ توڑ تاڑ کے
پھینکدون - تم ترکے ترکے دُکان پر آیا کرو جی - نہین محنت مین
کسی دن ٹھائین ٹھائین ہو جائے گی -

حضرت کی آنکھون سے خون ٹپکنے لگا جی چاہا کہ بھٹی ہی مین سر
گھونس دین مگر سوچے کہ ہم افیمی آدمی وہ نانبائی گوشت پر لٹھے
کھا کھا کر بیجے کی طرح پھول گیا ہے ایسا نہو کہ ایک تخنی بتائے -
خیر دانت پیس کر رہ گئے - وہان سے چلے تو حلوائی کی دکان پر
پہونچے -

حضرت - میان ایک ذری سی آگ دینا بھائی ہوت -

اُسوقت حلوائی کا دودھ بلی پی گئی تھی جھلایا بیٹھا تھا گھبراہٹ
مین سمجھا کہ کوئی فقیر بھیک مانگنے آیا ہی - کڑک کر اور جھڑک کر بولا
کہ اور دکان دیکھو - سویرے سویرے کوڑی کی پڑگئی - جاتا ہی کہ
دون دھکا - رہین کہین مہنت کہین - کوڑی مانگنے یہان موجود
دنیا بھر کے مرتے نانا کو گھاٹ - اب کھڑا اکھڑتا ہے کیا -
دونون کہین پھوٹ نہ ڈالون مین -

کونسی بات چیت ہی ہمنے تو عمر بھر کبھی پوچھا نہین ہوگا - باپ
دادا کا حال نہین معلوم کون تھے - کون نہین تھے - واہ میان واہ
تو یہ کہئے آپ کو اپنے باپ دادا کا حال ہی نہین معلوم - یا علی
تو بندہ نواز آپ کی عالی خاندانی کی قلعی کھل گئی - بس بس
اب آپ اس دربار کے لائق نہین - نواب صاحب نے
مُسکرا کر کہا - اے میان خوجی تمکو اپنی زبان سے بھی کہنا نہین
یہ تم بک کیا گئے - کوئی اپنے باپ دادا کو بھی نہین جانتا واہ رے
پاگل ساٹھ برس کا ہوا آدمیت نہ آئی سٹھیا گیا ہی - میان آزاد
نے پوچھا کیون میان صاحب آپ پٹھان ہین یا شیخ - جی مین
تو ہندوستانی ہون - ارے! یہ بھی کیا خوب اسے بھی مسلمان
ہو یا کافر صاحب پیدا کہان ہوے - ہندوستان کے بیچ مین پھر
اس سے کیا واسطہ - اگر اصطبل کے بیچ مین پیدا ہوتے تو کیا
لوگون کے بیچ مین گھوڑے کہلاتے - اس معاملہ کے بیچ مین انصاف تو
کیجیے - پھر ایک فرمایشی قہقہہ پڑا - اور حاضرین لوٹنے لگے -

اب سنیے کہ ایک اور مسخ الدولہ آئے - حضور کو مجرا - اخاہ میر
مذاق ہین آیئے مشفق کہیے کوئی تازہ خبر - تازہ خبر یہ ہی کہ آج سے
اینجانب تارک اللحم ہو گئے - گوشت اب نہ چھوئین گے - نباتات ہی
پر قناعت لگائین گے - کیون کیون خیر باشد - یہ کیا بد پرہیزیان
ہین - کیا باورچی نے گوشت نہین دیا - غفور - حضور - محمدو کو
بلاؤ - محمدو آیا - آداب بجا لایا - کیون جی تم سے تو ہمنے کہدیا ہے
کہ سب کو ایک آنکھ سے دیکھا کرو (اتفاق سے میان محمدو
واحد العین تھے) حضور غلام سب کو اسی ایک آنکھ سے دیکھتا ہی چھوٹ
کہتا ہو تو یہ (کانی کو دکھا کر) آنکھ اپنے بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے
پھوڑ ڈالیئے (بائین ہاتھ کی چھنگلیا نوابصاحب کی ندارد تھی)
اسپر نوابصاحب ہنس پڑے - آنکا ہنسنا تھا کہ مصاحبون
نے بھی کھلکھلانا شروع کیا - مسخ الدولہ بولے کہ خداوند اسکا
قصور نہین - مین کچھ اور ہی عرض کرتا ہون - وہ فرمایئے -
حضور ایک بڑے عالم نے لکھا ہی کہ نباتات کھایا کرو گوشت
کھانا برا - سو حضور کچھ دن آپ بھی اسکا تجربہ کرین مصاحبون
نے جو یہ سُنا تو پیٹ مین چوہے چھوٹ گئے کہ کہین ایسا نہو کہ
نواب سیدھے سادے ہی تو ہین ہی گوشت ودشت کا کھانا
چھوڑ دین تو پھر ہم منھ ہی تاکا کرین یہ سیخ اور شامی کباب
اور قورما اور کوفتے اور دوپیازا اور پلاؤ کھانے ہی مین
نہ آئے - واہ بے بھاجی خور - اچھا آیا -

۱ - حضور انکو تو سودا ہو گیا ہی - گرمی کے دن آئے اور ان کے
سر پر شیخ سدو سوار ہوے کہنے لگے گوشت نہ کھایئے پھر
کھائین کیا بُرے کا سر - آپ تو گھاس کھا گئے ہین -

۲ - پیرو مرشد یہ ایسی ہی بے ٹھکانے بات ایک دیا کرتے ہین
جسکا سر نہ پیر ایک عالم گوشت کھاتا ہی - انکے یہان ممانعت ہی
تو صاحب گوشت نہ کھائین تو پھر کیا بھوسا کھائین سانی کھائین
میلا کھائین چھپر کا پھوس کھائین -

۳ - اجی انکی فصد کھلوایئے - قطرب کی علامت پائی جاتی ہے
حضور گوشت کبھی نہ چھوڑیے گا - یہ بڑی نعمت ہی -

۴ - میان کیسی باتین کرتے ہو - حضور چھوڑین بھی تو کہین چھوٹ
سکتا ہے - رئیسون سے گوشت بغیر ایک لقمہ تو کھایا نجائے نہ کہ
ترک کرنا - اور انکی نہ کہیے - یہ تو دیوانے مشہور ہی ہین -
پائین تو بکرے کا بکرا چکھ جائین اور ڈکار تک نہ لین - مگر
نصیحت کرنے مین آندھی ہین - آپکو قسم ہے جو آج سے گوشت
کھایئے - گوشت کھاؤ تو مردار - حرام - سور - کہو بس بلو
بس رہ گئے -

بیٹے جاہلوں سے سمجھ کر جو بیٹے غنیمت ہو مگر والد سرپر سے نے
اُنسے کل داستان نہین بیان کی ۔ چوبدار مکان پر گیا اور کہا کہ
نوابصاحب نے آپکو یاد کیا ہے چلیے کسی بڑے عالم سے بحث ہو گی
مولانا ۔ السلام علیکم ۔ حضور نے آج یاد فرمایا ہی ؟ زہے نصیب
نواب ۔ وعلیک السلام ۔ آپ کو اسوجہ سے تکلیف دی کہ
میرا قرۃ العین لخت جگر نور بصر ناراض ہو کر چلا گیا مگر منطقی آدمی ہے
پیرا رفدائی سے واقف ۔ علم مناظرہ مین طاق ۔ پابند روزہ و نماز
آپ بحث کیجیے اور معقول کر کے لے آئیے ۔
مولانا ۔ انشاءاللہ ۔ والدین کا بڑا حق ہوتا ہے وہ کیسے
نادان آدمی ہین کہ والد سے خفا ہو گئے مقام استعجاب ہی ۔
خوجی ۔ مولانا صاحب ۔ وہ بیٹر ہے ۔ مگر خوش تمیز ۔ عارف زاہد
عفت کوش ۔ متقی ۔ متشرع ۔ منطقی ۔ فلسفی ۔ سیاحت دان
عربی خوان ۔
میر صاحب ۔ کیا صف شکن کا نام مولانا صاحب نے نہ سُنا ہوگا
وہ تو بصرہ و شام تک مشہور تھے قبلہ حقیقت حال یون ہی کہ سرکار
کا بیٹر صف شکن کل کابکسے اُڑ گیا ۔ اب تجویز یہ ہوئی ہی کہ ایک
سانڈنی سوار جائے اور سمجھا بجھا کر لے آئے مگر شتربان پھر شتربان
ہی ۔ لاکھ صحبت یافتہ ہو تو کیا لہذا آپ بلائے گئے کہ سانڈنی پر
سوار ہو جیے اور اُنکو بلطائف الحیل بُلا لائیے ۔
مولانا ۔ درست ۔ آپ سب کے سب نشے مین تو نہین ہین ۔
ہوش کی باتین کیجیے ۔ خود مسخرے بنتے ہو یا مجھے مسخرہ بناتے ہو
بیٹر منطقی کیسا لاحول ولاقوۃ ۔ آپ نے مجھے بھی کوئی نقل محفل بنایا
ہے اور سُنیے بیٹر اُڑ گیا اُسکو سمجھا بجھا کر لاؤ ۔ وہ بھی کوئی مولوی ہی
یا آدمی ہے صف شکن ؟ کون لڑائی سر کی تھی استغفراللہ استغفراللہ
اچھے گاؤدیون کا مجمع ہے بندہ رخصت ہوتا ہی ۔

نواب ۔ یکس کوڑھ مغز کو لائے تھے ۔ خاصہ جانگلو ہی ۔
آزاد ۔ اچھا حضور بھی کیا یاد کرینگے کہ اس اتنے بڑے دربار مین
ایک بھی منطقی نہ نکلا ۔ اب غلام نے بیڑا اُٹھالیا کر جاؤنگا اور
لاؤنگا ۔ ایک تو سانڈنی دیجیے باد رفتار اور دو دن کی خوراک دیجیے
اور ایک خط اپنے دستخط مبارک سے لکھ دیجیے ۔ تیسرے دن غلام
مع صف شکن خان بہادر کے ڈیوڑھی پر موجود ہو تو مونچھین
منڈوا ڈالیئے ۔
نواب ۔ اچھا آپ جائیے اور لیس ہو کر آیئے مین یہان بندوبست
کیے دیتا ہون ۔ مگر ابھی آئیے ۔ دیر نہ ہونے پائے ۔ اتنا خیال ہے
میان آزاد گھر گئے تو اور مصاحبون مین کھچڑی پکنے لگی ۔ یار وہ
تو بازی جیت لے گیا ۔ بالا اسی کے ہاتھ رہا ۔ اور جو کہین صف شکن
کو لے آیا تو پھر ہم سب پر شیر ہو جائے گا ۔ پھر آزاد ہی آزاد چوطرفہ
نظر آئینگے ہم کو آپ کو کوئی نہ پوچھے گا ۔ اسکی فکر ضرور کیجیے ۔
خوجی ۔ حضور جان بخشی ہو تو عرض کرون ۔
نواب ۔ کہیے نہ یہ جان بخشی کا کون موقع ہے ۔ کوئی عمدہ صلاح
بتائیے ۔ کوئی معقول تدبیر نکالیے ۔
خوجی ۔ حضور میان آزاد ابھی دو دن سے اس دربار مین آئے ہین
اُنکا اعتبار کیا ۔ خدا جانے اُچکے ہین ۔ اُٹھائی گیرے ہین ۔ چور ہین ۔
گرہ کٹ ہین ۔ کوئی کیا جانے ۔ اور جو سانڈنی ہی لے کر
رفوچکر ہون تو پھر کوئی کہان اُنکا پتہ لگاتا پھرے ۔ انصاف سے
کہیے گا کہ ایک خانہ برباد خانہ بدوش آدمی کا ٹھکانا کیا ۔ اور وہ
کچھ بیدھا ہی کہ پھر واپس آئے گا ۔
مصاحب ۔ ہان خداوند کہتے تو سچ ہین ۔
رفیق ۔ پیرو مرشد سڑی ہی تو کیا ہوا مگر کہتا پتے کی ہی ۔
میر صاحب ۔ یہ تو جی صورت ہی سے ایسے معلوم ہوتے تھے مگر

اُسنے دن کے وقت دانہ تک نہ چکھا حضور کچھے تھے بوندا ہوگیا مگر مین تاڑ گیا کہ پابند صوم وصلوۃ ہی -

خوجی - جل جلالہٗ - جل جلالہٗ - کیا شان کبریائی ہی - خداوندا ب مین حضور سے کہتا ہون کہ دس پانچ دفعہ مین نے افیم بھی پلادی مگر واقعہ باللہ باللہ جو ذرا بھی نشہ ہوا ہو - ہان انکھڑیون مین لال لال ڈورے تو پڑ گئے تھے -

میر صاحب - پیرومرشد یقین جانیے پچھلے پہر سے سحر کا ذب تک حق حق کی آواز کا بکسے آیا کرتی تھی غفور کو بھی تو ہم نے کئی بار جگا کر سنایا تھا کہ صف شکن یاد خدا مین مصروف ہین -

غفور - ہان میان پچھلے سے حق حق کیا کرتے تھے اور اکثر دیکھا تھا کہ سجدہ کر رہے ہین -

خوجی - جل جلالہٗ - جل جلالہٗ - واہ میان صف شکن علی شاہ -

نواب - بھئی ہم نے اُسے پہچانا ہی نہین -

افسوس کہ عمر رفت وہشیاری نیست	دردا کہ خیال خویشتن داری نیست

اُف اُف بھی کوئی پنکھا جھلنا -

مصاحبین - (غل مچا کر) پنکھا لاؤ - جلدی - سامنے کھڑے ہو کر جھلو -

نواب - پیتم جو مین جانتی کہ پیت کیے دکھ ہو نے
نگر ڈھنڈھورا پیٹتی کہ پیت کرے نا کوئے

خوجی - (پینک سے چونک کر) ہان ذری اونچے سرون مین - واہ اُستاد چھیڑے جا - اسوقت تو میان شوری کی روح پھڑک گئی ہوگی -

نواب - چپ نامعقول - کوئی ہی - انکو یہان سے ٹہلاؤ - یہ رئیسون کی صحبت کے قابل نہین - مجکو بھی کوئی گویا مقرر کیا ہی - یہان تو جی جلتا ہے اور اندر ہی اندر پھنک رہا ہون اُنکے نزدیک قوالی ہو رہی ہی کہنے لگے اونچے سرون مین میان شوری یاد آتے ہین - تم ایسے مفت خورون کو کسی کے درد دکھ سے کیا سروکار - تم کو تو چکھوتیون سے مطلب ہو اور بس - بیغیرتی ہو کیسی - مزے سے ہاتھ پر مار کے کھائے دل بہلائے پڑے پڑے بیٹھے گھر کو آئے -

خوجی - خداوند غلام تو اسدم اپنے آپے مین نہین - ہاے صف شکن کی کابک خالی ہو اور مین اپنے ہوش وحواس سے چوکس رہون - میرا معشوق نظر سے غائب ہو تو طبیعت کیونکر حاضر ہو حضور نے اسوقت مجپر جبر کیا - افسوس ہاے افسوس - اے یارو صف شکن کو کہین سے تو ڈھونڈھ لاؤ کوئی تو پتا لگاؤ چور گیدی سے خدا سمجھے -

نواب - شاباش - خوجی شاباش - اسوقت طبیعت بہت ہی خوش ہوگئی - بیشک تم نمک حلال تمھارے باپ دادا نمک حلال ارے بھئی سانڈنی سوار دوڑائے گئے یا نہین -

مصاحب - شجاعت علی سے کہو ابھی سانڈنی تیار ہو - اور بیجکوسی چکر لگائے - جہان صف شکن ملین اُنکو سمجھا بجھا کر لے ہی آئے -

شجاعت - جاتا تو ہون مگر وہ تو منطق پڑھے ہین میری کیا سُنینگے کوئی مولوی بھی تو ساتھ بھیجیے اُنسے بحثے گا کون - غلام تو کچھ اونٹ ہی چلانا خوب جانتا ہی - اُنسے دلیل کون کرے بھلا -

خوجی - خداوند قربان جاؤن - افیم چانڈو مدک چرس کی بحث ہو تو بندۂ درگاہ کو بھیجوا دیجیے مگر وہان تو حقانی باتین ہونگی اسمین اینجانب کو واجبی ہی واجبی دخل ہے پھر دخل در معقولات دیکر اُلو بنون مفت مین -

میان آزاد - پیرومرشد - بانک بنوٹ لکڑی پٹے کا چرچا ہوتا تو بندہ بھی تلوار سوت کر عین موقع واردات پر جا ڈٹتا اور چپکے پرچکا نشتر پر نشتر لگاتا - مگر منطق کی بحث کچھ خارجی کا گھر تو ہی نہین کسی جغادری مولانا کو بلوائیے -

مصاحبون نے ایک مولانا صاحب کو تجویز اُمولانا بیچارے

کہ تیری آتشی کی کچھ نہ پوچھو۔ یہ بے پرکی پریون کو مات کرتی ہو وہان سے ایک طرارہ بھرا تو پھر منزل مین کھٹ سے آن موجود۔ اہو ہو ہو کیا مقام مینو سواد ہو۔ الٰہی یہ زمین ہو یا بہشت شداد ہو۔ یہ رنگین در و دانے ہین یا باب گلستان۔ یا ابواب الجنان۔ اہا ہا آج معجزات ہو مشتری کی کرامات ہو۔ روز آدینہ پر اسکو تقدم بازمان ہو سعد اکبر مشہور جہان ہو۔ بیلاے شب کا کل پریشان۔ نو عروسان چمن مست و غزلخوان۔ اُدھر چشمہ سار کی روانی۔ ادھر بحر طرب کی طغیانی۔ تماشائی جوق جوق ڈٹ رہے تھے۔ ٹکٹ کھٹا کھٹ بٹ رہے تھے اتنے مین گھنٹی بجی۔ اور محفل دُلھن کی طرح سجی سامنے پردۂ زنگار اور سُر کہسار اور دامن کوہ مین سبزہ زار ادھر اُدھر اشجار پُر بہار عقل دنگ ہو کہ الٰہی یہ پردہ ہو یا نگارخانۂ ارژنگ ہو۔ وہ گل بوٹے کہ واہ جی واہ وہ نقش و نگار کہ سبحان اللہ۔ تماشائی پرانے رسیا تاڑ گئے کہ ع

کوئی معشوق ہو اس پردۂ زنگاری مین

اتنے مین پردہ اُٹھا۔ تو آنکھ جھپک گئی۔ وہ چکاچوند کا عالم کہ نظر کا پاؤن پھسلا جاتا تھا۔ راجہ اندر تخت جواہر نگار پر بڑی شان اور بان سے متمکن ہین تخت فیروز بخت کو دیکھ کر حیرت تھی کہ یا للعجب یہ جواہر ثمین کی دکان ہو۔ یا تخت روان ہو۔ تاج مکلل کے گوہر شاہوار افشان جبین خوبان یغمائی۔ اور عکس یواقیت آبدار۔ نور مہر درخشانی۔ برنائی اور خود نمائی چہرے سے عیان۔ شان کشور کشائی بشرے سے نمایان۔ ؎

بالائے سرش ز ہوشمندی		می تافت ستارۂ بلندی

پھر تو ہر در و دیوار سے چھن چھن چھم چھم کی آواز آنے لگی۔ اور محفل بھر کھلکھلانے لگی۔ ایک نوری غلمان نظیر نے عجب ٹھاٹ و دبدبے سے چمک چمک کر گانا شروع کیا اور دائرہ والے نے گت کا بجانا شروع کیا ؎

	سبھا مین دوستو اندر کی آمد آمد ہی پری جمالون کے افسر کی آمد آمد ہی	

ہون۔ اون۔ این! یہ کیا؟ جی کاے دیو کی آمد ہو۔ ماشاء اللہ۔ انکی قطع اور نرالی وضع کے علاوہ خوش گلو بھی کتنے بڑے ہین۔ اس گلے پر ٹڈیان اور چوہے نثار۔ یہ ٹڈیون اور چوہون کی خصوصیت کیا تھی۔ کتے کیون نہ صدقے کر دیے۔ واہ واہ ٹڈیان اور چوہے تو کھیت کے کھیت ستیاناس کر جاتے ہین اور کتے رات بھر چوکی پہرہ دیا کرتے ہین۔ اُنھون نے آتے ہی وہ داد سنائی کہ ساری محفل لوٹ گئی۔ ماشاء اللہ خوش لقا ہی نہین خوش ادا بھی ہین اللھم زد فزد۔ راجہ اندر نے حکم دیا کہ میری پریون کو بلاؤ اور کہو اپنا اپنا جوہر دکھاؤ۔ پردہ پڑ گیا۔ اب تماشائی نرگس کی طرح دیدۂ حیران ہین کہ کہین پردہ اُٹھے۔ زبان حال سے پکار رہے ہین کہ۔ ؎

	کیسا حجاب کسکی حیا اور کہان کی شرم پردے سے ہاتھ ہاتھ سے پردہ اُٹھائیے	
اتنے مین ؎	بل مارنے کی ہوئی جو دیری سبحان اللہ شان تیری	

یہ پردہ ہلا۔ وہ اُٹھا۔ جل جلالہ۔ عم نوالہ۔ اہو ہو ہو۔ کیا پیاری پیاری صورت نظر آئی ہو۔ کیا شان کبریائی ہو۔ چھم چھم چھم چھم۔ وہ برق دم وہ خم و چم کہ زہاد و صد سالہ بھی آیۂ فتبارک اللہ احسن الخالقین پڑھین کیون نہین قدرت حق کا نمونہ ہو یا باتین سیتجاب تھا کہ یہ بادبہاری ہو۔ یا پکھراج پری کی سواری ہو۔ یہ انسان ہو یا سچ مچ کی پری آدمزاد اور یہ شان دلبری۔ ؎

اس طراقے سے تھی وہ مہ پارہ رشک تابان چراغ گلشن نور	کہ جھلستا تھا پاے نظارہ صبح رخسار رو کش رخ حور

	محفل راجہ مین پکھراج پری آتی ہی سارے معشوقون کی سرتاج پری آتی ہی	

بات کہی ٹھکانے کی - اے ہان ایسے آزاد کا ٹھکانا کیا - سانڈنی کے کوڑے کرے اور اپنی راہ لے -

مسیتا بیگ - ہم تو حضور کو صلاح نہ دینگے کہ میان آزاد کو سانڈنی دیجیے اور راہ خدا پر چھوڑیے جو کم سے خالی نہین -

نواب - چلو بس بہت نہ بکو - تم اُٹھائی گیرے مفت خورے ہو نہ سب کو اپنا ہی سا سمجھتے ہو - آزاد کی جوتون کیسے دیتی ہی کہ وہ وزارت کے قابل ہی - تم مین سے کوئی اُنکی جوتی کی بیٹ بھٹ کو نہین پہونچتا اور فرض کرو کہ سانڈنی جاتی ہی رہے تو کیا مین بھی کوئی لنگڑ گدا ہون کہ سانڈنی کے کھونے سے مجھے بھیک مانگنے کی نوبت آ گئی اور ہزار بات کی ایک بات تو یہ ہی کہ صف شکن پر سے لاکھون صدقے ہین سانڈنی کس مین ہے -

پریون کا دنگل (ممبئی کے پارسیون کا تماشہ)

ہمارے سیلانی جوان - رنگیلے پہلوان - ظریفون کی جان زندہ دلون کی روح روان میان آزاد نے سانڈنی پر کاٹھی کسی اور بھولے بھالے دیوانے متوالے نواب سے رخصت ہوے پیر و مرشد رخصت خدا حافظ و ناصر ہے میان آزاد - ؎

بسلامت روی و باز آئی	بسفر رفتنت مبارک باد

خوجی - فی امان اللہ - میان آزاد جسطرح بیڑا اٹھا کر جاتے ہین خدا کرے اسی طرح سُرخ رو آئین -

میر صاحب - ذری سانڈنی سے چوکس رہیے گا ہان ایسا نہو کہ ع - چور جاتے رہے کہ اندھیاری + کا ایسا نقشہ ہو -

آزاد - خداوند رخصت - مجرا عرض ہی - غلام کے حق مین دعاے خیر دیجیے -

نواب - خدا حافظ و ناصر ہے اور میرا تو رونگٹا رونگٹا دعا دے رہا ہے - لے بسم اللہ کیجیے -

میان آزاد نے پٹھے پھیری تھی کہ لفظ مین بٹ سے چھینک پڑی - ہات ترے کی ناک کاٹون ہتے پر ٹو کا کمبخت نے لو میان ذری جوتا بدل ڈالو اور یہ گلوری کھا لو - میان آزاد پھر سب سے رخصت ہوئے - فی امان اللہ - خدا حافظ اللہ کو سونپا - مگر سانڈنی کی خیر نہین نظر آتی - بی مبارک قدم لونڈی اور ماما اصیلون نے جھٹ پٹ بلائین لین اور دعائین دین -

الغرض میان آزاد سانڈنی پر سوار ہو کر ہوا ہوے - یہ جادہ جا تھوڑی ہی دیر مین نظر سے اوجھل - بانکا صندلی عمامہ بر سر اور جامۂ پہلوانی در بر شتر بے مہار زیر ران - عرعر تک وسبک عنان گھونگرو چھن چھن بولتے جاتے ہین - کاٹھی پر ترمزی زرین پوش اور کار کرنیزی گوٹ سے اونٹنی کا جوبن دوبالا ہو گیا چلتے چلتے ایک پھاٹک پر بڑا لمبا چوڑا اشتہار دیکھ کر ٹھٹک رہے پڑھا تو باچھین کھل گئین -

بڑے بڑے کھیل اور بڑے بڑے تماشے

(آؤ کھلاڑی آؤ) پریون کے یون دیکھ جاؤ - بمبئی کے پارسی لکھنؤ چھتر منزل مین اندر سبھا کا وہ تماشا دکھاتے ہین کہ اس فن کے مبصر تک وجد مین آتے ہین - وہ پیاری پیاری صورتین مٹی کی مورتین دکھائین کہ ناظرین دنگ ہو جائین - درجہ بندی تو ضرور ہے - پھر جیسا گڑ ڈالوگے ویسا مزہ پاؤگے - مگر دیکھین گے سب براے خدا آؤ آؤ اور ضرور آؤ ورنہ پچھتاؤگے -

آزاد تو سیر سپاٹے پر اُدھار کھائے ہی ہوے تھے جھٹ سانڈنی کو لکھنؤ کے رُخ سبک پو یہ کیا جہان تماشا ہونے کو تھا - سانڈنی بلا کی باد رفتار آہو شکار رعنا پسند و سربلند - گردن اُٹھائے دُم دبائے بلبلاتی اور شتر غمزے دکھاتی شہ گام جانے لگی - اور دن ڈھلے لکھنؤ کے پل پر پہنچی دو گھڑی مین داخل - میان آزاد کا دماغ فلک الافلاک کو

الغرض سبز پری کا شہزادۂ گلفام کو خواب ناز مین دیکھنا اور شمع رخسار شہزادہ بخلد مین سے آنکھین سیکنا - انگوٹھی کا بدلنا - اور فرط عشق سے مچلنا - کالے دیو کو اسکی تلاش مین بھیجنا - اور شہزادے کا مع پلنگ آنا اور سبز پری کا شانہ پکڑ کر ہلانا اور خواب سے جگانا اور شہزادے کا بیدار ہوکر نظر حیرت سے چوطرفہ دیکھنا - سبز پری کا اصرار شہزادے کا انکار - پھر سبز پری کے ساتھ اندر کے اکھاڑے مین جانا اور لطف اُڑانا اس خوبی و خوش سلوبی سے ادا کیا کہ ہر سمت شور تحسین بلند تھا - ہر تماشائی خرم و خرسند تھا - سبز پری نے راجہ اندر کی سبھا مین بیچ کی دھن مین (موری انکھیان پھرکن لاگین رے) اس ٹھمری کو گایا - اور راجہ کو لبھایا - اتنے مین لال دیو چغل خور نے چغلی کھائی - اور گلفام کی شامت آئی اور سزا پائی - سبز پری با دیدۂ مطروح و سینہ مجروح جوگن بن کے (شہزادے کو ڈھونڈھن چلیان ہاتھ مین سمرن دبائے منھ پہ بھبوت رمائے سر پہ لانڈ دا جمائے گردن مین سیلیان پڑی ہوئی در و دیوار سے آنکھین لڑی ہوئین ہٹ جھٹکا کر بھیس بنا کر شہزادے کو ڈھونڈھن چلیان) اُف ری لگاوٹ اور واہ ری بناوٹ نقل کو اصل کر دکھایا محفل بھر کو زار زار رُلایا - یہ جوگن بن پر اور یہی عالم تھا شدہ شدہ راجہ اندر کو خبر ہوئی کہ ایک جوگن بن بن متوالے کی طرح گھوم رہی ہے اُنھون نے طلب کیا اور محظوظ ہوکر ان دیا - گلفام اور سبز پری کا وصل ہونا یہ سما قابل دید بلکہ دید نہ شنید ہے اور جسوقت سب پریان ملکر مبارکباد گاتین اُسوقت تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ راگ اور سُر گنی ہاتھ باندھے سامنے کھڑی ہے - پریون کی چماچم پاؤن کی ٹھپک اور پازیب کی چھمک اور نیلی ہری لال پوشاک کی جھلک اور جھلک کی جگمگ ستم ڈھاتی تھی - ہر طرف سے صدائے احسنت آتی تھی - الغرض چھیل بل ناچنے گانے تھرکنے کو تاٹھ نئین سبز پری مین جان تھین - مگر سبز پری سارے معشوقون کی سرتاج تھی -

پارسیون کا عجیب و غریب تماشا

میان آزاد پھر آپ جانیے ترنگی آدمی - بڑے سرے کے سیلانی بلا کے رنگیلے - غضب کے چھیل چھبیلے بمبئی کے پارسیون کا تماشا دیکھا تو لوٹ ہو گئے پیاری پیاری ادائین آنکھون مین کھپ گئین دوسرے دن سانڈنی کو املی کے پیڑ مین باندھ گٹھری لُقچہ بھٹیارن کو سونپ بھاڑے کی بگھی پر سوار ہوکر جھٹ پٹ منزل پر پہونچے ٹکٹ لے جھپ سے درجۂ اول مین داخل بگھیان کھڑ کھڑاتی ہوئی چلی آتی ہین فٹن آئی اور شہزادے اُترے - نواب زادے آئے - یورپین جنٹلمین اور عمائد رؤسا اور عوام جوق جوق اُمڈے چلے آتے ہین ادھر ٹھن سے نو بجے اُدھر دن سے تماشے شروع ہوے -

پہلے چھیل بٹاؤ اور موہنا رانی کا دلچسپ قصہ شروع ہوا -

موہنا وہ پری چہرہ کامنی کہ شیخ و شاب تک کا بے اختیار پیار کرنے کو جی چاہے - چاہ زنخدان وہ جو کنوین جھکائے وہ چلبلاہٹ وہ اچپلاہٹ - وہ سج دھج - وہ لگاوٹ - وہ بناوٹ کہ ایک ایک ادا پر انسان غش غش کرے - یوسف مصری بھی دیکھے تو غش کرے خماری انکھڑیان رسیلے نینان - نکیلی - گلعذار حاضر جواب طرار شوخ و شنگ گلرنگ - رشک پری رخان فرنگ - فرط مستی مین خیال ناموس نہ پاس ننگ - طاؤس رنگین خط و خال کی سی مستانہ چال - خرام ناز سے دل عشاق پامال - ع

چہ گردن کشتۂ او شمع کافور — بلورین دستۂ فوارۂ نور
نباید گردنش را داشتن دوست — کہ خون عالمی بر گردن اوست
صراحی تا نظر گردش بگردن — سرش فرسود از بس سجدہ کردن
عودہ موج رنگ پان زسینہ — برنگ موج مے در آبگینہ
خوشا آئینۂ بے رنگ نازک — کزو شد طوطی طبعم سخن گو

چھم چھم چھم چھم - ہاں گت چلی جائے گت -
پھر پردہ پڑگیا - دیکھیں اب کی کس کا جھمکڑا نظر آتا ہے کس
برق وش شعلہ رُو کا حُسن گلو سوز خرمن دل کو جلاتا ہے - کھٹ سے
حجاب مرتفع ہوا - چھما چھم کرتی ہوئی نیلم پری آئی - ہش مصور کے
صدقے جسنے یہ نورانی صورت بنائی - ؎

سبھا میں آمد نیلم پری ہے
سراسر وہ نزاکت سے بھری ہے

نہ دیکھا ہوگا ناچ ایسا کسی نے
بلا ہے سحر ہے جادوگری ہے

پھر پردہ پڑا اور دم میں غائب - یا مظہر العجائب - لال پری
چمکتی ہے اور سر تا سُرخ پوشاک دمکتی ہے -

سبھا میں لال پری کی سواری آتی ہے
جمانے رنگ اب اندر کی پیاری آتی ہے

پھر وہ پردہ پڑگیا - ابھی تو کچھ ٹھاٹھ ہی نرالے ہیں - پردہ بھی فرط مستی
سے جھوم رہا ہے - اور سازندے اکھاڑے کو بار بار چوم رہا ہے آتی یہ کس
مست صہبائے نازبت طناز کی آمد آمد ہے - ہر کہ شاخیں جھومتی ہیں نالۂ
بلبل ہے مستانہ + خدا ہی خیر کرے - ابھی تو پہر کا سا سماں ہے - ابھی سے دل
دھک دھک کرنے لگا - ؎ پس پردۂ زنگار میں کوئی ترک نہ زریں کمر ستمگر فردیدی

بعزم دل نوازی یار کہ می آید کہ در گوشم
صدائے آمد آمد می بر آرند دل طپیدنہا

وہ پردہ اُٹھا اور نور کا بکا نظر آیا جیسے دامنی دمکے یا بجلی چمکے - الٰہی
یہ نور کی سواری ہے یا خاتون حُسن کا ہنڈولا ہے - نہیں نہیں میاں یہ
سبز پری کا اُڑن کھٹولا ہے - جل جلالہ جل جلالہ آئی یہ طوطی زمردین
پر و بال ہے - یا طاؤس رنگین خط و خال ہے یا بت جادو جمال ہے قیامت
کی چھب قہر کی چال ڈھال ہے - انکھڑیاں لگاوٹ باز مست خوب دو چوٹی
گورا گورا مکھڑا چاند کا ٹکڑا مُغالیہ مو - قوس ابرو نازک خرام - گلفام
وہ سبک رو - رخسار کر نسیم زر رضی چھڑ شار سخن نازم بیچ تبسم ہے

ابرو بسم اللہ سورۂ نور - بیاض پیش طاق منظر سرور - زلف سیاہ کے ذخیرہ
کانوں میں دُر خوش آب - جیسے اندھیری رات میں کوکب شب تاب
وہ جڑاؤ پازیب ملائک نظر فریب - ؎

خشمگین برق خرمن دل و جان
چتون رہزن متاع تو ان
غیرت چشمۂ حیات دہن
روزن یوزۂ نبات دہن
سرو جس پر فدا وہ قامت ہے
ناز پروردۂ قیامت ہے
نشۂ بادۂ شباب میں چور
چال مستانہ حسن پر مغرور
شور خلخال برق خرمن ہوش
عکس نور عذار جلوہ فروش

پھر وسمے پر جو نظر پڑی تو بے اختیار محفل کی محفل زبان حال سے
کہنے لگی کہ - ؎

خوش وسمہ کشیدی خم ابروے دوتا را
کردی چو سیہ تاب دم تیغ قضا را

جب اس مجمع سے سبز پری آئی اور سوہنی کی دُھن میں امانت
کی غزل گائی تو در و دیوار نے یہ صدا سنائی - ؎

تو بدین جمال و خوبی سر طور گر خرامی
ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

لب سُرخ پر سبز پوشاک ہری - بقول اُستاد - چہرے میں زمرد سے
سوا جلوہ گری فیروزے سے خوش رنگ اور کھری - آب گوہر سے
منہ دھوئے ہوئے بال بال موتی پروئے ہوئے وہ چھب دمک کہ
الامان - وہ شوخی کہ الحفیظ - وہ قہر آلود نظر غلط انداز کہ الحذر محفل کا
رنگ ایسا جما اور وہ سماں بندھا کہ واہ جی واہ - وہ نازک آوازی وہ
لحن داؤدی وہ صورت باربدی کہ واہ ہو ہو - ذرا مسکرا دیا تو کچھی
بول اُٹھے کہ بابا این تبسم نازست - نظامی گنجوی نے تربت سے
آواز دی کہ دکان شکر فروش بازست - ناچنا شروع کیا تو دل
عشاق پامال ہوگیا - نخچیر عاشقی نہال ہوگیا - ؎

ز رقص سبزہ پوشی مردہ زیر خاک می رقصد
تو گوئی در لباس خضر پیدا شد مسیحائی

[illegible]

یاعلیؑ مدد دے۔ مرتضیٰ علی مدد دے۔ ایک دفعہ ہی تنکے چننے لگا
اور گریبان کو چرسے چاک کر ڈالا۔
ضعیفہ۔ لوگو دوڑو (سر پیٹ کر) ارے لوگو دوڑو دہائی تہنکی
ہی ہی میری ستر برس کی کمائی لٹی جاتی ہے۔ میرے لال مجھے چھوڑ کر
کہاں جائیگا۔ ارے تو تو پوتڑون کا رئیس ہے۔ یہ بیہڑ بن مین تجھے
کون بھلائیگا۔ یہ ٹھنڈا ٹھنڈا پانی کون پلائے گا۔ یہ جلتی بلتی فصل
یہ گرما گرم لون۔ یہ چلچلاتی دھوپ کہ ہرن کالا ہو جائے۔ مجھ نصیبون
جلی کو موت بھی بھول گئی اے ناداں وہ راجا تو پرجا۔ کجا راجہ بھوج
کجا گنگا تیلی۔ آدمی آدمی انتر کوئی ہیرا کوئی کنکر۔ وہ بت مہوش
تو رند سبو کش۔ وہ شوخ عیار۔ تو ناکردہ کار۔ وہ بلائے جان
تو نادان وہ اپنے حسن وجمال پر مغرور۔ تو شراب عاشقی کے نشے
مین چور۔ وہ راجہ کی رانی مہارانی۔ تو زمین گیر کوے پریشانی
وہ نازک اندام وگلفام۔ تو نامراد وناکام۔ وہ گلعذار رعنا
تو نام پر دیوانہ۔ تیرا اسکا سامنا مٹی مین ہوا کا تھا سنا اسکی
چاہ نے اچھے اچھے شہزادون کو کنوین جھنکائے۔ تو اوراسکو
پائے۔ ناداں نہ بن اسکا نہ نام لے۔ بات مان عقل سے کام لے
اسکا مکان پرستان۔ تیرا جھونپڑا کلبۂ احزان۔ تیرے سے
سیکڑون سودائی اسکے در پر ٹھوکرین کھاتے ہین۔ مگر اسکی
گلبدن سہیلیون کی چھانہ نہین پاتے ہین۔ بیٹا اس خیال خام
در گذرو اور میری ضعیفی پر نظر ڈالو ایسی سنانی پھر نہ سنا تمھارے
ابا کو خدا بخشے مرتے وقت مجھے تمھارے سپرد کر گئے۔ اب مجھے
اس بڑھوتی وقت کہاں چھوڑ جائے گا۔

چھیل چھباؤ۔ امان۔ انھین کی روح پاک کی قسم۔ اب بن جائے
زیست محال اور زندگی وبال ہے۔ اری موہنا پیاری مین صدقے
ایک جھلک تو دکھائے۔

ضعیفہ جب سمجھاتے سمجھاتے ہار گئی تو تھک کر پڑوس کی ایک طرار
جوان وحسین عورت کو لپک کر بلا لائی۔ وہ برق وش بجلی کی
طرح چمکتی آئی اور بیڑا اٹھا لیا کہ مین سمجھا بجھا کر پٹی پڑھا کر نہ
جانے دونگی نہ جانے دونگی۔

حسین چھیل چھبیل۔ ہائین !! واہ واہ میان یہ آج آپکا حال کیا ہے
وہ رنگ نہ وہ روغن۔ نہ وہ جوبن۔ وہ شباب نہ وہ آب وتاب چہرے
پر ہوائیان اڑی ہوئین۔ بال بکھرے گریبان چاک دامن کا پتا ہی
نہین انکھڑیان لال انگارا واہ اچھا سوانگ ہے۔ اب رنگ
لائی گلہری۔ ہم نے سنا آپ موہنا رانی پر عاشق ہیں مین سچ ہے
حبیبی روح ویسے فرشتے۔ جو عشق ہی چرایا ہے تو پیارے
ہم کیا برے ہین۔

چھیل چھباؤ۔ پیارا تمھارا کوئی اور ہو گا مین تو پیاری موہنا
کا پیارا ہون ہائے اسوقت پری خانہ مین سہیلیون کے ساتھ
اٹکھیلیان کر رہی ہوگی۔

حسین۔ (جھڑک کر) بس جائیے دیکھ لیا ہم پر رئیس زادون
بادشاہ وزیرون کی نظرین پڑتی ہین۔ تم اپنی موہنا کے پیچھے مین مرو
کیا مین چنچل نار چھیل چھبیلی کامنی نہین ہون۔ موہنا کہان کی ایسی
پدمنی ہے۔ جو بے جانے بے دیکھے بھالے اسپر ریجھ گئے۔ اتنی دور
جانا کیا دل لگی ہے اس سے پڑوس ہی مین کوئی شعلہ رو غنبر مو لے آئے
تو دور کیون جاؤ۔ کہا مانو۔ ہمارے ساتھ بیاہ کر لو موہنا کو اپنی
ایڑی چوٹی پر سے قربان کر دون۔ میری رگ رگ مین شوخی کوٹ
کوٹ کر بھری ہے۔

چھیل نے قہر کی نگاہ سے اپنی زبان دراز اور بیباک ہمسائی کو
دیکھا اور ایک نعرہ مار کر دالان سے چل کھڑا ہوا۔ بن بن جنگل جنگل
کوہ وہامون مین گھومتا ہوا موہنا رانی کے راج مین پہونچا۔ ایک گنوار

اب سُنئے کہ یہ جادو جمال مشتری خصال رانی راجہ جوسنگھ راجپوت کے ساتھ کہ جوان رعنا بلند بالا تھا منسوب ہوئی۔ مگر ایک عورت دلالہ نے کچھ ایسا چھلاوا کر دیا اور پڑھ کر وہ افسون پھونکا کہ بے سنگھ سے اُس پری رو کا دل پھر گیا اور ایک جوان نوخیز و طناز۔ سرمست صہبائے ناز پر جادو کے اثر سے ایسی مفتون ہوئی کہ یہ غزل گانے لگی ؎

ساقیا برخیز و در دہ جام را | خاک برسر کن غم ایام را
ساغر مے برکفم نہ تا ز سر | برکشم این دلق ازرق فام را
گرچہ بدنامی ست نزد عاقلان | ما نمی خواہیم ننگ و نام را

اُدھر چھیل بٹاؤ کو سحر نے وہ پٹی پڑھائی کہ تیر عشق کلیجے کے پار ہوا اور وہ زخم کاری لگا کہ بلبلا اُٹھا۔ ؎

کس سے کرون مین گلہ جب دل ہی کے ایخدا | دلدادۂ زلف رخ دلبر ندیدہ ہون

کہتے ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد | بسا کین دولت از گفتار خیزد
در آید جلوۂ حسن از رہ گوش | ز جان آرام برباید ز دل ہوش

ہائے اس عشق کا بُرا ہو جسنے فرہاد کی جان شیرین لی جسنے مجنون کو بن بن پھرایا جسنے وامق کو کنوین جھنکائے۔ جسنے خسرو پر آفت ڈھائی۔ چھیل بٹاؤ بھی جوان نازک بدن سیتن غنچہ دہن تھا دلمین ٹھان لی کہ پیاری موہنا رانی نہ ملی تو دم توڑ دونگا۔ زندگی سے منھ موڑ دونگا۔ شدہ شدہ چھیل بٹاؤ کی بوڑھی ماں کو پاس پڑوس کی عورتون نے خبر دی کہ تمھارا لڑکا چل نکلا کسی رانی کے عشق مین دیوانہ ہو رہا ہے ماں کی محبت اخون نے جوش کیا اور ڈھارین مار مار کر رونے لگی۔ ایک ہی دنیا مین ایک لڑکا اور اُسکا یہ حال! اتنے مین چھیل بٹاؤ بھی سر پر خاک اُڑاتا۔ رسیان تڑاتا۔ اُفتان و خیزان زار و نالان حیران و ششدر بیقرار و مضطر اپنی ماں کے پاس گیا دونون کا مکالمہ سننے کے لائق ہے۔ ماں بیٹے جو ملے تو رو رو کر یون کہنے لگے

چھیل بٹاؤ۔ میری پیاری امان دودھ ہمین بخش دو مین صدقے میری امان۔ دودھ بخش دو۔ قسم لو جو پھر کچھ مانگون۔ ہے ہے مادر مہربان سے مادر نامہربان نہ بن جاؤ۔ امان میری تو جان پر بنی ہے۔ ہائے عشق کے خنجر نے مجھے گھائل کر دیا میرا کہا مانو دودھ بخش دو۔ اُف۔ اُف۔ ہائے کلیجہ بلیون اچھل رہا ہے۔

ضعیفہ۔ میری جان کوئی ایسا نادان ہو جاتا ہے۔ بہکی بہکی باتین نہ کرو۔ یہ تو موئے شہدے نگوڑون کی صحبت مین بیٹھ بیٹھ کر چل نکلا ہے۔ باپ تمہارے بیڈری بیٹا تیر انداز۔ اچھا نام جگاؤ گے شاباش برخوردار۔ آخر کچھ منھ سے بولو تو کس چڑھائی پر جاؤ گے جو تیر کمان سے جوڑے کھڑے ہو۔ ارے تیرے جیسے جیسے آٹھ دن کی پیدائش۔ ذرا ہوش کی باتین کرو۔

چھیل بٹاؤ۔ امان مین اپنا گلا آپ گھونٹ کر مر جاؤنگا۔ سنکھیا کھاؤنگا۔ مگر دودھ بخشواؤنگا۔ ہائے میرا دل تو موہنا نے موہ لیا بیمار عشق کا بس یہی علاج ہے کہ شربت دیدار نصیب ہو۔ امان خدا لا دودھ بخشو۔ تو مین اپنی موہنا پیاری موہنا کو ڈھونڈھ نکالون ہائے وہ تو میری پتلیون کی تارہ ہے پری رخسار ہے مہ پارہ ہے موہنا! موہنا!! موہنا رانی!!! ہائے موہنا وائے موہنا! بار خدایا کسی در و دیوار سے موہنا پیاری کی پیاری صورت دکھا دے اے خضر پے خجستہ راہ ہی بتا دیجئے۔

یہ کہکر چھیل بٹاؤ دیوانہ وار عشق کی ترنگ اور جنون کی امنگ مین بصد حسرت مستون کی طرح جھومنے لگا۔ کبھی کنوان جھانکا اور پکارا موہنا۔ کبھی اوپر نظر کی اور آواز دی موہنا کبھی موہنا موہنا کرتا لوٹ گیا کبھی موہنا کی یاد مین سر دھننے لگا ابھی رو دیا ابھی مُسکرانے لگا کبھی خاک سر پر اُڑائی کبھی کہتا جنون کی دہائی ہے۔ یا مشکل کشا وقت مشکل کشائی ہے

جھیل بٹاؤ سے تو کہہ ہی دیا تھا کہ کل فلان مقام پر ملنا دو زن کی آنکھیں ہوئین چار تو دل مین آیا پیار - یہ تیر نگاہ غلط انداز کا گھائل اُسکی طبیعت اسیر بائل - اتنے مین ایک سہیلی نے چمک کر کہا ای یہ مردوا یہان کون ہی -

موہنا - (تنک کر) ہائین! ہائین! کوئی ہوگا - تم کو کیا تم کوئی خدائی فوجدار ہو - وہ بیچارہ تو گردن جھکائے دیوانخانے مین بیٹھا ہے تم کیون گھبرائی جاتی ہو -

اس کے بعد موہنا رانی گردن نیوڑائے بیش بہا ساری پھڑکائے ہاتھون مین مہندی لگائے - پٹیان جمائے گیسو کی لٹ لٹکائے بوٹی بوٹی پھڑکاتی - اینڈتی - اٹھلاتی - کنوین کے اردگرد پھیرے دینے لگی - سہیلیان پرستان کی پریان بنی ہوئین ساتھ ساتھ گھومتی تھین کوئی نوعمرا چپلاہٹ کے سبب سے پیشقدمی کرتی تھی - کوئی شوخ و شنگ فرط مستی سے جھوم رہی تھی ۔ کوئی چلبلے پن کے مارے ہمجولیون کو چوم رہی تھی - مگر پیاری موہنا نظر غلط انداز سے اپنے معشوق طناز جھیل بٹاؤ کو دیکھتی تھی اور اُسی کے رُخ آتشین سے آنکھین سینکتی تھی اسکا انکھیون سے دیکھنا قہر ڈھاتا تھا حشر توڑتا تھا - ادھر سہیلیون کی آنکھ جھپکی اُدھر اُسنے چٹ چٹ بلائین لے لین جنھون نے سلسلہ جنبانی کی اور اُسنے ہاتھ پھیر دیا -

محفل بھر کی اُسی سمان کی طرف نظر تھی - اور غلغلۂ جزاک اللہ ہر سمت سے بلند تھا کہ واہ رے پارسیو - وہ تماشا دکھلایا کہ روح فرحناک ہوگئی - خصوصًا موہنا رانی کی پیاری پیاری صورت خماری انکھڑیان بیساختہ پن - بلا کا بھبن جبین مبین کی افشان اور بھی قیامت بپا کرتی تھی - چال تو ایسی مستانہ دیکھی نہ سُنی - اس ناز و ادا سے قدم دھرتی تھی - کہ اہو ہو ہو اُسکی صنعت بالغہ کے صدقے کہ ایسی ایسی رانیان بنائین اور پارسیون کے ہاتھ چوم لے جنھون نے یہ نقلین دکھائین اور چشم فسون پرداز کو قتل عام کی گھاتین سکھائین - الغرض آخرکار جادو کا اثر جاتا رہا اور طلسم ٹوٹا تو راجہ جے سنگھ اور موہنا رانی اور جھیل بٹاؤ اور سب سہیلیان مل مل کر خوب گائین مگر واہ ری موہنا کہ پاگل دیوانی ہی رہی -

پارسیون کا نادر تماشا

میان آزاد کو پارسیون نے ایسا بھایا اور تماشا ایسا بھایا کہ دوسرے دن ادھر گھڑیالی نے ٹھن ٹھن آٹھ کا گجر بجایا ادھر میراثیر تماشا دیکھنے آیا - پارسیون نے تماشے کے آخر مین ایک نقل ایسی دکھائی کہ محفل بھر بے اختیار کھلکھلائی - پہلے ایک سیٹھ جی دُھتیا لٹکائے گال پھُلائے - لال لال پگیا مستک گاہ پر جمائے تشریف لائے ماشاء اللہ کیا قطع مبارک ہی - ترنج ترنخ نور برس رہا ہی آدمی ہی یا کشت زعفران جسنے دیکھا لوٹنے لگا - توند کوئی پچاس مَن کی کھوپڑی سو من کی - بوکھلاہٹ بشرے سے نمایان - کائیان پن چہرے سے عیان - صورت سے تو بچھیا کے تاؤ ہی معلوم ہوتے تھے لیکن بٹے ہی گھاگ ایک ہی نیا ئیے بڑے بڑے چالاک آدمیون کو کھڑے کھڑے نخاس مین بیچ لین - اور اچھے اچھون کو چٹکیون مین غچا دیدین - اس کے بعد اُنکی چاہتی بیوی عجب ناز و ادا اور انداز معشوقانہ سے چھان چھان آئین - کمر پر رنگ گل کا دھوکا ہوتا تھا - جو دیکھتا تھا عقل سے ہاتھ دھوتا تھا بیر بہوٹی کی ایسی لال بھبھوکا ساری سرخا سرخ اور اُسکے نیچے سیتیون دار ہری ہری کرتی آستینن پھنسی ہوئین سیٹھانی جی تھی ہوئین شوخی رگ رگ مین کوٹ کوٹ کر بھری ہے حیرت بھی کہ یہ

سے یارانہ پیدا کیا۔

چھیل۔ کاہے موہنیا بھلا موہنا لالی تمھیں گھر کے باہر نکلت ہین یا گھر ہی مان رہت ہین۔ سنت ہین بھل سُندر ہین۔ مانو ہمھی گنوار۔ کو۔ موہنا رانی۔ ارے۔ وہ آنگھن کا اس ٹھکاوت ہین جس کنہیا کا کا کیا رمبٹیا۔ بھائی ہن شکنت ٹپکت ہو جیسے گوڑیا

اب سنئیے کہ وہی ساحرہ جس نے یہ کانٹے بوئے تھے آن موجود ہوئی اور جادو کے زور سے وہ کرتب کیا کہ ہو بہو چھیل یکدن چھیلا بنے تھے جوش عشق اور خمار صہبائے جنون سے نگری بھر مین گھوم رہے تھے۔ گویا اپنے وقت کے میان آزاد ہو گئے ادھر موہنا رانی نے شب کو خواب مین چھیل بٹاؤ کی صورت دیکھی اور خواب ہی مین ہزار جان سے عاشق زار ہو گئین نیند اُچٹ گئی اُسی وقت سہیلیون کو جگایا ذری میرے کلیجے پر تو ہاتھ رکھنا۔ دھک دھک کر رہا ہے۔ آج سپنا دیکھا کہ ایک جوان رسیلا چھیل چھبیلا رنگیلا ایک کنوئین کی جگت پر کھڑا ہے جیسے ہی چار آنکھین ہوئین جی چاہا بلائین لون۔ ہائے دیکھتے ہی کنوئین مین دھم سے گر پڑا اور دھماکے کی ایسی آواز ہوئی کہ آنکھ کھل گئی۔ ہائے اب اُسے کہان سے لاؤن۔ کیونکر پاؤن مین تو جیتے جی مر مٹی۔ نوجوان سہیلیان تو باہم آنکھون سے اشارے کرنے لگین کہ رانی کا کسی کالے آتش پر دل آ گیا۔ مگر ایک بڈھی سہیلی نے بڑھکر کہا کہ رانی مین بتاؤن۔ وہ کنوان نہ تھا وہ تمھارے پیار کی چاہ تھی دیکھ لینا صبح و شام ہی تمھارا دلدار تمھین ملا چاہتا ہے۔

نور کے تڑکے موہنا رانی پیاری پیاری سہیلیون کے ساتھ باغیچہ مین اٹکھیلیان کر رہی تھی کہ اتنے مین چھیل بٹاؤ بھی سامنے سے آن موجود ہوا۔

موہنا۔ ارے ابھی تو وہی جوان سیم غبغب دلبر غبغب ہے یہی پیارا پیارا مکھڑا تو مین نے خواب مین دیکھا تھا۔

چھیل۔ الٰہی یہ ابرو ہے یا خنجر بران یہ مجسم لطافت ہے یا چاہ زنخدان یہ گردن ہے یا فوارہ نور۔ الٰہی یہ رانی ہے یا حور۔ چشم بد دور نور علیٰ نور ؎

منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز
چہ شکر گویمت ای کارساز بندہ نواز

موہنا ؎

صد شکر کہ آفتاب مقصود
از برج امید چہرہ بنمود

الغرض عاشق و معشوق مین دور ہی دور سے میٹھی میٹھی باتین اور رمز و کنایہ کی گھاتین ہوتی تھین کہ موہنا کی ساس بر آمد ہوئی موہنا موہنا کچھ خیر ہے۔ ناحق ہن ناحق کلنگ کا ٹیکا لگا دے گی۔ سات پیڑھیون کا نام ڈبائے گی۔ یہ محل کے باہر بے حجاب بے نقاب آنا اور اٹھلانا!

موہنا۔ بہین ایک بات کی اجازت دیجیے کہ کل ہم دیوستھان جائین مگر سہیلیان سب ہمارے ساتھ ہون۔

ساس۔ اچھا آج منادی کرا دونگی کہ کوئی مرد کل گھر کے باہر نہ نکلے۔

موہنا۔ تو مین جا چکی کیا کچھ ڈر پڑا ہے۔ یا شہر شملہ ہے وہ جاگتی جوت ہے کہ کوئی نگاہ بد سے دیکھے تو آنکھین نکال لون ہماری تو یہ خواہش ہے کہ ہم جائین اور دن ہاڑے بیچ کھیت جائین۔

ساس۔ اچھا بہتر۔ تم خود مختار ہو جو چاہے سو کرو۔

دوسرے دن پچھلے پہر سے موہنا نے زرد فوق البھڑک ساری زیب تن کی اور سولہ سنگھار بارہ ابھرن کر کے چھم چھم کرتی دیبی کے مندر گئین۔ کمسن نوعمر نوخیز پری پیکر رشک قمر سہیلیان بجو بیان ارد گرد ہین۔ اور چہل کرتی چلی جاتی ہین۔

سیٹھ - بابو صاحب میری جورو کو ایک چھوکرا کی تلاش ہو کوئی بارہ برس کا آدمی لادو گے مگر ایسا نہ ہو کہ کام تو کرے کم اور کھائے بہت - کھائے سیر دس بارہ - اور کام مین نھا بچارہ - مگر بارہ برس کا بوجی -

بابو - (مسکراکر) بھلا چھ برس کے دو ہون -

سیٹھانی - (جھک کر) اجی بابو صاحب مین صدقے کوئی لادو -

سیٹھ - لبش لبش اب مت بولیو - یہ صد کے بدکے کیون بولی پرائے مردسے بولنا کیا بات ہے -

سیٹھانی - اجی بھلے مانس آدمی ہین - دیکھو بچارہ نیچی نظر کرکے دیکھتا ہے -

سیٹھ - تو بابو شاحب ایسا ہو جو سیٹھانی کی کھند مد (خدمت) کرے اور لے کم -

بابو - اچھا جبتک کوئی اور ملے - مین ہی نہ خدمت کیا کرون اور دینے لینے کی کیا بات چیت ہے - تمھاری چیز ہماری - ہماری چیز تمھاری -

سیٹھ - نہین نہین آپ جاؤ ہم کھد (خود) تلاش کرینگے جی -

سیٹھانی - اجی تکلیف تو ہو گی - رہا بابو جی تکلیف نہو تو کبھی کبھی آدمی کو سکھا جایا کرو -

سیٹھ - (گال پھلاکر) ہجار بار کہدیا کہ پرائے مردوے سے نہ بول کہتی جاوتی ہے - لبش اب نہ بات کرنا کہدیا ہے - یہ سکھائے گا آدمی کو - کیا میرے کو سکھانا نہین آتا -

سیٹھانی - بابو جی کب تک آدمی لاؤ گے -

بابو - سیٹھ دکان پر جالین تو ابھی لادون -

سیٹھ - ہم آج دکان ہی نہ کھولونگا جی - تم پرائی استری سے کیون باتین کرتے ہو گے جی -

بابو - اجی سیٹھ جی تمھاری جورو بڑی ہسیارا (ہوشیار) ہین -

سیٹھ - (غصہ مین) ہان ہان سُنو بابو شاحب مین بھی بڑا ہسیار ہون لے آپ ادھر کھڑے ہو جیے -

سیٹھانی - بابو جی صاحب اسوقت کے بنے ہونگے -

سیٹھ - (آنکھین نکالکر) اے میرے پاس تو ایک چھوڑ دو دو گھڑی رکھی ہے - تو بابو شاحب سے کیون پوچھتی ہے -

بابو - سیٹھ جی تمھاری عورت تمسے چالانک ہے -

سیٹھ - نسان کھاطر (خاطر) رہو ہم اُس سے بھی چالانک ہے -

سیٹھانی - اجی بابو جی تمھاری طرف کیا سب ایسے ہی گورے ہوتے ہین -

سیٹھ - (بگڑ کر) پھر بولی - اری تو بولی - تیرے کو گورے کالے سے کیا مطلب ہوری - بابو جی تم یہان نہ آیا کرو دکان پر آیا کرو

سیٹھانی - اے واہ اچھے آئے - کوئی بھلے مانس آئے تو دھتکار دین -

سیٹھ - ارے اُسنے ناک مین دم کردیو رے (گدا لگاکر) لے اور لے گی -

پھر بچاری سیٹھانی نے رونا شروع کردیا - ہاے یہ ہات ٹوٹ جائین اور نگوڑے کی ٹانگ بھی ٹوٹے - جب دیکھو ہوا ادا تا کلکل کیا کرتا ہے کسی چنچل سے پالا پڑا ہوتا تو چاند گنجی کردیتی جب دونون مین گتھم گتھا ہونے لگا تو بابو جی کی بن آئی بڑی ہمدردی سے بیچ بچاؤ کرنے لگے اب سنیئے کہ سیٹھ کے تو ہاتھ پکڑ لئے اور سیٹھانی کو اشارہ کیا تو لگی دھڑ دھڑ کوٹنے اور جب سیٹھ کا وار ہوتا تھا تو حضرت بڑے ہی ہمدردی سے سپر فیصل بنکر سیٹھانی کو چھپا لیتے تھے - آخر کار بابو جی آدمی کی تلاش مین گئے اور میان بیوی پھر ایک ہو گئے -

بدن ہے یا کوہ قاف کی پری ہے ۔ گل رخسار کی وہ رعنائی
کہ گلاب پانی پانی ہو جائے ۔ دست سیمین وہ حنائی کہ
یاقوت احمر ہیرا کھائے ۔ آنکھین وہ شوخ کہ الاماں یہ عورت
ہے یا برق درمان ۔ یا بلاے بیدرمان ۔ یہ ابرو ہے
یا فتنۂ دوران ۔ بلا کی ادا ستم کا ناز ۔ ایک ایک اشارہ سرو
دیباچۂ انداز ۔ زاہد صد سالہ کو مرید بنائے ۔ رگ جان مین نشتر
لگائے ۔ میان بیوی مین خوب گھل گھلکر میٹھی میٹھی باتین
ہونے لگین ۔

سیٹھ ۔ پیاری آج تمھارا چہرہ اُداس کیون ہے مطلب
کی بات ہو تو ہم کو کھوش (خوش) کر دو ۔

سیٹھانی ۔ (تنک کر) ابی تم کو میری کیا پڑی ہے ۔ مین تو
دل ہی دل مین کڑھا کرتی ہون ۔ آج یہ کیا جاتی دنیا دیکھی کہ
اتنا پوچھا یہ کدھر سے چاند نکلا ہے ۔

راوی ۔ اری واہ ری سیٹھانی ۔ اللہ اللہ یہ خوش بیانی
بلا کی شوخ و چالاک ۔ غضب کی بیباک شین وقاف سے
درست چالاک و چست ۔

سیٹھ ۔ اچھا تو کچھ کو ہو (کہو) تو میرے سے ۔ میرے کو تمھارا
بڑو پیار ہے ۔

سیٹھانی ۔ ای آگ لگے تیرے ایسے پیار کو موئے نگوڑی کندے
والیان تک نہ چھوا ۔ ٹڑیان ۔ ہنسلی ۔ چوڑیان پہنے رہتی ہین گہنے
پاتے سے گوندنی کی طرح لدی رہتی ہین ۔ یہان نگوڑی کیل تک ناک
مین نہین ۔ ناک چھوچھی یہ لاکھون کماتے ہو کس دن کے لیے
جب دیکھو گاڑھے کی لنگوٹی باندھے ہین ۔ یہ ڈھائی تلے کا جوتا
جو تا کیا جانے انکے دادا کے وقت کا ہے یا لکڑ دادا نے مول لیا تھا
یہ گانٹھ گانٹھ کے توڑے کس دن کے لیے رکھے ہو میری یہ جوانی
ہے ہو اُٹھتی جوانی ۔ پہننے اوڑھنے کے دن ۔ کھانے پینے
دن تم ایسے قصائی کے پالے پڑی ۔ سکھ سپنے مین بھی نہین دیکھ
روئی کا نہ کپڑے کا ۔ سیت سیت کا بھترا ۔

سیٹھ ۔ ناک چھوچھی کا ہے کھاتر (خاطر) ہے لاکھ کی کالی کیل
نہ بڑوا دونگا ۔ ہس گورے گورے مکھڑے پر کالی کالی کیل کھو
(خوب) جھلکے گی ۔

سیٹھانی ۔ چمڑی جائے رہا دمڑی نہ جائے کیل بھی ہو
لاکھ کی ۔ اچھا تم اپنا گہنا رہنے دو ۔ ہمین ایک آدمی نوکر
رکھ دو ۔ یہ گورے گورے ہاتھ یہ پیاری پیاری ہتھیلیان ۔ روز
ٹہل کرنے مین کالی نہ ہو جائینگی ۔ ہمین ایک آدمی رکھ دو
مین صدقے ابی ہمین تو کوئی چھینٹ کے کا صرف نہین ہے خانہ
رانی بنی بیٹھی رہونگی ۔

سیٹھ ۔ شاستر مین لکھو ہے کہ گرت (گرہست) کو کام کاج
کرنا اچھا ہے وہ بے کاج بیٹھے تو بُری بات ان کا کھیال (خیال)
جاتا ہے ۔

سیٹھانی ۔ ابی تمھین تو یہی سوجھتی ہے ۔ نامحرم مردوے پر
کبھی نظر بھی کی ہو تو تمھاری ہی آنکھین پھوٹین ۔

راوی ۔ دونون ۔ دائین بائین دونون ۔ واہ بی سیٹھانی کیا
قسم کھائی ۔ سیٹھ بیچارے کی آنکھین کیا مفت کی پڑی
پائی ہین ۔

سیٹھ ۔ اچھا آج ہی کوئی کھدمدار (خدمتگار) کی تلاش کرتا ہون

اتنے مین ایک بابو صاحب تشریف لائے یہ بڑے ہی
رسیا نکلے ۔ آئے تو تھے سیٹھ سے حساب کرنے اُنکی پری جم
بیوی کو جو دیکھا تو لوٹ ہو گئے ۔ اب سیٹھ جی سے بات نہین
کرتے سیٹھانی سے لسرکا لگایا ۔

فضیحت - اچھا مُردہ اُٹھ جائے تو دونگی۔ تو لاؤ اُدھر سے اس بڑھیا کو بھی گڈھیا مین پھینکتا ہی جاؤن اور اُنکو بھی سے آؤن جسمین کھانے مین دیر نہو۔ اچھا جاتا ہون۔ دکان پر پہونچکر اپنی بانسری بجائی اور چپکے سے اشارہ کیا کہ یہان آؤ سیٹھ جی قریب آئے تو کہا کان پاس لائیے اور جھک آئیے آپ کی بڑھیا ڈھلک گئین۔ سیٹھ نے سر پیٹنا شروع کیا اور میان فضیحت پر ایک دوہتڑ ایسا لگایا کہ اُنکے تیور بگڑ گئے بابو بیچ بچاؤ کرنے آئے تو اُنپر بھی دو ایک پڑ گئین۔

بابو - ارے جبوکوٹ (بیوقوف) یہ کون چھپانے کی بات تھی کہ تونے کان مین چپکے سے کہا اُنکی ماں مر گئین اور تو چپکے سے کہتا ہے جا گدھے روتے سر پیٹتے کیون نہ آیا۔

سیٹھانی - ارے فضیحت جا دوڑ کر کہ آ کہ تمھارے گھر مین لڑکا ہوا دوڑتا جا۔

فضیحت - اہو ہو ہو۔ اہاہاہا۔ اجتو روٹی کھلاؤ۔ اجی مجھے بڑی بھوک لگی ہی۔ پہلے تو چانول نہ تھے غرۃ۔ پھر بڑھیا ڈھلک گئی فاقہ۔ اب لڑکا ہوا ہی۔ اسی بات پر کھانا کھلوا دو۔

سیٹھانی - ارے موے مین تو زچاخانہ مین ہون۔ اُنکو بلا لاتو آج وہی منھ بھیکین۔ لکڑیان لیتا آنا۔

میان فضیحت روتے سر پیٹتے غل مچاتے آنسو بہاتے دکان پر پہونچے۔ ہاے ہاے ارے یہ کیا ہوا۔ اے دوڑو ہاے رے اُف اُف۔ اے آسمان پھٹ پڑا رے۔ اوہ اوہ سیٹھ جی بھی لگے سر پیٹنے کہ کیا جانے کیا واقعہ ہوا۔

بابو - ارے بتا تو ہوا کیا۔ آخر کوئی مر گیا ہے۔

فضیحت - اجی بابو جی پہلے رو تو لو۔ خوب رو لو۔ ہاے ہاے اے اُف یا خدا (اہل جلسہ کی طرف مخاطب ہو کر) تم بھی رو لو (سیٹھ کے کان مین) آپکے یہان لڑکا ہوا ہے جائیے منھ بھیکیے لکڑیان لیتے جائیے گا

سیٹھ نے فضیحت کو خوب ٹھونکا اُس شخص کے یہان تو رونا تھا۔ وہان سے روتا چلاّتا چیختا غل مچاتا آیا اور کہتا ہی کہ منھ بھونکو چلکر اور لکڑی لیتے چلو۔

بابو - ابے تو بڑا گدھا ہے بے۔

فضیحت - واہ بابو بڑے تو سیٹھ ہین اُنسے اُتر کر آپ۔

بابو - جا اب ایسی بات ہو تو شکر بانٹتا آنا اور خوب کھلکھلانا۔

سیٹھانی - اے غضب۔ لو آگ لگ گئی۔ اے فضیحت جلدی دکان پر جا۔ کہ گھر مین آگ لگ گئی۔

فضیحت - اجی مجھے روٹی تو کھلا دو ہاے مین تو مرا جاتا ہون۔

میان فضیحت دُکان پر جاتے ہی خوب کھلکھلائے۔ اہو ہو ہو اہاہاہا۔ قہقہہ تو شکر کھاؤ۔ محلہ بھر کو شکر بانٹیے اور دوکان کیطرف سے جو نکلے اُسے شکر کھلائیے۔

سیٹھ - کیا ہی؟ کیا کوئی اور لڑکا ہوا۔

فضیحت - گھر مین آگ لگی ہی۔ سیٹھانی گھر کے باہر منھ کھولے کھڑی سر پیٹ رہی ہی۔ سیٹھ جی ایسے گھبرائے کہ ہی کود کان پر چھوڑ سیدھے گھر گئے اور بابو صاحب نے موقع غنیمت جان کر بہی بغل مین دبائی اور مع فضیحت کے چلے آگ بجھانے وہان پہونچے تو بہی کو بھی آگ مین بھسم کر دیا اور پانچ سو کے پانچ پیسے بھی نہ دیے۔

پارسیون کا دلربا تماشا

ادھر عروس عدن نے پرند مشکین سے رخ انور کی جھلک دکھائی اور لیلاے شب زلف عنبرین کھولے ہوے آئی اُدھر شاہنشہ تخت رہ نوردی خدیو مصر کوچہ گردی فلک سیر ملک نہاد میان آزاد کو تماشے کی دُھن سمائی پھر کیا تھا ڈنڈا سنبھالا اور ڈبل چال

بابو جی سیر سپاٹا کرتے چلے جاتے تھے کہ اتنے مین دیکھتے کیا ہین ایک آدمی بانسری بجاتا چلا آتا ہی۔ ابے تو کون ہی۔ ہم کون ہین ہم آدمی ہین آدمی۔ ا۔ آدمی نہین تو کیا جانور ہی۔ جانور نہین تو کیا آدمی ہون۔ آپ اپنا مطلب کہین۔ ابے چل نوکری کر۔ ہان ہان اچھل کر اہو ہو ہو کس کے یہان۔ ایک سیٹھ ہین۔ ناحیان وہ مجھے ماریگا بھلا سیٹھانی بھی ہین۔ ہان ہین۔ اچھا چلو رہا صبح کو کھاؤنگا۔ دوپہر کھاؤنگا۔ دوپہر کو کھاؤنگا۔ تیسرے پہر کو کھاؤنگا۔ شام کو کھاؤنگا اور شام سے لمبی تانونگا تو صبح کی خبر لاؤنگا۔ اور جو آنکھ کھلی تو سیٹھ جی یا سیٹھانی کھانا دیجائین۔ اچھا چلو تو وہان تک چلتا ہون مگر کھانا بہت سا کھاؤنگا۔ بہزار خرابی بابو صاحب اسکو لے چلے۔ راہ مین کوئی اٹھارہ دفعہ ہی مچلا۔ بارے خدا خدا کرکے پہونچے۔

بابو۔ لو سیٹھ جی آدمی لے آئے۔

سیٹھ۔ کام اچھا کرے گا رے۔

آدمی۔ ہان بہت کھاؤنگا دس دفعہ کھاؤنگا۔

سیٹھانی۔ ارے کچھ کام کاج بھی کرے گا یا دن بھر منھ ہی چلاتا جائے گا موئے۔

آدمی۔ دس دفعہ کھاؤنگا۔

سیٹھانی۔ اب مین کہین جھپٹ نہ جاؤن بڑھ کر۔

سیٹھ۔ ارے تو پھر بولی۔ عورت جات اور جھپٹ کی بات جھپٹ

سیٹھانی۔ اجی تو کیا یہ تمھارا کوئی قبلہ گاہ ہی۔

الغرض وہ جھٹ سے نوکر ہوگیا۔ مگر برابر یہی کہتا گیا کہ دن مین اٹھارہ بار کھاؤنگا۔

سیٹھ۔ ہم اپنی دکان پر جاتا ہون۔ سیٹھانی جو کہین وہ چپکے سے کان مین کہہ جانا۔

یہ کہکر سیٹھ جی تو دکان پر گئے اور بابو صاحب سے حساب سمجھنے لگا۔

سیٹھ۔ (بہی کھول کر) آپ پر پانچ سو ہین جی۔

بابو جی۔ ارے! پانچ سو! یہ ڈھائی سو کے پانچ سو ہوگئے۔

سیٹھ۔ اور سود نہین چڑھا۔

سیٹھانی۔ آدمی او آدمی۔ ارے تیرا نام کیا ہی۔

آدمی۔ فضیحت۔ اجی مجکو روٹی دو۔ بھوک لگی ہے۔

سیٹھانی۔ موئے آگ لگے تیرے پیٹ کو۔ جا سیٹھ جی سے دکان پر جاکر چپکے سے کہدے کہ گھر مین چاول نہین ہی رہا کان مین کہنا الگ بلا کر۔

فضیحت۔ اجی روٹی تو دیدو۔ بڑی بھوک لگی ہی۔

سیٹھانی۔ اوئی دور ہو نگوڑے۔ چاول تو ہین نہین کھائیگا کیا اپنا

فضیحت نے دکان پر جاکر اور اشارے سے جاکر سیٹھ کو علیحدہ بلایا اب سیٹھ جی جون جون آگے ہٹتے آتے ہین میان فضیحت پیچھے ہٹتے جاتے ہین آخر کان مین غل مچا کر کہا کہ چاول نہین ہین۔

سیٹھ۔ دت گدھا۔ ارے گل (ل) کیون مچایا۔ ہماے یہان چاول نہین اور تو سب کے سامنے چور (زور) سے کہتا ہے۔

بابو۔ دیکھو فضیحت جو اب سیٹھانی جی بھیجین تو آنکھ کان بچی لنا جسمین کوئی اور نہ سنے۔ خبردار۔ کان مین کہیو۔ کان مین۔

سیٹھانی۔ ارے فضیحت کہ آیا۔ جا اب اسسے کہدے کہ تمھاری ماں ابھی ابھی مرگئین۔ جلدی جا دوڑتا ہوا۔ ہاے میری ساس بیچاری اٹھ گئی۔ ارے جلدی جانا۔

فضیحت۔ اجی مجھے کھانا تو دیدو۔ جلدی دو بڑی بھوک لگی ہی۔

سیٹھانی۔ بھاڑ مین جاے تیرا پیٹ موے۔ ارے مردہ گھر مین پڑا ہی اور تو کھانا مانگتا ہی۔ اُن کی تو جان مرگئی اور تجکو پیٹ کی پڑی ہے۔

وہ سبزۂ باغ خواب آرام | یعنی وہ بکاؤلی گل اندام
جاگی مرغ سحر کے غل سے | اُٹھی نکہت سی فرشِ گل سے

بکاؤلی کا خواب ناز سے بیدار ہونا اور حوض لطیف پر منھ دھونا پھول کا ہوا ہونا اور گلچین کا نیا گل کھلانا۔ بکاؤلی کا جھنجھلانا سنبل سے تازیانہ منگانا۔ نشاد کو سولی پر چڑھانا۔ ان سب باتوں کو اس خوش اسلوبی اور لطف سے ادا کیا کہ تماشائی عش عش کرنے لگے اور پاسیوں ہی کا دم بھرنے لگے اب بکاؤلی بھیس بدلکر گلچین کی تلاش میں چلیں اور حضرت کو ڈھونڈھ نکالا جب دونوں میں ملاقات ہوئی اُس وقت کا لطف قابل دید تھا پہلے وہ قہر کی نگاہ پھر پیار اور چاہ۔ پہلے وہ تیکھی چتون۔ پھر عشق گلچین و گلبدن۔ ع

بولی وہ پری بعید تامل | کیون جی تمھین لیگئے تھے وہ گل

وہ شکر لب اس بیساختہ پن سے بول رہی تھی کہ معلوم ہوتا تھا لبون سے قند گھول رہی تھی۔

تاج الملوک بیچارہ سرگردان و آوارہ نے۔ ع

کی عرض رضا ہی جو خوشی ہو | عاشق کی سزا جو بوجھتی ہو
مشکین زلفون سے مشکین کسواد | کالے ناگون سے مجکو ڈسوا دو
تلوار سے قتل ہو جو منظور | ابرو کے اشارے سے کر دو

القصہ ساری داستان کو اسطرح ختم کیا کہ حاضرین عش عش کر گئے

اسکے بعد اندھیر نگری کی نقل چھیڑی۔ ایک رنگے سیار باباجی گیروے کپڑے پہنے ایک موٹے تازے چیلے کو ساتھ لیے بھجن گاتے کھنجڑی بجاتے ایک نئی بستی میں وارد ہوئے۔

باباجی۔ بچہ جاؤ کچھ نون تیل لکڑی لاؤ۔ روٹی پکاؤ۔ خود بھی کھاؤ ہمکو بھی کھلاؤ۔ اور دندناؤ۔

چیلا چلا بازار میں پہونچے تو دکانیں جمی ہوئیں۔ کراہے تل کے لڈو گول گپے معالجے کے شربت۔ گنڈیریاں لوپونڈے کی۔ گلاب جامنیں اب جس دکان پر جاتے ہیں اور جو سودا چکاتے ہیں سب ٹکے سیر چکرائے کہ این یہ کیا اسرار ہے ٹکے ہی سیر شربت ٹکے ہی سیر چارہ۔ ایک خوانچے والے سے پوچھا یہ کیا ہے۔ بابا جی یہ ریوڑیاں ہیں اور یہ؟ یہ بیسن کے لڈو ہیں۔ اور یہ؟ یہ دال موٹھ ہے اور یہ؟ کھاجا۔ بابو ہو کھاجا تو کھاجا۔ ایک کھاجا چکھ گئے پھر دوسرا اُڑایا اسیطرح خوب مٹھائی لونگی اور کچھ کھائی کچھ باندھی پوٹ وہان سے ماری لوٹ تو باباجی کے پاس۔

بابا۔ کیون بچہ کچھ گھی شکر آٹا لایا۔

چیلا۔ ہونہہ۔ گھی کیا کروگے کھاجا کھاجا۔ یکھو تیار کرو مٹھائی چکھو۔

بابا۔ اس نگری کا کیا نام ہے۔

چیلا۔ باباجی ہمین تو مٹھائی کھانے سے کام ہے۔ اندھیر نگری چوپٹ راجا ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا۔

بابا۔ ہان بچہ یہ نگری رہنے کے لائق نہیں۔ چلو جلد اب چلین۔

چیلا۔ واہ مرجاؤ مین تو مٹھائی چھوڑ کر نہ جاؤنگا۔

پردہ پڑ گیا تھا تو اندھیر نگری کے چوپٹ راجا برآمد ہوئے۔ واہ بھئی واہ ایسے راجا ہین تو اندھیر نگری کیون نہو۔ راجہ صاحب شرابی مدکیے۔ چرسیے گنجیڑیے۔ بھنگڑیے۔ چانڈو باز افیمی نشے مین چور سیہ مست مخمور کرسی پر بیٹھے ہین۔ مگر گرے پڑتے ہین اتنے مین ایک فریادی آیا۔

وزیر۔ جہان پناہ ایک فریادی آیا ہے۔

راجا۔ تمھارا دادی آیا ہے۔

وزیر۔ نہین جہان پناہ ایک فریادی آیا ہے۔

راجا۔ اچھا۔ ہون۔ تو پانچ بلاؤ۔

کھٹ کھٹ کرتے لمبے لمبے ڈگ بھرتے ٹھنڈی ہوا کھاتے سیر دریا کے مزے اُڑاتے تجیر منزل مین دھم سے آن کودے - دریا کی روانی - بذلہ سنجون کی نکتہ رانی - کچھوون کی گھڑگھڑاہٹ معشوقون کی اچپلاہٹ - تماش بینون کے ڈٹاؤ اور مفکرون کے جٹاؤ دیکھ کر میان آزاد دریشہ خطی ہو گئے - ایک جگہ بیٹھنے کی تو اُنھون نے قسم کھائی تھی سوچے چلو اسوقت دریا مین ٹکڑی لگائین یلّلا ہی چرن ہلا چڑھاؤ کاٹین - کپڑے ویڑے اُتارنے ہی کو تھے کہ گھنٹی بجی ٹھن ٹھن ٹھن ٹھن رے بھلے کو دریا مین کو د نہین پڑا تھا - ورنہ غضب ہی ہوجاتا جھمٹ تنگ تو بڑا چڑھا کر آپ بھی ایک کرسی پر جا ڈٹے - سامنے زرنگار اور پُربہار پردہ پڑا ہے یہ ہلا - وہ اُٹھا - دیکھتے کیا ہین کہ ایک تاجدار ثریاجاہ زین الملوک کج کلاہ تخت ہمایون بخت پر بیٹھا آنکھین مانگ رہا ہے اور چتر سعادت اثر اور تاج مکلل زیب سر اپنے نور بصر شہزادہ عالی مقام تاج الملوک گلفام پر جو شاہ گیتی پناہ کی نظر پڑی تو چشم زدن مین آنکھ کی بینائی غائب - یا مظہر العجائب - ؎

مُہرِ لب شہ ہوئی خموشی	کی نور بصر سے چشم پوشی
نری آنکھ جو شہ نے رونمائی	چشمک سے نہ بھائیون کو بھائی
گھر گھر یہی ذکر تھا یہی شور	خارج ہوا نور دیدۂ کور

کوئی نسخۂ نور لایا کوئی سرمۂ طور لایا - مگر آنکھون مین اُجالا نہ آیا نہ آیا - معلوم ہوتا تھا کہ جیسے سچ مچ کوئی اندھا ہی بیٹھا زبان حال سے پکار رہا ہے کہ آنکھون والے بابا انکھیان بڑی نعمت ہین اتنے مین ایک کحال فرید الدہر دقیانوس کے دادا کا ہمعصر آیا اللہ نے خوب سوچ ساچ کر بتایا کہ ؎

ہے باغ بکاؤلی مین اک گل	پلکون سے اُسی پہ مار چھگل

یہ سنتے ہی چار خوش پوش خوش رو خوش ادا شہزادے بادشاہ سے رخصت ہوے اور بوے گل کی طرح مین وطن سے جنگل کیطرف چلے - چلتے چلتے راہ مین حسن اتفاق سے زین الملوک سے چار آنکھین ہوئین پوچھا کدھر کی سِدھیان ہین کسی لشکری نے ساری داستان کہہ سنائی اور تاج الملوک کو گل بکاؤلی کی دھن سمائی پردہ پڑا اور جب حجاب مرتفع ہوا - تو دیکھتے کیا ہین کہ وہ چارون شہزادے بیٹھے شش و پنج کر رہے ہین اور دوبر بیسوا اُن کی داڑھی پر چڑھا رہی ہے - کھیلتے کھیلتے اُن تک کو بازی مین جیت لیا تاج الملوک بھی گرتے پڑتے کہین وہان پہونچے اور اُنھون نے دوبر کے چھکے چھڑا دیے تب تو وہ جھلائی کہ میان مین تو مرشد بھی تم ولی نکلے پھر پردہ پڑا اور اُٹھا تو تاج الملوک کے سر پر قضا - ایک دیو سربفلک کشیدہ کھڑا فرا رہا ہے دیو تو ایسا بنایا تھا کہ بارہ صدی کے بنگالی صورت دیکھتے ہی آنکھین بند کر لیتے - الغرض دیو کو اُنھون نے ایسا جیتے یار بنایا کہ وہ بھی اُنکا دم بھرنے لگا - پھر پردہ پڑا اب کی کچھ اور ہی ٹھاٹھ نظر آتے ہین وہ اُٹھا جل جلا لہ تیری بندہ نوازی کے صدقے - کیا گلزار پُربہار دکھایا - یہ بکاؤلی کا چمنستان لطافت ہے باغ کیا ہے سچ مچ باغ و بہار ہے - اللہ اللہ کہکر اُنھون نے چپکے سے پھول توڑا اور ؎

گل لے کے چلا ایاغ برکف	چوری سے چلا چراغ برکف

ایک دفعہ ہی دیکھتے کیا ہین کہ ؎

بارہ دری ایک سونے کی ہے	وہ خواب گہ بکاؤلی ہے
گول اُسکے ستون سا عدِ حور	چلمن مژگان چشم مخمور
پردہ جو حجاب سا اُٹھایا	آرام مین اُس پری کو پایا

شوق چرایا کہ اُس مست نشۂ خواب ناز کو جگا دے مگر پھر ؎

سوچا کہ یہ زلف کف مین لینی	ہے سانپ کے منھ مین اُنگلی دینی

ادھر گلچین تو جیب و دامن کو گل مقصود سے بھر کر چمن سے بوے گل کی طرح چل کھڑا ہوا اُدھر ؎

بیا ساقی بیا ای جان جمشید | بدہ جامی و آتش دہ بخورشید

کہ دارم از تمنائے دل ریش
خیال سیر مکتب خانہ در پیش

واہ کیا پری بزم مکتب خانہ ہی۔ مدرسہ کیا عیش وطرب کا کاشانہ ہی۔ ہر طفل پریزاد فن دلبری مین بے بدل اُستاد ستم ایجاد بلاے جان وامق وفرہاد۔ میان جی شمس بازغہ کے عوض بدر منیر کا سبق دیتے ہین اور مکھڑے بلائین لیتے ہین۔ کج ادائی مین شہرۂ آفاق دلربائی کے فن مین طاق۔ مولوی صاحب کی ریش مخضب تا بنات شریہ۔ لڑکون پر شراب شراب قمچیان جاتے ہین اور وہ اخوان الشیاطین حضرت کو بناتے ہین۔ اتنے مین سامنے جو نظر پڑی تو ایک بت غنچہ دہن سیم غبغب سے آنکھ لڑی۔ گیسو لیلۃ القدر جبین مطلع الفجر نسیم گلشن دلربائی۔ شمیم زلف آشنائی پر افشان جبین ناز سراپا انداز خوش وضع خوش قد۔ قامت دلجو۔ زلف عنبر بار جبین ابرو تیغ جوہردار۔ قیامت کبریٰ سے دوش بدوش۔ غارت گر دین رہزن ہوش۔ مصحف رخ سجدہ گاہ آتش پرستان ابروے کج قبلۂ کفر گزینان۔ رو کش خوبان فرنگ۔ نرگس مخمور صہباے حسن سے گلرنگ۔ رنگین ادا۔ وہ بانکی ادا وہ تیکھی چتون وہ قہر بھری نگاہ وہ جوبن کہ محفل بھر پھڑک گئی۔ یہ پیاری صورت اور چھیل چھبیلی صورت گھورنے ہی کے لائق تھی۔ گورا گورا مکھڑا ایسا جیسے چاند بلکہ چودھوین کا چاند بھی اُسکے مقابل مین ماند۔ بال بکھرے ہوے بانکی ٹوپی سر پر دھرے ہوے۔ عجب عجب دغروحسن سے شکل تھی اسکی کم سنی اُسکے ارمان کے دن۔ اُسکی نزاکت اور صباحت ستم ڈھاتی تھی۔ ؎

سر تا قدمش کرشمہ و ناز | ہم سرکش حسن و ہم سرانداز
افگندہ بدوش زلف چون شمع | و بے خبر و نظارہ گر مست

معجون لبش بدر فشانی | پروردہ بہ آب زندگانی

میان آزاد آپ جانیے حسن پرست آدمی رند شاہد باز صورت دیکھتے ہی اُس گل چمن نزاکت پر ہزار جان سے عاشق ہو گئے لوگون سے پوچھا کہ کیون حضرت یہ پری چہرہ خورشید لقا مہ جبین شیرین ادا۔ دختر گل رخسار۔ نازک اندام و طرار کون بت عیار ہی این! اجی واہ حضرت آپ کو یہی نہین معلوم بسنت کی خبر ہی نہین ای میان یہ لیلی مجنون کی نقل ہوتی ہی۔ محفل بھر عقل سے ہاتھ دھوتی ہے۔ آہو ہو اب سمجھا۔ اُس لیلی پر تو ایک مجنون کی طبیعت مائل تھی مگر اس پیاری لیلی کے تیز نگاہ سے ساری محفل گھائل ہی یہ میان جی لیلی کے پدر بزرگوار ہین اور مکتب مین لونڈے پڑھا رہے ہین۔ ؎

بہ مکتب میرود طفل پریزاد | مبارک باد مرگ نو باستاد
اگر باشد معلم خود فلاطون | بأندک روز خواہد گشت مجنون

اُس مکتب خانۂ عشق کاشانہ مین مجنون بھی درس لینے آیا اس طفل سیم بدن غنچہ دہان۔ سرتا بقدم آفت جان پر جو طلبہ کی نظر پڑی تو۔ ؎

ز طفلان ہر طرف برخاست فریاد | کہ یاران آتشی در مکتب افتاد
بگفت اُستادش اے مجموعۂ ناز | کہ بسم اللہ ز بسم اللہ کن آغاز
بہ پیش او الف چون الف خم شد | میان عشق با زانش علم شد

اب سُنیے کہ میان جی نے اور سب لڑکون کو تو چھٹی دیدی اور خود بھی سرگشت کو چلدیے مگر لیلی مجنون دونون وہین رہے لیلی کی نظر جو سرو گلشن رعنائی پر پڑی اور مجنون کی آنکھ جو اس بحر لطافت و خود نمائی سے لڑی۔ جوان طناز نے بت سراپا ناز کو پایا اور صنم پری چہرہ کو امرد گلعذار نے والہ و شیدا بنایا۔ خلوت مین دونون نے لبون سے قند گھولے اور باہم یون ہنسے بولے۔

راوی ۔ یہ ہکی بکی باتین یہ بے تکا پن ۔

فریادی ۔ حضور کل دیوار گر پڑی میرا لڑکا دب کر مر گیا ۔

راجا ۔ ہان دیوار مر گیا ۔ لڑکا دب گیا دیوار کو سولی دیدو ۔

وزیر ۔ جہان پناہ ۔ دیوار گر پڑی اور اسکا لڑکا مر گیا ۔

راجا ۔ ہان ہان جہان پناہ گر پڑا اور دیوار پر لڑکا مر گیا اچھا لڑکے کو پھانسی دیدو ۔

وزیر ۔ نہین خداوند لڑکا دب کر مر گیا ۔

راجا ۔ معمار کو سولی دیدو ۔

معمار ۔ پیر و مرشد مین بے قصور ہون ۔ یہ مزدور کی شرارت ہے

راجا ۔ مزدور کو سولی دیدو ۔

مزدور ۔ مین نے کیا کیا سقے کا قصور تھا ۔

راجا ۔ اچھا جاؤ سقے کو سولی دیدو ۔

سقہ ۔ حضور میری کیا خطا ۔ آپ کا کوتوال جو آیا تو مارے ڈر کے پانی زیادہ گر گیا ۔

راجا ۔ کوتوال کو سولی دیدو ۔

راوی ۔ واہ رے چوپٹ راجا ۔ تحقیقات کسی کی نکو جو ہو اُسے پھانسی دیدو ۔ پھانسی پر کوتوال صاحب چڑھائے گئے تو چوبدار نے عرض کیا کہ پیر و مرشد ۔ پھانسی کا منھ بڑا ہے اور کوتوال دبلا پتلا

راجا ۔ اچھا تو کسی موٹے آدمی کو پکڑ کر پھانسی دے دو ۔

موٹا اس اندھیر نگری بھر مین باباجی کا چیلا تھا دھرے گئے ہاے غضب بھئی ہم نے کیا کیا کہ پھانسی پر چڑھائے جائین گے واہ تم سب مین موٹے ہو چو رنگ کیے جاؤ گے ۔ ارے تو یار د یہ بھی کوئی جرم ہے کہ موٹا تازہ ہون اتنے مین باباجی بھی حسن اتفاق سے سامنے نکلے دیکھا کہ چیلا رو رہا ہے ۔

بابا ۔ کیون بچہ کیا کہا تھا کہ یہ اندھیر نگری چھوڑ دو ۔ نہ مانا آخر وہی آگے آیا نہ ۔

چیلا ۔ باباجی بچاؤ ۔ میری طرف سے پھانسی پر چڑھ جاؤ ۔

بابا ۔ ارے آج اچھا دن ہے جو پھانسی پر چڑھے وہ سیدھا سُرگ لوک کو جائے مین پھانسی پر جاتا ہون ۔

چیلا ۔ نہین مین جاتا ہون ۔

اتنے مین راجہ بھی گرتے پڑتے آ نکلے ۔

راجا ۔ وزیر پھانسی نہین ہوئی ۔

وزیر ۔ خداوند گرو اور چیلے لڑ رہے ہین کہ مین پھانسی چڑھون وہ کہتا ہے کہ مین پھانسی چڑھون ۔ آج بڑا تیرتھ کا دن ہے جو پھانسی چڑھے وہ بیکنٹھ مین جائے ۔

راجا ۔ ہان تو پھر مین پھانسی پر خود چڑھ جاؤن ۔

لیجئے چوپٹ راجا کھٹ کھٹ کرتے پھانسی پر چڑھ گئے

لیلیٰ مجنون

بیا ساقی بیا جان تماشا	نہان در پردہ تا کی سیکشی ہا
بیا ساقی بیا ای من مریت	بدہ جامے کہ خواہم شد شہیدت
بیا ساقی بیا ای عین جادو	بدست ساغرے چشم آہو
بیا ساقی بیا ای ابر احسان	بساغر کن مے از خون رقیبان

سرت گردم بجامے ساز شادم
کہ رنگین قصہ آمد بیادم

ہمارے آوارہ و آزادہ ۔ سر بصحرا دادہ ۔ میان آزاد خانہ برباد شب کو نواب کی برق وش باد رفتار سانڈنی پر سوار ہو کر بگولے کی طرح اڑ گئے تو لب جو بار چمن نہل کے ایوان جواہر نگار مین چٹکیان لینے لگے ۔ دونون ہاتھون سے دعائین مانگ رہے ہین کہ الٰہی کہین جلد گھنٹی بجے اور نقل سجے ۔ اتنے مین پردہ زنگار بندھا تو آنکھین کھل گئین ۔

بھلا اب یہ مجنون کیونکر زندہ رہ سکتا ہے مخادم تو ڑ ا اور دنیا و دین سے منھ موڑا۔ شہید خنجر ناز ایسے ہوتے ہین۔ ؎

نیست پروائے عدم وا ندوہ ہستی مرا	از نفس مرغ ہر جا کہ رود بستان ست

چہ میگوئیان

آج میان آزاد سرا مین لمبی تانے پڑے خراٹے لے رہے ہین

بھٹیارن ۔ (پانون ہلاکر) اُٹھیے اُٹھیے۔ ای اُٹھو بھی۔ آج تو جیسے گھوڑے بیچ کر سوئے ہوا ای لو وہ آٹھ کا گجر بجا۔ ای واہ میان انگڑائیون پر انگڑائیان لے رہے ہین مگر اُٹھنے کا نام نہین لیتے اجی میان مسافر (شانہ ہلاکر) ای میان مسافر آپ تو کہتے تھے کہ ایک دن تماشا نہ دیکھین تو کھانا نہ ہضم ہو۔ یہ آج بدبد پہر یان کیسی لے اُٹھو بھی بہت نخرے نہ بگھارو۔ ای موئش کی دوا کر مردوے ۔ اوئی ۔

چانڈو باز۔ ای بی تو تم کو کیا پڑی ہے سمجھے نہین دیتین کیا جانے کس موج مین پڑے ہین۔ نرنگی آدمی تو ہوئی ہین مگر سچ کہنا کیسا دھارت سپلائی ہو۔ اُف نوہ۔ کچھ ٹھکانا ہی۔ دوسرا اتنا گھومے تو ہلکان ہو جائے انکا للوا تھکنا ہی نہین۔ کوئی خاکی ہوتا ہو کوئی ناری۔ یہ سیمابی ہے۔ اور جو جگانا ہی منظور ہو تو آفتابے کی ٹونٹی سے ذرا سا پانی کان مین چھوڑ دو دیکھو کیسے کلبلا کر اُٹھ بیٹھتے ہین۔

بھٹیاری نے چلّو سے منھ پر قطرہ افشانی شروع کی۔ دس ہی پانچ بوندین ٹپ ٹپ گری تھین کہ میان آزاد ہائین! ہائین! ہائین! ہائین! کرتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

آزاد۔ واہ خوب اچھی دل لگی نکالی ہو کیسی میٹھی نیند سو رہا تھا کہ واہ جی واہ خواب مین وہ پری جیسی صورتین نظر آتی تھین کہ بس کچھ پوچھو نہین۔

بھٹیاری۔ واہ وا۔ تو نقدیرہ اُدھار اتنو پری جیسی آنکھون کے سامنے ہے۔

آزاد۔ کون؟ آپ نہ!

بھٹیاری۔ اے آج حضور کی سواری چھتر منزل نہین گئی وہ دیکھو سانڈنی بلبلا رہی ہے۔

آزاد۔ ارے آج تو اتوار ہے۔ بی بی۔ آج چھٹیان منائین کل سمجھا جائیگا۔

چانڈو باز۔ کیون میان جٹاؤ تو خوب ہوتے ہونگے کبھی کل ہمین بھی سانڈنی پر بٹھا لینا۔

بھٹیاری۔ مین واری میان مجھے ٹکٹ لے دینا۔

آزاد۔ ارے یار بس یہی تو افسوس ہو کہ آدمی ٹھوٹے ہی آتے مین جو سب کے سب ملکر چلین تو خوب ہی نقشے جمین اور وہ دل لگیان ہون کہ آدمی لوٹتے لوٹتے فرش ہو جائین۔

چانڈو باز۔ سنیے بندہ نواز رات کا وقت۔ نو بجے شروع ہو بارہ بجے ختم ایک بجے گھر پہونچے۔ محلہ بھر مین آگ ڈھونڈھے سلگائے حقہ بھرے تو آجائے گھنٹا بھر گڑگڑائے۔ پلنگ پر جائے تو نیند اُچاٹ کروٹین پر کروٹین لے تب کہین چار بجتے بجتے آنکھ لگے پھر وائے جو بھلے مانس چار بجے تڑکے سوئے وہ دوپہر تک اُٹھنے کا نام لیگا بھلا جیسے دن یون گیا رات وون گئی۔ اب انسان چانڈو کب پیے۔ داستان کب سنے۔ قوام کب بنائے پتنگ کے مزے کب اُڑائے یہی کون جائے۔ مفت مین مٹی پلید کرنا اس سے فائدہ کیا نکلا بو تنا لیجئے تماشے سے اچھا ہوتا ہو گا۔ اجی بس مجھے بھی جسوقت وہ ٹھنک ٹھنک کہتی ہین (جنیا لال لونگی) واللہ بے چانڈو پیے نشہ چڑھ جاتا ہو جو وہان جائے تو اس سے رنجھو دائے ہی کا تماشا نہ دیکھے وہ چنی دی

لیلیٰ سے
سرمست ناز آن بت بدست میرود
خود میکند خرام و خود از دست میرود

مجنون سے
دستے دہم بیار کہ بدست میرود
دستے بدل نہم کہ دل از دست میرود

لیلیٰ سے
سبزۂ دامن نسرین ترا بندہ شوم
ابتدائے خط مشکین ترا بندہ شوم

حرف ناگفتن رنگین ترا بندہ شوم
طرز محبوبی و آئین ترا بندہ شوم
اللہ اللہ زکہ این قاعدہ آموختۂ
کیست اُستاد تو تا بہ آموختۂ

مجنون سے
صد شعلہ جنون ریخت بآشفتہ سرما
زد بخیہ مژگان کہ بخون جگرما

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک مامک دیرینہ روزنے لیلیٰ کے باپ تک جا کہہ سنایا۔

ضعیفہ۔ لیلیٰ۔ پیاری لیلیٰ میری آنکھون کی تپلی اب اور ہی دھن مین ہین مجنون پہ اٹکا۔ کہتے کلیجہ لرزتا ہے اور مارے شرم کے گڑی جاتی ہون۔ لیلیٰ کو اب روکیے مجنون سے اُسکا دل منھہ رہ لفنگا نہین نکھتا۔

میاں جی۔ دت نابکار۔ میری لیلیٰ اور ایسی خوار۔ وہ روپوش عصمت گوش ابھی نام خدا کمسن ہے۔ عاشقی معشوقی کی باتین رمز و کنایہ کی گھاتین کیا جانے۔ تو تہمت تراشتی ہے اور جھک مارتی ہے۔

الغرض وہ مامک دیرینہ ایک روز انکو ساتھ لیگئی تو دیکھتے کیا ہین کہ لیلیٰ اور مجنون گلے مل مل کر میٹھی میٹھی باتین کرتے ہین لیلیٰ کا سر مجنون کے کاندھے پر اور مجنون کا ہاتھ لیلیٰ کے دست حنائی مین اور مجنون کہہ رہا ہے کہ عمر بھر تیرے اس مکھڑے کی بلائین لیا کرون

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

وہ فرط محبت سے بولین سے

جفا و ناز و عتاب و ستمگری آموخت
بزیدہ ام مگر این شیوہ از پری آموخت
معلمت ہمہ شوخی و دلبری آموخت
من آدمی بچنین شکل و قد و خوئے و جمال

لطف یہ کہ لیلیٰ کے والد بزرگوار در وہ زن عیار دونون کلے پر کھڑے چپکے چپکے سب سُن رہے تھے۔ یہ ہی یہ کیا آسمان پھٹ پڑا لیلیٰ اور مجنون عاشق و معشوق کو داغ ہجران نصیب ہوا۔ پھر پردہ پڑا سے

صحرا و کوہ در رہ من خستہ و ضعیف
اے خضر پے خجستہ مدد دہ بہ ہمتم

پردہ کھڑکھڑایا۔ تو سامنے ایک لق و دق جنگل نظر آیا سبحان اللہ چھتر منزل مین بیچ کا جنگل۔ وہی بیل وہی بوٹے۔ وہی پہاڑیان وہی دشت وہی ہامون۔ اور ادھر مجنون ادھر مجنون۔ سر پر خاک اڑاتے پھونک پھونک کر قدم جاتے جنگل جنگل بیچارہ گھوم رہا ہے زار نحیف لاغر ضعیف بدن کی ہڈیان ہڈیان گن لیجیے لب پر تبخالہ زبان پر آہ و نالہ چشم تر ابر گریان۔ آہ آتشین برق سوزان۔ شہید حسرت آغوش سیاہ پوش درد دل سے ایسا کراہتا تھا کہ سامعین کے کلیجے پر چوٹ لگتی تھی۔ وہ ڈاڑھین مار مار کر رونا۔ اشک گلگون چشم خونین سے بہانا غم و الم کی تصویر کھینچ دیتا تھا۔ سے

ناموس بادشاہی دست جنون ما
تخت روان آبلہ در زیر پائی ما ست

ادھر لیلیٰ بیچاری سوز غم سے شمع کیطرح جلنے لگی گل رخسار کو نسیم صحرا نے مرجھا دیا غرض بخون سو پریشان سینہ بریان دیدہ گریان بصد حسرت و ارمان لیلیٰ کی بیقراری و بیتابی دیکھ کر حاضرین جلسہ نے دل مسوس لیا کہ ہی یہ سر پار ہ اور یہ حال زار باغ حُسن بدست خزان گرفتار سے

صد باغ و بزم چشم براہ منست و من
دست جنون گرفتہ بویرانہ میروم

آخر کار دونون کا وصال ہوا مگر فرط مسرت سے لیلیٰ نے ملتے ہی ابدی جدائی کی اور ملک عدم کی راہ لی عشق صادق اسے کہتے ہین

در ماتم تو دہر بسے شیون کرد
گل جیب قبائے ارغوانی بدرید
لالہ ہمہ خون دیدہ در دامن کرد
قمری نمد سیاہ در گردن کرد

ہے تو کسی روز جانڈو پیٹے آوے ہی گی دیکھو لینگے ۔

آزاد - جی منھ دھو رکھیے - یہ مداری لال کی اندر سبھا نہین ہے کہ جانڈو ہو تو آواز ہی نہ نکلے ارے نادان یہ سب تربیت یافتہ لوگ ہین نرے گاؤدی ہی رہے - اچھا بھئی اب انکو صلاح دینگے کہ شہر مین بھی دو ایک دن کے لیے چلین - وہان تو آؤ گے -

جانڈو باز - موچھون پر تاؤ دیکر انشا اللہ تعالی ضرور خیال کیجئے کہ کجا چھتر منزل اور کجا نگریان - دنیا کے اس سرے چلتے چلتے پانون سوج جائین تین دن تک کھٹیا سے اٹھنا مشکل ہو - آپکی توبہ کیون جی سنا اڑن کھٹولے آتے ہین اور سچ مچ کی پریان آن کر گورا گورا مکھڑا دکھاتی ہین یعنی جا ہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے اینجانب کل ضرور ڈٹین گے - مگر یہ قید تو نہین ہے کہ کوئی باہر جائے ایسا نہ ہو چار گھنٹے تک قید مین پڑے رہین - بلا سے ہم باہر جیدھر اڑ جائین گے ہمین کسی کا کیا اجارہ ہے اندر سبھا تو دیکھنے کو بے اختیار جی چاہتا ہے کل تو کام چھوڑ کر جاؤنگا -

بھٹیارن - واہ تو شہر مین ہم کیونکر جائین گے اتنی دور بھلا اچھا آزاد کی سانڈنی پر انکے ساتھ ہی سوار ہو لینگے - مزے سے دل لگی دیکھ کر دو بجے تک سرا مین آ جائین گے - پیدل جانا کٹھن ہے -

بلبل بیمار

بیا ساقی کہ خلوت خانۂ ما   سور گشت از جانانۂ ما
بیا ساقی کہ شوق صحبت یار   دلم را محو من بردشت از کار

بدہ جامے کہ چون چشم گشاید
نگاہم بر جمال دوست آید

ہمارے جوان مرد جہان نورد میان آزاد فرخ نہاد سر مین مکٹ بانٹ زرق برق کپڑے ڈانٹ - سانڈنی پر کاٹھی کس کر عطر و عنبر مین بس کر بھٹیاری کو پیچھے بٹھائے اونٹنی کو چمکائے

یہ چارہ جا - شہر بھر مین دھوم ہے ہر سمت ہجوم ہے - بچے بچے کو معلوم ہے -

بشہر امشب رسیدہ طرفہ جمعے   شرر پروانہا بر گرد شمعے
مقلد پیشۂ با طرز و انداز   مشعبد سیر تان با نغمہ و ساز
بعلم رقص و تقلید اوستادان   مراد خاطر عشرت نژادان
بفن خویشتن استاد ہر یک   گہے مرد و گہے زن گاہ طفلک
گہے سناسیان مو پریشان   گہے اسلامیان اہل ایمان
گہے رنگ زن نوزادہ مرد   بدست دایہ گریان زادہ او
ز ہر نوعے کہ خواہی جلوہ سازند   بہر رنگے کہ گوئی جلوہ بازند

آ ہو ہو ہو - آج تو محفل جگمگاتی ہے - آنکھ جھپکی جاتی ہے - ہر طرف پرستان کا لطف دکھاتی ہے - باد عنبر بیز سے باغ نعیم کی لپٹ آتی ہے سامنے پردۂ زردگون اور اس پر نقش رنگا رنگ بوقلمون - دامن کوہ مین لالہ زار سراپا بہار قلہ کوہ پر سبزہ زر نگاری والا اعتبار ایک نغمہ پردہ مین سے زمزمہ سحر آمیز اور نغمۂ فسون انگیز سامعہ افروز ہوا اور دل سامعین رنگین طبع مصروف آہ جگر سوز ہوا - ہر سمت شور تحسین بلند تھا - ہر فرد بشر آرزو مند تھا کہ کہین گھونگھٹ کا طلسم ٹوٹے چاند سین چھوٹے نازک آوازی اور جادو طرازی کیسے دیتی ہے کہ یہ پردے والی ابھی کمسن ہے - نام خدا اٹھتے کے دن ہین - سہ

بیا جانان کہ بی از خویش رفتم   ز خود جستم بیابان پیش رفتم
شنیدم لحن خوبت رفتم از کار   چہ خواہی کرد با من وقت دیدار

خدا خدا کر کے وہ کافر پردہ اٹھا - تو سہ

نظر پڑا اک بت پری وش نرالی سج دھج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو دس برس کی یہ قہر آفت غضب خدا کا

زہرہ کا کیا زہرہ کہ تاب جمال لائے مہ انور کو شوق دیدار چرائے تو پہلے سو بار آب کوثر سے منھ دھو آئے -

اور وہ مے مارا رچاروں شانے چت۔ میاں آنیٹھا سنگھ کے
مزے نہ آڑائے۔ بکری پر تنے بیٹھے ہین۔ چھینک پڑی اور کھٹ سے
پھندنے دار ٹوپی الگ۔ آنچھیں۔ وہ پہونچی ڈگڈگی بج رہی ہے
بندر یا تھرک رہی ہے۔ ناچ کھلاڑی دھنک دھنا۔ بھی کوئی بیدھا ہے
ہو وہ ہان جائے ہم تو نجائینگے۔ اور میان لوگ آئین کہان سے
خلقت تباہ خستہ ہے کسی مین دم نہ ہان اور جب سے افیم سو (۱۰۱) روپے
سیر ہوگئی تب سے تو اور بھی خلق خدا کا دوالہ نکلگیا اور رہا سہا یہ
چانڈو کی تھیلیون نے ستیاناس کر دیا جائے تو دام کس گھر سے
لائے پیسا لائی تو یہان کا چرچا ہو جیسے دیکھو سیر سپاٹے پر تلا ہو۔ گرہ کٹ کا
نام نہو۔ اور بھی صاف تو یون ہے کہ ہم لوگ مفت کے تماشا دیکھنے
والون مین ہین میلا ٹھیلا تو کوئی چھوٹنے ہی نہین پاتا ایک بندہ درگاہ
مین کہ سارن بھر عیش باغ کے میلا نچھوٹے۔ کبھی املیون مین
جھول رہے ہین کبھی بندرون کی سیر دیکھ رہے ہین۔ بہت بڑھکر
حاتم کی قبر پر لات ماری تو ایک گنڈے کے پونڈے لیے۔ ایک
گنڈا اور بڑھایا اور بی ساتن کی دکان پر دم لگایا چلیے پانچ چھ
پیسے مین میلا ہوگیا۔ بھلا یہ بات یہان کہان حقہ نوشی کی پینک سے
سے قطعی ممانعت ہوگئی۔ نادری حکم ہے کہ دھوان کوئی نہ اڑائے
نہین تو ہم سوچے تھے کہ چانڈو کا سامان سب لیتے چلین گے اور
مزے سے کسی کونے مین بیٹھے دم اڑاتے جائین گے یہین کسی
باپ کا کیا اجارا۔ بندے کو خدا نے فعل کا مختار کر دیا پھر اپنی اپنی
سب جگت نہین گے ٹکٹ تو کرا دیجیے معاف اور جیبوں کی دکان دیکھے
بھول اور دس دن پہلے ڈھنڈھورا پٹوا دیجیے کہ فلان تاریخ کو
سرشام سے بڑے بڑے کھیل اور بڑے بڑے تماشے ہونگے
ٹکٹ ندارد۔ کرتم دھم کرتم دھم پھر دیکھیے جو لکھنؤ بھر نہ ٹوٹ پڑے
تو اپنا نام بدل ڈالون۔

آزاد۔ جی بجا ہے۔ سوجھی تو خوب۔ چشم بد دور۔ دور کی
کوڑی لاتے ہو۔

بھٹیارن۔ ہان ہان۔ اچھے آزاد پھر تو ہم بھی روز چلا کرین

آزاد۔ کتنی سادی ہو۔ یہ تو جھنگیا گئے ہین۔ رہا تمھاری عقل بھی
دیمک چاٹ گئی انکو کیا پڑی ہے بھلا۔ کہ بمبئی سے آگرہ لکھنؤ گھر
سے کر کوسون اتنی دور آئین چلتے چلتے اندھی روگ آجائے اور
یہان آن کر آپ کو مفت تماشے دکھائین چیڑی اور دو دو
دہی بے ٹھکانے بات کہتی ہو جسکا سر نہ پیر۔ ایسے آنکھون کے
اندھے گانٹھ کے پورے اللہ کے بندے کہین اور رہتے ہونگے
ایسی تو خوبصورت بھی نہین ہو۔

چانڈو باز۔ اچھا تو تمھاری خاطر ہی سہی تم بھی کیا یاد کروگے
بھلا۔ ایک دن ہم بھی جیب کی گلائین گے چار آنے کا خون ہی سہی
کہان تماشا ہوتا کہان ہے گول دروازے مین نہ۔

آزاد۔ مین گول دروازہ نہ لمبا یہان تک چھتر منزل مین یہان سے
دس قدم پر ہے۔

چانڈو باز۔ ہونہہ تو بندہ جاچکا دس قدم کی ایک ہی کہی۔ ہان
تم کو البتہ پاس ہے پنیدو خان کی سرا سے نکلے اور کھٹ سے داخل
یہان سات بجے سے چلنا شروع کرین تو دس بجے پہونچین آدھا
تماشا ہوچکا ہو مفت مین الو بنین اور جو کہین منگنے زور کیا تو خود
تماشا بن گئے۔ کبھی کرایہ پر کرین تو آٹھ آنے آنے کے اور آٹھ ہی
آنے جانے کے ایک روپیہ ہوا اور جو تین گھنٹے بگھی روک لی تو دو
روپیہ آٹھ آنے اور ٹھونک دیے مفلسی مین آٹا گیلا۔ تین بجے گھر پہونچین
تو سچ جلے کہ ابتک میان تھے کہان نا صاحب ہم نجائین گے اور
میان اتنی عمر تماشے ہی دیکھتے دیکھتے گذری ہے اب تین اوپر ساٹھ
برس کے ہوے مگر یار سنا ہے کہ سبز پری پر بلا کا نکھار ہے جو شوقین

بلبل بہار - کس برتے پر -

پیر نابالغ - پیا ہونگا - ضرور پیا ہونگا -

بلبل بہار - شرط جوانمردی یہی ہے -

پیر نابالغ - سہ -

کوچ کی اپنے اب تیاری ہے	تیرا حافظ جناب باری ہے

بلبل بہار - (انگلیان مٹکاکر) ایچنے دور -

اُس بت عنبرین مو - قوس ابرو کی اس حاضر جوابی اور بوڑھے میان کی بیقراری و بیتابی پر محفل **عشعش** کرتی تھی -

بلبل بہار کی ترچھی چتون اور پیاری ادا پر دل لوٹ پوٹ تھا کلیجے پر چوٹ تھی - کس ناز و ادا سے تھرک تھرک اور چمک چمک کر پیر فرتوت کو دندان شکن جواب دیتی تھی کہ واہ جی واہ عنفوان شباب اور آب و تاب اٹھتی جوانی اور خوش الحانی نازک آوازی اور زبان درازی نے ستم ڈھایا حشر بپا کیا - ستم بپا کرنے اور آفت ڈھانے والی بھی ساری خدائی سے نرالی تھی - بوڑھے میان نے بوڑھی خرّانٹ ماما عصمت کو بلایا اور کہا کہ لو عصمت ہم تو کچھ دن کے لئے باہر جاتے ہین گھر بار اور پیاری بلبل بہار تم کو سونپ چلے - پنبے غلام حبشی کو طلب کیا اور کہا خبردار چوکس رہنا عصائے پیری تھام کر راہی -

اب سنیے کہ وہ گل سدا بہار یعنی بلبل بہار ایک جوان سادہ کار گل رخسار پر فریفتہ تھی اور وہ اُسیر ہزار جان سے عاشق - سمجھا کہ مالک دیرینہ روز گرگ باران دیدہ ہے - چلو مطرب پسر اور مغنا گر کے بھیس مین چلین - بڑھیا رنگین مزاج حسین طبع ہے شاید رنجھ جائے سارنگی بجاتے اور خوش الحانی سے ٹھمریان گاتے بلبل بہار کے ایوان جوا ہر نگار کے پھاٹک پر پہونچے پنبے کو شراب کی بوتل بطریق رشوت دی اور منھ کر گانا شروع کیا (پیا کے آون کی بھنی بر بان و رد جو اُٹھیا لاگ رہی) بلبل بہار نے جو یہ آواز سنی تو بیقرار ہو کر دروازے کی سلاخون کے پاس سے تاک جھانک کرنے لگی - ادھر بڑی بی نے للکارا -

عصمت	پنبے پنبے ارر ریچے کیا ہے یہ طوفان	
پنبے	عاشق اور معشوق ملے ہین چپ ہو اے نادان	
عصمت	منھ کالا ہو تیرا پنبے کیا بکتا ہے بدنام	
	بڈھا ہمکو سونپ گیا ہے یہ دخت گلفام	

عاشق - کیا ٹرٹر کرتی ہو بڈھی تجکو اس سے کیا کام

پنبے - ارے میان قلف لگا ہے - اور قلفا - قلف کا بھی باپ -

عصمت - ہی ہی اس بڈھے نے میرا بھی اعتبار نہ کیا - تو عصمت جو اس فیاض جوان طناز کو گھر مین داخل نہ کر دون قفل لگا کا لگا ہی رہے یہ کہکر عصمت نے دو سو کی تھیلی سیدھی کی اور پچھواڑے کے دروازے سے عاشق زار بلا کھٹ سے بلبل بہار سے ہمکنار رہا -

عصمت - ارے جوانی مین مین بھی آفت کی پرکالہ تھی مجھپر بھی عالم تھا - اتنے مین پیر نود سالہ سفر سے واپس آئے - دروازے کو دیکھا تو افیونیون کی آنکھ کی طرح بند - میان پنبے کہین اتفاق سے شراب لینے باہر گئے تھے انکی اُنکی چار آنکھین ہوئین -

پیر - پنبے پنبے ارے کمبخت گھر بار کس پر چھوڑ گیا تھا -

پنبے - بلبل بہار کے عاشق زار پر -

پیر - ہائین بلبل بہار کا عاشق زار تو مین ہون - کیا اور بھی پیدا ہوا -

پنبے - ہو نھ - اب چار دن مین سن لینا کہ لڑکا پیدا ہوا -

پیر - (سر پیٹ کر) اُف - ہائے ستم - وائے ستم -

گھر مین گھسے تو بلبل بہار اور عاشق زار بیٹھے رنگ ریان منا رہے ہین

فروزان شمع با حُسن گلو سوز | پہ پروانہا لبش صبح نوروز
برولش طرہ پُر پیچ وتاب ست | سیہ مستی زجام آفتاب ست

اُس بت شکر لب اور دلبر سیم غبغب کا بُلبل بیمار نام ہے - اور واقعی اُسکی رسیلی آنکھ نرگس بیمار ساقی رندان مے آشام ہے - اِس محبوب چاردہ سالہ کو اُسکا دادا جھپا کا ماما ایک پیر فرتوت کے سپرد کر گیا جسنے دقیانوس کے باپ کو گود مین کھلایا تھا اور بابا آدم کو پونا سکھایا تھا تو بھی ہم تو سفر کر چلے - ایک مہینے مین جیتے بھوے تو فہو المراد ورنہ تم جانو اور یہ پریزاد - فی امان اللہ یہ کہکر اُس پریزاد بار بد نژاد پری چہرہ کے جد امجد تو سدھارے - اور ایک مہینا بات کرتے گذر گیا اُنھون نے آنے کا نام نہ لیا - اُدھر بڈھے میان کو یہ بڑھا بھس ہوا کہ اُس برق دم پری جہم تند رو کو مسارہ لربائی جدت تیغ رعنائی کے ساتھ بیاہ رچے - سے

پیر یکہ دم زعشق زند دلنشین ست | از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت ست

واہ بھئی بوڑھے میان - واہ میان لال خان - بڑھوتی دقت ان سفید بالون مین کالک لگاؤگے - کمر بہتر جگہ سے خم - مگر یہ ہم ماشاء اللہ منھ پچکا رنگ فق - خاصے ہونق - گالون پر گرد دن بھریان آنکھین اندھا کنوان کانکھو کے ٹھیا ٹیکتے ہوی ذرا جلے تو بے پھسان کے پھسل پڑے - دانت بتیسون ۳۲ چوہے کے بل مین اور خیال گدگدایا کہ اس پری پیکر کو عقد مین لائین اور بیوی بنائین نقدہٗ دل کھلے - ایکدن کمر وم کس کر سفر کی تیاریان کردین -

پیر نابالغ - او بت عیار - ترک ستمگار رنگیلی گلعذار - پیاری بلبل بیمار بن اس چاند سے مکھڑے پر واری - میری جان میری پیاری - وہ تو آج تک آتے ہی رہے اور ہم مناتے ہی رہے - آج ہم سوچے کہ کسی خدا ترس کے پالے پڑوگی تو میری روح پر صدمہ ہوگا اس سے کہ میری شبستان کو اپنے چاند سے چہرے سے منور کردو تو کیا - ہم اپنی پرانی کھوپڑی پر نئی پگیا جمائے نوشہ بنائے ٹٹو پر سوار ہوکر تمھین بیاہ کرنے آئین تم سولہ سنگار کئے گردن نیوہڑائے بیٹھی رہو -

بلبل بیمار (مسکراکر) اوواہ میان (واہ میان کا ڈونگرا برس گیا)

پیر نابالغ - ادھر ساون بھادون کے جھالے ہون - ادھر ہم مین تم مین پینگ بڑھین - دونون جھولے پر چڑھین - بانس گڑے ہون امریون مین جھولے پڑے ہون - بیوی ملار گائین میان بغلین بجائین

بلبل بیمار - بغلین نہین میان تالیان بجائین - امریون مین بور آجائین

پیر نابالغ - اشرفی لقمہ کھلاؤن - پھولون کی سیج پر سلاؤن -

بلبل بیمار - اوواہ ری چاہ - بس اتنے ہی کے لئے بیاہ -

پیر نابالغ - تمھارے دم کے لئے گرمی کی فصل مین خسخانہ و برفخانہ ہو اور سردی کے دنون مین شراب ناب اور گرما گرم نرگسی کباب ہو

بلبل بیمار - یہ ٹھنڈی گرمیان ! -

پیر نابالغ - رات کو کہانیان سناؤن - فرمائشی قہقہے لگاؤن -

بلبل بیمار - یہ سوکھے ٹھٹھے -

پیر نابالغ - رات کو ہم ہال کی کوٹھری مین تم مہتابی پر سورہو -

بلبل بیمار - (گردن نیوھڑا کر) پھر آگے کیا -

پیر نابالغ - کہاں میری جان -

بلبل بیمار - (قہقہہ لگاکر) اوواہ جی میان -

پیر نابالغ - مین نہال عاشقی ہون -

بلبل بیمار - گر نخل بے ثمر -

پیر نابالغ - مین شمع محفل عشق ہون -

بلبل بیمار - مگر چراغ سحری -

پیر نابالغ - مین آفتاب سپہر سرور ہون -

بلبل بیمار - مگر آفتاب لب بام -

پیر نابالغ - ابتو عشق چرایا سوچرایا -

شاعر غرا ہین اور املا تک درست نہین - بھلا صف شکن تو اس کاغذ پر لکھ دیجئے -

خوجی - چلیے صاحب وہ ہم کو کھے گھامڑ گاؤدی سہی - آپ تو اپنے وقت کے افلاطون ہین نہ بس چھٹی ہوئی -

نواب چھٹی روٹی کے بھروسے نہ رہیے گا چھٹی نہین ہوئی ایک بھلے مانس کو آپ نے دس آدمیون کے سامنے ذلیل کیا آپ کو ہم ذلیل کرینگے - غفور قلم دوات کاغذ خوجی کو دو - لکھیے قبلہ صف شکن کا لفظ لکھیے -

مصاحب - نہین حضور یہ فقرہ لکھوایئے کہ اسوقت ہوش و حواس درست نہین -

خوجی - نے یون لکھا (اسوقت حوش و ہواس درست نہین)

مصاحب - (ہنس کر) واہ وا واہ - کیا لیاقت ہی حوش کو حائے حطی اور ہواس کو آپ ہاے ہوز سے لکھتے ہین - یہ دیکھ لیجیے نہ -

نواب - ای لعنت خدا - اور بڑھ بڑھ کر باتین بناؤگے پھر کسی کو ٹوکو گے بچہ - ای میان ہوش و حواس نہین لکھ سکتے - اے پھکار شرمائے تو نہو گے ؟

میر صاحب - وہ شرما چکے - شرم چہ کتی ست کہ پیش مردان بیاید شرم تو انھون نے بھون کھائی ہے - تب تو شرمائے نہین جب بڑی بڑی محفلون سے نکالے گئے -

خوجی - حضور کے مزاج مین انصاف تو ضرور ہی لیکن بربب کعبہ اسوقت حضور نے میری گردن کند چھری سے ریتی ملے ملے اتنا تو سمجھیے کہ اگر ہوش و حواس ٹھکانے ہوتے تو بیش پا افتادہ الفاظ کے املا مین بھلا کیون غلطی کرتا - شاعر ہین - نثار ہین - مولوی ہین منشی ہین - مگر جب ہوش بھی ہون ہاے صف شکن کا پتا نہ ملے اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں اور ہمارا ہچکیان اڑا ئین -

نواب - واہ خوجی واہ - اسوقت طبیعت تمھاری نمک حلالی دیکھ کر خوش ہو گئی - شاباش - کوئی ہی ؟ -

مصاحبین - کوئی ہو - حاضر ہو جلد - چلا -

پیرو - پیر و مرشد (دست بستہ) کیا حکم ہے -

نواب - داروغہ سے کہو کہ جا کے رفیق خواجہ صاحب کو وہ عبا کی رومال اڑھا دین جو پرسون خرید ا تھا - لو خوجی یہ ہم نے انعام دیا - واہ بھئی واہ - گاہے بہ سلامے برنجند و گاہے بدشنامے خلعت دہند کہان تو خوجی پر وہ عتاب تھا کہان اب انعام پایا - داروغہ نے طشت مین رومال لاکر خوجی کو اڑھا دیا خوجی نے استادہ ہو کر سات دفعہ سلام کیا اور کہا کہ واہ حضور کیا ریاست ہی - اب خدا گواہ ہی کہ اسوقت تہ دل سے دعا نکلتی ہی کہ میان آزاد مع صف شکن علی شاہ کے کھٹ سے آجائین اور حضور واللہ دل گواہی دیتا ہی کہ آیا ہی چاہتے ہین بس صبح و شام آئے داخل -

نواب - تمھارے منھ مین گھی شکر -

مسیتا بیگ - حضور مٹھائی کا اقرار کرلین -

خوجی - اور سنیے یہ بندۂ شکم گرسنہ چشم خوب بولا - اے مٹھائی کیسی وہ جلسے اڑین وہ جشن ہون کہ واہ جی واہ - جھینون طبلے پر تھاپ پڑے اور دور دور سے طائفے آئین - صف شکن کا آنا کوئی ایسی ویسی بات ہی - گیدی کہین کا -

نواب - انشاء اللہ - پھر مین اپنے دل کا ارمان نکالون وہ دھما چوکڑی مچے کہ واہ جی واہ -

مسیتا بیگ - (میر صاحب کے کان مین چپکے سے) نقل عیش بہ از عیش - آنا جانا ملنا ملانا معلوم - مگر واللہ آزاد بھی بلا کا جوان ہی وہ جھانسا دیا کہ نواب بھی ساری عمر نہ بھولین گے - پسا دھنی تو بھی اسنے بیچ لی - اونے پونے دام سیدھے کیے - صف شکن کی دم مین نمدا

اُسوقت اُنھون نے توبہ کی کہ اب اس سن مین شادی کرے تو اُس پر لعنت

نوابصاحب اور رفقا کی چہ میگوئیان

اب اُدھر نواب کے یہان کا حال سنئے کہ وہان کیا ہوتا تھا جب کئی دن گذر گئے تو خوشامدیون نے جنگ پہ چڑھایا کہ پیر و مرشد دیکھا ہم نہ کہتے تھے کہ میان آزاد خانہ برباد کا ٹھکانا کیا حضور نے نانا آخرش سانڈنی کی سانڈنی گئی اور رنج کا رنج ہوا۔

خوجی۔ اور بیوقوف کے بیوقوف بنے۔

میر صاحب۔ اور انعام و زادِ راہ جو دیا گھاتے مین ٹکی گنتی ہی نہین۔

غفور۔ ہجور اب وہ پھرتے بخیر نہین آتے۔ دو تین سو کی سانڈنی پہ پانی پھر گیا۔

خوجی۔ ہونھ یہ دو ہی تین سو سے پھرتے ہین۔ ای میان وہ سانڈنی بلا کی دھاوا کرنیوالی ہے۔ ریل کی دُم مین باندھ دو دیکھو چند ہی تک برابر چھم چھم کرتی چلی جاتی ہو یا نہین۔ ہندوستان سے ملک تین ویسی ایک تو نظر آتی نہین۔ کیا دم خم ہو بھئی مین دو ایک دفعہ سوار ہوا۔ واللہ ہی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہوا پر جا رہا ہون وہ ٹھمک ٹھمک چال کہ اہو ہو ہو۔ سواری اور اونٹ بھی گھوڑا پالکی ہاتھی سب اُسکے مقابل مین گرد ہین۔ اور بھی سچ پوچھو تو میان صفشکن سے اُسکے کھونے کا زیادہ رنج ہوا۔

میر صاحب۔ واہ خواجہ صاحب آپ بھی واللہ کیا بے تکی باتین کرتے مین۔ کجا بیزبان جانور۔ کجا ہمارے صف شکن سلمہ اللہ تعالیٰ پاجی اور بھلے مانس کا مقابلہ کیا ارے وہ اشرف الحیوانات ہو۔ ایسی ایسی ہزار ہا سانڈنیان اُنکی ایک لات پہ نثار کیجئے مگر سانڈنی کے کھونے کا زیادہ رنج ہوا۔

نواب۔ اتنے بڑے ہوئے مگر گور کھے ہی رہے جو بات کرینگے بے ٹھکانے سانڈنی ٹکے کا جانور۔ گئی گئی اب اُسکا رونا کیا۔ ہاے رنج تو یہ ہو کہ میان صف شکن اب ہاتھ نہ آئنگے میرا ہی دل جانتا ہو کہ کلیجے پہ کیسی چوٹ لگی ہے بھئی اس سے تو مجھے ہی موت آجاتی تو سمجھتا بڑا خوش نصیب ہون۔ افسوس۔

مصاحب۔ حضور صبر کیجیے۔ ع صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد آتش کہہ گئے ہین۔ بڑے نواب صاحب مر گئے تو حضور نے کیا کیا۔ چچا حضور کو چھوڑ کر چل بسے تو حضور نے کیا کر لیا دادا جان ساری ثروت سے منھ موڑ کر داغ جدائی دے گئے حضور نے کیا کر لیا۔ اب صبر کیجیے۔ صبر کیجیے۔

نواب۔ میان بات یہ ہو کہ باپ دادا تو سب ہی کے مرا کرتے ہین مگر صف شکن سے وفادار جانور کا ایکدم بھی جُدا ہونا کھلتا ہو نہ کہ کابک سے اُڑ جانا۔ خیر خدا اُنکو بخشے اسوقت دل ہو کہ بے اختیار اُمڈا چلا آتا ہے۔

خوجی۔ یہ کیا بک دیا کہ۔ صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد آتش کہہ گئے ہین۔ واہ ری معلومات۔ ای حضرت یہ سعدیؒ کا شعر شیخ جی کا کلام ہے۔

نواب۔ کیا خرافات بک رہا ہو۔ یہ شعر شاعری کی تحقیقات کا بھلا کون موقع ہو وہ سعدی نہین رودکی کہہ گئے کسی پھر اس سے واسطہ۔ معلوم ہے کہ آپ بڑے شاعر کی دُم ہین۔ عجب نامعقول آدمی ہو بھئی۔

مصاحب۔ اور خداوندا یہ نہین سخت عیب ہو کہ کسی نے بات کی اور اُنھون نے جٹ کاٹ دی۔ یون نہین دون ہو وون نہین یون ہو۔ آم نہین املی ہو۔ یو پھیے ہم تو اپنے آقا کی تسلی کے لیے تشفی آمیز باتین کر رہے ہین کہ صبر کیجیے۔ یہ ٹوٹے پر چڑھے بیٹھے ہین کہ آتش نہین سعدیؒ کا کلام ہے جسمین لوگ سمجھین کہ آپ بھی بڑے

بھٹیاری - چلیے آپ کی جوتی کی نوک سے - ہم حیا ہی سہی - آپ اپنی حیا کو چھپر پر رکھیے - عورت کوئی اور ہی ہوگی - بندی سوا مردوے سوار کو گھوڑے گھوڑے سے نگوڑے پر سے اتار لون - کیا اچھا نسے دینے آئے ہین جسمین مین اتر پڑون اور آپ مزے سے جم جائین منھ دھو رکھیے ہم نے کچی گولیان نہین کھیلی ہین -

چانڈو باز - بیوی تو سہی جو آپ کے ہاتھ بالون نہ ٹوٹے سر نہ پھوٹے

الغرض بعد خرابی بصرہ میان آزاد داخل منزل مقصود ہوئے تو دیکھتے کیا ہین کہ محفل جمی جمائی مثل نوعروسی سجی سجائی اتنے مین ایک پارسی نے آن کر کہا کہ (صاحبان مجلس) علاؤالدین اور اسکے نادر چراغ کا ذکر آج ختم ہوا - اب شکرلی کی کہانی باقی ہے جسطرح آپ لوگون نے آج آسرا دیا اسی طرح ہمین امید ہے کہ کل بھی آیے گا -

میان آزاد - ارے! ایک داستان کی داستان ختم ہوگئی اور ہم ندارد آج مزہ ہی کرکرا ہوگیا - کہین بی بھٹیاری سے نوک جھونک ہوئی کہین بالون مین خنا کا تیل ڈالا گئے - کہین ڈاڑھی مین ڈھاٹا باندھا واقعہ بڑا ہی افسوس ہوا -

اتنے مین شکرلی کی کہانی شروع ہوئی - پہلے ایک نخارام آئے - واہ میان تندیل - چشم بد دور کیا قطع مبارک ہے - لال لال پگیا پر لٹو صورت دیکھی اور ہنسی آئی اور حضرت کی بھونڈی اولاد بھی ستم ڈھاتی تھی - معلوم ہوتا تھا کہ سفر کی تیاریان ہین دسا ور مال لینے جاتے ہین - اس کے بعد ایک نگار شوخ و طرار چلتی ہوئی آئی صورت سے چلبلاپن برستا ہے - رگ رگ مین شوخی - بوٹی بوٹی پھڑک رہی ہے کبھی دھوتی کو سنوارنا کبھی بالون پر ہاتھ پھیرنا کبھی آنکھین لڑانا کبھی مٹکنا کبھی اٹھلانا - ابھی یہ کھڑی تھین - دم کے دم مین غائب کروہ ہوئین - اف ری شوخی جو طرفہ کٹا ؤ تھا - غضب کا بناؤ چناؤ تھا -

میان - ہم نے چھکڑا وکڑا ٹھیک کر رکھا ہے - اسباب سباب لد گیا ہے سب سامان لیس ہے تم میری جدائی مین گھبرانا نہین - جب جی گھبرائے تو گردجی کو بلا لینا دو گھڑی دل بہلانا - مین نے مال لیا اور لمبا ہوا اب کی پو بارہ ہین -

شکرلی - سیٹھ گھڑی جاؤ اور توڑے سے کر آؤ - ہا مجھے نہ بھولجانا - نہین مین یہان کڑھ کڑھ کر مرجاؤنگی - تمہان سر پٹک اٹھاؤنگی - ہے ہے تمہاری دو گھڑی کی جدائی بھی شاق ہے جلدی آنا - مین واری جلدی سے آجانا کسی کے کلپانے سے کیا لے گا بھلا اچھا اب ٹھنڈے ٹھنڈے تارون کی چھانو مین جاؤ -

میان نخارام تو چوبردے چھکڑے پر لد کر سدھارے ادھر انکے گردجی نے میدان جو خالی پایا تو آن موجود ہوے اور لگے اختلاط کی باتین عشق کی گھاتین کرنے - شکرلی ایک طرار عورت - تاڑ گئی کہ گردجی کی نیت ڈانوان ڈول ہے -

گردجی - نخارام تو چلے گئے - ہم روز آئین گے اور میٹھی میٹھی باتین اچھی اچھی کہانیان تم کو سنائین گے - مگر شکرلی واہ وا تم نے کتنی پیاری صورت پائی ہے - دیکھون - مین صدقے - ذری ادھر دیکھو تو دیکھون (چٹکی بجاکر) ادھر ادھر - پیاری ادھر دیکھو - اس جوبن کے واری کیا کامنی ہے چھب ادا سب مین برق د

شکرلی - ہم آپکا مطلب آپ کی چتونون ہی سے تاڑ گئے - پہلا ایک بات مان لو تو ہم بھی تمہاری بات مان لین - سوقت تو جاؤ کل آٹھ بجے آؤ تو خوش روزہ منائین خوب گائین بجائین آج میدان خالی ہے -

گردجی جو پورے گرو تھے کھل گئے کہ کل آٹھ بجے اور دم سے یہان آن کودے - پیاری شکرلی اور ہم ایجانب رسیا دہ

میر صاحب - (آہستہ سے) کیون جی یہ ہمارے رئیس بھی کتنے بھولے ہین۔ بٹیر سے صف شکن ہوے اور صف شکن سے اب صف شکن علی شاہ بنے (ہا ہا ہا) لاحول ولا قوۃ واللہ نرا گاودی ہی ہا
مستا بیگ - اجی خدا کرے ایسا ہی بنا رہے مگر یہ یار خچی کا عباسی رومال آنکھون مین کھٹکتا ہی۔ یہ مردک بگڑی بات کو ایسا بنا لیتا ہے کہ کچھ پوچھیے نہین۔
میر صاحب - ہان مگر آزاد اُنکے بھی چچا نکلے اُنکے کان اُنھون ہی نے کاٹے۔ اور یہ بھی آدمی بھی پرکالۂ آتش ہی۔ پڑھا لکھا عالم فاضل۔ شاعر بنشار۔ پھر کشتی پٹے مین طاق۔
نواب - اب زنان خانہ مین جاتے ہین ہم۔ رخصت۔

شکر بی کی نقل

ہمارے رسیا یار یعنی میان آزاد کے کان مین بھنک پڑی کہ پورے نو کا عمل ہے۔ اے توبہ۔ آج ہم نرے اُلّو ہی بنے۔ بی بھٹیاری ایک سیلانی لگی للکارنے۔ اجی بس چلو میان جاؤ بھی۔ آپ بھی کہین گے کہ ہم آدمی ہین۔ کنگھی چوٹی ہی سے مہلت نہین ملتی جب دیکھو ڈھاٹا باندھا ہی پٹیان جمائی جاتی ہین اولی لنگوٹی بیسوائین بھی اتنا سنگار نہ کرتی ہونگی۔ اے اب کمر کسو چلو گے یا نکھٹو بازی ہی کیا کرو گے۔
چانڈو باز - اری بی آخر شوق جوان جہان ہیا۔ آرائش سرو دستار کے شوق پر لٹو ہین۔ تم بھی تو بے بال سنوارے گھر سے قدم نہین نکالتین۔
بھٹیاری - آپ بھی پینک سے چونکے۔ آج جسکی کمر پی تھی کیا نو ایک چھینٹا اور نہ اڑا لو۔ ہمارے تو سنگار نکھار کے دن ہی ہین میان۔ اُلٹا کیا دیتے ہو۔
میان آزاد نے لپ جھپ فوق العرک کر کے ڈانٹا دیا بی بھٹیاری کو پیچھے بٹھا کر سانڈنی کو کڑکڑا دیا۔ راہ مین بی صاحب رنگ لائین ہی ہی اس موئی سواری پر خدا کی سنوار امد شکارے ہچکولون کے ناک مین دم آگیا۔ میان آزاد ایک ٹھٹھول آدمی۔ ایک ایڑ کا اشارہ جو بتاتے ہین تو سانڈنی اور بھی تیز ہوئی تب تو آگ بھبھوکا ہوگئین۔ ای مردے کچھ خیر ہے۔ واہ اچھی دل لگی مقرر کی ہے مجھے بھی کوئی اور سمجھے ہو۔ واہ مین لاکھون سناؤنگی بے لبسا سیدھی طرح چلنا ہو تو چلو نہین مین چیختی ہون۔ پیٹ کا پانی تک ہل گیا ایسی سواری کو آگ لگے۔ میان آزاد نے ذرا لگام کو کھینچا تو سانڈنی بلبلانے لگی۔ بی بھٹیاری تو سمجھین کہ اب جان گئی گذری۔ دیکھو یہ چھیڑ چھاڑ یہان کسی کو گوارا نہین ہمین اُتار دو بس پیچ پی ہزار نعمت کھائی۔ لو اور سنو ذرا سے ہچکولے مین منھ کے بھل آ رہون تو چکنا چور ہی ہو جاؤن۔ تم مشٹنڈون کا اسکا کیا ڈر ہی روکو۔ روکو۔ روکو ہاے میرے اللہ مین کس بلا مین پھنس گئی میان اپنے خدا سے خوف کرو۔ بس ہمین اُتار ہی دو۔ سانڈنی کیا لنگری جوڑی ہی۔ اتنے مین حُسن اتفاق سے سانڈنی ایک درخت کا سایہ دیکھ کر ایسی بھڑکی کہ جھک کر دس قدم پیچھے ہٹ آئی۔
میان آزاد تو ران پڑی جمائے ہی تھے وہ تو لوہا بچ نکلے آئی گئی بی بی صاحب کے ماتھے گئی۔ سانڈنی کا بچکنا تھا کہ وہ بھی ساتھ ہی دھم سے زمین پر ارر دھون۔ خدا کی مار اس موے موذی پر۔ وہ تو کہو خیر سے پکی سڑک نہ تھی نہین تو تخت مین ہڈی پسلی چور چور ہو جاتی۔
چانڈو باز - شاباش ہی تیری مان کو چھٹی بھی کھائی گرو ہی تیور دہی خم و دم ہین۔ دوسری حیادار ہوتی تو لاکھ برس تک سوار ہونے کا نام نہ لیتی۔ سواری کیا جنازہ روان ہی۔ مگر جھاڑ پونچھ پھر موجود بیچارا کی بلا دور۔

شکر بی - مجھے شکر بی کہتے ہین -

بادشاہ - شکر بی! واہ کیا میٹھا نام ہے اور کیون نہو بات کرتے وقت لبون سے قند گھولتی ہو - اپنے وقت کی شیرین ہو - اچھا ری بیگم یہ تو بتاؤ کہ صبح صبح یہ بیقراری اور آہ و زاری کیون ہو کیا کسی اگلے پچھلے کو روتی ہو - میرے کلیجے پر سانپ لوٹنے لگا -

شکر بی - اجی حضور کیا کہون آپکے وزیر کی بھیر بے طور طبیعت آئی ہو - وہ وزیر مین فقیر - میری عزت اب آپ ہی کے ہاتھ ہو -

بادشاہ - اوہ تو یہ کتنی بڑی بات ہو وزیر کو ابھی بیدخل کیے دیتا ہون تو کہان میرے ساتھ بیاہ کرے - مزے سے راج کرنا مین اب والہ و شیدا ہو گیا -

شکر بی - اجی واہ تم بادشاہ مین دادخواہ - تم راجا مین پرجا کہین گزی مین زربفت کا پیوند لگا ہو - تمھارے یہان ایک ایک پیش خدمت مجھ سے اچھی ہوگی - مین ہون کس مین -

بادشاہ - کوئی میرے دل سے پوچھے - یہ نرگس غمزہ زن - یہ زلف پر شکن - اہو ہو ہو - بلائے جان ہو - اب تنا مان لے کہ -

شکر بی - بس بس - اچھا - تو اتنا کہنا اس گھڑی آپ بھی مان لیجئے آج تو مین سب سامان لیس کر رکھون - کل آپ گیارہ بجے آئین بس شکر بی اور بادشاہ سلامت گھل گھل کر باتین کرینگے -

بادشاہ اور وزیر اور کوتوال اور گروجی بشاش گئے کہ مار لیا کل ڈیٹن گے ادھر آٹھ بجے اُدھر گروجی برآمد ہوے مارے خوشی کے جامے مین پھولے نہین سماتے - شکر بی کے سراپا کی جو تعریف کرنے پر آئے تو پل باندھ دیے - شکر بی اپنے دل مین سوچتی تھی کہ یہ گھانس تو نہین کھا گیا ہے - موا یہ توند جیسے نقارہ یہ سن و سال - یہ صورت کا الّو اور میرا عاشق بنا ہے - بس مجھے کو تو ایسی جیتی پر سے بھی نہ قربان کرون - واہ رے گرو - تیرا ستیاناس جائے یہ گرہستو نہین آنے کے لائق نہین رہا - رہ جا تیرا منہ نہ جھلسا ہو تو شکر بی نہین - کیا مزے مزے سے میٹھی باتین بنا رہے ہین اور خبر ہی نہین کہ انکے بھی باوا آیا ہی چاہتے ہین" - اب گروجی چشمک زنی کرنے لگے - شکر بی ٹال ٹال جاتی تھی کبھی شرماتی تھی - کبھی مسکراتی تھی کہ واہ رے گرو - کیا بڈھے ہو گروجی بڑے مزے سے ملیتھا مارے اکڑے ہوے بیٹھے تھے کہ اتنے مین کسی نے دروازہ کھڑکھڑایا - این! یہ کون آیا - ارے باپ رے باپ یہ ہو کون - کوتوال - اُف رے غضب اب جان بچتی نظر نہین آتی شکر بی ذرا ہمکو کہین بچاؤ - یہ کیون! یہ کیون! - آپ عاشق جو بنے ہین - بات ترے گرو کی دُم مین نندا - رہ تو دیکھ تیری بوٹی بوٹی نہ چیلون کو دون تو شکر بی نہین ای ہے اب کیا کرون شکر بی - شکر بی کہان چلی کہان - کہین دروازہ نہ کھول دینا مین تو باتون ہی تک کا گنہگار تھا - شکر بی نے گروجی کی کھوپڑی پر جھلا کر دو تین ٹھیٹن زناٹے سے لگائین - اور ایک بورے کے نیچے چھپا کر دروازہ کھولدیا -

کوتوال - شکر بی آج شام کو اُس گرو کی خبر لونگا اور قید کر دونگا تم میری معشوق ہو اُس موذی کی ایسی تیسی قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھا ہے اور یہ عشق چرایا - تمھارے لائق تو ہم ہین پیاری آؤ ادھر بیٹھو - واہ کیا جمال ہو - کیا مستانہ چال ہو -

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ وزیر بھی آن موجود - دھم دھم - دھم دھم دروازہ کھولو اجی شکر بی دروازہ کھولدو - کوتوال کے اوسان خطا کہ غضب ہی ہوا وزیر اعظم آ گئے - اب میرا کہین ٹھکانا نہین مین الٰہی خیر - خداوندا بچا لیو - ملے کیا پُسے پھنسے - دیکھو پائیگا تو رقابت کا خیال کد کدائیگا اور بوٹی بوٹی نوچ کھائیگا - شکر بی خدا بچاؤ - شکر بی بولی مرے تیرا جنازہ نکلے یہ تو کوتوالی کرتا ہے مین تو کیسی فریاد کرنے آپ مجھی پر بچھے گئے اب خیازہ اٹھاؤ گے بھلے مانسون کی بہو بیٹیون سے یہ بدنیتی

پری پیکر - خوب مزے سے کٹے گی - آج کسی اچھے کی صورت دیکھکر اُٹھے تھے گروجی مہاراج جو اس لائق تھے کہ دور ہی سے ڈنڈوت کرے خوش خوش گھر چلے گر محل بچل کر پھر پھر کر دیکھتے جاتے تھے اور اشاروں سے بتاتے تھے کہ ہم اب مفتون ہو گئے - شکر لی لجا کر منھ پھیر لیتی تھیں - مگر اس لجانے ہی مین وہ جوبن تھا کہ گروجی رلشیہ خلی ہوے جاتے تھے جب خدا خدا کرکے گروجی سدھارے تو شکر لی ایک جگہہ کھڑی ہو کر ڈھارین مار مار کر رونے لگین ادھر سے کہین کوتوال شہر برآمد ہوے - اس بت گلعذار کا رخسار تابان اور رچلی کمر اور نرگس بیمار دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہو گئے

کوتوال - ای پری پیکر تو رشک قمر - جوان وطرحدار شوخ و عیار ہے مگر سر بازار رو رہی ہے - کیا کسی نے ستایا ہے - یا کسی پر دل آیا ہے تیرے رونے سے اسوقت میرا کلیجہ پھٹتا ہے - از برائے خدا بتا تو یہ بات کیا ہے -

شکر لی - میان مین کیا بتاؤن - اسوقت مجھے پر چوٹ لگی ہے کہتے شرم آتی ہے میرے گروجی مجھکو چاٹنے لگے آپ فریاد کرنے آئی ہون

کوتوال - گرو! اور تجھپر ریجھے - اُنکی ایسی تیسی ایسا ٹھیک بناؤن کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے - ساری چوکڑیان بھول جائین - میری عملداری مین اور یہ اندھیر تجھ سی پری کے لائق ہم ہین یا وہ شیطان واہ کیا رنگین طبع شوخ مزاج معشوق ہے اسوقت دیکھا تو جی خوش ہو گیا - ؎

حسن تو ہمیشہ در فزون باد	رویت ہمہ سال لالہ گون باد

اس حسن کے قربان اس رخ کے صدقے چلو بتاسے مکان حضین -

شکر لی - اچھا کیا مضائقہ - آئیے مگر ایک بات مانو تو مین بوندی ہو جاؤن آج تو روندیر ہو آؤ کل نو بجے ملین گے اور گھل گھلکر باتین کرینگے - عورت مرد راضی تو کیا کریگا قاضی -

کوتوال - مگر ادھر دیکھو - ڈرتے ڈرتے ایک عرض ہے - شکر لی - ای ہے تو اسمین ڈر کاہے کا - کہہ تو دیا کہ کل نو بجے آؤ بس سمجھ جاؤ -

کوتوال صاحب خوش خوش چلے ادھر شکر لی نے پھر زار زار رونا شروع کیا - حسن اتفاق سے کہین وزیر ریاست اُدھر سے نکلے این! یہ کون رو رہا ہے بھئی - مگر آواز ہے کسی چلبلی کی - اہو ہو ہو کیا چاند سی صورت ہے چاند بھی دیکھے تو بلائین لے عورت کیا پرکالۂ آتش ہے کیون چنچل نار کس نے دُکھ دیا جو ڈاڑھین مار مار کر رو رہی ہو - مین اسی شہر کا وزیر ہون جس نابکار نے ستایا ہے اُس سے ٹکڑے ٹکڑے کچھوا لون اور مین تو تیری صورت پر دیوانہ ہو گیا جو حکم دے بجا لاؤن

شکر لی - ہاتھ جوڑ کر عرض ہے کہ اپنے کوتوال کو سمجھا دو وہ مجھپر بُری نگاہ ڈالتا ہے اب آپ کے سوا کس سے کہون -

وزیر - میرا کوتوال اور ایسا بد اعمال! کیا مجال - ابھی اُس لعین کو قتل کا حکم دون تو وزیر - تیری اُٹھتی جوانی اور یہ بھبن تو اس لائق ہے کہ وزیرون کے محل مین رہے مین تو تیرا درم ناخریدہ غلام ہون جو حکم دیجیے بجا لاؤن اشارے کی دیر ہے مگر -

شکر لی - ہان ہان مین سمجھی - زہے نصیب - یہ اگر مگر کیا معنی - اس وقت تو اب آپ جائین کل دس بجے میرے مکان پر آئین -

وزیر - (دست بستہ) ذرا خوب بن ٹھن کر بیٹھنا - ہان خوب نکھر کرکے اب ہم جاتے ہین -

یہ حضرت بھی دفان ہوے تو سُنیے کہ بادشاہ سلامت تشریف لائے کہ ہائین! تو کون ہے - عورت یا پری - آج تڑکے تڑکے خدا نے اچھی صورت دکھائی - یہ کوہ قاف سے آئی ہے یا پرستان سے وہ جو حور تھا رشک کیا بجا

مچا یا کہ گرڈ نے پچکارو۔ گھوڑون کو للکارو۔ واہ اچھی گھی ہو ڈالتے چلے اڑھائی کوس۔ ای حضرات چلتے چلتے چلین یا کہین اُڑنے لگین کیا ریل گاڑی مکر رکی ہے۔ بھاڑے کی گاڑی تو یون ہی جائیگی۔ جائے آگ دڑیے ابھی سویرا ہے۔ میان اچھا اچھا باتین تیچھے بنانا۔ چلو تیز ہائیت ہائیت ہائے خدا خدا کرکے پہونچے اور ڈٹ گئے لیلیٰ مجنون کی داستان شروع ہوئی۔ آج تو بارسیون نے محفل کو رلا چھوڑا مجنون کا بن بن جنگل ٹھوکرین کھانا جوش جنون مین ہر در و دیوار سے لیلیٰ کو بُلانا۔ دن کو گریہ وزاری۔ شب کو اختر شماری چلا چلا کر رونا اور اشک گلگون سے ہر دم گل رخسار کو دھونا ایسا ثابت کیا کہ حاضرین جلسہ پھڑک گئے۔ کبھی کسی شجر ارفع سے چمٹ کر پکارا لیلیٰ لیلیٰ۔ کبھی لب جوئبار اشجار و سبزہ زار کا عکس دیکھکر غل مچایا لیلیٰ لیلیٰ۔ پانؤن مین کانٹے چُبھے مگر اُف تک نہ کیا۔ بدن گھلا جاتا تھا لیکن زبان پر لفظ فریاد نہین آتا تھا یون نام کو مجنون بن جانا تو سب ہی جانتے ہین مگر یہی ادا وہی بیقراری وہی عشق صادق ظاہر کرنا کار دارد۔ ادھر لیلیٰ بھی تڑپ رہی تھی آخر کار جذب دل نے رنگ اثر دکھایا اور عاشق و معشوق کو باہم ملایا۔ اُسوقت لیلیٰ نے وہ ستم ڈھایا کہ الامان۔ اتنے مین مجنون نے آنکھ کھولی معشوق پری پیکر کو ہمکنار پایا دیکھتے ہی دم توڑا۔ اور لیلیٰ بھی ساتھ ہی چھری بھونک کر چل بسی۔

اس مقام پر حاضرین جلسہ کا دل بھر آیا اور بعض رقیق القلب آدمی دھاڑین مار مار کر رونے لگے۔ محفل سکتے کی حالت مین تھی بس شہر خموشان معلوم ہوتا تھا جسے دیکھو مارے رنج کے بات نہین پھوٹتی۔ آنسو ڈبڈبا آئے۔ کلیجہ دھک دھک کرنے لگا۔

الغرض بارسیون نے اسقدر رقت اور عبرت ظاہر کی کہ جلسے کو ایک قسم کی مجلس کربلا دکھایا اور حاضرین کو زار زار رولایا۔ سب کی گردن ہل رہی تھی کہ ہو بہو ہوا اور باہم یہی گفتگو چپکے چپکے ہوتی تھی کہ آج تو غضب ڈھایا اتنے دن سے تماشا دکھایا مگر یہ حسرت کبھی نہوئی تھی جو اسوقت ہوئی واہ وا واہ۔ خصوصًا لیلیٰ کا مجنون کی لاش پر رونا اور بصد حرمان کہنا کہ ہائے دل کی دل ہی مین رہی مراد ایک نہ بر آئی۔ داغ جدائی نصیب ہوا۔ صدمۂ ہجر سہا۔ ای وائے بخت میان آزاد کی آنکھون سے ٹپ ٹپ آنسو گرتے تھے اور اردگرد کے حضار جلسہ رومال سے اپنے اپنے اشک پونچھتے تھے اور بعض تو پھوٹ پھوٹ کر روتے تھے۔ اس درجہ محو ہوگئے کہ دو تین بدتمیز آدمیون نے عین اسوقت جبکہ لیلیٰ نہایت حسرت مین ہجر کے صدمون کو رو رہی تھی ہنس دینے پر محفل بھر قہر کی نگاہ سے دیکھنے لگی۔ جب یہ ہلا تماشا ختم ہوا تو چوطرفہ سے واہ واہ۔ سبحان اللہ۔ بارک اللہ۔ جل وجل! ہو بہو ہو کا غلغلہ بلند تھا۔

میان آزاد سرگشتی کے عادی۔ ڈھائی گھنٹے جم کر بیٹھنا پڑا تو گھبرا اُٹھے سوچے کہ چلو محفل بھر مین گھوم آئین دیکھین تو لوگون کی کیا رائے ہے اب سُنیئے کہ بیس منٹ درجہ دوم مین ادھر بیٹھے ۱۵ منٹ اودھر ڈیٹھے پھر پھدک کر درجہ سوم مین ہو رہے۔ وہان چہ میگوئیان کین اور جو درجے مین کھٹ سے موجود کئی آدمیون کا مکالمہ سُنا۔

ایک ۔ یار اُن کے پاس سامان تو خوب لیس ہے۔

دوسرا ۔ واہ کیا کہنا زرق برق پوشاکین اور لطف یہ کہ سب سچی جھک جھک کر رہی ہین۔ اور پردے تو ایسے دیکھے سُنے بس یہی یقین ہوتا ہے کہ بارہ دری کا پھاٹک ہی یا پری خانہ ہے جنگل کا سامان دکھایا تو وہی بیل بوٹے۔ وہی درب۔ وہی پیڑ وہی جھاڑیان۔ وہی باڑیان۔ وہی کہسار۔ وہی لالہ زار۔ بس بالکل سندر بن معلوم ہوتا ہے۔

تیسرا ۔ اور سبز پری کی تعریف ہی نہ کی۔

کیا شہر شملہ ہے۔ جل تُم صندوق مین بیٹھو اور چُپ چاپ بیٹھو۔

یہ کہکر شکر بی نے دروازہ کھولا تو وزیر برآمد ہوے۔

وزیر۔ پیاری قسم تو جو کل رات کو آنکھ بھی جھپکی ہو۔ کوتوال مردک کو تو آج ہی موقوف کرتا ہون۔ مگر قسم دو کہ آج سے تم ہماری ہو مین تو تیری ایک ایک ادا پر عاشق ہون۔ اب اِدھر اُدھر ناحق کہان پھرتی ہو۔ آؤ اِدھر آؤ۔

اتنے مین کسی نے دروازہ کھڑکھڑایا کون ہے کون نا بکار آیا۔ چُپ جہان پناہ ہین۔ اے ستم ہی بپا ہو گیا۔ مین کہان جاؤن شکر بی بچانے واسطے خدا کے کہین چھپا دے۔ اُف۔ اُف مین اس صندوق مین گھس جاتا ہون تو بلا سے۔ دروازہ کھولا تو جہان پناہ برآمد ہوے شکر بی چاند مین داغ ہی تیرے مکھڑے مین داغ نہین آفتاب مین یہ چمک کہان۔ تو بادشاہون ہی کے لائق ہو۔ یہ ادا کوئی کہان سے لائے۔ یہ بوٹی بوٹی کوئی کیونکر پھڑکائے مجھے کیا دیکھا کہ خدا کی قدرت مجسم نظر آئی۔ جل جلالہ۔ اجی حضور مین آپ کے لائق کہان۔ آپ بادشاہ ہم غریب آدمی۔ اِین کسی نے دھم دھمایا کون شخص ہی۔ اسوقت کہان سے یہ کمبخت آیا۔ اے اٹھو تو ہٹو تو جی۔ یہ تو میرا میان ہی خوب مال لائے ہون گے۔ او شکر بی او شکر بی۔ میری عزت اب تیرے ہاتھ ہی کرسی کی آڑ مین انکو بھی چھپا دیا۔ دروازہ کھولا تو مختار رام دن سے داخل۔

شکر بی۔ آئے آئے میان آئے۔ سب خیر و عافیت۔

مختار رام۔ کئی آنکھ کے اندھے گانٹھ کے پورے ملگئے ادنے پونے بیچا اور دام کھرے کئے اور یہان تو سب خیریت ہی گرچہ تو اچھے ہین۔

شکر بی۔ آگ لگے موے گرو کو۔ گاج پڑے ایسے سُسر۔ وہ تو کسی ایسی گھات مین تھے (بولا اُٹھا کر) لیجیے درشن کیجئے۔

مختار رام۔ لعنت ہی تجھپر۔ مردک۔ ڈوب مر چلو بھر پانی مین جھو تیری اوقات پر جیت لگا کر لے پھٹکار دھول جا کر ای پھٹکار۔

شکر بی۔ موذی جوتی خورے۔ شرم نہین آتی۔ دیکھو یا کہ اس عورتین ایسی ہوتی ہین۔

مختار رام۔ تم نے کوتوال سے کیون نہ فریاد کی۔

شکر بی۔ بس چُپ بھی رہیے نا موا سکا بھی مچا نکلا (صندوق کھولکر) یہ آپ کے کوتوال صاحب ہین۔ یہ اپنے ہی ڈورے ڈالتے تھے۔ یہ کیا حرکت تھی تفریح ہی۔

مختار رام۔ کیون بے نالائق۔ جاؤن وزیر سے کہدون۔

شکر بی۔ واہ وزیر ان کے بھی گرو گھنٹال ہین (صندوق کی طرف اشارہ کرکے) یہ وزیر بیٹھے ہین۔ ای لعنت۔ دیکھو حیا پروری اسے کہتے ہین۔

مختار رام۔ سلام صاحب سلام۔ چلو بھر پانی مین ڈوب مرجا کر تف ہی۔ تم نے جہان پناہ سے ان سب کی کیون نہ فریاد کی۔

شکر بی۔ ہونہہ وہ بھی اسی تھیلی کے چٹے بٹے ہین (کرسی ہٹا کر) مجرا عرض کرو بادشاہ سلامت یہ چھپے بیٹھے ہین۔ واہ حضور۔

مختار رام۔ ارے ستم! بادشاہ وقت اور یہ حال!۔

شکر بی۔ کیون جہان پناہ مین نے انعام کا کام کیا یا نہین داد ری شکر بی۔

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

دوسرے روز میان آزاد نے سانڈنی کی دُم مین نمدہ لپٹا باندھا اور کرایہ کی گاڑی پر لدکے چلے تماشا دیکھنے۔ کوچبان کو جہان گھوڑون کو کر کڑ اور دوڑ تھوڑی دیر کے بعد پھر وہی غل غپاڑا

اچھا ریلی کی شکل بھی گوری ہے۔

اتنے مین بہادر شاہ ظفر کا حال شروع ہوا۔ واہ واواہ۔ یہ اُس سے بڑھ کر ہے۔ یہین اور بھی لطف ہو بھی۔ ہاے دہلی کی تباہی کو اسطرح بیان کیا کہ لوگ پھوٹ پھوٹ کر رودیے۔ جلسہ برخاست ہوا۔

تھانہ دار

ادھر دھوم دھڑکے سے خاتون شب کی سواری آئی۔ ادا چراغون نے پروانہ تقرری کی خوشخبری پائی۔ ادھر قبلہ کے رُخ سے جھومتی ہوئی گھنگھور گھٹا چھائی۔ موریلون کی سُریلی جھنکار اور پپیہون کی پکار نے گھٹا کی کیفیت بڑھائی۔ اتنے مین بجلی تڑپی اور بادل گرجنے لگے ارے ادادہ کیا بوتت کی شہنائی ہو۔ غضب ہی ہوگیا۔ اب تماشا و ماشا فیصلاح ہے۔ یہ لیجیے وہ ٹپ ٹپ بوندین گرنے لگین میان آزاد جھنجھلا کر کہنے لگے ؎

کیا برستا ہے یون برس کمبخت	کوہ سے لیکے ڈوب جائین درخت

بارے ایک دفعہ ہی ہوا نے وہ زور باندھا کہ بادلون کو اور بھی اوپر اڑا لے گئی۔ مطلع صاف۔ اہو ہو ہو۔ اب تو لیلی شب پر لاکا نکھار ہے۔ غضب کا سنگار ہے ؎

مہتاب شبے چو وصل معمور	بر روز کشیدہ پردۂ نور
در راہبری چو دود رہبنان	در پردہ دری چو مہ جبینان
ابروے افق گرہ کشادہ	افلاک صلاے نور دادہ
از خوش طرب زمانہ سیراب	بالغز نظر زمین ز مہتاب

اللہ اللہ رات کیا لیلۃ البرات ہے۔ بلکہ وہ بھی مات ہو۔ چاندنی سینۂ عارفان حق پرست کی طرح صاف۔ یہ تو ماہ از قاف تا قاف پردہ دار عاشقان ہی۔ مضمون اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَاءَ بِزِینَۃِ الکَوَاکِب ہر در و دیوار سے عیان ہے۔ شب عشوق سیہ پردہ ہو۔ ترجانہ

محبوب چار ابرو کا سالہ۔ ہمارے صوفی صافی طینت۔ ریاض جنون کے زیب و زینت میان آزاد بی بھٹیاری کے ساتھ اکے پر سوار ہوکر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاتے خوش گپیان اڑاتے چلے۔ راہ مین ایک فقیر نے پیچھا کیا۔ جوڑی سلامت میان بیوی کی جوڑی سلامت ان گورے گورے ہاتھون سے ایک پیسہ دلوایئے سائین کو۔

چاندو باز۔ سائین میان بیوی نہین۔ بہن بھائی ہین۔

فقیر۔ بھائی بہن کی جوڑی برقرار۔ مان کا کلیجہ ٹھنڈا رہے۔

میان آزاد بہت ہی جھینپے۔ بی بھٹیاری خوب کھلکھلا کر ہنس پڑین لو اب تو جاسے میان ہوے اور میان سے بھائی جان۔ اب مکرنے کی سند نہین۔ بولو دونون مین کون پسند ہے۔ میان آزاد بھی شرمائے۔ لاحول ولاقوۃ۔ بھئی آج سے تمھارے ساتھ آئے تو تمھارا ہی بھائی۔ خیر قہقہے لگاتے اور اکا اڑاتے دن سے داخل محفل ہوے آج ستم کا جوبن ہی کہین ولیان گلعذار۔ کہین پری رُخان شوخ و عیار۔ کھچا کھچ آدمی بھرے ہین۔ اور شہر بھر ٹوٹ پڑا ہے اتنے مین نقل شروع ہوئی۔

ایک سیٹھ جی دستار گلنار سر پر جمائے۔ دھوتی کی لانگ لٹکائے مچھندر کی صورت بنائے۔ دانتون مین مسی لگائے مٹکتے ہوے آئے اور ساتھ ساتھ اُنکی نکیلی رنگیلی البیلی چھیل چھبیلی بیوی عجب ناز و دلربائی سے آئین وہ چھبن وہ بانکپن۔ وہ نکھار وہ سنگار کہ زاہد صد سالہ بھی دیکھے تو کلیجے پر چوٹ کھائے۔ ہزار جان سے عاشق ہو جائے ؎

بھبھوکا روپ سج دھج تہر آفت چلبلاہٹ ہے
جھمکڑا نور کا کمبخت غضب اُسکی سجاوٹ ہے
خبر لیجیو یہ کس کے پاؤن کی الکھیل آہٹ ہے
کہ ہر ٹھوکر پہ جسکی دل مین اٹھتی گدگداہٹ ہے

چوتھا - کون! حضرت واللہ جو وہ کہیں لکھنؤ میں بچہ ۲ مہینے بھی تعلیم پائے تو پھر آفت ہی ڈھائے - یہ نورانی گلا - یہ ٹیپ ۳ کی آواز یہ سن وسال یہ حسن وجمال - واللہ لاکھوں لوٹ لیجائے لاکھوں ہر رئیس کے یہان سے بلوا آئے اور جہان جائے لکھنا لکھن اشرفیاں پائے اور جو مشاطہ سنوائے تو پھر دیکھیے جوبن دونا ہو جائے

تیسرا - (پھر) جی ہان کیا خوب بات کہی ہی - جو کہیں ۲ دو مہینے بھی یہان تک جائیں تو پھر واللہ کلیون دار پائجامہ نہ پہنا دیا ہو تو لکھنؤ نہیں - اصلیں پائچے اٹھائے جاتی ہون اور سبز پری جھوم جھوم کر آتی ہون اور حاضرین جلسہ پکار رہے ہون کہ خدا اگر کو بچائے کہیں کلائی مین موچ نہ آجائے - بھی لکھنؤ پھر لکھنؤ ہے - ہاتھی لٹے گا تو کہان تک -

دوسرا - (پھر) بھی انکے ساتھ مین ۵ بینے ۶ بڑا جید مسخرہ ہی بس پورا بھانڈ ہے میان -

ایک طرف تو یہ باتین ہوتی تھین - اب درجۂ سوم مین جو گئے تو ۲ دو تین ۳ جانڈو باز شمسو اور میان چھرو اور قنبر بیٹھے چہ میگوئیان کر رہے تھے -

چھرو - اجی دھوبا ہی دھوبا ہی - کچھ ہین نہین -

شمسو - ہان ٹن ٹن کی آواز تو آتی ہے - باقی خیر صلاح -

قنبر - اجی تم دونون تو چانڈو کی پینک مین اونگھ رہے تھے نہ نقل دیکھی نہ کچھ اور رنگے گا لیان دینے بھلا قسم تو کھاؤ کہ لیلی مجنون کا سارا قصہ دیکھا آنکھین تو آپ کی بند تھین آپکو سوجھا کیا خاک تم نے تو کچھ دیکھا ہی نہین مزے تو ہم لوٹتے تھے اسوقت اس سرے سے اُس سرے تک کہرام مچا تھا سب کے سب دھارین مار مار کر رو رہے تھے آپ گھنٹا بھر کے بعد آنکھ کھولی تو ہبا اٹھے کہ دھوبا ہی دھوبا ہے ذرا آنکھین کھولکر دیکھو تو -

شمسو - کیا بارگی اندر سبھا سے بڑھ کر ہے -

چھرو - اجی واہ - اندر سبھا کی ایسی تیسی وہ لوگ کیا جانین یہ چمکتی دمکتی پوشاکین - یہ روشنی یہ حسن وجمال یہ سبز پری کی غزلخوانی انکو نصیب کہان - آپ بھی گزی اور شرتی کو ملاتے ہین -

قنبر - ہان - اور نہین تو کیا - اجی یہ سیکڑون نقلین کرتے ہین ایک اندر سبھا کیسی - لیلی مجنون کا قصہ - چھیل ٹٹاؤ اور موہنارانی کی داستان - سات پریون کا تماشا - گل بکاولی - شکری کی جنگ میان فضیحت کا مسخرہ پن - صدہا تماشے یاد ہین اور سب چوٹی کے -

یہاں سے پھڑک کر میان آزاد درجۂ اول مین آئے -

رئیس - ان لوگون کو کمال حاصل ہے -

مصاحب - ہان پیرو مرشد یہ دیکھیے بڑے بلا کے نقال ہین -

رئیس - بلا کے - ! - اجی یون کہو کہ نور کی طبیعت پائی ہے -

مصاحب - بجا ہی خداوند - یہ دیکھیے گلے کتنے نورانی ہین اور مانگ پر تو حضور یہ دیکھیے وہ جوبن ہے کہ واہ جی واہ حضور یہ دیکھیے محفل بھر اُسی کو گھورا کرتی ہے -

خانصاحب - ہان واللہ سچ کہیے گا کتنی پیاری ادائین ہین -

رئیس - ۲ ڈو ایک کی آواز بھی بہت اچھی ہے -

مصاحب - ہان خداوند - یہ دیکھیے بہت اچھی ہی روشنی بہت ہی اچھی -

رئیس - روشنی تو ہے ہی - مین آواز کو کہتا ہون -

مصاحب - بجا ہے حضور والا - آوازین بھی نورانی ہین - کوئی کیا گائے گا - اور گائے گا بھی تو یہ گلا کہان سے لائیگا - یہ خداداد بات ہی حضور کی قدردانی پر اُن لوگون کو بڑا بھروسہ ہے حضور نے بڑی جوہر شناسی کی یہ دیکھیے سب ملاح ہین -

صاحب بہادر - ول ییلی اچھا نہی تھی - پسند کیا -

میم صاحب - اولیس بہت پسند - مگر پ کپڑا الصفات کو سمجھا تا

جانے کیا جو تربان ٹوٹتی ہین یا پاؤن کی مہندی گھس جائے گی
مین تو مرد ہوتی تو تابک سانڈنی کی کھوج لگائی ہوتی اپنے ذری
تھانہ تک نہین جایا جاتا بعلاوہ یہ دھاچوکڑی تو روز ہی مچی رہتی ہے
کل آکے دیکھ لینا کیا تاؤ مارا جاتا ہے ۔

آزاد - بھلا تماشا چھوڑ دون - یہ پری چہرہ نازنین یہ گلفام
مہ جبین پھر کہان سے نظر آئے گی -

بھٹیاری - ای میان اڈھی کے روغن مین تو وہ روپ نکل
آتا ہے کہ آدمی سجدہ کرنے لگے - اچھا ہم تم تو سرای مین یہ
رنگ و روغن نہ دکھادین تو آدمی نہین -

آزاد - اچھا چلو چلین مگر چلو تم بھی ساتھ چلو راستے مین دو گھڑی
دل لگی ہی ہوگی - ہان خوب یاد آیا تھانہ دار سے اور مجھ سے تو
لاگ ڈانٹ ہے اُس دن پیچ چل گئی تھی نہ کہین ایسا نہو کہ وہ
کوتوالی کے چبوترے پر بیٹھ کر فرعون بے سامان بن جائین اور
ایک آدھ ادھی سُنائین تو پھر مین نے بھی ٹرڈنگا اتنا سمجھ لینا
مین آدمی بات سُننے کا روادار نہین - سانڈنی ملے یا جہنم مین
جائے اُسکی پروا نہین مگر کوئی اینڈا بینڈا فقرہ سنایا اور مین نے
کرسی کے نیچے پٹخا - مین آدمی مراقی ہون اور پھر کیون سننے لگا
سبب کیا - چور نہین کہ کوتوال سے ڈرون جواری نہین کہ
پیادے کی صورت دیکھ کر جان نکلے - دوڑ کا خوف ہو بدمعاش
نہین کہ منہ چھپاؤن - مرتبل نہین کہ دو باتین سہ جاؤن کوئی
بولا اور ادھر بندے نے خنجر تولا - یا ہم نہین یا وہ نہین -

بھٹیاری - تم کو تو خفقان (خفقان) ہے مین دیوانی تو ہون
نہین وہ بیچارہ تو ایک ہنس مکھ آدمی ہے - رنگیلا جوان
لڑائی کیون ہونے لگی -

کانسٹبل - چلیے یا نہ چلیے مگر ہین تو یہ سوتی ہی چلیے تو اچھا
نہ چلیے تو کہدون کہ وہ اسوقت نہ آوینگے یہ ہاہم تو جاتے ہین
چلیے ہی چلیے دو دو باتین کیجیے گا اور پھر یہین آجایئے گا -

آزاد - ارے ہان ہان تم تو تھانہ دار کے مزاج سے واقف
ہوگئے بھلا گالی تو نہین دے بیٹھتے ہین -

کانسٹبل - (دانت کے تلے اُنگلی دباکر) نا ہین گالی دینا کیا
کچھ ہنسی ٹھٹھا ہے آپ نشان کھاطر رہین (نشان خاطر)

الغرض اس قیل وقال کے بعد میان آزاد اور بی بھٹیاری اور
کانسٹبل تھانہ پر چلے - راہ مین ایک آدمی اکڑتا ہوا جاتا تھا -
میان آزاد دست آدمی اُسکا اینڈنا دیکھ کر آگ ہوگئے قریب جاکر
ایک دھکا جو دیتے ہین تو کوئی پچاس ڈھکنیان کھائین اور بازار
بھرنے تالیان بجائین - بی بھٹیاری نے حضرت کے ڈنڈل دیے
اور تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک شخص چادر بچھائے جڑی بوٹی اُسپر
پھیلائے بیٹھا گپ اُڑا رہا تھا کہ اس بوٹی سے اسّی برس کا بڈھا
جوان ہو جائے - اس جڑ کے استعمال سے بال سفید ہونے پائین یہ
چوبیس دن نہار منہ ایک ایک تولہ پیے تو بواسیر عمر بھر نہ ستائے میان آزاد
اُنکی طرف جُھک پڑے کہو بھئی کھلاڑی یہ کیا گرگری خانہ پھیلا کر
بیٹھے ہو - آج صبح سے کتنے گوکھے پھانسے کتنے عقل کے کوتڈے
گانٹھ کے پورون کو غچا دیا کس کس کو مونڈا واللہ سوجھی خوب
بہت سے بیوقوف اُلّو بنے ہونگے کہو سلاجیت بھی ہے - ہا ہا ہا -
وہ ایک کائیان تاڑ گیا کہ یہ بڑے حضرت ہین - کان مین
چُپکے سے کہا کہ اُستاد جانتے تو ہو پھر یہ سب کے سامنے ہماری
ہجو کرنا کیسا ہیان ؟ -

روٹی تو کما کھائے کسی طور مچھندر

میان آزاد نے آہستہ سے اُنکی کھوپڑی سہلا دی اور چل کھڑے
ہوئے تو ایک تیلی جا رہا تھا - پوچھا کیون میان تیلی کتنا دن ہوگا

چکاچوندی نہ لگ جائے بھلا کس طرح آنکھوں کو
بسانِ برق بیتابانہ اُسکی اچپلاہٹ ہے

بہار باغ رعنائی - افشان جبین دلربائی - تیز وگرم خیز شکستہ دل کے لیے مومیائی - پیاری مائی -

میاں - پیاری اسوقت تو رنگ فق اور کلیجہ شق ہوگیا - اب جان پر بن آئی ہے - ملک الموت کی دُہائی ہو - ہاے میرا یہ سن سال اور موت کا خیال - کیا بُرا دھڑکا ہے کس مزے سے کٹتی تھی -

بیوی - (روتی ہوئی) ابھی کچھ کہو تو یہ ماجرا کیا ہے - خاصے جیتے جاگتے ہٹے کٹے بنے کھڑے ہو - مرنا کیسا - ہو کیا - ہاے میرا تو کلیجہ پھٹ گیا -

میاں - جس سوداگر کا مین کمبخت نوکر ہون اُسکی بیگم نے بُلا کر کہا کہ وہ چل بسے اور کہہ گئے ہین کہ سیٹھ کو میرے پاس بھیجدینا سو اب مین جاتا ہون - رخصت - ہاے تیری محبت کا پانی بیٹھا مین چلبلا رہا ہے - آؤ پیار کرلین یہ آخری پیار ہے - اب وہان ملین گے -

بیوی - ارے مین تو کہین کی نہ رہی - ہاے اسوقت آنکھون مین اندھیرا چھا گیا - مجھے چھوڑ کر کہان جاؤ گے - کس کو سونپے جاتے ہو (گلے چمٹ کر) اب گلے کس کو لگاؤنگی - ہاے میرا سوہاگ سوگ سے بدلگیا - رنڈاپا دیکھنا قسمت مین بدا تھا جتنی ہنسی نہ تھی اُتنی اب روؤنگی -

میاں - آؤ پھر گلے مل جائین ارے اب پیار کون کرے گا یہ آخری ملاقات پیاری آخری ملاقات ہے - تمھارا پیارا اب تم سے جُدا ہوتا ہے کہا سُنا معاف کرنا - یہ دم واپسین ہے خوب نظر بھر کر دیکھ لو - بس پھر وہان دیکھنا نصیب ہوگا -

بیوی نے دھارون دھار رونا شروع کیا - ہچکیان آنے لگیں سر پر خاک اُڑائی - چوڑیان چھٹ چھٹ توڑ ڈالین - لوگو دیکھو رانڈ بیوہ کی صورت دیکھو - ہاے جیتے جی مرتی - ہے ہے مجھی کو موت آئی ہوتی - ہاے مین جیا نہ مری - دمری - اب ایڑیان رگڑ رگڑ کر مرونگی -

میاں - واہ واہ - تو جب مین مرونگا تب رولینا ابھی تو سامنے کھڑا ہون اور تو کہتی ہے کہ مین رانڈ ہوگئی - مین سنڈا بنا ہوا ہون تو رانڈ کیونکر ہوگئی -

یہ نقل اتنی ہوچکی تھی کہ میان آزاد کو ایک سپاہی نے بُلایا اور کہا چلیے تھانہ دار صاحب نے بُلایا ہے -

میان آزاد مزے سے بیٹھے ہوے تماشا دیکھ رہے تھے - سیٹھ جی کی دستار گلنار اور رزجبہ شیخ وستمگار سیٹھانی کی جوانی اور خوش بیانی چلبلاپن اور بھولپن دیکھکر عش عش کرتے تھے کہ دفعتہً عین کرکری مین خلل لگا سارا مزہ کرکرا ہوگیا - برقنداز نے آن کر کہا کہ آپ کو تھانہ دار صاحب نے اسوقت بُلایا ہے چلیے ذرا جلدی اُٹھیے -

آزاد - کون تھانہ دار ؟ ہمسے تھانہ دار سے واسطہ - کوئی وجہ بھی ہے یا یون ہی بُلایا ہے - چلو چلو ایسے بہت بُلایا کرتے ہین ہین بھی کوئی ایسا ویسا مقرر کیا ہے - کیا دل لگی ہے - جاؤ بُلا لاؤ اُنسے کہیے کہ آپ کو خود میان آزاد نے یاد کیا ہے ابھی حاضر ہو -

بھٹیاری - ہون ہون بس بیٹھے رہو - بہت اُجڈ پنا بھی نہین اچھا ہوتا - واہ کہنے لگے ہم نہ جائین گے دھنیہ محنت مین بیٹھے بٹھائے لڑنا جھگڑنا - بڑے وہ بنے ہین اے نہین تو کیا - آخر سانڈنی کی رپٹ لکھوائی ہے کہ نہین پھر اب دوڑ دھوپ گے نہین تو بنے گی کیونکر اور وہان تک

آزاد - بس الگ کسی کی بیوی سے ہاتھ ملانا کیا دل لگی ہی۔
ذرا سنبھل بیٹھیے گا ہٹ کر۔

تھانہ دار - حضرت آپکو بیوی مبارک ہون لے مجھے اُس
رشتے کا حال کیا معلوم تھا بھلا یہ عقدہ تو اب کھلا کہ عقد ہو گیا
ہی۔ مبارک مبارک - جیتی رہیے - آج ہماری بائین آنکھ
پھڑکتی تھی۔

میان آزاد سمجھ گئے کہ یہ بڑے ضعیف الاعتقاد ہین۔ بولے
حق - حق - حق حق - اللہ باقی و الکل فانی۔

اِسکو جو میان آزاد نے لہرا لہرا کہ با آواز بلند پڑھا اور زور قرأت
کے ساتھ ادا کیا تو تھانہ دار کے ہوش اُڑ گئے پڑھے لکھے بھی
واجبی ہی واجبی تھے لگے تھر تھرانے۔

تھانہ دار - (ہاتھ جوڑ کر) یا شاہ اجنہ - اگر کوئی خطا سرزد ہوئی
ہو تو تو تو - وہ تو تو تو ہی کرتے رہے میان آزاد نے کڑک کر
کہا کہ السعید سن وعظ بغیرہ۔

تھانہ دار صاحب نے کانپتے کانپتے کہا کہ جو حکم - بی بھٹیاری
بولین کہ سانڈنی کا بچی ہوس سے منگوا دو تھانہ دار نے فوراً
حکم دیا کہ ابھی سانڈنی لاؤ۔

کھٹ سے سانڈنی آن موجود ہوئی - میان آزاد سوار ہوئے
اور پیچھے بی بھٹیاری مزے سے بیٹھین۔

بھٹیاری - میان تمھارا بایان قدم ہے - اخوہ - تم تو آدمی
کیا بلا ہو - ہم تو مان گئے - ایمان کی قسم آج سے مان گئے۔
وہ ڈانٹ بتائی کہ تھانہ بھر تھرا اٹھا۔

آزاد - (کڑک کر) الغضب - صندوق العمل - الدال
علی الخیر کفاعلہ۔

بھٹیاری - ذرا سنبھلے ہوئے کہین سانڈنی پر سے ڈھکیل
نہ دون مجھے بھی کوئی ڈرپوک سمجھے ہو مجھ سے ذری شیخی کی لیجئے گا
یہ نخرے کسی اور ہی سے بگھاریے۔

آزاد - ہائین تم ہم سے نہین ڈرتا۔

بھٹیاری - یا وحشت۔

آزاد - ہم شاہ اجنہ ہین۔

بھٹیاری - ہم تمھارا بھی کان کاٹے گا۔

دونون نے ملکر خوب قہقہے لگائے۔

آزاد - لے آج تو تم دس آدمیون کے سامنے ہمین اپنا
میان بنا چکی ہو - مکر نہ جانا۔

بھٹیاری - پھر تمھاری قسمت ایسی قبول صورت بیبی بھر مین کوئی
دکھلا دو بھلا - مگر ہمین غرض کیا - ہمارے میان آپ موجود ہین جی

اتنے مین سرا ہو بچ گئے - روز تو میان آزاد سویرے نماز دھر
نور کے تڑکے گھر دم باہر نکلے سے اُٹھتے تھے آج کچھ ایسے گھوڑے
بیچکر سوئے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہین - بی بھٹیاری جھٹ پٹ
صبح صبح اُٹھنے کی عادی مگر نو بج گئے دس کا عمل ہو ابھی خراٹے
ہی لے رہے ہین - دونون خواب خرگوش مین ہین - دونونکی
چارپائیون پر دھوپ پھیلی ہوئی ہی - خرخر خر - خرار - خٹ خٹ
ای واہ یہ وزن ہی نرالا ہی - اچھی خٹ خٹ اور خرخر نکالی ہے
کیون نہین - سانڈنی بائی ہے یا بائین۔

بی بھٹیاری کھلی جاتی ہین کہ میان آزاد ہم پر فریفتہ ہو گئے
اب نکاح ہوا ہی چاہتا ہی - جب سے یہ خبط ہوا تب سے وہ بھی
نخرے بگھارنے لگین - جاتی تو ہین مگر مکر کیے پڑی ہین ٹسکتی
تک نہین۔

اتنے مین میان چاندو باز آئے - آتے ہی پکارا میان آزاد
میان آزاد - بی بھٹیاری بی بھٹیاری - صدائے برخاست

تیلی جو پیچھے پھر کے دیکھتا ہی تو اُسکے اوسان خطا ہو گئے چپکا چلا یا یو دس قدم آگے بڑھے تھے کہ غل غپاڑے کی آواز آئی ایک حلوائی گاہک سے تکرار کر رہا تھا -

حلوائی - کھائی بھیا نا ہین بکت ہی مہری دکان پر کس کس وے دیئی بھلا -

گاہک - اے مین کہتا ہون کہین ایک گدا نہ دون -

آزاد - گدا تو دیجیے دے دیجیے گا مین ایک گدا آپ کی گدی پہ نہ جماؤن کہین ۔

گاہک - آپ کون ہین کہین بدھا تو نہین ہوا ہی -

آزاد - ان ہاتھ پاؤن پر یہ طیش - بھلا اس بیچارے کو جو تم للکارتے ہو تو اسکی وجہ -

بھٹیاری - ای ہے تو مر دوے تو کوئی خدائی فوجدار ہے - ارے کسی کے بیچ مین تم کون پاؤن ڈالنے والے - میرا تو ناک مین دم آ گیا - اسکو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئی پر اُسنے نہ مانا نہ مانا -

آزاد - وہ تو کہو چلدیا نہین مین گھسن ٹپی بتاتا -

کانسٹبل - بھیا یو بڑے لڑاکا بس کا دکھی - جہان دیکھو اڑ پڑت ہین آ یہان سے چلے تو بی بھٹیاری نے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور کہا جواب کسی سے تم بھڑے تو خون بجھڑ کر ڈالونگی - تھوڑی دیر مین تھانہ پر ہو لیے -

کانسٹبل - یے آپ لوہ کھڑے ہین -

تھانہ دار - اور یہ زنانہ ساتھ کیسا - آہا ہا بی اللہ رکھی ہین - مین تو اس چلبلی مست چال ہی سے سمجھ گیا تھا کہ بی جیکو ہین - آؤ نہ - کوئی ہے کچھ بیٹھنے کو دو انھین - سچ کہنا تمھاری چال سے کیسا پہچان لیا -

آزاد - واہ بھی واہ - واللہ دیدہ کی کوڑی لائے اور اپنے اپنون کو سب ہی پہچان لیتے ہین -

تھانہ دار - یہ کون بولا - ہادی حسن - کون ہی بھئی -

بی بھٹیاری نے دیکھا کہ اب بات بڑھے گی - اور مفت مین ٹھائین ٹھائین ہوگی - آزاد مست آدمی - تھانہ دار کو حکومت کا غرہ - یہ ایک کہینگے تو میان آزاد دس سنائین گے عورت تھی چالاک

بگڑی ہوئی بات یون بنائی

جھک کر تھانہ دار کی طرف چلی -

بھٹیاری - ای بس چلو دیکھ لیا - منہ دیکھے کی محبت ہی یہ گھڑی کی تھانہ داری اور تین دن سے موئی سانڈنی نہ ملی - تم سے تو بڑی بڑی امیدین تھین (آزاد کی طرف مخاطب ہوکر) آؤ مولانا صاحب آؤ ادھر آن کر بیٹھیے (تھانہ دار کی طرف مخاطب ہوکر) ای ذری ہٹو جگہ دو - آخر بیٹھین کہان زمین پر -

میان آزاد نے مونڈھا اپنی طرف گھسیٹا اور ڈٹ گئے -

تھانہ دار - کہو جی وہ سانڈنی تمھاری ہی نہ -

آزاد - تم کی تقریر کا اینجانب جواب نہین دیا کرتے - آپ کیسے مین کوئی چپرکنا نہین ہون -

تھانہ دار - کیا ! -

بھٹیاری - (سر پیٹ کر) ہاے میرے اللہ مین کیا کرون یہ تو جہان جاتے ہین دنگا مچاتے ہین - مجھ اجڑی ہوئی کو ان کے پچھن کیا معلوم تھے بھلا -

تھانہ دار - کیا کچھ انسے تعلق ہے - سچ کہنا تمھین قسم ہے اپنے شیخ سدو کی -

بھٹیاری - تو تمھین معلوم ہی نہین - ای واہ اچھی تھانہ داری کرتے ہو مین تو ان کے گھر پڑ گئی ہون نہ -

تھانہ دار - لا نا ہاتھ -

ڈوب نہین مرتے جاکر چلو بھر پانی مین - پھیری منھ پر بولے تو کیا کرے گا کوئی - دوسرا ہوتا تو منہا متھ مچاتا -

چانڈوباز - کیون لڑوائی ہوے بھلا مفت مین - ہمین کیا معلوم تھا کہ یہان نکاح کی تیاریان ہو رہی ہین -

اتنے مین میان آزاد حمام گئے - تو چانڈوباز اور بی بھٹیاری مین یون باتین ہونے لگین -

چانڈوباز - آخر کہو تو یہ بات کیا ہے - واللہ تمھارا ایمان قسم نے پھانسا تو بڑے مذھو کو - کیا سچ مچ نکاح پر راضی ہی ہو گئے جانے نہ دینا - ایسا نہ ہو نکل جائے - بھئی قسم خدا کی عورت کیا بس کی گانٹھ ہے تو -

بھٹیاری - مگر تم بھی کتنے بے شہور (شعور) ہو اُسکے سامنے آپ نے گدگدانا شروع کیا - اب وہ کھٹکے نہ کھٹکے تمھاری بھی جو بات ہو دُنیا سے انوکھی بلبنڈی ساتھ بڑھایا مگر تمیز چھو نہین گئی -

چانڈوباز - اب تم سے جھگڑے کون - مین کیا کچھ علم غیب تھوڑا ہی پڑھا ہون مگر پکی کر لو -

بھٹیاری - ہان پکّی پوڑھی ہونی چاہیئے - کسی اچھے وکیل سے صلاح لو - وہ کون وکیل ہین جو کمید گھوڑے کی جوڑی پر نکلتے ہین اجی وہی گبھرو سے ہین ابھی -

چانڈوباز - اجی وکیلون کی نہ پوچھو - وکیل تو تین سو ساٹھ ہین کسی کے پاس سے چلین گے -

بھٹیاری - نہین واہ - ہو نہو - کسی بوڑھے وکیل کے یہان تو ہم نہ جائین گے - ایسی جگہ چلو جو جوان ہو اچھی صلاح دے - یہ نہین کہ عورت کو دیکھا اور رود ودبک بتائی -

چانڈوباز - اچھا آج اتوار ہے شام کو میان آزاد سے کہنا کہ ہمین اپنی بہن کے یہان جانا ہے - بس ہم پھاٹک کے اُس طرف دبکے کھڑے رہین گے - تم آنا ہم تم چلکر سب معاملہ بھگتا دینگے - کیون ہو نہ عقل کی بات -

بھٹیاری - (قہقہہ لگاکر) اچھا - اچھا - اچھا - ہو ہو ہو کیا سوجھی ہے

ادھر عامل روز نے بحر ظلمات کا راستہ لیا اور نہ انور نے جلباب خفا سے رخ انور نکالا اُدھر بی بھٹیاری نے میان آزاد پر فقرہ چست کیا -

بھٹیاری - ہمین تو آج بہن کے ہان نیوتا ہے - کوئی گھڑی دو گھڑی مین آجاؤنگی تو اب ہمین جانے دو - تمھاری سالی نے بڑے پیار سے بُلایا ہے -

آزاد - ذرا سالی کی صورت ہمین بھی تو دکھا دو - ایسا بھی کیا پردہ ہے کہو تو ہم بھی ساتھ ساتھ نہ چلے چلین - تھک جاؤگی تو گود مین اُٹھا لونگا -

بھٹیاری - بس رہنے دیجئے - یہ دل لگی تہ کر رکھیے - گود کسی اور کو چڑھائیے -

یہ کہکر بی بھٹیاری تنک کر کوٹھڑی مین گئین اور سولہ سنگار کرکے نکلین تو میان آزاد پھڑک گئے اُسوقت اُنپر عالم تھا جوبن پھٹا پڑتا تھا - پٹیان جمی ہوئین - گوری گوری ناک مین کالی کالی لونگ پیارے پیارے مکھڑے پر زلف عنبر بو - ہاتھون مین کڑے پاؤن مین چھڑے - چھم چھم کرتی ہوئی چلین - میان چانڈوباز تو مین منتظر کھڑے ہی تھے جھپ سے ہاتھ مین ہاتھ دیے کرتے چلے -

چانڈوباز - ذرا اُنکے سامنے جھک جھک کر باتین کرنا - نہین جھینپنے لگو -

بھٹیاری - مجھے اور آپ سکھائین جھکنا بھی کچھ سکھانے سے آتا ہے میری تو بوٹی بوٹی یون ہی پھڑکا کرتی ہے - نہ کہ ایسی جگھا - آپ چلین تو

یہ آج ہو کیا میان - خدا ہی خیر کرے - اُف وہ بھلا کچھ ٹھکانا ہے دس کا عمل اور ابھی تک کھٹیا ہی پر پڑے ہین کل شب کو تماشا بھی نہ تھا - پھر یہ کیا کیجے - درخت کی طرف نظر پڑی تو ساڈنی نبد ھی ہوئی - اہو ہو ہو - یہ بی سانڈنی آگئین شکر ہے جب ہی خوش خوش سو رہے ہین - ارے بھئی آزاد ہوت ارے میان آزاد - ارے میان کیا سانپ سونگھ گیا - یہ ماجرا کیا ہو اللہ ہلاکر اُٹھے اُٹھیے - آخر کب تک خفتن کا صیغہ گردا نیے گا ہان اللہ کہکر اُٹھو تو بیٹھو شاباش ہو میرے شیر -

آزاد - (انگڑائی لے کر) اون - او ون - او ون - اُف کیا صبح ہوئی ہے -

چانڈو باز - صبح گئی کھیلنے - آنکھ تو کھولو تڑکے کا باپ ہی یا صبح ہو - اب کوئی دم کے دم مین بارہ کی توپ دغا چاہتی ہے دن سے - دیکھنا آج دن بھر سُستی نہ رہے تو کہنا - وہ تو جہان ذرا دیر کرکے انسان اُٹھا اور بس ہاتھ پاؤن ٹوٹنے لگے - اب ایک کام کرو سرسے نہا ڈالو -

آزاد - کیا بک بک لگائی ہے - سونے نہین دیتا -

چانڈو باز - اچھا - ابھی سونے سے پیٹ نہین بھرا آیگا - تو پھر کیئے کوئی برس دو برس سو لیجے گا ایسی نیند بھی کیا نیند نہ ہوئی روگ ہوا - بی بھٹیاری چپکے چپکے سب سُن رہی ہین مگر اُٹھتی نہین اتنے مین میان چانڈو باز نے اُنکی طرف بھی نظر عنایت سے دیکھا - اور غڑاپ سے چارپائی کی پٹی پر جا بیٹھے اے اُٹھو اللہ کی بندی - ایسا سونا بھی کیا - بکھرے ہوے بال جو زمین پر لٹک رہے تھے اُنکو اٹھا کر حضرت نے چارپائی پر رکھا ہاتھ سونگھا تو وہ بو ہوے خوش کہ دماغ معنبر ہوگیا ادھر میان آزاد کی آنکھ کھل گئی - اور جاگے تو پہلے ہی سے تھے -

چانڈو باز - (گدگدا کر) اُٹھو میری جان کی قسم وہ ہنسی آئی وہ مُسکرائی -

آزاد - او گستاخ یہ کیا حرکت تھی - الگ ہٹ کر بیٹھ ہمارے سامنے اور یہ بے ادبی -

چانڈو باز - اوخو اوخو - پڑھے وارث علی خان بن بیٹھے - بھائی آخر تم کو بھی تو جگایا تھا - اب اُنکو جگانا شروع کیا تو تنکتے کیون ہو بھلا - ہم تو سیدھے سادھے بھولے بھالے صاف طینت آدمی ہین -

آزاد - اس صفائی پر شیطان کی پھٹکار - ہمین تو شانہ پکڑ کر جگایا یہ معلوم ہوا کہ چارپائی کو جوڑی چڑھی یا بھونچال آگیا اور انھین گدگدا کر جگاتے ہین - کیون بچہ -

یہ سنکر بی بھٹیاری جاگی تو تھی ہین کھلکھلا کر ہنس پڑین اور ہٹ مردوے - یہ پلنگ پر آن کر بیٹھ جانا کیا معنی مجھے بھی کوئی وہ مقرر کیا ہے - چانڈو باز نے طیش کھا کر کہا - واہ وا - پلنگ پلنگ کی اچھی کہی - رہین جھونپڑون مین اور خواب دیکھین محلون کا - کبھی باوا راج پلنگ دیکھا تھا کہنے لگین پلنگ ای تیری قدرت - میان مجھ سے یہ چلی گئی باتین نہ کیجیے گا ذرا وہ ہم جھونپڑون ہی مین رہتے سہی اور پھر اب تو ہم ایک بھلے مانس کے گھر پڑنے والے ہین - کیون میان آزاد - ہے نہ یہ بات دیکھو مکر نہ جانا -

آزاد - (مسکرا کر) واہ مکرنے کی ایک ہی کہی نیکی اور پوچھ پوچھ - بیچ کھیت - ایسی بات ہو بھلا - جو کہا وہ نہ کرین قول جوان کے ساتھ ہی -

بھٹیاری - ہان اور کیا - قول مردان جان دارد - تمھین شرم نہین آتی کہ اس نامحرم نے ہاتھ لگایا اور تم مکر مکر دیکھا کیئے

تم نمکین ہو۔
بھٹیاری ۔ کیا خوب شیر ین نمکین دونون ۔ تو یہ کیسے نمک حلال ہون ۔ واہ اچھی کڑوی تعریف ہو۔
ٹھٹول ۔ اللہ ری شوخی ۔ اُف ری بھبن ۔ بلا کا نکھار ہو اور تقریر مین جادو ہی جادو ہے ۔
اتنے مین میان چانڈو باز برآمد ہوے ۔
وکیل ۔ (گھبرا کر) کون ۔ باہر ٹھہریے سوتت ۔ لاحول ولاقوۃ
بھٹیاری ۔ یہ بھائی ہین گے ۔ آپ ڈرا دیتے ہین ۔
جوان ۔ آئیے آئیے ۔ آپ کی ہمشیرہ جان تو اللہ بلاے بے درمان ہین ۔
چانڈو باز ۔ حضور عرض کرون یہ بی اللہ رکھی بھٹیاری ہین ۔ آج دور دور تک اُنکا نام روشن ہی۔
جوان ۔ اور آپکا اور آپ کے باپ کا نام بھی انھون نے خوب روشن کیا ۔
چانڈو باز ۔ بندہ نواز سرا مین ایک خوش رو جوان کرارے پہلوان زندہ دل صبح نفس روشنضمیر بزرگوار ٹکے ہین ۔ وہ انکے اوپر جان دیتے ہین اور یہ اُنپر مرتی ہین ۔ کئی آدمیون کے سامنے وہ قبول چکے ہین کہ انکے ساتھ نکاح کرینگے مگر آدمی ہین تلوّن مزاج ایسا نہو کہ انکار کر جائین ۔
بھٹیاری ۔ حضور مجھ غریبنی سے کوئی چھین ٹکے تو آپکو ملنے نہین ہین رہا آنا تو اب کیجیے کہ کوئی تدبیر بتا دیجیے جسمین وہ شکنجے مین جکڑ جائین اور سرکار کے ذریعہ سے نکاح کرنا ہی پڑے اب اکیلے رہتے رہتے جی گھبراتا ہے ۔
ٹھٹول ۔ اگر نکاح ہی کرنے کا شوق چڑایا ہو تو ہم کیا بُرے ہین مین صدقے ہین سے نہ نکاح پڑھا لو ۔

جوان ۔ اچھا تم نہین ہم سہی ۔
احباب ۔ ایک تم پر کیا فرض ہی ۔ جی یہان سب جھنڈے تلے کے شہدے مچھے ہوے بیٹے جمع ہین تم جسکو پسند کرو اسی کے ساتھ نکاح ہوجاے یون سہی ۔ ہان جوانو ۔ ذرا تمکر کراو راکڑ کر بیٹھنا تو ہان لے اب جیتیے ۔ خدا کرے ہمین پر نظر پڑے ۔
وکیل ۔ اچھا کل آؤ تو ہم وہ ترکیب بتائین کہ تم بھی یاد کرو۔ یہ بتاؤ کہ تمھارے میان کہان ہین ۔
بھٹیاری ۔ خدا گنج ہو چکے ۔
وکیل ۔ ادہ تو پھر کیا مشکل ہی ۔ کل تم اُنسے کہو کہ چڑھے چاندکو بیاہ ہو جاے ۔ جو نہ مانے تو نالش داغ دو ۔
بھٹیاری ۔ (جھک کر سلام کیا) مگر بندی نے کبھی سرکار دربار کی شکل اشکل ا بتک تو دیکھی نہین ۔ آپ وکالت کیجیے گا ۔
جوان ۔ ہان ہان جی ۔ ہمین منت ہی کیا ہو ۔ مگر جانتی ہو یہ وکیل تو روپیہ کے آشنا ہین ۔
بھٹیاری ۔ واہ روپیہ یہان اللہ کا نام ہی ۔ ہم ہین چاہے بیچ لو ۔
وکیل ۔ اچھا تم کل آؤ پہلے دیکھو تو وہ کہتے کیا ہین ۔
میان آزاد کی پیاری اللہ رکھی بھٹیاری بیٹھے بیٹھے اکتا گئین نام خدا خوش سلیقہ تھین ۔ کچھ دیہاتن تو تھین نہین کہ دفعتہً فتنہ کی طرح اُٹھ کھڑی ہوتین طبیعت کو تو کلفت ہو گئی تھی لیکن مصرع ناموزون کیطرح سکتے مین رہ گئین ۔ جب بکلی ٹرھی تو تنکھیون سے میان چانڈو باز کیطرف دیکھا اور چشم فسون پرداز سے اشارہ کیا کہ اب بوسیا بدھنا اُٹھایے اور سرا مین بستر جمایے وہ ایک خرانٹ آدمیون کا نٹھ کسیت چھوٹتے ہی تاڑ گئے کہ بی اللہ رکھی زلف معشوقان فرخار کیطرح پریشان ہین تو یون منناے ۔
چانڈو باز ۔ اے حضور ذری گھڑی کو تکلیف دیجیے گا دیکھیے تو کیسے ہین

جو میری باتون اور میری آنکھون پر نہ عاشق ہو جائین تو اللہ رکھی نہین۔ بات تو اُنھین کرنے نہ دون تجھے ایسا کرد کہ وہ بھی نکاح پر رضا مند ہون تو اُسنے اور آزاد سے وزی جوتی چلے۔

اتنے مین وکیل کے مکان پر پہونچے۔ اہو ہو ہو۔ مکان کیا بہشت برین ہی۔ باغ نعیم ہو۔ وہ فرح بخش بنگلہ کہ روح خوش ہو جائے پاگل جائے تو آدمی بن جائے بانجیرہ دلکشا مین تخت بچھے ہین اور اُن پر ٹاٹ اور اُسپر دری اور اُسپر سفید چاندنی جیسے بگلے کا پر۔ اور اُسپر یاران بذلہ سنج بیٹھے رنگ ریان منا رہے ہین۔ اغل بغل کرسیان اُسپر بھی احباب چمن طبع رنگین مزاج۔

خدمتگار۔ (وکیل سے) گریب (غریب) پرور ایک عورت آئی ہے کہتی ہی کچھ کہنا ہی۔

احباب۔ کون کون۔ کیا۔ کون آیا ہی بھئی۔ ارے میان عورت کیسی جوان ہو یا پیر زال۔

خدمتگار۔ اب ہجور یہ تو دیکھنے سے معلوم ہو۔ ہل ابھی ہی جوان

وکیل۔ کہو صبح کو آئے۔ اسوقت نہین۔ آخر ہی کون۔

احباب۔ واہ واہ واہ۔ صبح کی ایک ہی کہی۔ اجی بلاؤ بھی بھئی ہمارے سر کی قسم بلاؤ ذرا واسطے خدا کے۔ لو ٹوپی تمھارے قدمون پر رکھ دین۔

بی بھٹیاری چھم دن کو چھم چھم کرتی ہوئی عجب مستانہ چال سے اٹھلاتی ہوئی بوٹی بوٹی پھڑکاتی ناز و انداز سے قدم دھرتی ہوئی جھان جھان آئین جسنے دیکھا پھڑک گیا کوئی چال پر عاشق ہوا کوئی ناز دلربا پر مرنے لگا۔ کسی کو پیاری پیاری صورت دیکھ کر بلبل تصویر کی طرح سکتا ہو گیا۔ لطف یہ کہ تخلیے کی صحبت۔

یاران سرپل جمع۔ سب رنگیلے۔ عاشق تن سودائی مزاج ٹھٹھول بگڑے دل۔ مہذب شہدے ایسے ہی ہوا کرتے ہین

نواب۔ (وکیل سے) یا حضرت آداب عرض ہی۔ اجی قبلہ تسلیم باایںہمہ تہذیب یہ شاہد پرستی۔ مگر واقعی آپ کے مذاق پر صاد ہی خدا کی قسم حسینان روزگار ڈھونڈھ نکالی۔

منشی۔ بھئی صورت سے تو بڑے مہذب معلوم ہوتے تھے لیکن ایک ہی مرشد نکلے۔

شمیم۔ میان عالم جوانی ہاست لیکن چیز خوب ہی۔ خوش رو خوش خو خوش سلیقہ خوش تمیز۔

وکیل۔ بھئی اب ہم کچھ نہ کہین گے اور کہین کیا جھاگی قسم لو جو انکی صورت بھی دیکھی ہو۔ بی صاحب آپ کس کے پاس آئی ہین کہان سے آنا ہوا۔

بھٹیاری۔ الٰہی خیر ایسی اجیرن ہو گئی۔

جوان۔ ای بہنین۔ ای لو واہ۔ تم اور اجیرن۔ سہ

گر بر سر و چشم من نشینی	نازت بہ کشم کہ نازنینی

بیٹھیے ادھر تخت پر آئیے۔ مزاج شریف۔ مین ادریر اخدا رعب حسن سے بات کرنا دوبھر ہی۔

بھٹیاری۔ ہان بنا لیجے ہم تو سیدھے سادے ہین صاحب۔

جوان۔ ہائے تیرے اس بھولے پن کے صدقے۔ آپ بھولی ہین بجا ہے۔

وکیل۔ واللہ بری معزز معلوم ہوتی ہین۔ عورت ہی یا پرستان کی پری ہے۔

احباب (قہقہہ لگا کر) رتجھے۔ رتجھے۔ رتجھے۔ رتجھے۔ حضرت رتجھے۔ لو بلی اب لو بارہ ہین۔

بھٹیاری۔ حضور ہم یہ لو بارہ اور تین کانے تو جانتے نہین ہمارا مطلب نکل جائے تو آپ سب صاحبون کا منھ میٹھا کر دینگے۔

احباب۔ آپ کی باتین ہی کیا کم شیرین ہین اور حسن ہی کیا

جوان۔ دکھایا ضعف نے زور اپنا جب مکان سے چلے
مثال نبض وہین رہ گئے جہان سے چلے

گھٹول۔ ہوئے عشق سے ہے شہر بھر مین اب شہرہ
قلم کیطرح جدھر ہم چلے زبان سے چلے

وکیل۔ انیس بار علائق یہ اور بار گناہ
وہ بوجھ اٹھا کہ جو اس مشت استخوان سے چلے

داروغہ۔ نہ تھا جو کوچے مین اپنا قیام مدنظر
تو میرے بعد وہی خاک بھی اڑا کے چلے

احباب۔ قسم حسینؑ کی۔ اسوقت دل مسوس کر رہ گئے واللہ کیا پیاری صورت پائی ہے۔ شان کبریائی ہے۔ ہم تو سب کے سب شہید ناز مرغ بسمل ہو رہے ہین (ہاتھ جوڑ کر) از برائے خدا اتنا تو اقرار کرتی جاؤ کہ کل ضرور آؤنگی۔ ہاتھ پر ہاتھ مارو۔

بھٹیاری۔ ہے ہے میرے دل کا تو عجب حال ہے۔ یہ کیا جادو کر دیا بھلے انسو۔ بس رخصت۔

احباب۔ یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام
سنو یار بیٹھے بیٹھے ہمین تم رلا چلین

وکیل۔ آنکھون آنکھون مین لے گئین وہ دل
کانون کانون ہمین خبر نہ ہوئی

اتنے مین بی بھٹیاری چمک کر انا ابرق کہتی ہوئی چل کھڑی ہوئین۔ میان چانڈوباز سایہ کی طرح ساتھ ساتھ ہین۔ اُدھر وہ نظر سے اوجھل ہوئین ادھر یاران بذلہ سنج ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے عورت ہے یا چھلاوا۔ جادو کر دیا۔ سحر کر دیا۔ ٹونا کر دیا۔ واللہ معشوق تو بہت دیکھے مگر یہ آنے وارد۔ ع

بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

خیر بی اللہ رکھی میان چانڈوباز کو لے کر سرا مین پہونچین۔ راہ مین وہ تو اپنے حسن وجمال اور کبک دری سی چال اور رنگین خدوخال اور پیاری پیاری بول چال کی تعریف کرتی جاتی ہین کیون سنتے سب ہماری ادا پر لوٹ گئے نہ۔ میان یہ تو فقیر کی دعا ہے کہ بس محفل مین جا کر بیٹھ جاؤن دہین کھا ڈ بہو نے گے راہ مین سیکڑون شریف زادے آوازے کستے ہین۔ ہزارہا دل عاشق مزاج ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین۔ کوئی کہتا ہے خدا کرے کو بچائے کوئی کہتا ہے الٰہی اس مکھڑے کے صدقے اس چھب کے واری اس سج کے قربان۔ اس ناز کے نثار قسم لو جو آنکھ اٹھا کر کسی کو دیکھتی بھی ہون اور جو کہین کسی سے آنکھ لڑ گئی تو کلیجہ پاش پاش ہو گیا بی اللہ رکھی تو اپنے حسن پر اتراتی تھین۔ اُدھر میان چانڈو باز اپنی ہی سُناتے تھے پیچ کتنا کیسے وکیل کے پاس سے گیا صحبت کتنی اچھی ہے۔ میری جان کی قسم نہ کھوگی۔ ہم تو سو خواہ مین۔ دونون مین خوب چخ چلی۔ ہوتے ہوتے میان آزاد سے سرا مین دوچار ہوئے۔

بھٹیاری۔ اللہ اللہ آپ جاگ رہے ہین۔ آج کیا ہے۔ جو پلک تک نہ جھپکی جی۔ یہ کسکی یاد نے نیند اچاٹ کر دی۔ ع۔ دل مری طرف نظر کہین اور ہے آثار تو کچھ برے ہین۔

آزاد۔ ہان جلاؤ۔ جلاؤ۔ دو دو بجے تک ہوا کھاؤ اور ہم سے لگی باتین بناؤ۔ اور غرّا اُڑائے بس دیکھ لیا۔ یہ چلتر پازیان رہنے دیجیے مین ایک گھاگ ہون مجھ سے اڑ کر کہان جاؤگی بھلا تم تو اول تو مین بات بات۔ بندہ بڑا ناسیار ہے۔

بھٹیاری۔ اوئی واہ۔ یہ بدگمانی۔ تو نیزان پٹ چکی۔ سنیے اب انکے ماں کوئی بھائی بہن کچھ ہوتے ہے۔ آخر ہم نے کیا کیا وہان گئے تو شہر کی بھٹیاریان جمع۔ خوب ڈھولکین بجین چہل پہل رہی دھا چوکڑی مچی ابھی تم کہتے ہو کہ بیٹھے چلین گے۔

بھٹیاری۔ مین تو جانون کوئی بارہ بجے ہونگے اٹکل سے کہتی ہون

چانڈو باز۔ مین بھی کہون یہ جمائیون پر جمائیان کیون آرہی ہین انگڑائیان الگ بدن کا کچومر نکال رہی ہین۔ ہڈیان جدا چُور ہو رہی ہین۔ ابتو مین بھُس ہوگیا۔ نشے کا وخت ٹل گیا کمبخت حلوائیون کی دُکانین بھی بڑھ گئی ہونگی۔ بالائی سے بھی گئے۔ آج بے موت مرے صبح صبح میان آزاد کی منحوس صورت دیکھی تھی جب ہی ان دہاڑون کو پہونچے۔ اے پیرو مرشد اگر پروانگی ہو تو رخصت ہون۔ ابتو چانڈ دکی لونگی ہد۔ مگر۔

بھٹیاری۔ اگر مگر تو رکھو جھیر پر۔ یہ میان آزاد کا نام کیسا لیا ہوش کی دوا کر مردوے۔ قدرت خدا کی۔ اُکی کہا تو کہا اب ایسی اینڈی بینڈی سُنائی تو مجھ سے بُرا کوئی نہین۔ دست پناہ سے پکڑ کر زبان کھینچ لونگی۔ چلو ہٹو ایسی باتین ایک آنکھ یہان نہین بھاتین خدا جھوٹ نہ بلائے تو آئینے مین سویرے اپنا ہی منھ دیکھا ہوگا ناحق بن ناحق کسی پر چھدّا رکھنا اچھا نہین۔

چانڈو باز۔ کیون مفت مین جھیتڑون سے بیزار ہوئی جاتی ہو یہان خود ستر ہون کرم ہوگئے۔ ع

بیوی خطا معاف کرو مین نشے مین ہون،

شیشے مین مے ہی مین نشہ مین نشے مین ہون

اے دکیل صاحب۔ اب ٹھیک ٹھیک وخت (وقت) بتا دیجئے یہ تو ہندی کی چندی نکالا ہی کرینگی۔ یہان اپنا قل ہوا جاتا ہی ایک آدھ چھینٹا اُڑا ئین تو جی مین جی آئے بے پیئے نشہ چڑھ گیا۔

یاران سرپل۔ قدرت۔ اسے میان قدرت۔ دیکھو دکانین بڑھ نہ گئی ہون۔ تو انکو چانڈو ہمین پلوا دین۔ ذرا اللہ رکھی بی اللہ رکھی سے صحبت گرمائین۔

قدرت۔ جانے کو کہیے مین جاؤن ایک نہین بیس دفعہ مل دُکانین کب کی بڑھ گئی ہین ۸ بجے سے چانڈو خانے مین جانے کا حکم نہین۔ کوئی بیدھا ہی جا سوتت چانڈو بیچے گا۔ کتے بھونک رہے ہین۔ سناٹا بڑا بازار بھر مین پڑا ہوا ہی چڑیان جگنن تک سوئی پڑی ہین۔ چوکیدار خربوزون کے کھیت بچا رہے ہین باغبان گوندنی کے کھٹکھٹے کو کھٹکھٹا رہے ہین۔ اب کوئی دم مین چکیان چلین گی۔

بھٹیاری۔ (تالیان بجا کر) ای ادئی کیا آدھی رات ڈھل گئی باتون باتون مین یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ رات کدھر گئی۔ اے ابتو بندی رخصت ہوتی ہی۔

یاران سرپل۔ ای واہ۔ یہ اندھیری رات۔ آدمی نہ آدم زاد ٹھوکرین کھاتی اس اندھیاری مین کہان جاؤگی۔ ساتھ مین ایک مردوا سو بھی عورت سے بدتر۔ کیا بدی کیا بدی کا شوربا آج رات یہین نہ تیر کیجیے۔ فجر کو اپنے چل دینا۔ ہم تمھارے ہی بھلے کے لیے کہتے ہین۔ نہین تو ہم پہونچا دین۔

چانڈو باز۔ جی ہان گود مین اُٹھا لیجیے نہ۔ ع

جب حُسن ہی تو عشق کا ہونا ضرور ہے
آنکھون کی کچھ خطا ہی نہ دل کا قصور ہے

یہ چہرہ کیا پری کا ٹکڑا ہے۔ واللہ کیا گورا مکھڑا ہے۔

بھٹیاری۔ اب خوش گپیان تو ہوچکین۔ آنکھین بند ہوئی جاتی ہین نیند نے بولا دیا بس اب رخصت حضور بھولیے گا نہین۔ اتنی دیر مزے سے باتین کی ہین۔ یاد رکھیے گا لونڈی کو۔

یاران سرپل۔ وہ ہنستے آئے یہان سے ہمین رُلا کے چلے
نہ بیٹھے آپ مگر درد دل اُٹھا کے چلے

وکیل۔ دکھا کے چاند سا مکھڑا چھپا کے زلفون مین
وہ رنگی ہمکو زمانے کی وہ دکھا کے چلے

مارنے لگے - جانو - ایسی ہذیان بکتی ہین سے کے پیٹ ڈالا
چانڈو باز مگر زہر کھانے کی نشانی بولے تو کیا بولے (میرے بھی
تو دو ایک پڑ گئین جی) اُسوقت تو سب کے سب ردھجگڑ کر سو رہے
تڑکے بی بھٹیاری اور چانڈو باز وکیل کے گھر پہونچے ساری داستان
سنائی اور میان چانڈو باز نے اور بھی حاشیہ چڑھایا وکیل تو
بی بھٹیاری پر ریجھ ہی گئے تھے فوراً مسودہ عرضی تیار کیا -
اللہ رکھی - مدعیہ ساکن سرائے میندو خان - بنام میان آزاد
خانہ برباد ولد نا معلوم ساکن دشت آباد - اللہ رکھی مدعیہ حسب ذیل
عرض کرتی ہے -
۱ - یہ کہ مدعا علیہ جو شکل صورت سے بھلا مانس معلوم ہوتا ہے اُسنے
اس مہینے مین کئی بار مدعیہ سے شادی کرنیکا اقرار کیا کبھی کہا تم
پدمنی ہو کبھی کہا رشک نگار منی ہو کبھی مستانہ چال پر ریجھا
کبھی لال لال گورے گورے گالون کی تعریف کی کبھی پیاری بنایا
۲ - یہ کہ مدعا علیہ کے وعدے پر مدعیہ نے ایک رئیس سے جنکو
اُسکے ساتھ بیاہ کرنے کا شوق چرّایا تھا صاف انکار کر دیا تو وجہ کیا
اس خوش رو جوان کا حُسن گلو سوز دل مین کھپ گیا تھا -
۳ - یہ کہ رئیس سے انکار کرنے مین اُسکا دو ہزار سات سو چھتیس روپیہ
۱۲ / آنہ پانچ پائی کا نقصان ہوا -
لہذا دادخواہ ہے کہ مدعا علیہ قرق کر لیا جائے اور مدعیہ کے ساتھ
بیاہ دیا جاوے اور زر مذکور مع سود بحساب ہے فی صدی مع
ہرجہ مدعیہ کو دلایا جاوے -
مین کہ نام میرا عرضی دعویٰ مین درج ہے اقرار کرتی ہون کہ
بیان دعویٰ میرے علم ویقین مین صحیح اور درست ہے اور حاصل
اسکا یہ ہے کہ شوہر مستقل دلایا جائے -
میان آزاد تو سرامین سو چین سے رہے ہین اور بی اللہ رکھی
اس فکر مین ہین کہ اُنکے ساتھ بیاہ رچے - اب صبح شام نالش دغا ہی
چاہتی ہے اور کچہری جگا ہی چاہتی ہے میان چانڈو باز اور بھی ہشہ
دے رہے ہین - وکیل اور اُنکے احباب بذلہ سنج گو گویا شگوفہ ہاتھ
آیا اُنھون نے بی اللہ رکھی کو وہ پٹی پڑھائی کہ کھل گئین - اب یہ
فکر ہے کہ میان آزاد قرق ہو جائین - ابھی قرقی ہے اُنکو یہ حال معلوم
نہین کہ وہان کیا ہنڈیا پک رہی ہے - یہ تو میان کا حال ہوا -
اب نواب نامدار کے دربار دُربار کا کچا چھٹا سنیے - ایکدن
نواب صاحب زنان خانے مین بیٹھے بیگم صاحب سے میٹھی میٹھی
باتین کر رہے تھے -
بیگم - ای ہان - آزاد کس کھوہ مین دھنس گیا مین تو جانون
کوئی دو مہینے سے کم نہ ہوے ہونگے جس دن سدا بہار کی لڑکی
گل حسن کی منسلی بڑھائی گئی تھی اُسی دن لدھیند کر گیا تھا -
مین کھڑکی سے جھانک رہی تھی -
سدا بہار - ای وہ نصیبت ہوا - موا چور -
بیگم - بس انھین باتون پر تو مین جھلّا اُٹھتی ہون پھر کہتی ہے چھوٹی
بیگم مجھ سے تیکھی رہتی ہین - تیری باتون سے میرا جی جلتا ہے -
نواب - تو تم کیون مرتی ہو بھلا - چاہے اُدھر کی دُنیا اودھر ہو جائے
میر آزاد میان صف شکن علی شاہ کو لا ہی چھوڑیگا - ہم جانتے ہین علمی
بحث ہو رہی ہے - اور پھر تم جانو علم تو وہ سمندر ہے جسکا اور نہ چھور
بیگم - (قہقہہ لگاکر) علمی بحث ہو رہی ہوگی - کیون صاحب
میان صف شکن علی شاہ علم بھی جانتے ہین (پھر قہقہہ) مین کہتی ہون
آخر اللہ نے تم کو کچھ رتی ماشہ تو عقل بھی دی ہے - موا ٹیڑ - ذری سا
جنور کا کن کے تین دانون مین پیٹ بھر جائے اُس کو آپ بوڑھے
حافظ سے بھی زیادہ علم والا سمجھتے ہین (پھر قہقہہ) میر - بیلکے کے پردس
ایک سری سودائی دن رات واہی تباہی بکا کرتا ہے اُسکی اور تمھاری

آزاد - ہان ضرور اور میان چانڈو باز کیا کیلیے -

بھٹیاری - کون یہ اونگھا کیے - آنکھیں بند - گردن زمین دوز پیگرے وہ گرے بس چل چل - دھم - وہ گر پڑے - ای لعنت خدا افیمچی ذہن جاتے ہو جو پھر اپنے آپے مین نہین رہتے - خیر جی یہ گھڑا ڈھواتی کرے گا - اب یہ بتاؤ کہ نکاح کا کون دن قرار پایا ہے ہم آن سب سے کہہ آئے کہ میان آزاد کے گھر پڑین گے - پھر جھٹ پٹ نکاح پڑھوا لو بکھیڑا جائے یہ روز روز کی فکر کیسی (گردن مین ہاتھ ڈال کر) اچھے آزاد - ابکی جڑے جاند نکاح ہو جائے صبح شام کیون لگاتے ہو - خو جانے (خدا جانے) ہاتھی چھوٹے گھوڑا چھوٹے -

آزاد - تم یہ کہتی کیا ہو - کیا سچ مچ تم سب سے کہہ ہی آئین غضب ہی کیا - واللہ کہین ایسا کرنا بھی نہین - مین دل لگی کرتا تھا خدا کی قسم فقط دل لگی تھی - مین پردیسی آدمی - شادی بیاہ کے کیا معنی - اور پھر بھٹیاری کے گھر پڑون - مانا کہ تم ہو پری جمیم مگر پھر بھٹیارن ہی تو - اپنی وضع کے خلاف ہے - چار دن کے لیے سرا مین آن کر ٹکے یہان سے بلا ساتھ لے جائین -

بھٹیاری - دھک کر چیچ سنبھال مردوے - اور سنئیے کام بلا ہی جیسے سارے شہر کی نگاہ پڑتی ہے - بے نکاہ بھی تو کتنا - دوسرا کہتا تو خون خرابا کر ڈالتی مگر کیا کرون قول ہار چکی ہون برادری بھر مین کلنگ کا ٹیکا لگے گا - انگلیان اٹھینگی - بلا کی اچھی کہی - تمھارے منھ سے میری ایڑی گوری ہے چاہے ملا لو - آئے وہان سے بڑے مخادین بنکے -

آزاد - تو بی صاحب سنیے - اس خیال خام سے درگذر کیجے تم کو مین دیکھتا ہون گلے کا ہار ہوئین - کیسی شادی کس کا بیاہ یہان کا نکاح معقول۔

بھٹیاری - معقول معقول کیا تو ہی نامعقول کل ہی تو مین نالش داغتی ہون - تو سہی جو ناچ نہ نچاؤن - کیا نکلے جاتے ہین اقرار کرکے مکر جانا خالہ جی کا گھر ہے - دیکھو یہ ٹٹی ٹٹی سب بھول جاؤگے ای واہ (انگلیان مٹکا کر) ذری ٹھہرے ہوئے - میان مین جو اپنی والی پر آئی تو ترا گھر ہی دکھاؤنگی کسی اور بھروسے پر نہ بھولنا مجھ سے برا کوئی نہین -

آزاد - توبہ - خدا کی پناہ - مین ابتک سمجھتا تھا کہ مین ہی بڑا مقرر ہون مگر اس عورت نے میرے بھی کان کاٹے بھلا دکھ ساری چوکڑی - ہاری مانتی ہے نہ جیتی - خداوندا کہین ترڑا کا جلدی سے ہو تو مین دوسری کوٹھری لون -

بھٹیاری - (ناک پر انگلی رکھ کر روٹھے روٹھے) - اس سے چھوکری ہی ہوتے ہوتے تو کسی بھلے مانس کا گھر بستا - واہ رے مردوے - بھلا مجال پڑی ہے - کہ کوئی بھٹیاری نکالے -

آزاد - تو سارے شہر بھر مین آپ کی حکومت ہے کچھ -

بھٹیاری - ہئی ہے - ہئی ہے - دیکھ لینا نہ - کیا ہنسی ٹھٹھا ہے - کل پرسون تلک آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائیگا -

آزاد - چلیے آپ کی بلا سے -

چانڈو باز - بلا ولا کے بھروسے بھی نہ رہیے گا - الٹی آنتین گلے پڑینگی - دو چار دن تا تھیا مچے گی -

آزاد - ذری آپ چپکے بیٹھے رہیے گا - تو کون بولنے والا ہے بے تکے گرگے جوتی خورے - یہ تو نازنین کا منی ہے - تمھاری مفت مین شامت ہی آجائے گی -

چانڈو باز - میرے منھ نہ لگیے گا - ہان اتنا کہہ دیا ہے -

میان آزاد نے اٹھ کر دو چار چانٹے جڑ دیے - بی بھٹیاری نے بیچ بچاؤ کر دیا - ہاتھ ہی دو تین ہوے کے - کیا نہ پایا کر دیٹ جبٹ

خوجی بیچارے کو حلال خور ہی بنا دیا -

خوجی - حضور اب مین یہان نہ رہونگا - کیا بیوقت کی شہنائی سب کے سب بجانے لگے کہ توبہ ہی بھلی - افسوس صف شکن علی کا کسی کو بھی خیال نہین -

اتنے مین نواب صاحب پلنگ پر دراز ہوے اور رفقا مین سے کوئی چانڈو خانہ پہونچا کوئی افیم گھولنے لگا -

رندساغر نوش - فتنۂ ہمدوش - ستم ایجاد - میان آزاد سر اپنی کھٹیا کی پائی پر مزے سے بیٹھے سرور کے ساتھ بلبل شاخسار معجز طرازی حضرت لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی جل لبجۂ بشواہ کی یہ غزل بلحن داودی لہرا لہرا کر پڑھ رہے تھے اور اس سرمست صہبائے عرفان کے کلام سحر نظام پر احسنت و مرحبا کہہ رہے تھے ؎

اگرچہ بادہ فرح بخش و باد گل بیز است ۔ بہ بانگ چنگ مخور مے کہ محتسب تیز است

در آستین مرقع پیالہ پنہان کن ۔ کہ ہمچو چشم صراحی پیالہ خون ریز است

عراق و فارس گرفتی بشعر خوش حافظ
بیا کہ نوبت بغداد و وقت تبریز است

مقطع پر میان آزاد لوٹ گئے اور عین حالت وجدان مین غلغلہ بزاک اللہ بلند کرنے لگے - اور چارپائی سے دس دس انگل اچھل اچھل کے بار بار یہی شعر شیرین اور کلام رنگین زبان پر لائے کہ ؎

عراق و فارس گرفتی بہ شعر خوش حافظ
بیا کہ نوبت بغداد و وقت تبریز است

اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک بزرگ حلہ پوشان بہشت کیطرح جامۂ سبز در بر اور شملہ بمقدار علم بر سر سامنے آن کھڑے ہوے چہرے سے نور الٰہی برستا ہے - ریش مبارک یکمشت و دو انگشت میان آزاد اور اُس بزرگ قدسی نہاد کی چار آنکھین جو ہوئین تو اُس بزرگ موصوف نے یون فرمایا ؎

آن سیہ چردہ کہ شیرینی عالم با اوست ۔ چشم میگون لب خندان دل خرم با اوست

گرچہ شیرین دہنان پادشہانند ولے ۔ او سلیمان زمان ست کہ خاتم با اوست

میان آزاد نعرۂ حق سرہ بلند کرنے ہی کو تھے کہ ایک ستمگر اور غنچۂ چشم فلک دہ سالہ آفت کے پرکالہ نے ایرانیون کے لب و لہجہ مین ان اشعار سحر بار کو ادا کیا اور میان آزاد کو تڑپا دیا ؎

اے نسیم سحر آرامگہ یار کجاست ۔ منزل آن مہ عاشق کش عیار کجاست

اسیر میان آزاد کی پیاری بی اللہ رکھی بھٹیاری بھی اناً برق گرتی ہوئی آئین اور یون گائین ؎

شب تاریک و رہ وادی ایمن در پیش ۔ آتش طور کجا موعد دیدار کجاست

ہمارے عارف باللہ ولی حق آگاہ میان آزاد درویش شیر خیت پناہ تڑپ کے کہہ اُٹھے ؎

دلم از صومعہ و صحبت رندان بگرفت ۔ بار تر ساںچہ و خانۂ خمار کجاست

سب کے آخر مین میان چانڈو بازبھی ٹمٹمائے - اُنھون نے دیکھا کہ سب بلبل ہزار داستان کی طرح سوتت چہک رہے مین ایک ہم ہی پھسڈی رہے جاتے ہین کچھ بات نہین امول کے شہیدون مین داخل ہو گئے اور بولے تو کیا بولے ؎

گر بیاید ملک الموت کہ جانم ببرد ۔ تا بہ دو سہ چھینٹہ کشتی بدح رسیدن نائم

اب میان آزاد چکرائے کہ خداوندا یہ اسرار کیا ہے - ان بزرگ نے آکر حضرت خواجہ حافظ طاب ثراہ کا کلام معجز نظام پڑھا تو مقام استعجاب نہین - مگر بی اللہ رکھی اور حافظ شیراز کا شعر اس آب و تاب سے پڑھین اور شین قاف درست - فقرے اور بندش چست - حیرت تھی کہ یا للعجب یہ کیا بوالعجبی ہے اور طرہ یہ کہ ذری سا لونڈا اور وہ بھی جھوم جھوم کر - ع - ای نسیم سحر آرامگہ یار کجا ست ہ پڑھتا ہے اور میان چانڈو باز جنکو تھک اور چانڈو اور بیسوا اور گرٹ اور چھینٹے کے سوا دنیا و مافیہا کی خبر ہی نہین ۔ بھی مصروف

باتین ایک سی ہین ۔

سدا بہار ۔ نا بیوی (دانت کے تلے انگلی دبا کر) اوی کوئی ایسا کہتا ہی اُس سودائی نگوڑے کو اپنے سے صدقے کر دون ۔ واہ وا

نواب ۔ تم سمجھی نہین سدا بہار ۔ ابھی تو الھڑپنے ہی کے دن ہین نزاکت ۔ خدا کی قسم مجھے انکی یہی باتین تو بھاتی ہین ۔ یہ کمسنی کا سبھاؤ ہے اور دو تین برس ۔ پھر یہ شوخی اور چُلبلاپن کہان ۔ یہ جب جھڑکتی یا گھُڑکتی ہین تو جی خوش ہو جاتا ہے ۔

سدا بہار ۔ ہان ہان پھر جوانی تو باولی ہوتی ہی ہی ۔

بیگم ۔ اچھا سدا بہار سے کہو کہ اُسکو اپنے بڑھاپے کی قسم جو جھوٹ بولے ۔ بھلا کیون سدا بہار ۔ بیٹر پڑھے لکھے بھی ہوا کرتے ہین منھ دیکھی نہ کہنا اللہ لگتی کہنا ۔

سدا بہار ۔ بڑھاپا ! ہونھ ۔ بڑھاپا کیسا ۔ بیوی بس یہی باتین تو اچھی نہین لگتی ہین ۔ مین بوڑھی کاہے سے ہو گئی ۔ بُرا نا مانو تو کہون آپ سے ابھی ٹانٹھی ہون ۔

اتنے مین غفور خدمتگار نے پکارا ۔ فرخندہ ۔ فرخندہ ۔ اے بوا فرخندہ سرکار سے کہدو کہ پیچوان بھر رکھا ہی ۔ یہان بھیجدون یا بغیچے مین رکھون ۔ حضور باہر نہ آئین گے کیا ۔

نواب ۔ وہ چاندی والی چھوٹی گڑگڑی بیگم صاحب کے واسطے بھر لاؤ کل لسوان سے تنباکو آیا ہی ۔ وہی بھرنا اور پیچوان باہر لگادو ہم ابھی آئے ۔

یہ کہکر نواب نامدار بیگم صاحب کے ہنسی ہنسی مین آہستہ سے ایک چٹکی لے کر مسکراتے ہوئے باہر تشریف لیگئے اور جالی والی حضرات رفقا انکے جاتے ہی سرو قد تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے ۔ آداب بجا لاتا ہون حضور ۔ کورنش ہی پیر و مرشد تسلیمات عرض کرتا ہون خداوند بجا ارشاد ہی حضور والا ۔ چو طرف سے آداب و تسلیمات کے چھرّے چلنے لگے

خوجی ۔ اُف اسوقت ملک الموت سے سامنا ہوا ۔ ایسا دھکا لگا کہ کلیجہ بیٹھا جاتا ہی اور بے اختیار رونا آتا ہی ۔ ہائے تیرے گیدی جوڑ کی

نواب ۔ کیون خیر باشد ۔

خوجی ۔ پیر و مرشد اُسوقت شہر خانے کی طرف گیا تھا وہان ۔

نواب ۔ اُف (دھم سے گر پڑے)

مصاحبین ۔ یا علیؑ ۔

نواب ۔ بھئی دل بیقرار ہی طبیعت بے لطف ہو گئی ۔ خوجی میان تم کو تو ہماری تشفی کرنا چاہیے تھی کہ اُلٹے خود ہی روتے ہو ۔ جسمین ہمارے ہاتھ پاؤن اور بھی بھول جائین ۔ اب شاہ جی سے ہاتھ دھونا چاہیے ۔ ہم جانتے ہین کہ انکا وصال ہو گیا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

رفقا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

خوجی ۔ (پینک سے چونک کر) اسی بات پر پھر کچھ مٹھائی نہین کھلواتے منگواؤ تو کوئی کی دکان کی مٹھائی ۔

نواب ۔ کوئی ہی ۔ اس مردک کی گردن تو ناپنا ۔ ہم تو اپنی قسمتوں کو رو رہے ہین یہ مٹھائی مانگتا ہی بے تکا نمک حرام ۔

خوجی ۔ دیکھئے دیکھیے پھر میری گردن کُند چھری سے رِتی جاتی ہے مین مٹھائی کچھ کھانے کے واسطے تھوڑا ہی منگواتا ہون مین تو اس لیے منگواتا ہون کہ فاتحہ پڑھون ۔

نواب ۔ شاباش جی خوش ہو گیا ۔ خوجی مجھے معاف کرنا بے اختیار نمک حرام کا لفظ نکل گیا تم بڑے ۔

مصاحب ۔ حلال خور ہو ۔ حلال خور ہو ۔

اسپر وہ فرمائشی قہقہہ پڑا کہ نواب صاحب لوٹنے لگے ۔ اور بیگم صاحب نے گھر سے لونڈی کو بھیجا کہ دیکھنا تو یہ کیا ہنسی ہو رہی ہی ۔

نواب ۔ بھئی کیا آدمی ہو واللہ روتے کو ہنسانا اسی کا نام ہے

آزاد - ابھی نکاح کی اُمید آپ کو ہی - واللہ کتنی خوش عقیدہ ہو سچ ہے دنیا بہ امید قایم -

بھٹیاری - یہ خوش چرا نباشد معقول - کیا آپ کل بھی جائینگے ابی مین تو چڑھ دونگی عدالت واہ کہہ کہہ کر مُکر جانا کیا ہنسی ٹھٹھا ہے مجھے بھی کوئی ایسی ویسی سمجھے ہو - مجھ سے بُری کوئی نہین -

آزاد - اخاہ - یہ خم و چم - یہ دعویٰ - واہ بی واہ - عدالت! اچھا کیا نالش کیجیئے گا -

بھٹیاری - کیون! کیا کچھ شک بھی ہی - کر ہی گئے اور بیچ کھیت کرینگے ہم کیا کسی کے دبیل ہین - یہ لگی چپڑی باتین وہان ایک نہ چلینگی دیکھیے گا مزے - وکیل ایسا ویسا نہین ہی معلوم ہوگی قدر عافیت (عافیت)

چانڈو باز - (ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کر) اور گواہ کو دیکھ رکھیے پیر و مرشد ڈاڑھی کیا جھپ سے اُٹھا دی - پرانی ڈاڑھی ہے آپ کون نئے والے تھے ہی ثبوت ڈاڑھی ہی ہر مین تو وہ تقریر کرون کہ آپ کے ہوش اُڑ جائین ایسے گواہ بھی نہ دیکھے ہونگے -

آزاد - ابھی تو میان جھگڑا کاہے کا - یہ شوق سے نالش کرین اور آپ گواہی دین تو چشم ما روشن -

چانڈو باز - کیا! چشم ما روشن - یا چشمان ما روشن کیا ایک ہی آنکھ ہی -

آزاد - اب ایسا ہو کہ مین دونون پھوڑ دون -

چانڈو باز - ذری میرے منھ نہ لگیے گا - ہان مین نے عرض کر دیا مین پھر کہا ہی دونگا -

بھٹیاری - اُبھر ک کر چل بہت بڑا آیا وہان سے گواہ دینے والا ایسا ہی ہوتا تو نہ جانے کیا کرتا - گواہ دینگے - ابھی مین جھپٹ جاؤن تو ٹھنی کھا جائے گواہ دینگے - اور پٹ چکا ہو تسپر بڑا بھیا ہے

خیر میان چانڈو باز تو اپنے گھر سدھارے اور بی اللہ رکھی بھی چپ کھٹ پر سو رہین - میان آزاد کے پیٹ مین چوہے چھوٹے دل ہی دل مین سوچنے لگے کہ کیون نہ جو کہین سچ مچ اُسنے نالش دائر کی تو بڑی ہنسی ہوگی وکیل کا نام لیا ہی - ایسا ہو کوئی وکیل چنگ پر چڑھ جائے اُنکی دو گھڑی کی دل لگی ہوا پنا کام تمام ہو جائے - یہی سوچتے سوچتے میان آزاد سو رہے -

شوخ مدہوش فتنہ مہ وش - ستم ایجاد - جان آزاد بی اللہ رکھی بھٹیاری

	جاگی مرغ سحر کے غل سے اُٹھی نکہت سی فرش گل سے	

سیدان نشہ بازی کے یکہ تاز - بی بھٹیاری کے ہمراز میان چانڈو باز گرم سیے - نزدے پھندے سامنے موجود -

چانڈو باز - لگی بھی کیا بُری ہوتی ہی - موٹھ کہان تو تمام آٹھ پہر تک پلنگڑی پر دراز رہتی تھین - راحت افزا پیون کی پنکھیا جھلا کرتی تھی - فجر کو چاندنی تان دیجاتی تھی - دھوپ سے گورا گورا مکھڑا اُمھلانہ جائے گر پھر بھی چھین چھین سے شعاع آتی ہی تھی گل شبو بیچی کر تی بانی تھی - بی اللہ رکھی مین کہ سہری ہی پر انگڑائیان لے رہی ہین کبھی ادھر کروٹ بدلی کبھی ادھر - ہر ہر کے کر ہوتی ہین ملگجا لباس اور اُس پر عطر فتنہ کی بو باس کوسون بھینی بھینی مہک سے دماغ معطر ہوا جاتا ہی - زلف چلیپا کیا مشک اذفر تھی یا کلفۂ عنبر تھی - یا آپ دیکھیے تو سویرے سویرے منھ اندھیرے آنکھین کیا ہی بھلی ہوئی ہین - بکھرے بال چہرے کی بلائین لے رہے ہین -

آزاد - (چادر کو منھ سے اُٹھا کر چھوٹے پر خدا کی! شیطان کی بھکاسی پلنگڑی! یہ نہین کہتے ہو کہ ٹوٹی پھوٹی کھاٹ - اور وہ راحت افزا اور گل شبو کہان ہین - اپنے ہاتھ سے تو بوری پنکھیا جھلتی ہین کہنے لگے مشک اذفر ہے - اور کلفۂ عنبر ہے - بات یہ ترے خوشامد غرسہ کی

خوش اخلاق اور مشغول غزلخوانی ہوگئے - ایک نظر غلط انداز سے اُنھون نے سب کو آنکھ بھر کر دیکھا مگر لیجہ حیرت مین غوطے کھا رہے ہین کہ الٰہی مین یہ خواب تو نہین دیکھ رہا ہون - آخر یہ ماجرا کیا ہے اس بھٹیاری کو ذہانت کلام سے کیا سروکار - اور یہ سبز پوش کون بزرگوار ہین جنکے چہرے سے نور الٰہی اور صفات ولایت کا نورانی آشکارا ہین - واللہ قدسیون نے لاہوت پر بھی یہ تماشا نہ دیکھا ہوگا جو ہم یہان مشاہدہ کر رہے ہین - خدا کرے کسی طرح یہ عقیدہ ہم پر کھل جائے واللہ اسوقت تو بیٹھے بیٹھے چھوٹے مجھے ہین کہین یہ سب ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاتے ہین تو ہم بی اللہ رکھی کی خوشامد کرین کہ واسطے خدا کے کچھ حال کہین بھی تو بتا دو - اُنھون نے غور کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بزرگوار رنگے سیار ہین - اور بی اللہ رکھی کی طرف دیکھ دیکھ کر مسکرا رہے ہین - ایکدفعہ ہی اُٹھے حق حق حق تین بار کہا اور جیب سے زمین پر گر پڑا - اب تو یا علی کہکر میان آزاد جھپٹے اور اُنکو تڑپتے اٹھایا - حضرت پیر جی اتنا کہنا تھا کہ وہ بزرگ آنکھین کھولکر مسکرائے اور میان آزاد کو جھک کر سلام کیا - اور کہا حضور یہ انعام ہوا - سچ کہیے گا ایسے بڑے بیٹے کہیے ہوئے کیون کیا روپ بھرا - لونڈے نے کہا اور آپ کیسی بڑی ہی دولہا بی اللہ رکھی مسکرا کر بولین ہم نے بھی کیا جلد تک اُڑا دیا - میان چانڈو باز مونچھون پر تاؤ دیکر فرمانے لگے کہ کیون بھئی اس عمر دانی مین بھی اپنے چانڈو کو نہ چھوڑا - میان آزاد بھی درجہ خفیف ہوئے کہ گویا عرق خجالت کے سیکڑون گھڑے اپر پڑ گئے - اب یہ خوش ہوئے کہ لو بھلا کر بی اللہ رکھی کی نوک ابھر کے لائے ہین اُسکو انعام مین اجازت دیدی بی صاحب نے دیکھا تو دُلائی اُنکی ہی گر ہشاش بشاش کہ آزاد نے پھر چھیڑ چھاڑ شروع کی - بہروپیے نے دُلائی دی جھک کر سلام کیا اور رہا ہوا لونڈے نے دیکھا کہ مین ہی رہا جاتا ہون بڑھ کر میان آزاد کا دامن پکڑا - ہمین کچھ بھی نہین - حضور - میان آزاد نے جیب سے ایک روپیہ نکال دیا کھن سے بی اللہ رکھی سمجھین کہ سوت میان آزاد حاتم کی قبر پر لات مار رہے ہین فرط شوخی سے جھک کر آگے بڑھین اور ہاتھ ایک عجیب ادا سے دلربا سے بڑھا کر کہا اور ہمین ؟ -

آزاد - تمھارے لیے جان حاضر ہے -

چانڈو باز - سب زبانی داخلہ - خالی خولی باتین - اور بیوی کو یہ خبر ہی نہین کہ دُلائی انعام مین دیدی گئی - میان ہی کی جوتی میان ہی کا سر - ہو نہ ہو انگلی جلی ہین مانگنے - تیری کی خبر ہی نہین بہروپیے کو کیا جھٹ سے دُلائی اُٹھا دی یہ نہوا کہ بی بھٹیاری کو بھی اودی اطلس کا پائجامہ بنوا دین - یہ ٹانکے کی ڈوری گوٹ لگی ہو یہ نہ ہوا کہ چاندی کے چھڑے بنوا دیتے کہ سرا بھر مین چھما چھم کی آواز گونجتی یہ نہوا کہ کسی دن ہمکو دو چار روپیے دے ڈالتے کہ بھئی اتنے دن سانڈنی کی رکھوالی کی ہے - جاؤ میان بس تم کو بھی دیکھ لیا کون کے یار ہو - چمڑی جائے دمڑی نہ جائے -

بھٹیاری - (ہنستی ہوئی) اے واہ ری تیری ہٹ - کہین گری تو نہین چڑھ گئی - ذرا چند پاؤ کے بیج کتر ڈال - نوالا گوکھا ہی رہا یہ چمڑی اور دمڑی کا کون موقع تھا -

آزاد - ابھی نہ کہو یہ جوتی خورے ہین جتنے کا انھین ڈر نہین جوتے کھانے کا انھین خوف نہین - گالی کھانے کا انھین لحاظ نہین خاصے پاک بیباک چھٹے ہوئے گرگے ہین مردک کو کہتے ہوئے شرم نہین آئی کہ سانڈنی کی رکھوالی کی - اچھی رکھوالی کی - وہ تو کہیے قسمتون سے ملگئی ورنہ ہم تو ہاتھ ہی دھو چکے تھے - اور اوپر سے باتین بناتا ہے شرمائے نہ شرمانے دے -

بھٹیاری - چلو یہ باتین تو ساری عمر نہ ختم ہونگی اب کھو نکاح کی کب تیاریان ہین -

پڑھوا دے۔ انسے کسی طرح پیچھا چھڑوانا چاہیئے۔ اتنے مین عاشق تن نے کہا۔ ؎

چھیڑ خوبان سے چلی جائے اسد　　کچھ نہین اور تو حسرت ہی سہی

چانڈو باز بولے کہ حضرت آپ کون ہین اور یہ ساتھ ساتھ آواز کستے ہوئے آپ کیون آتے ہین۔ یا آگے بڑھیے یا پیچھے چلیے کسی بھلے مانس کو ستانا کیا معنی۔ بسم اللہ رکھی نے چانڈو باز کے کان مین چپکے سے یون کہنا شروع کیا۔ سنو تو بھلا۔ یہ بھی تو شکل صورت سے بھلے مانس معلوم ہوتے ہین۔ ہمین انسے کچھ کہنا ہی بس یا تو انھین اپنے یہان لے چلو۔ یا انکے یہان چلو۔ ہان! تو یہ کہیئے اب آپ اینپر ریجھ گیئین۔ اچھا ہمارا ہرج ہی کیا ہی۔ ہم تو حکم کے بندے ہین بیوی جو کہو منظور۔ مگر جلتی تو وکیل کے پاس تھین۔ کہان عرضی دینے کی فکر مین تھین کہان اس شرس سوداکی سے بال و پر ملانے کی فکر ہوئی سچ ہی معشوقون کے مزاج کا ٹھکانا ہی کیا تو آخر یہ تو بتا دو کہ اس سے کہون کیا " کہنا اور سننا کیا معنی یہی کہو کہ انکو آپ سے کچھ کہنا ہی "

چانڈو باز۔ یا حضرت ذری ادھر گلی مین آیئے گا۔ آپ سے کچھ کہنا ہے۔

عاشق تن۔ واہ نیکی اور پوچھ پوچھ۔ چلیے اس گلی مین مگر انکو یہان بیچ سڑک پر اکیلا کہان چھوڑ جایئے گا۔ انھین بھی ساتھ لیتے چلیے بی تم بھی چلی چلو نہ۔

عاشق تن اور چانڈو باز اور وہ تینون گلی مین گئے تو دیکھا کہ اُس گلی کے اندر ایک اور گلی ہو گلی مین دھنسے۔ اس کے اندر ایک گلی تھی تینون گھسے " کہیے حضور کیا حکم ہی ؟ جی انکو آپ سے کچھ مشورہ کرنا ہے ہان۔ زہے نصیب زہے نصیب اسوقت تو ہمنے منھ مانگی مُراد پائی دل کی آرزو برآئی۔ یہ اور ہمین بلا مین آج اپنی قسمت پر ناز ہی۔ کہیے بی صاحب جو حکم۔ ای تو اس گلیارے مین کیا کہون۔ کوئی آئے کوئی جائے۔ کھڑے کھڑے کہین باتین ہوا کرتی ہین ہمین اپنے گھر لے چلو تو خیر۔ کیا مضایقہ (مضائقہ) چلیے چلیے واہ نیکی اور پوچھ پوچھ۔ چانڈو باز سوچے کہ دوسرا گل کھلا چاہتا ہی پوچھا کہ میان تمھارا مکان یہان سے کتنی دور ہی جو کہارے کو سون ہو تو مین لپک کے بگھی کرایہ کر لون۔ اللہ اتنی دور چلا نہ جائے گا عورت ذات اور نازک اور دھوپ اب زیادہ ہوئی جاتی ہی انکو تو مارے نزاکت کے چھتری ہی کا سنبھالنا دو بھر ہو گیا ہے۔ اتنی دور جائے گا کون۔ آندھی رزگ۔ نا صاحب دور نہین۔ بس کوئی دس قدم۔ آیئے ایک لمحہ مین پہونچتے ہین۔ چلے تو عاشق تن نے چھتری لے لی اور خدمتگار کیطرح چھتری لگا کر ساتھ ساتھ چلنے لگے چانڈو باز نے دیکھا کہ اچھا گادڑی ملا۔ اپنا بوجھ بھی اُن پر لادا اور خود بھی چھتری کے سایہ مین رئیس بنے ہوے چلنے لگے گلیون سے نکلے سڑک پر آئے۔ سڑک سے بائین کو مُڑے نالے مین گئے چڑھائی اُترے پھر بازار ملا۔ چلیے کھٹ سے عاشق تن کے مکان پر پہنچے۔ صحن مین چوکیون پر صاف ستھرا فرش بچھا ہی بیٹھ کر بیٹھے۔ خدمتگار پنکھا جھلنے لگا۔

عاشق تن۔ وہ آئے گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہی　　کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

چانڈو باز۔ عشق بلبل مین اثر ہے تو قفس مین آ کر　　بوے گل پھاند کے دیوار گلستان آئی

عاشق تن۔ جب ہم چھٹے ہوے گرگے بدمعاش تھے تب تو ایسی بھی معشوق پری پیکر نظر نہ آیا۔ اب جو توبہ کی تو یہ صورتین دیکھنے مین آتی ہین ؎

یون تو اے ابر تباہی ہمین بتاتا ہی　　توبہ کرتے ہی جھلکتی ہی سیاہی ہر کنج

دُم مین رستا باندھون - دس بجے تک تو بیوی دھوپ مین پڑی رہتی تھین مسہری اور پھولون کی پنکھیا کی ایک ہی کہی -

چانڈو باز - جی ہان آپ جلے پھپھولے پھوڑیے - فریاد کیجئے زیادہ

آزاد - کیسی شکایت - کسکا شکوہ - ع - تقدیر سے گلہ ہی بتون سے گلہ نہین

مین نہ فریادی بتون کا ہون خدا کے سامنے	
آشنا کا کیا گلہ نا آشنا کے سامنے	

اللہ رکھی - ای تو اس بھنا بھنی سے مطلب کیا جب سرکار کا پیادہ آیگا - تب میان کی آنکھین کھل جائنگی یہ کہہ کر گرجانا - واہ کیا ہنسی ہی

چانڈو باز - چلو پھر اب دن چڑھتا جاتا ہی - وہان ہوا کین نہ ابھی لنگھی چوٹی مین بھتین گھنٹون لگین گے - اور وہ سرکاری درباری آدمی ٹھہرے یک انار و صد بیمار - ایک انگور و صد زنبور - مقدمہ والے صبح شام ڈٹے رہتے ہین - جب دیکھو گھبیان ٹم ٹم فٹن جوڑی گاڑی گھوڑے ہاتھی پالکی - اکے یا بوفنس میانے دروازے پر موجود -

آزاد - بس چُپ نہ ہو رہیئے بکتے جاؤ نہ - آج سرور خوب گٹھے ہین معلوم ہوتا ہے -

چانڈو باز - اجی میان بی اللہ رکھی کی بدولت روز ہی سرور گٹھے رہتے ہین میان آپ اپنی کہیے - کہ ہر دم بچے گھڑے ہی کی چڑھی رہتی ہے اب دیکھیے نشہ ہرن ہوا چاہتا ہی - انشا اللہ بی اللہ رکھی نے کوٹھری مین جا کر سنگار کیا اور نکھر کر چلین تو میان آزاد کی آنکھ پڑ ہی گئی - ہائے حُسن بھی کیا بری چیز ہے - چار آنکھین ہوئین تو دونون مُسکرا دیے - میان چانڈو باز کن انکھیون سے دیکھا ہی رہے بھتے بولے کہ ؎

انکو دیکھا تو یہ ہنس دیتے ہین	
آنکھ چھپتی ہی نہین یاری کی	

ہنسے بھی ہنسے - ع - وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مُسکراتے ہو

جھومتا ابر بہاری ہو ہوا سے پیدا	آزاد - رعد کا شور ہو مور کی صدا سے پیدا
کل کی جو بات ہو تھے جو ذرا سے پیدا	قد کشی آج وہ سرو دن سے ہین کیے جاتے
لڑکے ہوتے ہین فقیر کی دعا سے پیدا	ای شہ حسن ترے عشق مین مرنے کیلئے

اتنے مین بی اللہ رکھی ایک ہری ہری نازک سی چھتری لگائے چانڈو باز کو ساتھ لیے ہوئے چھم چھم کرتی چلین - بازار مین جدھر جاتی تھین - یاران سر پل آوازے کستے تھے - جسے دیکھو مصروف نظارہ بازی ہی مگر وہ غرور حسن سے کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہین دیکھتین - چانڈو باز ہٹو بچو دوت دبک کرتے جاتے ہین - ذری ہٹ جانا سامنے سے - این اوہ میان - کیا جھکڑا آتا ہی - ہٹ جاؤ بابین کو یا وحشت آخر کیا ہی کیا - کچھ معلوم تو ہو - اخاہ - یہ کہئے یہ انکی آمد آمد تھی - کیون نہین - تو صاحب ہٹ گئے بس - مگر واہ رے زمانے اب بھلے مانسون نے بس یہ شیوہ اختیار کیا ہی کہ ایک کو ساتھ لیا کہی کے وارث بنے - بازار بھر مین غل مچاتے چلے جاتے ہین - ای لاحول ولاقوۃ -

عاشق تن - اسوقت تو بازار بھر مرغ بسمل کیطرح تڑپ رہا ہی بی اللہ رکھی اور میان چانڈو باز آگے آگے بڑھے قدمے جا رہی ہین اور میان عاشق تن رُکتے ٹھٹکتے پیچھے آ رہی ہین طبع موزون کا دریا ہی کہ امڈا آتا ہی - شعر پر شعر پڑھ رہی ہین تک سے مطلب نہین کبھی دیوان ناسخ کا مطلع پڑھ دیا - کبھی عمر خیام کی رباعی بک دی کبھی ما مقیما یاد کرنے لگے - کبھی خالق باری کے شعر ورد زبان ہین ع - چیل ہی در گوش کن گفتار من - اور سمجھاتے بھی جاتے ہین کہ اس ذرا سے مصرعے مین - ہی در گوش کن گفتار من بتا اسقدر برائے بیت ہی -

چانڈو باز نے دیکھا کہ یہ اچھے بگڑے دل ملے - ساتھ جو ہوا تو پیچھا ہی نہین چھوڑتے - اور منہ جو کھولا تو دیوان کے دیوان

عاشق تن - ہم تا مین - نالش تو داغدو - ہر چہ بادا ہو ہرج ہی کیا ہی باقی بیاہ کسی کے اختیار میں نہیں ادھر تم مقدمہ جیتیں ادھر ہم برات لے کر آئے اور تم کو سُکھپال پر بٹھا کر لے چلے -

اللہ رکھی - تو چلو تم بھی وکیل کے یہان تک چلے چلو نہ -

عاشق تن - ہان - ہان - چلو - چلو -

عاشق تن اور میان چانڈو باز اور بی اللہ رکھی چلیں وکیل کے یہان -

میان آزاد ایک دن خواب خرگوش سے بیدار ہوے تو سوچے کہ واللہ دا وے ہم - بیفکری بھی تو کہان تک - آزادی تا کجا واللہ آئے تھے تماشہ دیکھنے لیکن خود ہی تماشہ بنگئے پہلے تو وہ فکر ہوئی تھی کہ سانڈنی شتر غمزے کرتی ہوئی سدھارین - واہ میرے اُلٹی کے سننے والے - اور اسکی کاٹھی اپنے ہی اوپر کسی پڑتی پھیر یہ گاج پڑی کہ بیاہ کا ڈول ہارے - آنکھ کھلی تو بنشانہ ہاتھ مین برات نکل گئی خود بدولت ہی سڑک پر بیٹا پوچھتے چلے جاتے ہین اور جو کہین نواب کے آدمی چھوٹین تو پھر خدائی بھر مین اپنا ٹھکانا نہ رہے چور کے چور بنین اور اُلّو کے اُلّو بنائے جائین اور طرہ یہ کہ کسی کے منھ دکھانے کے لائق نہ رہین - کوئی کہان تک بدنامیون کا ٹوکرا اٹھائے - اس آزادی نے تو کلنگ کا ٹیکا لگایا - آبرو پر پانی پھر گیا - عزت خاک مین ملگئی - ابھی دیکھیے کیا کیا ہوتا ہے - کس کس کی نازبرداریان کرنی پڑتی ہین کس کس کے آگے سر ٹیک کی نوبت آتی ہی - کہان کہان ٹھوکرین کھاتے ہین کیسی کیسی زکین پاتے ہین سلجھی ہوئی بات ہم نے الجھائی دل کا دل دکھایا اور داغ کا داغ پایا - جب دیکھو تلوے کھجلایا کرتے ہین - دنیا بھر کا راستہ ناپتے پھرتے ہین - اس جنون کے صدقے جس نے ہمین دشت دکھلایا فلک بے مہر نے کبھی نگہ رحم نہ فرمائی - کوئی دم چین لینے ہی نہ دیا مگر پہلے کانٹا چُبھتا ہی پھر کہین پھول ہاتھ آتا ہی خدا کرے اسی مین کچھ بھ غریب کی بہتری منظور ہوگی -

درد ہر کسے بہ گلعذاری نرسید / تا ہر کش از زمانہ خارے نرسید
در شانہ اگر کہ تا بصد شاخ نہ شد / دستش بسر زلف نگارے نرسید

دفعتًہ سرا مین غل مچا - لینا - لینا - لینا - یہ گڑبڑا کر کوٹھری کے باہر نکلتے ہین تو ہم - کچھ اور ہی گل کھلا ہوا ہی - سانڈنی نے رسی وسی تڑا تُڑا کر پھینکدی ہی اور سرا بھر مین اُچکتی پھرتی ہی دراصل حقیقت حال حضرت نہ سمجھے کہ ایک ٹھٹھول نے دل لگی دل لگی مین رسی کو چاقو سے کاٹ ڈالا اور غصّہ مین بنگی ڈال جما تو بھاگ کھڑی ہی سانڈنی پہلے تو ایک مسافر کے ٹٹو کی طرف جھپکی اور اسکو اسے پٹکون کے بوکھلا دیا مسافر بیچارہ ایک لگا لئے ہوے کھٹا کھٹ ہاتھ صاف کر رہا ہی مگر کہین کھبا بچون سے اتنے بڑے جانور ہانتے ہین پھر جو دہان سے طرارہ بھرا تو دو تین بلیون کا کچومر نکال ڈالا گاڑیبان ہائین ہائین کر رہا ہے لیکن اس آئین بائین شائین سے بھلا اونٹ سمجھا کئے ہین - یہان سے بلا کی طرح جھپٹی تو ایک کمہار جیبیٹ مین آگیا - دھم سے منھ کے بھل زمین پر ستی کے بھوے بھاے ٹکلو نے سب چکنا چور پھر دُم دبائے ہوے ذقند بھری تو دو چار اکون کو گرا دیا کسی کی کمانی توڑی کسی کے انجر پنجر الگ - سرا مین جو طرفہ غل مچا ہوا ہے - ٹٹو والا اپنا سر پیٹتا ہی - گاڑیبان کھڑا رو رہا ہے - کمہار ادھ مرا ہوگیا - چانڈو باز تو بڑا دکھاتے پھرتے ہین - منسوٹ آدمی فقرے پر فقرے چست کر رہے ہین - تھان ہی تھان واہ ری اونٹنی کیا کہنا ہے دے بڑھ کر لات جما جا ایک آدھ کو چانڈو باز سانڈنی کو پکڑنے دوڑتے ہین تو یار لوگ دور ہی سے

مگر اپنا عشق بھی دُنیا سے نرالا ہی جسکو دل دیا اُسکو دیا - پختہ مغز جنون ہون - جان جائے - مال جائے - عزت جائے - بدنام ہون - ستم سہون - یہ سب گوارا ہے مین تو ہزار جان سے عاشق زار ہون - کیا تیغ زن ہین کہ دیئے ہین کہ جیتا بلتا انگارا اٹھاون ہمارا عشق خام نہین جان کا دینا یہان بائین ہاتھ کا کرتب سمجھتے ہین - ؎

تو بعاشقان مسلم ندیدہ جائے	کہ تیغ بر سر خود بندہ دارد ؎ عشق

چانڈو باز - اب اُنکا مطلب سنیے - یہ بیچاری ابھی کوئی اٹھارہ اُنیس برس کی ہونگی - نے ابھی کل تو پیدا ہوئی ہین مگر بلا کی شوخ طبیعت اور چنچل اور بات ایسی نازک ہین کہ بس کا حق ہی حسن جمال پہ تو آپ ہی سمجھے ہین - اب سنیے کہ انکے میان یہان سے بھاگ کر اور شاید کچھ گناہ بھی کیا تھا غرض کہ بھاگ گے حیدر آباد دکن گئے وہان کسی کو گھر مین ڈال لیا - اب یہ اکیلی ہین - انکا جی گھبرا تا ہو اور پھر آپ جانئے یہ شباب یہ حسن شوق ہوا کہ بیاہ کرین - ادھر اُدھر ہین اور یہ دونون ملکر خوبصورت گبھرو جوان ڈھونڈھتے تھے کہ حسن اتفاق سے سرا مین ایک خبیر ابرا جوان آیا ابھی سین بھٹکی مین

بھٹیاری - ہان گلے بھلے کے جوان ہین اور میان آنکھین تو ایسی رسیلی دیکھین نہ سنین مین کیا کہون تم سے بس دیکھنے سے تعلق ہی

چانڈو باز - ای تو مجھی کو اب کہنے دو - تم تو بات کاٹے دیتی ہو ہان تو حضرت مین کیا کہتا تھا - ہان آنکھی انکی چار آنکھین ہوئین تو اُدھر وہ ادھر یہ دونون گھائل ہوگئے - پہلے تو آنکھون ہی آنکھون باتین ہوا کین پھر کھل کے صاف کہدیا کہ ہم تم کو بیاہین گے مگر پھر مکر گئے - رہا ایک بات یہ تو ہی کہ جب اُنکو دیکھ لیتے ہین تو ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین اور اُف اُف کرنے لگتے ہین - اب انکا قصد ہے کہ آپ نالش جڑ دین -

عاشق تن - اجی انکو بھاڑ مین جھونکو - جو بیاہ ہی کرنا ہو تو ہم سے نکاح پڑھوا لو انکو دھتا بتاؤ - واہ چاہیے تھا انھین عاشق ہونا اُلٹے تم ہی عاشق ہوئی جاتی ہو - ہمارے ساتھ عقد کر لو وہ دونون کے دونون مرنے سے رہین - پھر تو بیوی کیا مرضی ہی -

اللہ رکھی - سچ کہون - تم مردون کا ہمین اعتبار ہو مری بچہ نہین رہا اب جی نہین چاہتا کہ کسی سے دل ملائین اور محنت کا امفت کا دکھ لین -

عاشق تن - تم نے ابھی ہمین پہچانا ہی نہین - پانچون انگلیان برابر نہین ہوتین - بھلا ہمین بھی آزما دیکھیے - ہم شریف زادے ہین بیوی -

اللہ رکھی - سچ کہون - لوگ پرے غیرے تو ہمین ساری خدائی یہی سمجھتی ہی کہ اللہ رکھی بڑی خوش نصیب ہین - مگر میان مین کس سے کہون دل کا حال کوئی کیا جانے اُنھون نے چمک دمک دیکھی اور مرنے لگے - اب مجھسے سنو کہ مجھ سے بڑھکر کوئی بدقسمت ہی نہین اس سن مین میان ندارد - اُٹھتی جوانی اور یہ حیرانی کہان ماری ماری پھرون - دن رات اسی سوچ مین رہتی ہون کہ کوئی بھلے مانس ملین تو نکاح پڑھوا لون سو میان اپنے سوچ سمجھ لو اور مجھے قول دو

عاشق تن - قول مردان جان دارد -

چانڈو باز - یہ دیکھیے عرضی دعویٰ ہے -

عاشق تن - ارے یہ کس پاگل نے لکھی ہی جی - یہ کہین ایسا ہوسکتا ہے بھلا - سرکار یہ نہین کرسکتی ہی کہ آزاد کو خواہ مخواہ انھین دلوا ہی دے - ہان اتنا ہوسکتا ہی کہ ہرجہ دلوادے سو اسکا بھی ثبوت مشکل ہی ذرا -

بھٹیاری - اجی ہوگا بھی مسود (مسودہ) پھاڑ ڈالو - اب میان آزاد سے مطلب ہی کیا رہا -

ٹھہری تھی پہلے کوئی تجویز تو کر لیجیے ورنہ عدالت مین جانا کچھ خالہ جی کا گھر تو ہے نہین۔

عاشق تن - اب بتاہی دون۔ بندہ سمجھے صاحب۔ بندہ گواہ کہین گے کہ ہم سے مہینون سے بات چیت بیچ مین میان آزاد کو دیر تک ہم مخوتاک کرہ گئے۔ واللہ وہ جواب دون کہ آپ بھی خوش ہو جائین۔

وکیل - واہ تو پھر کیا پوچھنا ہی۔ ہم آپکو دو ایک کنایہ بتا دینگے پھر آپ فراٹے بھرنے لگیے گا۔ گر دو ایک گواہ تو ٹھہرا لیجیے بس ایک روپیہ دینے لگینے - پھر ہم انھین پڑھا دینگے۔

چانڈو باز - ایک گواہ تو مین ہی بیٹھا ہوا ہون - فراٹے بازی

خیر اب بات کو طول کون دے بی اللہ رکھی سیدھی کچہری پہونچین جس پیڑ کے نیچے جا کر بیٹھین وہان وہ ٹھٹ لگا کہ الامان۔ جدھر گذر ہوا کٹا لگ کر دیا۔ کچہری بھر کے آدمی ٹوٹے پڑتے ہین۔ میان چانڈو باز عظیم اللہ خانی حقہ گڑگڑا رہے ہین۔ اور وارث علی خان نے بیٹھے مین کہا جاؤ بھی اپنا کام کرو۔ آخر یہان کیا سیلا ہی بھئی واہ اچھی دل لگی نکالی۔ کیا بھیڑیا دھسان خلقت ہے!!

ایک - جی بھیڑیا دھسان خلقت ہے۔ آپ لائے ہی ایسی ہین۔

دوسرا - اچھا ہم کھڑے ہین۔ آپکا کچھ اجارہ ہے۔ واہ اچھے آئے۔

تیسرا - آپ کوئی خدائی فوجدار ہین۔

چوتھا - بھائی ذری ہنس بول لین۔ آخر مرنا تو ہے ہی۔

خیر جب ایک بجا تو بی اللہ رکھی ناز و ادا سے اٹھلاتی دوپٹا پھڑکاتی بھیڑون کو چھم چھم کرتی ہوئی چلین عرضی دینے۔ چانڈو باز ایک ہاتھ مین حقہ لئے ہین دوسرے مین چھتری خدمتگار دینے چلے جاتے ہین اب سنیے کہ کچہری کے دروازون پر یاران سرپل تمنچہ کے ٹھٹھ لگائے کھڑے ہین چانڈو باز تو برآمدے مین ٹھٹک رہے۔ اب بی اللہ رکھی کو کوئی بتاتا نہین کہ عرضی کہان لیجاتی ہو۔ ایک کہتا ہے دہنے ہاتھ جاؤ

دوسرا کہتا ہے نہین نہین بائین۔ تیسرا بولا میان کیون بہکاتے ہو بیچاری کو دیکھو وہ سامنے کمرا ہے۔

الغرض بی صاحب چمکتی ہوئی منصرمی مین پہونچین عرضی جو دیا منصرم صاحب پڑانے رسیا۔ خوب گھورا کیے۔ پھر اُنسے پرچہ لیا اور یہ چل کھڑی ہوئی۔

دوسرے دن تڑکے میان آزاد چھپرکھٹ پر لیٹے ہوے لہرا لہرا کر عین حالت وجد مین پڑھ رہے تھے کہ ؎

شگفتہ شد گل حمرا و گشت بلبل مست	صلاے سرخوشی ای عاشقان بادہ پرست
بیار بادہ کہ در بارگاہ استغنا	چہ پاسبان چہ سلطان چہ ہوشیار چہ مست

اتنے مین عدالت کے مذکوری نے سمن لا کر دیا اور بی اللہ رکھی مسکرانے لگین۔

مذکوری - سمن آیا ہے۔

آزاد ؎

شب صحبت غنیمت دان و دادِ خوشدلی بستان
کہ مہتاب دل افروز است و طرف لالہ زار است خوش

مذکوری - حضور سمن آیا ہے گانے کو تو دن بھر پڑا ہے لیجیے دستخط تو کر دیجیے۔

آزاد -

بغفلت عمر شد حافظ بیا با ما بہ میخانہ
کہ شنگولان سرمستت بیاموزند کار خوش

مذکوری - اجی صاحب شعر ہی پڑھا کیجیے گا یا میری بھی سنیے گا۔

آزاد - کیا ہمسے کہتے ہو۔

مذکوری - جی اور نہین تو کس سے کہتے ہین۔ یہ لیجیے آپکے نام سمن آیا ہے۔

آزاد - (سمن لیکر) یہ سمن کیسا بھئی - ذرا پڑھین تو۔

از انجا کہ بی اللہ رکھی نے تم پر نالش کی ہے لہذا حکم ہوتا ہے کہ حاضر عدالت ہو ارے واہ واہ واہ - یہ تو سچ مچ نالش ہی جڑ دی۔

تالیان بجا دیتے ہین وہ اور بھی بوکھلا گئی لگی بلّیون اُچھلنے جب چوطرفہ سے یاران سرپل نے خوب ہی دق کیا تو لپک کر اُس نے ایک ذات شریف کو دانتون سے دبا کر اُٹھا لیا اور جھنجھوڑا کہ دم ہاے کچھ فر نکل گیا۔ گرے تو بیدم زخمون سے خون کے تراڑے بہنے لگے اور حوالی موالی سب نفرو ہو گئے۔ ساری بھیڑ کائی کی طرح پھٹ گئی تب تو چانڈو باز لپکے کہ نکیل لون۔ وہ فام پوچھتی ہی بارے جب خوب ہی شل ہو گئی تو اُنکے ہاتھ آئی۔ اُنھون نے چمکار کر باندھ دیا کمھار بھی جھاڑ پونچھ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ بیل بھی کنمنا کر بھوسے کی طرف جھکے مگر ٹٹو کی بُری نوبت ہی۔

ادھر کا تو یہ حال تھا اب اُدھر کا ذکر سنیے کہ میان چانڈو باز اور عاشق تن اور بی اللہ رکھی ملکر وکیل کے یہان گئین۔ لیکن بڑی دیر تک تینون کے تینون باہر ہی ٹاپا کیے۔ یہ رئیس آئے وہ امیر آئے۔ کبھی کوئی مہاجن آیا کبھی کسی بیوپاری نے اپنا مقدمہ سُنایا آخر عرصہ کے بعد اُنھون نے بار پایا۔ وکیل جو دیکھتے ہین تو آج وہ رنگ و روغن ہی نہین۔ وہ جوبن ہی نہین۔ وہ مسکرانا وہ لجانا سب بھولی ہوئی ہین۔ کیون خیر باشد۔ آخر ماجرا کیا ہی بی۔ آج چہرہ اتنا اُداس کیون ہی۔ خدا ہی خیر کرے۔ ہماری جان کی قسم سچ سچ بتا دو مقدمہ تو گیا جہنم مین یہ دو ہی دن مین ہو کیا گیا کہان تو وہ چمک دمک تھی۔ کہان یہ حال۔ کہان وہ شگفتگی تھی کہان یہ ملال۔ کہان وہ جوش جوانی۔ کہان یہ سراسیمگی و پریشانی۔ کہان وہ رُخ انور غیرت ماہ۔ کہان لب پر فغان و آہ۔ کہان وہ عیش و چین کہان یہ رنج و محن۔ زلف پُر شکن کا وہ پیچ و تاب نہین۔ چہرے پر وہ آب و تاب نہین۔ آہی یہ کیسی ہوا بندھی کہ حسن کا چراغ ہی گل ہو گیا شوخی و مستی کا قتل ہو گیا۔ اتنے مین بی اللہ رکھی کا دل بھر آیا اور ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ خوب پھوٹ پھوٹ کر روئین آنسو کا تار بندھ گیا روتے روتے ہچکیان بندھ گئین وکیل سناٹے مین کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہی اُس دن تو کھلکھلا کر ہنستی تھی آج آٹھ آٹھ آنسو روتی ہی یا تو ادائے دلربا مین لاکھ انداز تھے۔ کبھی سیاہی زلف چلیپا کی جھلک دکھائی۔ کبھی دُر دندان کی چمک دکھائی۔ مسکرا مُسکرا کر باتین کرنا ناز و انداز سے قدم دھرنا۔ آج بیقراری اور اشکباری اور گریہ و زاری ہی۔ انکی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے لاکھ ضبط کیا مگر دامن تر ہی ہو گیا۔ ؎

وان جھوٹ موٹ تم نے بناوٹ سے غش کیا
ہم سچ مچ ایسے روئے کہ یان حقیقت سے غش کیا

میان چانڈو باز توکل کار روائی سے واقف تھے بی اللہ رکھی کے درد دل کو وہی خوب سمجھے اور وکیل کی پریشانی دیکھکر بولے کہ حضرت یہ بڑی پاکباز عفت کوش حیا پرور عورت ہین۔

بھٹیاری۔ جی وہ تو میری وزا (وضع) کہے دیتی ہے۔ اُف۔

چانڈو باز۔ انکی ظاہری وضع پر نہ جائیے گا یہ واقعی بڑی وضعدار ہین۔ جیسی گلعذار باغ و بہار طرحدار ہین ویسی ہی خدا کی قسم وضعدار ہین گو سر تا بقدم نور ہے۔ پرستان کی حور ہین چنچل رنگین مزاج بہار طبع رنگین ادا نازک آواز فصیح نکتہ پرداز شوخ و طرار۔ عالم فریب ستمگار مگر سرِ اعدا اور مین کہ بُری راہ چلتے آجتک نہین دیکھا۔ ان کی پاکدامنی کی قسم کھانی چاہیے۔ خیرات فرمائیے کہ مقدمہ کی کیا صورت کیجائے

عاشق تن۔ جی ہان پیر و مرشد۔ کوئی فکر معقول بتائیے مگر زبردستی تو یہ شادی نہین کرا سکتین۔ ہان۔ ہرجے کا ثبوت ہو تو بیشک لکھائیے پھر ہرج ہی کیا ہی۔ بھاگتے بھوت کی لنگوٹی ہی سہی۔ کچھ تو مل جائیگی

چانڈو باز۔ مرین انکے دشمن آپ بھی کتنے بچے ہین۔ واہ۔

وکیل۔ اچھا تو یہ بتائیے کہ وہ رئیس کہان سے آئین گے جو عدالت مین بیدھڑک کہہ گذرین کہ ہم سے اور انسے بیاہ کی

اتنے مین چانڈو باز نے غل مچانا شروع کیا کہ دوڑو چور ہے لینا چور چور چور۔ میان آزاد نے ادھر چانڈو باز پر شڑاپ سے کوڑا اچٹکارا اور ادھر سانڈنی کو جو ایک ایڑ لگاتے ہین تو چھُن چھُن چھُن چھُن یہ پہونچ وہ پہونچ۔ شہر سے باہر ہوے تو میان آزاد کی روح فرحناک ہوگئی۔ صبح کا سہانا وقت۔ صبا نافۂ نسیم عنبر بیز طرف چمن غالیہ بار ہر سمت باغ وبہار۔ سانڈنی اٹھکیلیان کرتی جاتی ہین۔ سوچے کہ اللہ اللہ آج بعد مدت روح نے غذا پائی اور میدان کی صورت نظر آئی چلو بڑے ننھطے سے جان بچی سستے چھوٹے میان آزاد سرائی سرگذشت سوچتے چلے جاتے تھے کہ راہ مین دو مسافر باہم یون باتین کرنے لگے۔

ایک - ارے میان آجکل لکھنؤ مین ایک نیا گل کھلا ہے کسی ذات شریف نے کرورون روپیہ کے جعلی اسٹامپ بنائے اور لندن تک مین جاکر کوٹے ہے۔ سنا کابل مین دو جعلیے گرفتار ہوے مشکین کس لی گیئین اور ریل پر سوار کرکے یہان پہونچ گئے مگر میان اللہ جانتا ہے کیا جعل کیا۔ جو جوہر بھی فرق معلوم ہو تو مجھین منڈوا ڈالو۔ سنا کئی برس سے بیچا کئے۔ کوئی ڈیڑھ سو دو سو برس سے بیچتے تھے اور کچھ چوری چھپے نہین۔ کھلم کھلا۔ اور سنیے ایک میان حسین بخش ہین مصور اور فوٹوگراف کی تصویر کھینچتے ہین وہ بھی اس جبیٹ مین آگئے۔ کنھیا لال نامے ایک جعلیا ہے وہ بھی دھر لگیا اور اُسکے چیلے چاپڑ بھی پھنسے ہین۔

دوسرا - واہ دنیا مین بھی کیسے کیسے کائیے پڑے ہین افسوس کے تو ہاتھ کٹوا ڈالے۔

ایک - واہ وا۔ کیا قدردانی کی ہے کہنے لگے ہاتھ قلم کروا ڈالے یہ نہ کہا کہ پھانسی دیدے۔ واللہ ہے کہ انھون نے تو وہ کام کیا کہ ہاتھ چوم لے۔ جاگیر دے۔ کائے کردہ است برادر کارے کردہ ست خائے کارے کردہ ست۔ اس سوجھ بوجھ کے صدقے۔

میان آزاد کو پہلے مسافر کے مبالغہ اور تعریف پر بے اختیار ہنسی آئی اور سوچے کہ ایسے ہی ذات شریف تو بات کا بتنگڑ بناتے ہین۔ کیا عجب ہے جعلیون کو کابل تک پہونچا دیا۔ اور ہندوستانی اسٹامپ لندن مین بکوائے۔ واہ ری عقل اچھی جی۔ انھون نے اُنسے پوچھا کہ کیون جی کیا کرورون کے اسٹامپ بیچ بے بھی کلان کیا ہو واللہ۔ وہ دونون سمجھے کہ یہ کوئی پولیس افسر ہین اور بھیس بدل کر سانڈنی پر سوار ہو چلے ہین ٹوہ لینے۔ ایسا نہو کہین ہمکو بھی گرفتار کرلین کوئی کہدے کہ (امینم بچہ اشترست) تو پھر بیٹھ بیٹھائے صاف تکر جاؤ۔ انگریزی ہے دل لگی نہین ہے کہ بیچ میدان مین کھڑے ہو کر سرکار دربار کی باتین کرنے لگے۔ اس سے بالکل انکار ہی کرنا اچھا۔

آزاد - کیون صاحب کتنے کے جعلی اسٹامپ بیچے۔

مسافر - جی!۔

آزاد - آپ ابھی کہتے نہ تھے کہ جعلی اسٹامپ بیچنے والے دھرے گئے ہین۔

مسافر - کون؟ ہم نہین تو۔

آزاد - ابھی آپ باتین نہین کر رہے تھے کہ اسٹامپ کیسے بنائے اور ڈیڑھ سو دو سو برس سے بیچتے چلے آئے مگر اب پکڑے گئے کیری پتون کی آڑ مین کب تک چھپے گی۔

مسافر - (کانپتے ہوے) حضور ہم کو تو کچھ معلوم نہین۔

آزاد - (ڈانٹ کر) ابھی بتاؤ سور نہین ہم تم کو بڑا گھر دکھائے گا اور بیڑی پہنائے گا۔ تم بدمعاش۔ ابھی بتا۔

میان آزاد تو انکی چیتونون سے تاڑ گئے کہ دونون کے دونون چونگا ہین۔ مارے ڈر کے اسٹامپ کا لفظ زبان پر نہین لاتے

چانڈو باز- کیون میان مذکوری اگر ہم نہ جائین تو کیا ہو-
مذکوری- جی کچھ بھی نہین وارنٹ آنے سے رہا یک طرفہ
ڈگری ہو جائے گی-
آزاد- اور جو روپوش ہو جائین-
مذکوری- تو ہو کیا- وارنٹ جاری ہو- بس دیوانی کے
مذکورون کی حراست مین آئین- مزے سے دو پہرا سی ساتھ
مذکوری نے دستخط کرائے اور بی اللہ رکھی کو گھیرا- آج تو ہاتھ
گرا ہے ایک چہرہ شاہی لاؤ- ای تو ابھی سوت نہ کپاس کوری سے
لٹھم لٹھا جیتین تو نام دین محنت مخت مین کون دے بھلا"
اجی تم جیتی داخل ہو بی بی- ہمارا کہا حق اللہ مار ووُ" اچھا کل آؤ
تو دے جاؤ" اچھا-
میان آزاد کے پیٹ مین چوہے چھوٹے کہ بڑی بدتہذیب ہوئی
شوہر بنے تو مرے ہین جب جاہین گے بیوی کو تکرار کرکے چپ ہو جائین گے
لیکن جو کہین جرمانہ ہوا تو کس کے گھر سے دینگے یہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے
اہو ہو ہو- خوب یاد آیا- نواب کی سانڈنی کے کوڑے کرین گے
پو بارہ ہین- ع- انہم اندر عاشقی بالائے غمہاے دگر- لیکن بی
اللہ رکھی ہشاش بشاش چو طرفہ چہکنے لگین اور آس پاس کی بھٹیاریون سے
چلا چلا کر کہنے لگین- اے ہو چاندی ہو جیتے تو گھی کے چراغ جلائین گے
نہ کہا کہ منھ میٹھا کرینگے گلگلے کھلائین گے- دوسری نے کہا اللہ کرے
جیتو تو نہ کھلاؤ گی تو نکاح والے دن ڈھولک کون بجائے گا-
میان آزاد و حشمت اللہ نے جب یہ سمن پایا تب سے اُن کے ہوش
پتیرا اٹھے- آزادی کا نشہ ہرن ہو گیا سوچے اب کرین کیا جائے
ماندن نہ پائے رفتن- بھاگ کھڑے ہون تو مذکوریون کی حراست
مین آئین نواب صاحب کے مصاحب حسد کے مارے خوب ہی
تھا کا اڑائین- نہ ٹھہرین تو میان والے قہقہے لگائین کچھ کرتے
دھرتے بن ہی نہین پڑتی- یار نہ مددگار- ع- زمانہ برسر جنگ ست
یا علی مدد- ع- یا علی مشکل کشا مشکل کشائی کیجیے- ناگاہ ایک
دفعہ انھین خیال آیا کہ تو سوچ کاہے کا ہے- چپکے سے چلتا دھندا
کرو- کوئی کہان ڈھونڈھتا پھریگا ٹھور نہ ٹھکانا- یہ سوچتے ہی
انکا چہرہ بشاش ہو گیا- ادھر بھٹیاری کی آنکھ جھپکی اُدھر چھپاک
سے کاٹھی کس بقچہ سنبھال ڈنڈا اے یہ جا وہ جا- ناکے تک تو
انکو کسی نے نہ ٹوکا- مگر جب آگے سے کوئی کوس بھر کے ہٹے
پر باہر نکل گئے تو میان چانڈو باز سے چار آنکھین ہوئین-
ارے! غضب ہی ہو گیا اب دھر لیے گئے-
چانڈو باز- ای بڑے بھائی کدھر کی تیاریان ہین- یہ بھاگ جانا
ہنسی ٹھٹھا نہین ہے بندہ پرور کیا کوئی کسی اور چل کھڑے ہوئے-
مگر مجھین اُنھون نے بھاگتے کیا سمجھ کر دیا بھئی- یا آنکھون مین
خاک جھونک کر چلے آئے- بس اُتر پڑو- آؤ ذری حقہ ہو لو تو
دم تو لگاؤ-
آزاد- اس دم مین ہم نہ آئین گے- یہ فقرے کسی گنوار کو دیجیے
آپ اپنا حقہ رہنے دین بس اب ہم خوب پی چکے ناک مین دم
کر دیا بدمعاشون نے- چلے تھے مقدمہ دائر کرانے- اب جو ہماری
تھا نو بھی پاؤ تو آزاد نہین- بات تیرے کی کس مزے سے
کہتے ہین کہ حقہ پیے جاؤ- ایسے ہی تو بڑے ہمدرد ہین- آپ اپنی
ہمدردی تہ کر رکھیے-
چانڈو باز- نیکی کا زمانہ ہی نہین- ہمنے تو کہا اتنے دن ملاقات
رہی ہے- آؤ بھئی تواضع تکریم خاطر مدارا کرین اب خدا جانے
کب ملنا ہو-
آزاد- خدا نہ کرے کہ تم ایسے منحوس بے ایمانون کی صورت
پھر کبھی خواب مین بھی نظر آئے-

آزاد پھر چلے مگر افسردہ اور پژمردہ چلتے چلتے خدا خدا کر کے نواب کے شہر کے قریب پہونچے۔ جب کوئی دو ڈھائی کوس شہر رہ گیا تو ایک کنوئین پر پانی پیا کہ اتنے مین ایک بھڈری آنکلا۔ ساعت بچارین ساعت۔ سگن بچارین۔

بھڈری۔ (پوتھی سنبھال کر) تمھاری نواب صاحب کے یہان بڑی تلاش تھی جی۔ تم غائب کہان ہو گئے تھے اونٹ رے کے اب مین جا کے کہونگا کہ مین نے پرشن دیکھا تو نکلا کہ آجاد (آزاد) پانچ کوس کے اندر ہی اندر مین جب تم ٹپ دینی پہونچ جاؤ گے تو پھر ہماری چڑھتی کلان ہوگی۔ تم کو بھی آدھون آدھ بتا دین گے مگر بھانڈا نہ پھوڑنا چڑھ باجی ہے۔ جو تم راضی ہو جاؤ تو چاندی ہے

آزاد۔ واللہ کیا سوجھی ہے۔ منظور ہے بس اب تم جاؤ ہم بھی تم کے دم مین پہونچتے ہین۔

بھڈری نے پشتک بغل مین داب کر راہ لی اور نواب کے یہان دھر دھمکے۔

خوجی۔ اجی جاؤ بھی تمھاری ایک بات بھی ٹھیک نہ نکلی اب کہو کچھ حکم لگاتے ہو۔

نواب۔ برسون ہمارا نک تم نے کھایا ہے برسون۔ ایک دو دن نہین برسون برسون۔ اب اس وقت کچھ پرشن ورشن بھی دیکھو گے یا باتین ہی بناؤ گے چکنی چپڑی۔ ہم کو تو مسلمان بھائی تمھاری وجہ سے کافر کہنے لگے اور تم ذرا محنت کر کے کوئی اچھا سا حکم نہین لگاتے۔

بھڈری۔ وہ حکم لگاؤن کہ پٹ ہی نہ پڑے۔

خوجی۔ اجی جاؤ بھی دیکھ لیا۔ بس زبانی داخلہ ڈینگیے ہو خاصے کہین کسی روز زمین تو ولی نہ بھونک دون۔ سواے بے پر کی اڑانے کے بات سیکھی ہی نہین۔ مرد آدمی سال بھر مین ایکدفعہ تو سچ بولا کرو۔

مصاحب۔ واہ سچ بولتے تو قصائی کے کتے کی طرح پھول نہ جاتے۔

نواب۔ یہ کیا واہیات گفتگو ہے۔

بھڈری۔ ناہین ہم سے انسے ہنسی ہوتی ہے۔ یہ ہمین کہتے ہین ہم انھین۔ اب آپ کوئی پھول من مین لین۔

نواب۔ یہ ڈھکوسلے ہمین اچھے نہین معلوم ہوتے۔ ہمین صاف صاف بتا دو کہ میان آزاد کب تک آوین گے۔

بھڈری۔ (کچھ بڑبڑا کر) پانی کے پاس ہین۔

مصاحب۔ واہ آسون برکھا گھم گھم برسے۔ واہ استاد پانی کے پاس ایک ہی کہی۔ لڑکی نہ لڑکا۔ دونون طرح اپنی ہی جیت۔

بھڈری۔ یہان سے کوئی تین کوس کے اندر ہی اندر مین جو نہون تو ناک کٹا ڈالون۔

خوجی۔ آؤ آؤ ناک بدتے ہین وہ منزلون کی راہ ہین سانڈنی کے کوڑے پیے ہونگے۔ گلچھرے اڑا رہے ہونگے آپ تین کوس لیے پھرتے ہین۔

رفقا۔ حضور یہ بھڈری بڑا فیلیا ہے۔ آپ تو پوچھتے ہین کہ میان آزاد کب آئین گے وہ کہتا ہے کہ تین کوس کے اندر ہی اندر مین یہ اڈے جھب جھایے۔ سواے جھوٹ۔ سواے جھوٹ۔

بھڈری۔ تو بتاتے بتاتے بتائین گے۔ یا ایکدم سے بتا دین چھپون بچارین بھی تو۔ لے ناک کون بدتا ہے۔ کاٹ ہی دونگا۔ نا کے کے پاس گونڈنی والی بغیچہ مین میان آجاد بیٹھے ہونگے جاؤ دیکھ لو پوتھی جلا دون ناک کٹا ڈالون جو جھوٹ نکلے۔

نواب۔ جا ایک سوار کو بلواؤ اور حکم دو کہ ابھی سرنگ گھوڑی پر سرپٹ جائے اور دیکھے میان آزاد ہین یا نہین۔ ہون تو اس بھڈری کا آج گھر بھر دون۔ بس آج سے اسکا معتقد ہی ہو جاؤن۔

آؤ انکو ذرا دق کرین - جیسے ہی اُنھون نے ایک ڈانٹ بتائی
اور اُنکے اوسان خطا ہوئے - ایک تو بکٹٹ پچھم کی طرف بھاگا
دوسرا اُلکر بڑ کرتا ہوا پورب کے رُخ - اُنھون نے سانڈنی کو ذرا تیز
کیا تو وہ بھی دوڑنے لگے - اس دہشت کے قربان -
میان آزاد چلے جاتے تھے تو راہ مین دو چار مسافر ایک پیڑ کے
سایہ مین بیٹھے حقہ پی رہے تھے یون گفتگو کرنے لگے -
جوان - کوئی تدبیر ایسی بتایئے کہ لُو نہ لگے - آج کل کے دن
بڑے ہی بُرے ہین - اب دوپہر کا کسی باغ مین سنا ہے چلکر -
پیر مرد - لُو نہ لگنے کی سہل ترکیب یہ ہے کہ پیاز کی گٹھی پاس رکھے
جتنی لُو چلے گی وہ سب اُس گٹھی مین جذب ہوتی چلی جائے گی -
یا دو چار کچے آم توڑ لو اور ایک کنکری نمک کی یا ذرا سی شکر ڈالکر
اور ایک آبخورہ پانی ملا کر پی جاؤ - گر آمون کو پہلے بھون لینا
جب خوب پلپلے ہون تو گود انکا لکر چھلکا پھینکدو اس سے
سہل نسخہ ہی نہین -
جوان - اور جو کہین اُس وقت برف ملجائے تو پانی مین ڈال کر
غٹ غٹ پی جاؤن کلیجہ تک ٹھنڈا ہو جائے -
پیر مرد - کہین ایسا غضب بھی نہ کرنا - نئے صاحبزادے ہی رہے
پانی مین تو برف ڈالنی ہی نہ چاہیے - برف کے پانی مین آبخورہ
رکھدیا جب خوب ٹھنڈا ہو جائے تو آبخورے کا پانی پیے ورنہ مضر ہی
جوان - واہ لاکھون آدمی پیتے ہین -
پیر مرد - اجی لاکھون آدمی جھک مارتے ہین - لاکھون چوریان
بھی تو کرتے ہین بس دیکھ لیا کہ لاکھون آدمی ایسا کرتے ہین - پھر
اس سے مطلب - صدہا آدمیون کو ہم نے دیکھا ہے کہ گڑھیاؤن اور
نالاؤن کا پانی سفر مین پیتے ہین آپ پیجیے گا - ہزارون آدمی دھوپ
مین کوسون چلکر کھڑے کھڑے تین چار لوٹے پانی کے پی جاتے ہین گر یہ
کچھ اچھی بات تھوڑا ہی ہے -
میان آزاد کا ایک دلکش باغ کی روح افزا بہار دیکھ کر جی
للچایا کہ ذرا اٹک جائین - سانڈنی پر سے دھم سے کودے ایک درخت
کے قریب اُسکو باندھا اور زین پوش اُتار کر ایک صاف ستھرے
مقام پر پیڑ کے سایہ مین بچھا کر ٹھک رہے تو کیا سُنتے ہین کہ ایک
گانون مین دو آدمی بیٹھے ہوے باہم مزے مزے سے یون
گفتگو کر رہے ہین -
ہندو - ارے میان کچھ اور بھی سُنا -
مسلمان - اب سونے دو بھی - آخر منزل طے کرنی کچھ دل لگی ہے -
بک بک بک لگائی ہے - یہ سنو وہ سنو - یہان آج مارے گرمی کے
پُھترے بگڑے ہوے ہین -
ہندو - اجی وہ بات سناؤن کہ نیند خواب مین بھی نظر نہ آئے
یاد ہوگا کہ اُس بوڑھے مکرسٹ نے ایک جوان طناز شوخ سراپا
نازکو بیاہا تھا نہ اور خود جاکر دوسرے شہر مین بسے تھے وہ انتقال
ہوے اور اُنکی بیوی نے سرا مین کچھ دکانین سی بنواکر رہنا اور
مسافرون کو بسانا شروع کیا - میان آزاد نامے ایک بھلے مانس
اُپر ایسے لٹو ہوے کہ روز اپنے ساتھ سانڈنی پر بٹھا کر تماشہ دکھانے
لے جاتے تھے - ایک دن ایسے ریجھے کہ اُسکے ساتھ بیاہ کرنیکا
اقرار کر لیا - اور پھر مکر گئے اب اُسنے نالش جڑ دی تو وہان سے
بھاگ کھڑے ہوے یہ دیکھیے یہ لیٹے ہوے ہین -
مسلمان - ہونھ کہنے لگے بھلے مانس بھلے مانس ہوتے تو چھوڑ
بھی دیتے - اجی مزے سے نکاح پڑھواتے - اور اُسکی جمع جتھا لیکر
دھتا بتا دیتے -
میان آزاد کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے کہ یہان بھی ہمارے
پہچاننے والے موجود ہین - جب ٹھنڈا وقت ہوا تو میان

میان آزاد نے ترٹ سے خط کھینچ ڈالا -

آج قلم کی باچھین کھلی جاتی ہین - دماغ فلک الافلاک پر ہے سینہ تختۂ گل بن گیا - اور کیون نہو - میان صف شکن علی شاہ حق آگاہ قدس سرہ الشریف کی سواری آتی ہے -

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما	مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما
چندان بود کرشمہ و ناز سہی قدان	کاید بجلوہ سرو صنوبر خرام ما
ای باد اگر بگلشن احباب بگذری	زنہار عرضہ دہ برجانان پیام ما

حضور کے نمک کی قسم ادھر تحت الثریٰ ادھر کرسی آسمان تک ہو آیا تب کہین جا کے کھوج پایا - شاہ جی صاحب ہر روز ڈاڑھین مار مار کر روتے ہین اور الحق مرالحق مر کیا کرتے ہین - کل مین نے عند التذکرہ لا الٰہ وکر خیر حضور بہ سلک بیان پر دئے تو آہ سرد کھینچکر فرمایا کہ بہ خداوندے شخصے کہ رحیم ست و کریم ست و علیم ست و حلیم ست و حکیم ست و عظیم ست و سلیم ست و قدیم ست و شریف ست و لطیف ست و خبیر ست و بصیر ست و کبیر ست و رؤف ست و غفور ست و شکور ست و ودود ست و مراخلق نمود ست و بود خالق آفاق قسم میخورم اکنون مرا ہیچ از ہجو تو سر و کار نبود ست ولی از خرفت گشت شروع این ہمہ اقوال فرخرت شنولے مردک نادان اندر دہنت آب زمزم و مسدم یاد اللہ کی دم پیدم - خم اور رحیم - جیم اور خم ابو بکٹی ابوسہ

ہو عطر سہاگ کا لگا کر مسرور	آرام محل رکھا اسم دل کا اور زور
وہ طور دکھا جھلک کہ کل ہو معلوم	موسیٰ کا عالم اور وہ لمعۂ طور

سنیے حضور پرنور - بندۂ جان نثار نے وہ کام کیا ہے کہ خلعت دیجیے انعام و اکرام دیجیے - زر و جواہر دیجیے - یاقوت اور جواہرات میرے اوپر سے صدقے دیجیے - اللہ اللہ یہ کارنمایان کیا کہ صف شکن علی شاہ غازی کو سمجھا بجھا منا سو کرے آیا - بڑی بڑی دلیلین چھانٹتے تھے پہلے فرمایا کہ - ع - درین بزم رہ نیست بیگانہ را - مین نے چھوٹتے ہی جواب دیا کہ شاہ جی - ع - کہ بیگانگی داو بیگانہ را - کھلکھلا کر ہنس پڑے اور اشارے سے بُلا لیا - رو برو گیا تو خدمتگار سے کہا - ع - رمضانی گمسان می آیند - مین نے بڑھکر عرض کیا کہ پیر و مرشد - ع - نا کسان بیش کسان می آیند - بیچھ ٹھونکی اور فرمایا کہ شاباش برخوردار نواب صاحب کی صحبت مین آپ بہت برق ہو گئے ہین - الغرض کامل دو گھنٹے تک مجھ سے رد و بحث رہی - آخر کار فرمایا کہ تمھاری سر مغزن سے یاد الٰہی مین فتور پڑتا ہے - مین نے قدم لیے اور دست بستہ عرض کیا کہ آپ چلیے ورنہ مین زہر کھا کر مر جاؤنگا مجھے سمجھایا اور کہا دیکھو یہ زندگی بہین عطیۂ یزدان ہے اسکو مفت مین رائیگان کرنا خلاف عقل و سعادت ہے - مگر خیر تمھاری خاطر سے چلتا ہون لیکن وہ خوجی جو نواب صاحب کے مزاج مین دخیل ہین اُنسے میری طبیعت نفور ہے - مین ایک شرط سے چلتا ہون کہ جسوقت مین وہان پہونچون تو نواب صاحب کے سامنے خوجی پر پانسو جوتیان پڑین - عرض کیا بسرو چشم - پھر فرمایا کہ قول دو عرض کیا کہ قول جان کے ساتھ ہے - تب کہین آئے - اب آپ لوگون کو ٹھاٹھ سے بھیجیے تو دھوم دھام سے میان آزاد کو ساتھ لائین اور اہل شہر اُنکی زیارت سے استفادہ اُٹھائین - مین بالکل چور ہو گیا ہون لیکن حضور کا سایۂ دامن مجھے کافی ہے - اب جلوس جلد بھیجیے تو شاہ جی صاحب تشریف لائین -

یہ خط لیکر چابک سوار روانہ ہوا -

نواب کا کامل فن شہسوار شبدیز باد رفتار کو ران کے تلے دبائے باگ اُٹھائے آسن جمائے مہمیز کا اشارہ کرتا اکوتا بڑتا کھٹ کھٹ جا رہا تھا اور رہٹیا کھٹ کوڑے جا رہا تھا چھیل گھوڑا - اور سر کوڑا تاب کہان بلا کی طرح جھپٹا بگولا بن گیا - یہی معلوم ہوتا تھا کہ دریا نہرین مارتا ہے - مہاجی مقابلہ کو آئے تو پچھاڑین کھا کے اُنکی گرد تک کو نہ پائے کیرن نہین - نواب کے اصطبل کے گھوڑے سے پیزاد

چابک سوار نے بانکا منڈاسا باندھا اور سرنگ گھوڑے پر کاٹھی کس یہ جا وہ جا پچاس ہی قدم گئے ہونگے کہ گھوڑی بھڑکی اور عین تیزی مین دوسرے ناکے کی راہ لی - چابک سوار بہت اکڑے بیٹھے تھے مگر روک نہ سکے - دھم سے منھ کے بھل سڑک پر گھوڑی چمپت -

خوجی - حضور گھوڑی نے نادر علی خان کو دے ٹپکا اور کیا جانے کس طرف نکل گئی -

نواب - جاؤ خیر سمجھا جائیگا - تم شرغنٹا ناگن کسواؤ اور دوڑ جاؤ -

خوجی - پیر و مرشد مین تو بوڑھا ہوگیا اور رہی سہی سکت افیم نے لے لی - ناگن ہو بلا کا شریر کہین پھینک پھانک دے ہاتھ پاؤن ٹوٹے تو دین و دُنیا دونون سے جاؤن - آزاد خود بھی گئے اور ہم سب کو بھی بلا مین مبتلا کر گئے حضور مجھے معاف کیجیے شرغنٹا ہوتا ہی اور یہ ٹا ناگن برسون سے بندھا ہی اور کاٹ کھاتا ہی ٹپک اُچھلتا ہی دولتیان جھاڑتا ہی - خدائی بھر کے عیب تو اِسمین کوٹ کوٹ کر بھرے ہین میرا تو بھرکس ہی نکل جائے گا -

میان آزاد ذرا ادھر اُدھر ٹہلنے لگے تو کیا دیکھتے ہین کہ سامنے تھوڑی دور پر ایک پختہ مکان بنا ہے مختصر و موزون - خوشنما اور دلکشا - اردگرد گلبن بھی ہین - دوب بھی چوطرفہ جمی ہوئی ہی - سڑک پر سُرخی بھی کٹی ہی - شوق چرایا کہ دیکھین تو یہ کیا ہی - جب ہم تھے تب تو یہان اسکا نام و نشان بھی نہ تھا حال مین بنا ہی - خرامان خرامان ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاتے لکڑی ہلاتے پہونچے تو دیکھا کہ کسی کا مقبرہ سا ہے اخاہ یہ کسی بڑے شخص کا مقبرہ ہے کتبہ پڑھا تو یہ لکھا تھا ؎

شورے شد و از خواب عدم چشم کشودیم	دیدیم کہ باقی ست شب فتنہ غنودیم

فراز پر انوار مقبول بارگاہ لم یزلی ولی حق آگاہ عارف باللہ حضرت صف شکن علی شاہ بردالله مضجعہ و انار الله برہانہ - ؎

پختہ مکان کی طرح سے ہو فکر گور بھی	انسان جان دیتا ہے آرام کے لیے
رہتا ہے آدمی کا نشان اس جہان مین	بنتی ہے قبر بعد فنا نام کے لیے
ای خاک تیرہ خاطر مہمان نگاہ دار	کین نور چشم ماست کہ در بر گرفتہ

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

میان آزاد نے جو یہ پڑھا کھلکھلا کر ہنس پڑے - یہ کیسے یار لوگون نے قبر بھی بنوا دی - واللہ کیا کیا فقرے باز ہین -

ادھر چابک سوار نے شبدیز آہو شکار سے پٹخنی کھائی اُدھر ایک لونڈے نے تالی بجائی - مگر واہ رے شہسوار گھوڑا نکل گیا لیکن وہی خم دم گرد جھاڑ کے جھاڑی پہلے نواب کے اصطبل مین گئے اور ایک خوش خرام و تیز گام کمیت پر کاٹھی کس سوار ہوتے ہی کڑکڑا دیا - ہوا سے باتین کرتے جاتے ہین - چلتے چلتے گومتی والی بغیہ مین دھم سے جا کو دے دیکھا تو سانڈنی پر کانکر یزی جھول جھلک رہی ہے اور اونٹنی گردن جھکائے چوطرفہ تک رہی ہی پکارا میان آزاد - میان آزاد ہوت - اخاہ - آپ ہین - آئیے ذرا بغلگیر تو ہو جیے مصافحہ معانقہ دونون مین سے ایک تو ہو بسم اللہ کیسے مزاج معلیٰ اجی ہمارے مزاج کی نہ پوچھو - گھڑی مین ماشہ گھڑی مین تولہ - ابھی شیطان انگلی دکھائے تو دلی ہو رہین وہان وحشت ٹٹو اُڑائے تو دھاکے سے جبل پور پہونچین - آپ کہئے نواب کے یہان تو خیریت ہی جی ہان خیر صلاح کے ڈھیر ہین - مگر آپ کی راہ دیکھتے دیکھتے آنکھین پتھرا گئین اسے میان کچھ اور بھی سُنا آپ ہی کی قبر بنائی گئی ہے - سمجھے صاحب یہ سامنے وہی تو ہی واللہ لانا تو ہاتھ - یار تمھاری ہی کسر تھی کہو ہمنے سُنا خوب گلچھرے اُڑائے چلو پھر اب نواب نے یاد کیا ہی - اپنی اُنھین ہمارے آنے کی کہان سے خبر ہوگئی بھئی - اجی اب یہ ساری داستان راہ مین سُنا دین گے - اچھا تو پہلے آپ ہمارا خط ان کے پاس لیجائین - لائیے ایک نہین دس -

ہوتا ہی شق القمر تک تو جناب رسالتمآب نے کر دکھایا اور استدراج کے اعتبار سے ہو تو سمندر پھاند پھاند گئے ہین لیکن یہ ہمارے فرشتون نے بھی نہین سنا کہ مردہ بٹیر از سر نو زندہ ہو جائے کیا اوٹ پوٹ گے پر پرزے جھاڑ کر اُٹھ بیٹھے مین توبہ کیجیے جو سچ ہو تو ڈاڑھی منڈوا ڈالون -

اتنے مین اندر چھوٹی بیگم کو خبر ہوئی - مبارک قدم نے کچا چٹھا کہہ سنایا -

بیگم - ہمارے میان کا ایسا سست اعتقاد کوئی خدائی بھر مین تو ہووے گا نہین - لو بیٹے کے برابر تو ہوا بٹیر اور خوشامدخورون نے ابھار ابھار کر مقبرہ بنوا دیا - یہی باتین تو انھین بُری لگتی ہین مین خواہی نخواہی روز روز کہان تک کہون مجھے تو ڈر ہے کہ کوئی کچھ پیر کچھ طوفان نہ باندھ دے - اسی سے مین چھیڑ خانی نہین کرتی انکے پاس جو آتا ہی جھوٹون کا سردار -

مبارک قدم - بیوی بُرا مانو یا بھلا - انھین وہ راہین ہی نہین معلوم کہ میان قابو مین آجائین - ہم نے تو نیک قدم کے آبا کو شیشے مین اُتار لیا تھا رہا انھین تو بھولی مونگ سمجھتے ہین جھوٹے خوشامدیون کی دھاڑ کی دھاڑ جٹی رہتی ہے - نوج ایسے کسی کے میان ہون آپ تو جان بوجھ کے انجان بنی جاتی ہین -

بیگم - تم نے تو مبارک قدم دھوپ مین یہ چونڈا سفید کیا ہے - میری جوتی کی نوک کو کیا غرض پڑی ہوئی ہے - جب تو مین ان دنون دن کو بھی جو کلہ درازی کرتی تو جانے کیا ہوتا - ایکدن ذری منہ پھلا کر بیٹھی تھی تو جھٹ اونکیل اگلے نے نہ منوا دی نہ بنوا دی - تم بھی پٹی پڑھاتی ہو -

ادھر تو بیوی اور لونڈی مین یہ پیچ چل رہی تھی ادھر سنیے کہ نواب قمر رکاب نے کل رفقا اور مصاحبین اور حوالی موالی کو بلا کر حکم دیا کہ اصطبل کے سب ترکی عربی تازی گھوڑے اور فیل خانے کے دیو نژاد مستیون کی دست ہاتھی اور نشان اور گھیان اور خاص بردار اور جھنڈی بردار سپاہی جتنے ہماری سرکار مین ہین سب سے کہو لیس ہو رہین اور شہر کے امیرون اور رئیسون سے جلوس طلب کرو اور سجا کر جاؤ یعنی شگن علی شاہ کو ساتھ ہی لے آؤ مگر انتظام ایسا ہو کہ لوگ دور دور تک تعریف کرین سب چیزین اپنے اپنے قرینے سے - انگریزی باجا ضرور ہو

خوجی - اجی پیر و مرشد انگریزی باجا تو آج کل دھوم دھڑکے دن تک کی برات کے ساتھ ہوتا ہے اسمین کیا مست ہے - رہا جو دھوم دھام چاہتے ہون حضور تو غلام کو افسر مقرر کیجیے اور میر صاحب کو میری نیابت مین دیجیے پھر مزہ دیکھیے انتظام کا -

میر صاحب - جی بجا ہے - یہان بادشاہون کی مصاحبت کیا کیے ہین اور آپ کے نائب ہون -

نواب - اچھا تم دونون مل جلکر انتظام کر لو -

پھر کیا تھا - اتنا اشارہ پانا تھا کہ لگے ہاتھون سب بندوبست ہو گیا کیل کانٹے سے درست - چھوٹی بیگم کوٹھے پر کھڑے کوٹھے جلوس دیکھ رہی ہین اور دل ہی دل مین ہنس رہی ہین کہ نواب کے دماغ پر گرمی چڑھ گئی ہے - سوتت کوئی خوجی کو دیکھتا - دماغ ہی نہین ملتے تھے اسکو ڈانٹ اسکو ڈپٹ کسی پر دھول جمائی کسی کو چانٹا رسید کیا - اسکو پکڑ لاؤ - اسکو گرفتار کرو - کبھی مشعلچی کو گالیان دین کبھی پینس اٹھانے والے کو بے نقط سنائین -

الغرض جد جہد اور اہتمام بلیغ کے بعد جلوس اس ترتیب سے چلا سب کے آگے نشان کا ہاتھی - ہری ہری جھول پڑی ہوئی مشک پر سیندور سے گل بوٹے بنے ہوئے ایک دنتا مکنا ہاتھی جھوم جھام کر جا رہا ہے - اسکے بعد ہندوستانی باجا - گلڑ جھنجھڑ - ترڑ ترڑ ترڑ تا دھم دھم دھم دھم - اسکے بعد آرائش - پھولون کے تخت جنبلی

گھوڑے دیوزاد گھوڑے ہین کہ باتین -

الغرض میان آزاد کا خط لے کر چابک سوار نواب کی خدمت مین حاضر ہوا -

چابک سوار - مجرا عرض ہے -

نواب - سلام - کہو میا کہ مٹی - جلدی سے بولو یہان پیٹ مین چوہے چھوٹے ہوے ہین -

چابک سوار - حضور غلام نے راہ مین دم لیا ہو تو حرام نہ دون بس گھوڑے کی پیٹھ پر آیا اور گرہ کر اڑایا -

خوجی - کتنے بے تکے ہو میان - سوال دیگر جواب دیگر کہین کھیت کی سنین کھلیان کی - بھلا اپنی کارگذاری جتانے کا یہ کون موقع ہو جی آزاد کا پتہ بتاؤ مارے مشیخت کے دُبلے ہی ہوے جاتے ہین -

چابک سوار - حضور گونڈلی والی نبیا کے پاس زین پوش بچھائے بیٹھے ہین اور حضور کو یہ عرضی دی ہے -

نواب - لاؤ لاؤ لاؤ لاؤ بھئی لاؤ کہین لاؤ تو - کوئی ہے - منشی صاحب کو آواز دینا -

منشی - تسلیمات عرض کرتا ہون پیر و مرشد -

منشی صاحب نے خط پڑھنا شروع کیا تو حاضرین جلسہ کا رنگ فق ہوگیا - ع - کاٹو تو لہو نہین بدن مین -

خیز دلا صبح سعادت دمید
فصل گل و باد بہاری وزید

از مدد شیر خدائے ودود
ذہن وذکا رقص چو طاؤس کرد
طائر اقبال بہ نشو و نما

صورت عنقائے طرب بر کشود
مست شدہ آہوے صحرا نورد
سایہ فگن گشت لسان ہما

بوقت صبح ہوا یون نشۂ شراب طلوع
کہ جیسے شرق سے کرتا ہو آفتاب طلوع

یکایک ابر سے شیشے کے ہوگیا ساقی
وہ نور نور سے خورشید جام ناب طلوع

خوجی - خداوند جان بخشی ہو تو غلام کچھ عرض کرے -

نواب - جان بخشی کیسی - آج تو وہ خوشی ہو کہ بادشاہ قیدیون کو چھوڑ دیتے ہین اور یہان تو اسوقت شادی مرگ کی نوبت ہوگئی ہے قدسیون نے لاہوت پردہ نہ دیکھا ہوگا جو ہمنے ان آنکھون سے اس دار الغرور مین دیکھ ڈالا - ایسی خوشی کے وقت جان بخشی بھی کیسی بے تکی بات ہے - کہو نا -

خوجی - پیر و مرشد - اور تو میان آزاد نے جو کچھ لکھا اسمین رتی بھر فرق نہین مگر غلام کا جو حال لکھا ہے وہ سب ڈھکوسلا ہی جو ذری بھی اصلیت ہو تو ہاتھ کٹا ڈالون -

بھڈری - بس بیٹھے رہئیے - تم پہلے بھی تو ناک کٹاتے تھے - اب کاٹ لون جڑ سے ناک - ہجو غلام کا پرشن کیسا ٹھیک نکلا جو ہی سو مانو نشانے پر تیر - کھٹ دینی ٹھیو گیا -

نواب - ہاتھی گھوڑا جاگیر انعام اکرام خلعت جو کہو دینگے مگر ذرا میان آزاد کو آنے تو دو اور کیون بھئی رمال نے تو بیان کیا تھا کہ صف شکن علی شاہ کے دشمن خدانخواستہ خدانخواستہ داخل خلد ہوے یہ میان آزاد کو کہان سے ملگئے حیرت ہی کیون میر صاحب واللہ اعلم یہ کیا اسرار ہے -

میر صاحب - خداوند نعمت انکی کنہ حقیقت تک پہونچنا امر محال ہی - جناب باری کے قصر رموز کا کنگرہ رفیع اسدرجہ بلند ہو کہ اسکے لب بام تک کمند اوہام کا پہونچنا دشوار ہے - ازبس دشوار ہی ما عرفناک حق معرفتک - ما عبدناک حق عبادتک - ع -

ہے تجھکو جنون کی قسم اے جذب محبت
اُس نور تجلی کی جھلک مجھکو دکھا دے

رفیق - قربان جاؤن حضور یہین تو کچھ دال مین کالا کالا معلوم

اور گھنائے مگر آپ نہ آئے نہ آئے ۔ حاسدون نے تو جڑ دی تھی کہ
حضور وہ سانڈنی دانٹنی نے کر لیے ہوئے کیسے آزاد اور کہان
کے صف شکن وہ پہونچے یہان سے سّو منزل پر ۔ مگر یار ہم تمھارا
جنبہ کرتے تھے ۔

میر صاحب ۔ جی ہان اور ہم بھی آپ ہی کی طرف سے لڑتے
تھے ۔ ہم اور خواجہ صاحب دونون ۔

آزاد ۔ بھائی کچھ پوچھو نہین ۔ واللہ آسمان مین تھگلی لگائی تب
کہین انکی زیارت نصیب ہوئی خدا جانے کن کن جنگلون مین
جانے کا اتفاق ہوا اور وہان کیا کیا افتادین پڑین ۔

خوجی ۔ جی اسمین کیا شک ہے حضرت ۔ یہان لوگون نے وہ گپین
اڑائی تھین کہ توبہ ہی بھلی ۔ کسی نے کہا بھانڈون کے یہان
نوکری کر لی ۔ کوئی طوفان باندھتا تھا کہ کسی بھٹیاری کے گھر پڑ گئے
مگر سب بہتان ۔ لوگ تہمتین تراشتے تھے ۔ لیکن اب سب نے
منھ کی کھائی ہات تیرے گیدی کی ۔

خلاصہ یہ کہ خوجی اور میر صاحب اور رفقا اور مصاحبین سب کے
سب ملکر میان آزاد کو چیتے یار بناتے تھے مگر ہمارے آزاد ایک ہی
استاد ۔ ان مردکون کی قرتک سے واقف تھے خوب سمجھے کہ اب
نواب کے یہان جو ہمارا طوطی بولے گا اس سے یہ سب ہمارے یار
بن رہے ہین ۔ تھوڑی دیر تک خوب گھل گھل کر باتین ہوئین ۔ تو
میان آزاد نے کہا حضرت اب رات جاتی ہے یا آتی ہے چلیے نہ بس اب
انتظار کیسا ہے ۔ اچھا بسم اللہ کیجیے ۔ نشانے چڑھاؤ لالٹینین جلاؤ
گھوڑے چلاؤ ۔ ہاتھی کے پرے جماؤ ۔ باجا بجاؤ ۔ تامدان جھاڑو سب
قرینے سے لگاؤ ۔ جب جلوس آراستہ ہوا تو میان آزاد ایک فیل
فلک شکوہ پر جا ڈٹے ۔ اور صف شکن علی شاہ کی کابک کو آگے رکھ لیا
خوجی اور میر صاحب کو حکم دیا کہ خواصی مین بیٹھین ۔ ہائین ! ارہ ہم
بھی کوئی چوڑے چمار سمجھے ہین جو خواصی مین بیٹھین گے ۔ آپ بھی
خوب کہتے ہین ۔ لوگون نے سمجھایا کہ اجی کچھ واہی سے معلوم ہوتے ہو
بیٹھو نہین لیتے خواصی مین ۔ کیا مشیخت مین بٹا لگے گا ۔ یا شان کرکری
ہوگی ۔ خیر تہ درویش برجان درویش دونون کے دونون پیچھے بیٹھ
گئے اور جلوس چلا ۔ شہر مین تو پہلے ہی سے شہرہ تھا کہ نواب والا جاہ کے
بڑے ٹھسّے سے آرہا ہے ۔ لاکھون آدمی چوک مین تماشا دیکھنے کو
ڈٹے ہوئے تھے چھتین پھٹی پڑتی تھین ۔ وہ بھیڑ بھڑکا کہ شانہ سے شانہ
چھلتا تھا باجے کی آواز جو کانون مین پڑی تو تماشائی چشم براہ انتظار
ہوئے نشان کا ہاتھی جھنڈے کا پھریرا اڑاتا اٹکھیلیان کرتا سامنے آیا
پھولون کے تخت آگئے تھے ۔ انگریزی باجے نے کانون کو مسرور
نازنینان پریوش کے رخ انور نے آنکھون کو نور بخشا ۔ جیسے ہی
عین چوک مین میان آزاد کا ہاتھی پہونچا ویسے ہی دیوانی کے دو ہندکورلون
نے ڈانٹ کر کہا کہ ہاتھی روک دے ۔ آزاد کے نام وارنٹ آیا ہے
ارے ! ۔ اوسان خطا ہوگئے ۔ فیلبان نے جو دیکھا کہ سرکاری [illegible]
لال لال پگیا باندھے کالی کالی وردی ڈانٹے ۔ خاکی پتلون پہنے
چپراس لگائے وارنٹ لیے ہاتھی روکے کھڑے ہین تو اسکے ہوش
پران ہو گئے اور ہاتھی کو جدھر انھون نے کہا ادھر ہی پھیر دیا ۔ میان آزاد
مع خوجی اور مع میر صاحب و مع میان صف شکن علی شاہ اور مع فیلبان
اور مع ہاتھی اور مع ہاتھی کی دُم مذکورلون کے ساتھ ساتھ چلے جلوس
تتر بتر ۔ کوئی تخت لیے بھاگا جاتا ہے ۔ کوئی جھنڈے لیے دبکا پھرتا ہے
گھوڑے تھان پر پہونچے ۔ تامدان اور پالکیون کو چھوڑ چھاڑ کر کہار
اڈے پر موجود ہے ۔ جلوس کا پتا نہین ۔ برات ورات سب غائب غلہ
اب نئی سڑک کا پتا پوچھتے جاتے ہین خوجی ابھی افیم کی پینک ہی مین ہین
میر صاحب چانڈو کے نشے مین غین ۔ ابھی دل لگی ہوئی آ ہی تھی کیسی
ہوا بندھی کہ ایک ہی جھونکے مین برات کا چراغ گل جلوس

کھلا ہی چاہتی ہے - کلیان چٹکنے کو ہی ہین کنگنی اب مہکی اور اب
مہکی جوہی پر نیا عالم ہے - موگرا اُنکا تختہ جوبن پر ہے - گل لالہ کھلا ہوا ہے
رجس نے سنڈل دہ بنایا کہ جسنے دیکھا جی خوش ہوگیا - چاند و بازون
کے تخت مین قلم توڑ دیے (ماشاء اللہ کیا تعریف کی ہی) دو دو چار چار تو
پینک مین غین ہین - دنیا کی خبر ہی نہین دس پانچ اوندھے
پڑے ہوے منھ سے دھوئین کے لچھے اُڑا رہے ہین - کوئی پینک
کا پینڈا بیٹے ہوے چانڈو باز انداز سے جھیل رہا ہے ایک گنڈیری
چوس رہا ہے - گردش تھک - افیم بنگالی تیل کی کپی - سب ہی
کچھ ہے شکار کا وہ سمان باندھا کہ واہ جی واہ - ایک شکاری بندوق
چھتیائے گھٹنا ٹیکے آنکھ دبائے نشانہ لگا رہا ہے - دامن کی آواز
بس آیا ہی چاہتی ہے - ہرن وہ چوکڑیان بھرتے جاتے ہین خرگوش
وہ کان دبائے لپکے آتے ہین - اس کے بعد انگریزی باجا
تان سم و سُر سے درست اُسکے بعد گھوڑے - کمیت کاٹھیاوار
کچھ سرنگ - کرنگ - نقرہ خنگ - کمیت سبزہ - دیلا چھم چھم
کرتے ہوے جا رہے ہین - دو دو آدمی تعنیات گھوڑے
دلھن بنے ہوے منہدی کا رنگ رچاے بیے جائے - کم نازک
ذرا سی تھوتھنی - چوڑی پیشانی - کنوتیان بدل رہی ہین - اسکے بعد پھر
ارگن باجا غول کے غول - اُسکے بعد تامدان فینس - پالکی - نالکی -
سکھپال اسکے بعد پھر باجا اسکے بعد پریون کے تخت - نازنینان مہ جبین
اور پری پیکران عنبر موتختون پر تھرک رہی ہین - صدہا تماشائی اُنکے
شمع رخسار کے پروانہ ہین - اسکے بعد روشن چوکی والے ستم ڈھا رہے ہین

مطرب خوش نوا بگو تازہ بتازہ نو بنو
بادۂ دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو
با صنمے چو لعبتے خوش بنشین بخلوتے
بوسہ ستان بکام ازو تازہ بتازہ نو بنو

اُسکے بعد ہاتھیون کی قطار جھومتے جاتے سونڈ سے کھیلتے
جاتے ہین - روشنی کا انتظام بھی چوکس تھا - نیشانے اور لالٹینین
جھک جھک کر رہی تھین - سوئی گرے تو اٹھا لیجیے - رائی کا دانہ
صاف نظر آئے - اس ٹھٹے سے برات چلی - ارے توبہ - برات
کیسی جلوس چلا کہ میان صف شکن علی شاہ کو لائین جلوس کا جانا
جگر کھاتے شہر بھر کو دکھاتے ہے

آہستہ خرام بلکہ مخرام	زیر قدمت ہزار جان ست

شہنائی مین گاتے بے فکرے بے تکی اڑاتے - ارہائی چانول
لٹاتے چلے گوندنی والی بنیا - راہ مین جو دیکھتا ہے جگر مین اتا ہی کہ
واہ اچھی برات ہے - دولھا کا پتا ہی نہین - برات کیا گورکھ دھندا
ہے ٹھٹم ٹھام دھوم دھام سب کچھ - مگر نوشہ ندارد - دولھا غائب
تمام شہر اور سفر کے گلی کوچین - اور گلی کوچون کے مکانون اور دکانون
کے در و دیوار کے صدقے ہوتے جلوس عین گوندنی والی بنیا پہونچا
اب سنیے کہ میان آزاد اپنی سانڈنی پر سوار صف شکن علی شاہ کو
کاٹ مین ٹھہرائے سڑک پر ڈٹے ہوے تھے - ارے صف شکن علی شاہ
کہان سے آ گئے - اجی کسی ایڈیٹر کو ادھر اُدھر سے خرید لیا ہوگا -
نا صاحب وہی صف شکن - ناظرین کو یاد ہوگا کہ میان آزاد نے اور سب
بیٹرون کو تو اُڑا دیا تھا مگر صف شکن علی شاہ کو چھپا رکھا تھا اب
موقع پر انکو نکالا - خیر خوجی آتے ہی اُنسے بغلگیر ہوے اور پیر صاحب
گلے ملے اور غفور جو تنگار نے سلام کیا اور رفقا و صاحبین سے مصافحہ ہوا
خوجی - مثل مشہور ہے کہ سو برس بعد گھورے کے بھی دن بہورتے ہین
سو ہمارے تو آج دن بہورے کہ آپ آئے اور شاہ جی کو لائے
نواب کے یہان سناٹا پڑا ہوا تھا - وہ چہل پہل ہی نہین وہ دل لگی ہی
نہین - صف شکن کے سوگ مین سب پر مردنی چھائی تھی - نواب
چونک چونک پڑتے تھے - کھٹ ہوا اور پوچھا آزاد آئے دم ہوا

میر صاحب۔ کہتا کس سے ہے۔ ارے کس سے کہتا ہے کچھ بدبھا تو نہین ہے۔ اور سنیئے گا صاحب۔ ارے کی یہ کیا فقرہ ہے بچہ۔ ارے ترے کیسا۔ اور آنے مین کیا ہم کچھ نا بر تھوڑا ہی ہین ہو آئے (دھم)

دوسرا مذکوری۔ اُٹھا یہ بوجھ اُٹھا۔ لکڑی ہے۔ ایک تھریا ایک لوٹیا رکھ مونڈے پر اور آگو آ۔

میر صاحب نے نیچے اُتر کر دیکھا تو سرکاری پیادہ لال پگیا جما وردی ڈانٹے کھڑا ہے۔ اوسان خطا ہو گئے لگے تھر تھر کانپنے چُپ چُپاتے بھالی لوٹا اُٹھایا اور مچل مچلکر چلنے لگے۔ مذکوری دونون کے دونون خواصی مین جا بیٹھے۔ اب خوجی اور میر صاحب دونون مزدور بنے ہوے لدے پھندے گرتے پڑتے جانے لگے۔

خوجی۔ واہ ری قسمت۔ کہان تو فیل نشین تھے کہان اب سر پر بوجھ لیے چلتے ہین۔ واہ کیا زمانے کا نشیب و فراز ہے۔ کیون جی میر صاحب ہم تو یاد آتی مین تھے۔ یہ تم کو کیا ہوا تھا تم کہان تھے

میر صاحب۔ جہان حضور تھے وہین بندہ بھی تھا۔ آپ بھی پینک مین تھے مین بھی پینک مین تھا۔ دونون غین واللہ باللہ تم باللہ یہ آزاد چکما دے گیا۔ یہ اُسی کی ساری کارستانی ہے۔

خوجی۔ خدا سمجھے ایسا شریر آدمی تو دیکھا ہی نہین واللہ ہے۔

آزاد۔ ذرا جوتخ سنبھالے ہوے نہین اُترتا ہون پھراؤن کردون مرمت۔

خوجی۔ بھائی فیلبان ہوت۔ تمکو خدا کا واسطہ اتنا بتا دو ذری کہ یہ ہوا کیا۔ یہ برات کدھر رفو چکر ہوئی انشا خے بنشا خے سب غائب غلہ باجا واجا سب تین تیرہ۔ نہ وہ روشنی نہ وہ گھر۔ فقط ہم اور بار و ذخر واللہ طلسمات کا سامان نظر آتا ہے۔ یہ سب جادو کی کرامات ہے۔

چلتے چلتے تڑکا ہو گیا تو خوجی بولے لو بھئی ہمارا تو بھور ہی ہو گیا اب جو بوجھ اُٹھا کر لے چلے اُسکی بقا دشت پر لعنت (بوجھ پھینک کر) لے جسکا جی چاہے اُٹھائے مذکوریون نے بوجھ تڑسے اُٹھا لیا۔ اور ان دونون کو بھی ہاتھی پر بٹھا لیا۔ جب ذرا دن چڑھا تو ایک مذکوری نے کہا بھئی فیلبان سامنے ہاتھی روک لینا ہم ایک دو گوتے غوطے ہو تو لگالین جھپاک سے بے نہائے چین نہین۔

فیلبان۔ یہ کیون۔ کیا کُتیا گھسیٹی ہے۔

مذکوری۔ ہان تم کو کیا تم تو چاہے تیس تیس دن نہ نہاؤ۔ ہم تو جات باہر کر دیے جائین۔

فیلبان۔ اجی تو ایسا نہانا بھی کیا۔ تالاب دیکھا اور کود پڑے گڑھیا ملی اور پھاند پڑے۔ واہ نہانا بھی کچھ تقضا ہے کہ ٹلے ہی نہین اچھے رہے۔ تم گنوار دل ہی رہے۔

مذکوری۔ ہان تمھرے تردن اطرح عید بکر عید نہائین تو گنہ بل نہ رہین۔

آزاد۔ خوجی کہو یار جیے نہاؤ گے بھئی ایک غوطہ لگاؤ ہماری خاطر سے واسطے خدا کے۔

خوجی۔ یون ہی نہ زہر کی پڑیا دیدو۔ گلا گھونٹ ڈالو نہ۔ یہ دل لگی ہمین پسند نہین۔

خیر صاحب خدا خدا کر کے کہین شہر مین داخل ہوے آزاد نے متحیر ہو کر کہا کہ این اتنا دن چڑھ گیا۔

اب سنیے کہ سب سے پہلے تو میان چانڈو باز کی نحوس صورت نظر پڑی

چانڈو باز۔ بڑے بھائی سلام۔ کہو خیر سلا جینگی ہوئے کہ جے سب اچھے یار کر رورو کے مناتین مانین تب میرے اللہ نے تمھاری صورت دکھائی بھائی آنکھیں تم کو ڈھونڈھتی تھین۔ ترس گئے یار ترس گئے۔ اب کہو بناؤ کی بھی کوئی صورت ہے۔ ہا، اکھاما نو تو اس فضیحتی سے بچ جاؤ۔ بی اللہ رکھی نے یہ خط باہر جیکے سے پڑھ کر جواب لکھ دو لو اب کہا مان لو اپنا خاکا اُڑانا مفت مین اپنے تئین ہنسوانا اس سے فائدہ۔

غائب ۔ میاں آزاد دلدے بخشے خوجی اور میر صاحب خواصی
مین بندھے میاں صف شکن علی شاہ جور وجفا سہتے ہوئے اور
فیلبان بری اور رحمت کہتے تھے چلے نئی سڑک کا پتہ پوچھتے بنشاخے
ہاتھ مین وہ مذکوری ساتھ مین ۔ اب سُنیے کہ ہاتھی ایک نتامست ہے

گویا خرطوم اژدہا تھی	صورت دیوار قہقہہ تھی

سنسان بیابان ۔ ہُو کا عالم ۔ پرند کہیں پر نہیں مارتا تھا اتنے مین
ہاتھی جو گرجا تو جنگل بھر مین ہوک پڑ گئی اور خوجی اور میر صاحب
ایک دفعہ ہی پینک سے چونک پڑے ۔

خوجی ۔ ابین بنشاخے چڑھاؤ ۔ بنشاخے ۔ اب یہ کیا اندھیر مچایا ہی
(آنکھین ابھی نیم باز ہین) اور سُنیے گا ۔ ذری یون ہی آنکھ جھپک
گئی تو کیکرائی محنت ساری خاک مین ملادی ۔ اب مین اُتر کر کوڑے
ٹھیکا رونگا تب مانین گے ۔ تو وجیہ کیا باتون کے آدمی کہین لاتون سے
مانتے ہین (کہتے کچھ ہین مُنھ سے نکلتا کچھ ہی) ۔

میر صاحب ۔ ہائین ! ہائین ! ہائین ! او فیلبان ۔ یہ کہان
گلی مین آیا ۔ یہ کیا آتشبازی سے بھڑکتا ہی ہاتھی ۔ بڑھائے چلو ۔
میل بیل ۔ دھت ۔ دھت (آنکھین کھولکر) این ! ابے میان خوجی
کس چٹیل میدان مین آ نکلے ۔ ذری خواب خرگوش سے جاگو ۔ بھاگو
بھاگو ۔ آخر یہ ماجرا کیا ہی بھئی میان ذری دیکھو تو آگئی خیر
اللّٰہم احفظنا من کل البلیات ۔ یا اللہ بچایئو ۔

یا علی مشکلکشا مشکل کشائی کیجیے

خوجی ۔ (چونک کر) بنشاخے چڑھاؤ بنشاخے ۔ اور یہ باجے
والون کو کیا سانپ سونگھ گیا ہے ۔ ذرا زور زور چھیڑے جاؤ ۔
اب تو سہاگ کا وقت ہی سہاگ کا ۔

میر صاحب ۔ آنکھین تو کھولیے روشنی کا چراغ گل ہو گیا ۔ آپ کا
اور میرا دونون کا قتل ہو گیا ۔ باجے والون کی دُرگت ہو گئی ۔ آپ
وہی بیوقت کی شہنائی بجا رہے ہین ۔ اس جنگلے مین آپکو سہاگ
کی دُلھن سمائی ہے ۔

خوجی ۔ بنشاخے چڑھاؤ ۔ بنشاخے نہین مین کہا میاں تو ونگا نہیں
جھپ سے چڑھانا تو بنشاخے ۔ شاباش ہی بیٹا ۔

میر صاحب تو جلے بھُنے بیٹھے ہی تھے خوجی نے جب کئی بار یہ ہانک
لگائی کہ بنشاخے چڑھاؤ تو وہ جھلّا اُٹھے ۔ ایک دفعہ ہی آؤ دیکھا نہ تاؤ
خوجی بیچارے کو دھم سے ہاتھی پر سے نیچے ڈھکیل ہی تو دیا اور ا
دھڑن کون گرا ۔ کون گرا ۔ ذری ٹوہ تو لینا کون گرا کون ای حضرت
ٹوہ کیا لین آپ ہی تو گر کے ۔ اے امین ۔ ہائے ہائے وہ تو کہیے
ہڈی پسلی بچ گئی ۔ نہین شیطان نے تو تسمہ تک باقی نہین رکھا
تھا ۔ یارو ذری دیکھنا تو ہمارا سر بچا یا نہین ۔ واہ رے میرے گرنے بس
یہی معلوم ہوا کہ کوئی ڈوہ کا ڈوہ ہاتھی گرا ۔ اللّٰہم احفظنا من کل البلیات

مذکوری ۔ چلو بس کل بلیا رہنے دو ۔ ہونھ کا بلیا ۔ وہ تو کہو تیل
ہتانا ہین کلبلیا نکل جات ۔ پھر ہین ستھنا اور جیلکا بلبلیاے ۔ ادھر
آؤ اُٹھاؤ اُٹھاؤ ۔ اپنا بوجھ ایک مذکوری نے خوجی پر لادا) ۔

خوجی ۔ ہائین ! کیا کوئی فردور مقرر کیا ہی ۔ یا سر بوجھیا بنایا ہے ۔
شریف اور رہاجی کو نہین پہچانتا ہے اب اُتارتا ہی بوجھ یا مین نالے مین
پھینکدون ۔ یا باپ کا سمجھ کر بوجھ لاد دیا جانو ہم گدھے ہین
او گیدی لانا ور ولی ۔

میر صاحب ۔ گدھے نہین اور کون ۔ تم نے بوجھ اُٹھایا ہی کونسا
بڑا پاگل ہی ۔ جب بوجھ سر پر رکھ لیا تب جھگڑتے ہین نٹر نٹر سنا ایک
اور سنیئےگا بوجھ سر پر رکھ لیا اور لگے گالیان دینے ۔ فردور کہین کا ۔

دوسرا مذکوری ۔ متین کو مس ہے ۔ ارے متین کو مس ۔ اُترتا کے ہی
اُترت ہو ۔ کہ ہم ہونچے پھر ۔ ہائین منھ مین ناہین بولت ہو تو اسے
ہم بکت ہین اودن پھر ۔ متین اس نہ منھبے ۔

کی سیج پر سو گے سونے کو خسخانہ - پینے کو برف آب صبح کو شراب شام کو کباب - چپڑی اور دو دو - جبر دست اب ہن خط کا جواب تو لکھ دینا - نہین مین اپنی جان دونگی - اب جواب کے بدلے کہین ٹکا سا جواب نہ دے بیٹھنا -

میان آزاد کی پیاری بی اللہ رکھی بھٹیاری -

میان آزاد پھر آپ جلنے عاشق تن آدمی - اور بی اللہ رکھی کی پیاری پیاری ادائین تو دل مین کھب ہی گئی تھین - وہ چلبلاہٹ وہ چلبلاہٹ آنکھون کے سامنے پھر گئی - خط کو سر پر رکھا آنکھون سے لگایا اور جواب مین لکھا مگر دو ہی باتین -

سُنو بیوی ہم جنٹلمین ہین کوئی اٹھائی گیرے نہین ہین تم بیڑی ہوتین تو خیر مضائقہ نہین - مگر ٹھہرین بھٹیاری - بھلا پھر ہم سے کیونکر بنے - مانا کہ آشوب دوران بلائے جسم وجان ہو لیکن شریف زادی تو نہین - زربفت مین زربفت ہی کا پیوند لگتا ہے گاڑھے کا پیوند بے تکا پن ہے - اللہ اللہ آپ بھی اتنی ہوئین کہ ہماری چاہتی بیوی بنین - اے تیری قدرت شان خدا - مگر سچ کہون جسوقت وہ زلف چلیپا یاد آتی ہے کلیجے پر سانپ لوٹنے لگتا ہے - وہ چال - وہ ڈھال - اچھا پھر اب کیا کہتی ہو - بیاہ کروگی تو خیر ہم بھی موجود ہین - جب کہو سہرا باندھے - بس اب خوش ہوئین وہ ہنس دین - اس مسکراہٹ کے قربان - لو قول دیا اب بیاہ رچیے چلو ہم مقدمے کی جھنجھٹ ہی سے بچے سہی - اب کوئی کہا تک بکے اسوقت تو نیند آرہی ہے - آنکھین جھکی پڑتی ہین - والسلام

خانہ برباد میان آزاد

چانڈو باز نے جو یہ خط پایا تو ع - پیتا ہوا ادر بتے یہ آیا -

چانڈو باز - بی اللہ رکھی - ای بی اللہ رکھی - ای لو سو رہین ای واہ ون دہاڑے خر خرّاٹے لینے لگین - دیکھو تو مین لایا کیا ہون -

اللہ رکھی - دور کی کوڑی لائے گیا ہوا پنا سر بیٹھی نیند مین جگا دیا لے کے بڑے وہ بنے ہین -

چانڈو باز - بڑے چھوٹے کے برتے پر نہ رہیے گا دیکھو تو مین کیا لکھوا لایا - آزاد نے تو اپنے ہاتھ ہی کاٹ دیے لو اب کیا پوچھنا ہے - ابتو چٹ دلہن - آج کے دسوین دن دولھن بنو میان بائے - بیاہ مبارک - ہمارا حق دلواؤ جس طرح وکیل صاحب نے پٹی پڑھائی تھی اُسی طرح کُل کارروائی بھگت گئی -

اللہ رکھی - چین کرو - یہ لکھا ہے کہ نکاح کرونگا ؟ جو یہ نہین لکھا تو پھر کچھ بھی نہین - جاؤ وکیل کو خط دکھا دو - اور جو کہین وہی کرو -

قسمت کو دیکھنا کہ کہان ٹوٹی جا کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

نواب بھول کے کپّا ہو گئے تھے جیسے خاصہ ہاتھی کا پاٹھا مارے خوشی کے ایسے پھولے کہ سچ مچ جامے مین نہ سمائے - بند چٹ چٹ ٹوٹ گئے - اور کیون نہ و غنچہ دل کھل گیا تھا - بڑے ٹھٹے سے بغیچے مین جھوم جھوم کر ٹہل رہے تھے - آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے جاتے ہین کہ جلوس اب آیا اور اب آیا - کڑک دھون کی آواز اب آئی اور اب آئی - نشان کے ہاتھی کا پھریرا اب سامنے اُڑا اور اب اُڑا اب اُڑا - صف شکن علی شاہ کی زیارت اب نصیب ہوئی اور اب نصیب ہوئی - ایک دفعہ ہی چوبدار بدحواس دوڑتا ہوا آیا

چوبدار - خداوند لُٹ گئے لُٹ گئے لٹ گئے - ہائے لُٹ گئے وہ دیکھو صاحب تمہارے لٹ گئے -

نواب - ہائین ! ہائین ! یہ کوئی بہروپیا تو نہین ہے - میان لُٹ کیا گئے کچھ کھو گئے بھی - یا لُٹ گئے - لُٹ گئے ہی بکا کروگے کہین پاگل خانے سے تو نہین بھاگ آیا ہے -

چوبدار - خداوند برات کو اُٹھائی گیرون نے لوٹ لیا - ہاتھی غائب

میان آزاد نے خط لیا کھولا پڑھا۔

بی اللہ رکھی کا خط

صدقے آنکھون کے تیرے ساقی ‏‏ ہے مجھکو ہوس ابھی تو باقی
ایسی ہی شراب دے دھوان دھار ‏‏ بڑھ جائے یہ جس سے سکر کا تار
اطراف حبش مین جو بنی ہو ‏‏ انگور سیاہ کی جنی ہو
تیزی مین سیاہ مرچ سی ہو ‏‏ جھونک اسکی نکیلی کرچ سی ہو
جس سے جھٹ چاندنی کرے کھیت ‏‏ چمکے تارون کی وضع سے ریت
بادل آئے ہین عیش کے ہجوم ‏‏ اسوقت نہ رکھ تو مجھکو محروم
جس سے کہ سرور یاد آئے ‏‏ اللہ رکھی مراد پائے
گہری دلدار سے چھنی ہے ‏‏ آزاد سے نقد کی ٹھنی ہے

میان مجرا عرض ہے۔ کیون جی اسی منھ سے کہتے تھے کہ میان آزاد کی پیاری بی اللہ رکھی بھٹیاری۔ کیون حضور بندی کا قصور آپ تو مفت کے بھیا سے دیکر سدھارے مگر اپنا دل کرا کرتا ہے ہے ہے اندر دائے کو کوئی کہان تک سمجھائے یہ کسی کے مان ہی کا نہین انھین کرتوتون تو اس درجہ کو پہونچا۔ ہائے یہ کیسا ازغیب کا پھیرا خدا کے واسطے کا بکھیڑا ہے۔ دیکھین ابھی کیا کیا جھک جھوڑے جھیلنے اور کیسے کیسے پاپڑ بیلنے ہین۔ بن بیاہ کے تو میان یہ بیل منڈھے نہ چڑھے گی۔ یہ عشق بھی حد بھر بُرا عارضہ ہے خدا جانے مجھے یہ ہوا کیا گھر گھاٹ نہ سوچا اور ساری آبرو کھاری کنوئین مین ڈبائی۔ اور روز کی دانتا کلکل اور ان تمھارے چوچلون سے اور بھی میرا جی جلتا ہے جو ہمارے ساتھ بیاہ رہے تو تمھارا نصیبا جاگ اٹھے میان۔ مین شوخ محبوب۔ تم مست و مجذوب۔ مین چندے آفتاب چندے مہتاب۔ تم خانہ بدوش خانمان خراب۔ مین مہ پارہ۔ تو ہیچکارہ۔ مین باغ و بہار تو دلفگار۔ مین ستم ایجاد۔ تو خانہ برباد۔ مین فتنہ ہوش۔ تو خود فراموش۔ مین برق شرر بار۔ تو رند بادہ گسار۔ ذری اپنا منھ تو دیکھو میان چہرہ زرد۔ دل سرد۔ گیرڑ دن مین نومن گرد۔ رہ نورد عورت سے بدتر نام کا مرد۔ مین بت طناز سراپا انداز۔ سرمست خواب محو ناز۔ نازک آواز۔ گلعذار۔ گلبدن۔ گلرخ گلرنگ۔ رنگین ادا شوخ و شنگ چست و طرار۔ مردم آزار۔ آتشین رو۔ یاسمین بو۔ مین آشوب دوران تو سست پیمان۔ ع

نمی گویم کہ تو نامردی آزاد ‏‏ ولیکن بوالعجب بیدردی آزاد
بجان من بلا آوردی آزاد ‏‏ جہانم را تباہی کردی آزاد
ترا من ناخدا دانستہ بودم
زجورت جان من برلب رسیدہ ‏‏ جگر خون گشتہ از مژگان چکیدہ
بمردن کار من از دستت رسیدہ ‏‏ دلت دادم مسلمان زادہ دیدہ
نہ کافر ماجرا دانستہ بودم

پاک پروردگار کی قسم جو ہمارے میان بنو نوروہ پیاری پیاری صورتین دیکھنے مین آئین کہ پرستان کو بھول جاؤ۔ دھاڑے کا دھاڑا راجہ اندر کا اکھاڑا۔ جو ہے وہ پری جھم۔ جو ہے وہ جان عالم۔ مگر تم تو وہی ہیر پھیر کے وحشت ہی کی لیتے ہو پہلے اتنے ہو تو لو کہ کوئی ناز کی لے محبوب چاردہ سالہ تم پر مرے سچ ہے۔ ع

غالب ان سیمین تنون کے واسطے ‏‏ چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

خاتون جنت کی قسم جو کہین ہم سے تم سے بیاہ رہے تو کیسی مزے سے کٹے۔

اور پھر لطف یہ کہ جہان کہین ہمکو اپنے ساتھ لیجاؤ وہان خدائی بھر تمھاری ہی خوشامد کرے اور نہین تو کیا۔ اور کیون صاحب یہ دھاندلی کیسی۔ بھلا نہا دھو کر اور صاف پاک ہو کر قرآن شریف پر ہاتھ دھر کے بیاہ کا وعدہ نہین کیا تھا پھر فرمائیے ہین گنجائش شکوہ سنجی ہو یا نہو۔ کیون ناحق انصاف کا گلا کُند چھری سے ریتتے ہو چلو اب ہنسی دل لگی تو ہو چکی کہیے اب وحشت دور ہوئی یا نہین تم بھولون

بھیل چھیل کے کھائیے۔ ہم تو آج میان آزاد کے ساتھ کھانا کھائین گے۔ اُستاد دیکھو تکلیف نہ کرنا بس اپنے اور ہمارے برابر پکوانا۔ کوئی دُو سیر کا قورمہ ہو۔ ایک تین پاؤ کی سیخ اور شامی کباب اور کوئی سیر بھر کا پلاؤ اور دو مینے کا دو پیازا اور کچھ پراٹھے اور نان پاؤ ہون۔ بس زیادہ بکھیڑے سے مطلب۔ سُنا بھئی آزاد آج تمھارے ہی ساتھ کھائین گے۔ میان آزاد ایک کانپے بوے کہ ہم سوقت کھانا ہی نہ کھائین گے سو ہضمی کی شکایت ہی شام کو بنگی اور دو پھلکے کھالین تو کھالین ورنہ غرہ۔

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ میان آزاد نے دیکھا کہ باغ کے ایک گوش محل مین ایک دختر دہ سالہ ململ کا دوپٹہ اوڑھے چھم ٹے پہنے ہوے ایک پیر مرد سے پوچھ رہی ہو کیون ابا صاحب لف ونشر کسے کہتے ہین۔ اسکی کوئی مثال تو دیجیے۔

پیر مرد۔ لف کے معنی لپیٹنا۔ اور نشر کے معنی پھیلانا یہ ایک صنعت کا نام ہے۔ مثال ؎

کھُلا یہ راز کہ اب راہ اسنے لی اپنی	لپیٹ کر جو چلا کوئی چاندنی اپنی

آزاد۔ الخلط۔ الغلط۔ الغلط۔ لف ونشر کی یہ مثال ہی نہین اور واللہ شعر بھی کتنا برجستہ پڑھا ہو ؎ چہ خوش گفت ست تلسی داس در ضو؛ کالا اُجلا سیہ سفید؛ اس لپیٹنے اور کھلنے نے شعر مین جان ڈالدی۔ لف ونشر کی دو قسمین ہین۔ مرتب اور غیر مرتب۔ مرتب کی مثال لیجیے۔ ؎

سرو وگل شوق مین تیرے قد وعارض کے سدا
نالہ کرتے ہین ہم قمری وبلبل کی طرح

سرو کے لیے قمری۔ اور گل کے لیے بلبل۔ یہ اسپر فدا وہ اسپر شیدا۔ اور مثال سُنیے۔ ؎

بہ شمشیر وخنجر بگرز وکمند	بروز نبرد آن یل ارجمند
یلان را سر وسینہ وپا ودست	برید ودرید وشکست وببست

شمشیر کے لیے برید اور خنجر کے لیے درید اور سینہ گرز کے لیے شکست اور پا کمند کے لیے یہ ببست اور دست بعض اسکو تفسیر جلی بھی کہتے ہین اور مثال دون؟ لیجیے ؎

امین ہلاہل مدبھرے سویت شیام رتنار
جیت مرت جھک جھک پرت اجیہہ چتوت اکبار

ہاے قربان اس کتیائی کے۔ واہ واہ۔ واہ واہ۔ واہ واہ امین کے معنی آب حیات کے اُسکے لیے سویت یعنی سفید اور جیت لائے ہلاہل یعنی زہر۔ اسکے لیے شیام۔ یعنی سیاہ اور مرت لائے رتنار یعنی بادۂ احمر۔ اُسکے واسطے جھک جھک پرت۔ اہو ہو ہو یہ معشوق کے آنکھ کی تعریف ہو۔ اب لف ونشر غیر مرتب کی مثال سنیے ؎

روئے پیٹے مرے ماتم مین وہ اتنا اے قدر
ہاتھ کی مہندی چھٹی آنکھ کا سرمہ چھوٹا

پہلے مصرعے مین روئے پہلے ہی پیٹے اسکے بعد رونے سے آنکھ کا سرمہ چھوٹتا ہی۔ وہ مصرعہ ثانی مین دوسرے نمبر پر ہے۔ اور پیٹنے مین ہاتھ کی مہندی چھٹتی ہے وہ مصرعۂ ثانی مین اول نمبر پر ہے۔ یا ؎

یاد مین اُس طرۂ و رخسار کے
ہاتھ سر پر مارتا ہون صبح وشام

سمجھے صاحب۔ طرہ کے لیے شام اور رخسار کے لیے صبح ہی لیکن پھیر پھار کے ساتھ۔

پیر مرد۔ شاباش تم تو اپنے وقت کے عرفی ہو جاؤ۔

آزاد۔ آپ کی صاحبزادی نے جو میری پیاری بہن ہے عرفی کے بھی کان کاٹے۔ یہ سن وسال اور اسدرجہ بدیع الخیال

پیر مرد۔ جہان آرا ذرا یہان آؤ۔

بڑے نواب صاحب کو خدا بخشے جب کہلا بھیجا مبارک قدم صاحب ہی کہا۔ آپ لونڈی بناتے ہین سنتی ہو ماماجی۔ ذری سنو تو ہم لونڈی ہین۔

ماماجی۔ بیٹا انھین آنکھون آصف دولہ (آصف الدولہ) کا زمانہ دیکھا۔ انھین آنکھون امجد علی شاہ کی عملداری دیکھی ان آنکھون جانے کیا کیا دیکھ ڈالا۔ بڑے بڑے شہزادون نے ہماری گود میں کھیلون سے بھری۔ ہمارا بھی کوئی زمانہ تھا جسوقت گلابی پشواز پہن کر نکلتی تھی اچھے اچھون کی آنکھین پڑتی تھین۔ جب ہماری یہ بیقدری ہے تو تم کس کھیت کی مولی ہو۔

مبارک قدم۔ جی ہان۔ درین چہ شک۔ ستر چوہے کھا کے بلی حج کو چلی۔ ہم کوئی ایسے ویسے ہین۔ آپ بڑی وہ بنی ہین۔

بیگم۔ ای تو اس جھنجھٹ سے کیا مطلب (نواب کیطرف مخاطب ہو کر) چلو ہمین تخلیے مین کچھ مشورہ کرنا ہی۔

میان بیوی دونون کے دونون تخلیے مین گئے۔ کیا جانے چپکے چپکے کیا باتین ہو رہی تھین۔ اب کہین کل بات پھوٹے گی۔

میان آزاد جس دن شہر مین داخل ہوے اُسدن اتفاق سے تعطیل تھی۔ دوسرے دن پھر تعطیل۔ کچہریان بند۔ لیکن جس گلی کوچے بازار کیطرف سے نکل جاتے ہین انگلیان اُٹھتی ہین لوگ آپس مین پوچھتے ہین کہ کیون بھئی یہ کہان کے رئیس ہین ایک بولا راجہ ہین کہین کے دوسرے نے کہا کہ کوئی ٹھاکر ہین اور جسوقت تو یہ رئیس ابن رئیس بنے ہی تھے فیل نشین خرامان مین دو شریف بیٹھے ہوے اغل بغل چپراسی کسی کو معلوم ہی نہین کہ میان کے نام وارنٹ جاری ہوا ہی مذکورین نے حضرت کو ایک باغ مین اکیلا پا کے الااللہ کہکر ہاتھی پر سے دھم سے کود خوجی۔ میان فیلبان۔ بھئی ذری زینہ لگا دینا۔

فیلبان۔ کیا! زینہ! اچھے آئے اب آپ کے لیے زینہ بنواؤن ایسے تو خوبصورت بھی نہین ہین آپ۔

میر صاحب۔ ہونھ۔ زینہ ڈھونڈھتے ہین۔ پاڑ نہ بندھواو ہاتھی پر سے کودنا کتنی بڑی بات ہی۔

یہ کہکر میر صاحب بہت ہی بربر کر دُم کی طرف سے کودے۔ تو اس بوکھلاہٹ مین کہ سر نیچے اور پاؤن اوپر۔ ارے روک۔ روک۔ ہات تیرے فیلبان کی سیج ہی گاڑیبان۔ شتربان۔ کوچبان۔ فیلبان یہ جتنے بان ہین سب شریر سب متفنی۔ لاکھ نیچے مگر اوندھے ہی ہو گئے واہ ہمارا ہی کلّہ جانتا ہی۔ کھٹ سے بولا۔ وہ تو کہیے مین ہی ایسا بیحیا ہون کہ باتین کرتا ہون۔ ورنہ دوسرا تو پانی نہ مانگتا خوجی بہت کھلکھلا کر ہنس پڑے ہات تیرے کی۔ ہمنے جو زینہ مانگا تو ہمین بنانے لگے۔ مگر بیحیائی کی بلا دور۔ دوسرا ہوتا تو گھنٹون سینکا کرتا انکے بھاؤ مین کچھ بھی نہین۔ میان اُترتے ہو کہ مین دون دھکا خوجی بچارے جان پر کھیل کر جیسے ہی اُترنے کو تھے کہ اتفاق سے ہاتھی اُٹھ کھڑا ہوا۔ یا علی۔ یا علی بچائیو۔ خداوندا خداوندا مین گنہگار بندہ ہون۔ گنہگار۔ گنہگار۔ تو رحیم و غفور ہی۔ تمہارے جبار ہی

رحمت کا تری امیدوار آیا ہون	منھ ڈھانپے کفن سے شرمسار آیا ہون

چلنے نہ دیا بار گنہ نے۔

رنے ہانک کھ چکے تھے کہ فیلبان نے بیچ بیچ ڈھکیل ہی دیا۔ دھڑ ڑرر دھم ارے او ظالم۔ فیلبان کا ہی کو شتر ہی مردک اور جو میری ہڈی پسلی ٹوٹ جاتی تو پھر کیسی ہوتی۔

ہونھ۔ ٹوٹ جاتی ٹوٹ جاتی۔ ہونھ وہونھ کے بھروسے نہ رہیگا ذری ہان مین نے جتا دیا ہی۔ اچھا تو ہڈی پسلی ٹوٹتی تو سمجھ لیتے۔ اب پیڑ کے تلے لوٹ مارییے۔ ہان بھئی پھر لوٹ نہ رہیگے تو کرینگے کیا بھلا یہان کچھ کھانے والے کو بھی ملتا ہی۔ جی ہان گھاس

پیاری بیٹی کی بھولی بھالی باتین سُنکر جی خوش ہوگیا۔ ذرا دو گھڑی یہان ہی آ بیٹھیے۔ ٭

جوان

من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

میان یہ تو بھولی بھالی لڑکی ہے۔ اسکی بہن کو آپ نے نہین دیکھا انھین معشوق پن کی ساری باتین خدا نے کوٹ کوٹ کر بھری تھین اور ایسی خندہ پیشانی ہنس مکھ عورت تو دیکھی ہی نہین لیکن بوڑھے میان اُس سے ناراض ہین۔ وجہ سُنیے۔ اجی یہ تو تیرہ صدی ہے اور وہ ٹھہرے حضرت نوحؑ کے وقت کے۔ اُف ری جوانی کی اُمنگ اور ہاے رے شباب کی ترنگ اس زمانے کی نادان لڑکیان دانت مچاتی ہین آسمان سر پر اُٹھاتی ہین سسرال جانے کی خوشیان مناتی ہین ان بڑے میان کو دیکھیے کیا بڑھ گھُس لگا کہ اٹھارہ برس اپنی بڑی صاحبزادی کی شادی نہ کی۔ تب تو اُس شوخ فتنہ ہمدوش نے ایک دن اپنی ماں سے کہا کہ امّان جان اب تو تم صاف صاف کہلواتی ہو۔ آخر میرا کیا اجاڑ ڈالوگی جو ایک مہینے کے اندر شہنائی کی آواز دروازے پر نہ آئی تو ہم ہیرے کی کنی کھا کر مر جائینگے خاتون جنت کی قسم پھر آپ کو اپنی صورت نہ دکھائینگے پاس پڑوس کی عورتون نے سمجھایا کہ بیوی اب یہ ماشاءاللہ سیانی ہوئین کھیلنے کھانے کے دن ہین۔ اب بیاہ نہوگا تو کیا جب سر ہلنے لگے گا تب ہوگا۔ اسکی یہ کیفیت کہ چٹاخ پٹاخ ہمجولیون مین کسی کو منہ چڑھایا کسی کو بنایا۔ اُف رے تیری شرارت اللہ رے تیری شوخی۔ الغرض عمدہ جگہ ایک اونچے گھر مین نسبت ٹھہری تو ماں نے کہا۔

ماں — اے بیٹی مُبارک ہو۔ تیری شادی ٹھہر گئی۔

لڑکی — اماں ہمین یقین نہین آتا۔

ماں — اوئی بیٹا تمھارے ابّا نے خود ٹھہرائی ہے۔

جب منگنی ہوگئی تو پھر ماں نے کہا کہ۔

ماں — لے بیٹی مُبارک ہو اب تو منگنی بھی ہوگئی۔

لڑکی — امّان جان مجھے تو ابھی ہرگز ہرگز یقین نہین آتا۔

ماں باپ نے جھٹ پٹ سامان دُرست کیا اور لڑکی کو سمجھایا

ماں — لو بیٹا اب تو مانجھے بھی بیٹھین۔

لڑکی — نا امّان مجھے یقین نہین آتا۔

آٹھ دس دن کے بعد ساچق آئی چڑھاوا چڑھا۔

ماں — لو بیٹی مُبارک اب تو ساچق بھی ہوچکی۔

لڑکی — (شرماکر) اماں جان مجھے تو اب بھی یقین نہین آتا۔

دوسرے دن مہندی کی رسم ہوئی۔ دلھن کے مہندی لگائی گئی اور وہی جھوٹی جھاٹی دولھا کو بھیجی گئی۔

ماں — لے بیٹی۔ اب تو مہندی رچی۔ اب تو مبارک ہو۔

لڑکی — (لجاکر) اماں جان کہو تمھاری خاطر سے کہدون ورنہ مجھے تو ابھی یقین نہین آتا۔

راوی — یقین کیونکر آوے۔ ٭

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

اے لو صاحب دوسرے دن بڑے دھوم دھام سے برات آئی دروازے پر دھما چوکڑی مچی ہوئی۔ سمدھنین زرق برق پوشاک پہنے ہوے چھما چھم کرتی اُترنے لگین۔ ادھر گالیون کی بوچھار ہوئی۔ ڈومنیون نے تھرک تھرک کر گانا اور دست خنائی سے گھڑی گھڑی ندیا بتانا شروع کیا۔ باہر ناچ ہونے لگا مولوی صاحب آئے نکاح پڑھا گیا دولھا اندر آیا رسم ہوئی وقت رخصت ماں نے چپکے سے بیٹی کے کان مین کہا کہ۔

جہان آرا - حاضر ہوئی ابا جان - ابھی آئی -

جیسے ہی جہان آرا نے باہر قدم رکھا اور میان آزاد سے چار آنکھین ہوئین ویسے ہی نامحرم کو دیکھ کر دیوار سے ٹھٹھک رہی لیکن غضب از دھوپ کی ادا سے -

پیر مرد - آؤ آؤ - شریف زادے ہین - آؤ بیٹا - اتنا نہین سمجھتی کہ بھلا مین نامحرم کے آگے تم کو خدا واسطے کیون بلاتا - کیا ستر برس بھاڑ جھونکا کیا ہون -

جہان آرا - حاضر ہوئی (میان آزاد کو) آداب بجا لاتی ہون -

آزاد - زندہ باش - جان برادر زندہ باش -

کچھ دیر تک آزاد نے خوب کھُل کھُل کر باتین کین اور دل مین سوچے کہ واہ ری لڑکی حیا پرور - پاک نظر - اور بلا کی ذہین - نازنین حسین و مہ جبین خدائی بھر کی صفتین اسمین کوٹ کوٹ کر بھری ہین بھئی ہم کو یہ ملجائے تو ہم اسکو خوب ہی پڑھائین اور جب کہین پڑھ جائے تو واہ واہ ہندوستان بھر کا نام روشن کرے -

جہان آرا - اچھا ابا کوئی اور صنعت بتاؤ -

آزاد - ہم سے پوچھو بہن ہم بتائین - ہجو ملیح - یعنی اسطرح ہجو کہ بادی النظر مین وہ تعریف معلوم ہو مگر سمجھنے والا سمجھ جائے کہ ہجو کر رہا ہے - مثلاً -

یک قطرہ بود پیش دہانت یم قلزم
وصف دہن تنگ ترا ہیچ نگفتم

ظاہر مین تو یون معلوم ہوتا ہی کہ گویا معشوق کے دہن تنگ کی بڑی ہی تعریف کی کہ آپکے منھ کے سامنے ایک قطرہ گویا یم قلزم ہی - اتنا سا منھ - مگر در پردہ مطلب یہ کہ تیرا منھ سمندر کا قبلہ گاہ ہے جس کے مقابل مین یم قلزم ایک قطرہ ہے -

پیر مرد - اگر آپ کو تکلیف نہو تو مشہور صنعتین مع مثالون کے جہان آرا کو لکھد یجیے تو یہ یاد کر لے -

آزاد - پسر ذہین مغرور بالضرور - چشم ما روشن دل ما شاد -

جہان آرا - خانۂ احسان آباد -

میان آزاد اس فکر مین تھے کہ اسی دم جھپ سے ایک رسالہ کا رسالہ لکھ ڈالون - کیونکہ اُس پیاری لڑکی کی بھولی بھالی ادا اُنکے دل مین کھُپ گئی تھی بے اختیار جی چاہتا تھا کہ اپنی سگی بہن کیطرح اسکو پیار کرین پڑھائین لکھائین اور اچھے گھر بیاہین - اتنے مین لونڈی نے آنکر کہا کہ میان کھانا پکا ہے چلیے پیر مرد نے میان آزاد سے کہا کہ آپ کو تو سوء ہضمی کی شکایت ہے - آج کل کھانا ہین خراب بندہ اصرار نہ کرنے کا مگر شام کو کھچڑی یا مونگ کی دال اور پھلکا غریب خانہ ہی پر تناول فرمائیے گا -

یہ کہکر وہ تو گھر مین گھس گئے اور اُنکی دختر دہ سالہ دوپٹہ سنبھالتی ہوئی پیچھے پیچھے اٹکھیلیان کرتی چلی میان آزاد نے اپنے دلمین سوچا کہ واقعی اچھے پھنسے - زبان سے نہنا ہی ہین - ہمنے تو دل لگی دل لگی مین کہا تھا کہ اسوقت سوء ہضم کی شکایت ہے یہ اگلے وقتون کے لوگ سچ سچ ہی سمجھ بیٹھے - اور لطف یہ کہ شام کو دعوت بھی ہوئی تو کھچڑی اور دال مونگ واہ ری قسمت اب اسوقت روزہ ہی شام کو بھی عزہ مرے بے موت -

میان آزاد اپنے دل مین یہ سوچ رہے تھے کہ سامنے سے ایک جوان طرار اکڑتے ہوے آئے - علیک سلیک کے بعد وہ بھی کرسی پر جا ڈٹے این! یہ اجنبی کون ہے بھئی - ہو تو آدمی سرخ و سفید - اور سفید پوش - مگر یہ یہان کہان پہونچے -

جوان - آپ کا کہان سے آنا ہوا -

آزاد - بندہ آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر رہتا ہی تو ہے ایک ضرورت سے یہان باغ مین فروکش ہوا تو پیرمرد کی

اتنا یاد رکھیے گا ۔

دوسرا ۔ ابے جا ۔ لا یا وہان سے جھوٹ پھر جھوٹ ہوا ہے نادان اس زمانے مین جھوٹ ہی سچ ہی ۔ اک ذرا سے جھوٹ بولنے مین ۲۰۰ دو سو چہرے شاہی آئے گئے ہوتے ہین ۔ ذرا زبان ہلادی اور ۲۰۰ دو سو ہضم ۔ دو سو کا خیال کیجیے ۔ کتنی رقم کثیر ہی دل لگی نہین ہی ۲۰۰ دو سو کیا کچھ تھوڑے ہوتے ہین ہمین کسی سے تم دو گند مے ہی لوادو دیکھو حلف اُٹھا لیتے ہین یا نہین سو بھائی جو عقل سے کام لو تو ہمارا کہا مانو ورنہ تم جانو تمھارا کام جانے ۔

آزاد ۔ کیون بھئی جوانو ! ۔ اور جو اقرار کرکے مکر جائے تو پھر کیسی ہو حورت کی بات کا اعتبار کیا ۔ اس سے بہتر ہی کہ اشٹامپ کے کاغذ پر لکھوالو ۔

ایک ۔ اچھا اچھا واللہ کیا سوجھی ہے ۔

دوسرا ۔ کیا میان ۔ کیا کہتے ہو ۔ اشٹامپ کیسا ہم کیا جانے کیا مشورہ کر رہے ہین ۔ آپ آئے وہان سے ۔ اشٹامپ پر لکھوالو ۔ ہم کیا کوئی چور ہین ۔

ایک ۔ اجی وہ تمھارے ہی بھلے کے لیے کہتے ہین ۔ تم تو سمجھتے ہی نہین ۔

دوسرا ۔ (چپت لگا کر) چپ گو کھے نامعقول ایسی باتین کہین راہ چلتون سے کہدیا کرتے ہین ۔ آخر وہ آپکے ہین کون پھر بھلا اُن سے راز دل بتانا حماقت ہی یا نہین ۔ مجھکو بھی لیکر دھروا ؤگے معلوم ہوتا ہے ۔ بس اب تم سے مشورہ کرے تو اُسپر لعنت ۔

آزاد مُچکے سے جا کر دونون مذکوریون اور خوجی اور میر صاحب اور فیلبان کو بُلا لائے تھے اور کہا تھا کہ ساری داستان سُن رکھیے گواہی دینی ہوگی ۔

خوجی ۔ سننے کو تو سب سُنا لیکن میان گواہی دواہی ہم نہ دینگے اور جو زبردستی کروگے تو تم کو دھروا ہی دینگے ۔

میر صاحب ۔ اجی ہم گواہی دینگے اور ڈنکے کی چوٹ ۔

فیلبان ۔ جو سُنا وہ کہدینگے ۔

میان آزاد مذکوریون کی آنکھ بچا کر چلدیے یہ جا وہ جا اسٹیشن پر داخل اور جھٹ سے ٹکٹ لیکر ریل کے ایک درجے مین بیٹھے جاتے تھے کہ اتنے مین ایک بڑے اسٹیشن پہ ریل ٹھہری اور آپ کھٹ سے اُتر پڑے رات کا سمان ۔ چو طرفہ اندھیرا گھپ گھٹا ٹوپ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا ۔ انھون نے ریل سے اترتے ہی دھوم مچائی کہ کوئی قلی ہی ۔ کوئی مزدور ہی ۔ خدا کے فضل سے زمانہ بھر کو ٹھگ کر آئے تھے کپڑے کی گٹھری ۔ چینی کی پیالی دو ڈھائی سو روپیہ کی پوٹلی ۔ میوہ کا ٹوکرا ۔ پلنگ ۔ بقچہ ۔ بچھونا ۔ الم غلم ۔ کئی گدھون کا بوجھ ان کے پاس تھا قلیون کے سر پر لاد کر باہر نکلے ۔ آئیے حضور ہم گاڑی دین ۔ لیجیے یہ پالکی گاڑی آپ ہی امیرون کے لائق ہی ۔ اجی یہ کمانی دار یکہ کر لیجیے ۔ ہوا کے موافق مشکی یا بوجاتا ہی چھُن چھُن کرتا ہوا اجی ادھر آئیے میان ہم گھی دین کہان چلیے گا کہان ۔ کیا لوگے ۔ کہان جائیے گا ۔ سرا ۔ سرا تو یہان ایک چھوڑ دس دس ہین ۔ جو سب مین بڑی ہو مگر صاف ستھری ۔ اچھا ایک روپیہ ہوا ۔ واہ پہلے گھنٹے کے ۶ دوسرے گھنٹے کے ۳ اور پندرہ منٹ کی راہ جسکے سولہ گندے مانگتے ہو ۔ ہم پانچ آنے دینگے ہزار دفعہ غرض ہو چلو نہین نہ سہی اچھا چلیے ہو بجا دین ۔

میان آزاد نے اسباب کو گھی پر لادا ۔ اور چل کھڑے ہوے کھٹ سے سرا مین داخل ۔ سرا کے محلے اور بھٹیارون کے ہتھکنڈون سے تو یہ خوب ہی واقف ہو چکے تھے ایک کوٹھری مین جا ڈٹے اور بچھونا بچھا کے خوب لہرا لہرا کے بآواز بلند گانا شروع کیا ۔ ع

بیا ساقی آن مے کہ حور بہشت	عبیر ملائک دران مے سرشت

ماں۔ اے بیٹی مبارک ہو ابتو دولہا کے گھر چلیں۔

لڑکی۔ (مسکرا کر) اماں جان۔ ابھی یقین نہیں۔

الغرض برات چلی۔ یہ گئی وہ گئی۔ دوسری صبح کو دُلھن اپنے میکے آئی۔

ماں۔ اے بیٹی مبارک ابتو شادی ہو گئی۔

لڑکی۔ (آنکھیں نیچی کرکے) اماں جان بندگی۔ (اپنے دانتوں) جی ہاں بندگی سمجھیے قبلہ وہ ایسی تھیں۔

آزاد۔ حضرت خدارا اُنکے مکان کا پتا تو ہمیں بتائیے۔ واہ کیا گرما گرم فقرے سنائے ہیں۔ وہ تو خدا کی قسم زیارت ہی کے قابل ہو ہائے ہائے یار ایسی بیوی تو ہم بھی جاتے ہیں تو پھر سچ سچ بتائیے کیا سچ مچ بیاہ پھر ہو ہی گیا۔

جوان۔ اللہ ری بدگمانی۔ حضرت اُسکو تو یقین ہو ہی گیا۔ لیکن آپ کو ابتک یقین نہ آیا اللہ ری بدگمانی۔ اللہ ری بدگمانی ابھی بیاہ ہو گیا یا اب۔ ع۔ بس ماندہ کا بیش خیمہ آیا + اور۔ ع۔ اُمید کے نخل نے دیا بار۔

آزاد۔ سچ کہو واللہ وہ تو اس ہی لائق ہے کہ اُس کے قدم دھو دھو کر پیے۔ کیوں نہ کہے صاحب جب ماں باپ پاگل بنا کوئی تو کیونکر نہ کہے۔

وہ جوان تو یہ داستان دلچسپ سنا کر اور میاں آزاد کو والہ و شیدا بنا کر لمبا ہوا یہاں کیا سنتے ہیں کہ دو آدمی باہم یہ باتیں کر رہے ہیں۔

ایک۔ بھئی آخر منھ پھلائے کیوں بیٹھے ہو۔ یا کیا منھ ایسا ہی ہے ہاں عشرے کے دن تو پیدا ہوے تھے۔

دوسرا۔ ہاں یار جسکو نہ ہوے پرائی وہ کیا جانے پیر پرائی یہاں جان پر بنی ہے۔ آپ عشرۂ محرم لیے پھرتے ہیں ابھی ہمنے بی اللہ رکھی سے دو سو روپیہ مہینے بھر کے وعدے پر لیے تھے سو اُسکو آج کوئی دو برس ہونے آئے اب وہ کہتی ہیں کہ یا تو ہمارا روپیہ دو یا ہمارے مقدمے کے گواہ ہو جاؤ نہیں تو ہم داغ دینگے اور جیل خانہ دکھائینگے وہاں چکی پیسنی ہوگی اور سڑک پر دُرمٹ پیٹنا ہوگا۔ رام بھج۔ رام بھج۔ سو اب ہم سوچتے ہیں کہ کریں تو کیا کریں مصیبت میں پڑ گئے بھائی۔ گواہی دیں تو کس برتے پر میاں آزاد کی تو صورت ہی سے آشنا نہیں اور نہ دیں تو وہ نالش جڑے دیتی ہیں اور یہاں دو سو کیا معنی پچاس روپیہ کا دینے والا بھی کوئی نظر نہیں آتا بس سوچ لیے ہیں کہ آج شام کو چپ سے چل کھڑے ہوں ریل کو خدا سلامت رکھے بھاگوں تو پتا بھی نہ ملے۔

دوسرا۔ ارے میاں وہ ترکیب بتاؤں جسمیں سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے تم میاں آزاد سے ملجاؤ۔ اور اُنھیں کے مفید مطلب گواہی دو ادھر اللہ رکھی سے بھی ملے رہو اور میرے دونوں مچھے کہتے ہوے عدالت سے سرخرو آؤ تمھارا اُلو کہیں نہیں گیا ہوا اور پھر تم ہو کس بھروسے پر چار چار گنڈے میں تو وہ گواہ ملتے ہیں جو تڑسے جھوٹا قرآن یا گنگا اُٹھائیں اور جھوٹ کے پُل باندھ دیں آپ ہم کس میں ہمکو کوئی دو ہی روپیے نے قرآن اُٹھوا کے جو چاہے کہوا لے آخر ہماری طرف سے کوئی ڈلیہ ہو گا یا نہ ہو گا۔ پھر واہی ہو خالصے میاں دو سو ملتے ہیں دو سو۔ اللہ رکھی کیطرف سے ضرور گواہی دو اور بیچ کھیت گواہی دو۔ جھوٹ سچ سے واسطہ سچ تو یہی جسمیں دو سو ملیں بھئی یہ تو ٹکہ کی ہے ہمیں سچ بولنا حرام ہے اور جو کہتے نہ کاٹا ہو تو سچ ہی بولیے۔

ایک۔ حضرت سُنیے سچ پھر سچ ہے اور جھوٹ پھر جھوٹ ہی

آزاد - بارک اللہ خوش گفتی بلکہ دُر سفتی
قدسی بہ فصاحت و بلاغت — گویا سلیمان ساوجی ہے

قدسی شاہ سمجھے کہ اب میان نیم راضی ہو گئے اشارہ سے اُس جوان سراپا انداز مست صہبائے ناز کو بُلایا اور وہ ایک ادائے دلربا سے قدم دھرتی چھما چھم کرتی میان آزاد کے چھپر کھٹ پر غڑاپ موجود ہو گئی - اتنے مین بھٹیاری نے جو یہ حال دیکھا تو بجلی کیطرح چمکتی ہوئی آئی اور اس درجہ چیخی چلائی کہ الامان "ای واہ میان اٹھارہ اٹھارہ سنڈون کو لیکر کھٹیا پر بیٹھتے ہین - اور جو پائی کھٹ سے ٹوٹ جائے تو کس کے ماتھے - ایسے بھی مسافر نہین دیکھے ایک تو ماشاءاللہ سے خود ٹھٹے سے آدمی ہین دوسرے دس دس کو لے کر بیٹھے ہین - لے چرپائی خالی کیجیے ہم ایسے کرایہ سے درگذرے چرپائی نگوڑی کی بساط ہی کیا ہی" میان آزاد کی تو بھٹیاری کے نام سے روح تھراتی تھی چپکے سے چارپائی خالی کر دی اور پائی چھپر کو اٹھوا کر دری بچھوا کر مزے سے شاہ جی اور اُس نوعروس سراپائے ناز کو لے کر بیٹھے اور دور چلنے لگا -

وہ گلبدن اپنے پیارے ہاتھون سے بھر بھر کے جام شراب ناب پلاتی جاتی تھی اور میان آزاد کے جسم مین گویا جان تازہ آتی جاتی تھی شاہ جی نے ایک جرعہ لیا - اُس غنچہ دہن نے ایک گھونٹ پیا میان آزاد نے مزہ چکھا اسیطرح جام پر جام لنڈھایا جاتا تھا - اور دونون کو شیر مادر کا مزہ آتا تھا - ؎

دور چلے دور چلے ساقیا — اور چلے اور چلے ساقیا

اور سہی - پھر دور چلا - اب کی کورے سکورے مین انگور کی شراب ہو یہ بھی سہی - پہلے اُس سیمتن نے چُسکی لگائی پھر جھوٹی جھائی میان آزاد نے اُڑائی نہ بچی بچائی میان قدسی شاہ کے حصے مین آئی - ابھی دور کا قل نہین ہوا ہوش باقی ہی -

دور چلے دور چلے ساقیا — اور چلے اور چلے ساقیا

اتنے مین میان آزاد تو غین ہو گئے - مدہوش و بیہوش مست مُردہ کی خبر نہین - ایکدفعہ ہی اُٹھ کھڑے ہوے - اُٹھتے ہی دھڑ سے گرے گرے تو پا بدست دگرے دست بدست دگرے -

ادھر شاہ جی تو اسی گھات مین آئے ہی تھے جھپاک سے کپڑے ویڑے باندھے جمع جتھالی اور چلتا دھندا کیا - سیمتن بھی ان کے ساتھ ساتھ ہی ہوئین - میان آزاد رات بھر بیہوش پڑے رہے سحر کا ذب کے وقت اُنکی آنکھ کُھلی تو حال پتلا - یکہ و تنہا - نہ قدسی شاہ نہ وہ گوہر دُرج دلربائی فقط میان آزاد اور اُنکی چارپائی - ؎

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند
تہی خمخانہا کردند و رفتند

پیاس کے مارے گلے مین کانٹے پڑے جاتے ہین - ہاتھ پاؤن ٹوٹ رہے ہین - جی مالش کرتا ہے طبیعت گھبراتی ہے - ؎

دوشینہ بکوے میفروشان — پیمانۂ مے بزر خریدم
اکنون ز خمار سرگرانم — زر دادم و درد سر خریدم

اُٹھے تو لڑکھڑاہٹ نے پاؤن لیے - رہ ٹھک گئے - پھر اٹھے پھر منھ کے بھل گرے - ہائے خدا خدا کر کے ہزار خرابی آفتابہ سے پانی لیا - آب سرد خوشگوار نے کسی قدر تقویت بخشی - بیٹھے تو آنکھ لگ گئی - پھر اُٹھے پھر پانی پیا - پھر پیا - پھر پیا - جیسے تڑکا ہو گیا تو دیکھتے کیا ہین کہ سرھانے پر ایک خط رکھا ہے کھولا پڑھا

خط

ساقی بہوش باش کہ غم در کمین تست
مطرب نگاہدار ہمین رہ کہ میزنی

کیون بچہ اور پیوگے اب پیوگے تو پھر جیوگے بھی نہین - ہان اسکے

میان آزاد بڑے ذوق اور جوش شوق سے گاتے تھے کہ ایک آواز آئی - بس زبانی داخلہ ہی یا اور کچھ بھی - اسکے بندۂ درگاہ قائل نہین ایسا کر دکھایئے تو جانین - اگر شوق چرایا ہو تو دو دن ایک ساغر آب اندیشہ و بادۂ جان پرور - گلگون احمر قمع ارغوانی - بلطف زندگانی کیمیاے فتوح جوہر روح - صبح کا سہانا سمان ہی۔

میان آزاد نے جو یہ آواز سنی تو چوکنا ہو کر لگے ادھر اودھر دیکھنے کوئی بھی نہین یہ کس گوشے سے آواز آئی - ہی کوئی طرار آدمی الفاظ چست - لب و لہجہ درست - معجز بیان طلیق اللسان بلبل ہزار داستان ہی اتنے مین ایک صاحب برآمد ہوے - فالسئی تہ بند شربتی کا زعفرانی پیرہن زیب تن کیے - مانگ نکالے پٹون مین حنا کا تیل ڈالے آنکھون مین سرمہ لگائے - ہاتھون مین مہندی رچائے ایک زن ملیح و سبزہ رنگ جوان شوخ و شنگ کی طرف مخاطب ہو کر حضرت نے یون فرمایا - ؎

ای پیک پی خجستہ چہ نامے فدیت لک
ہرگز سیاہ چردہ ندیدم باین نمک

علیک سلیک کے بعد آزاد کے چھپر کھٹ پر ڈٹ گئے - بابا ہم شاہ جی ہین قدسی شاہ ہمارا نام ہی - عشق بتان ہمارا خاص کام ہی اسوقت جو آپ نے ہمارے مرشد کامل حضرت حافظ شیراز رند باز کا شعر بلحن داودی پڑھا تو طبیعت مسرور ہو گئی اور دنیا و مافیہا کی فکر دور ہو گئی لیکن بابا کبھی بادۂ آتش فشان کا جام نوشین روان بھی دیکھا تھا سچ کہنا معلوم ہوتا ہے چوری چھپے پیا کیے ہو - مگر فعل نیک زن محتسب کا ڈر نہ قاضی کا خوف - ؎

زیادہ خوردن پنہان ملول شد حافظ
ببانگ بربط و نی رازش آشکارا کنم

آزاد - شراب تو بندۂ درگاہ نے ترک کر دی - کب کی توبہ کر چکا ابتو اس مُردار کو چھوڑا سو چھوڑا آپ پیتے ہون تو پیجیے ؎

نہ قاضیم نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہ
مرا چہ سود کہ منع شراب خوارہ کنم

شاہ جی - نا بچہ - توبہ کیسی - یاد رکھو توبہ توڑنے کے لیے اور قسم کھانے کے لیے ہی بہار توبہ شکن ہی ساقی گلعذار توبہ شکن ہے یہ مرغزار توبہ شکن ہی - یہ رود بار توبہ شکن ہی - وہ جھومتی ہوئی گھٹا آئی - وہ گھنگھور گھٹا چھائی - ؎

توبہ نمے کردم و آمد بہار
ساقی توبہ شکنم آرزوست

یہ کہکر شاہ جی نے جھولی مین سے سونف کی ولایتی میٹھی شراب نکالی - دھانی بوتل اور کہا کہ - ؎

سبز بوتل مین لال شراب — خیر ایمان کا خدا حافظ
شاہ جی میکدے مین بیٹھے ہین — اس مسلمان کا خدا حافظ

آزاد - یا حضرت اینجانب نے تو قسم کھائی ہی کہ جبتک کوئی زن جوان و زہرہ جبین گلرخسار نازنین اپنے دست حنائی سے شراب آتش خواص نہ پلاے گی اور سیکڑون قسمین نہ کھلائیگی کہ اگر یہ پیالہ غٹ غٹ کرکے نہ پی جاے تو ہمارا ہی لہو پیئے تب تک ایک قطرہ نہ پیونگا - ؎

کردہ ام توبہ بدست صنم بادہ فروش
کہ دگر مے نخورم بے رخ بزم آراے

شاہ جی - اسپر ہمنے جھٹ پٹ مین مصرعے لگائے تھے سنیے گا ذری - ؎

واعظا چون بطامی خندد آئی نجر دش — کہ بیاد چمن خلد می کوثر نوش
گیرم آن خود ہمہ نوش ست و لیکن می دوش — کردہ ام توبہ بدست صنم بادہ فروش

کہ دگر مے نخورم بے رخ بزم آراے

ناواقف - ایک عرصہ دن کے قبلہ گاہ ڈاکوؤن کے پشت پناہ
ذات شریف کے جنگ پر چڑھ گیا تو اُسکو اُڑھائی سو روپیہ نقد
کھنا کھن گن دیئے اب سُنیئے کہ تمسک تو ہمارے پاس ہی مگر اُس کا
ستیاناس ہو گیا جانے کہان چل دیا میان آزاد کے ساتھ آیا تھا
جو کوئی اُسکو پکڑ لائے اُسکو ہم ڈیڑھ روپیہ انعام دینگے - لالہ گوبرجن مہاجن

اسکے بعد ایک تیسرا اشتہار پڑھا -

مُوس لیا! مُوس لیا!! مُوس لیا!!!

ہات ترے چور کی دُم مین موٹا سا رستا باندھون - ناپکا چور سا
روپیہ کا میوہ دے کر جھانسا دیکر چلدیا آزاد نامے ایک صاحب اُنکے
ساتھ تھے صبح کو کافور ہو گیا - یہان سے منزلون دور ہو گیا اگر
کوئی صاحب اُنکا پتا لگائین تو بے فصل کے آم کھلواؤن -

جمالی مالی

یہ تینون اشتہار پڑھ چکے تو ایک چوتھا اور نظر آیا

لینا! لینا!! لینا!!!

جانے نہ پائے - جانے نہ پائے - چور - چور - چور - بلکہ سینہ زور
واضح ہو کہ میان آزاد کے ایک دوست نے ہماری کوٹھی سے کئی
روپیہ کا مال جاکر خریدا اور وعدہ کیا کہ تڑکے دام بھیجدینگے -

ہم تو سادے غریب کیا جانین
اُس فرور کو کیونکہ پہچانین

سمجھے کہ شکل صورت سے بھلے مانس معلوم ہوتے ہین جھوٹ
کیا بولین گے وہ تڑکے دے دے کے چلدیے تو آجتک آتے ہی
ہین اسی سے تو کسی کی ساکھ نہین رہی - اگر کوئی نر گوار اُس
بے ایمان کو گرفتار کرادین تو ہم دس گز ریشمی کپڑے سے کیمین -

کلاتھ اینڈ کمپنی سوداگر

پانچوان اشتہار بھی موجود -

ٹھہر تو جا! ٹھہر تو جا!! ٹھہر تو جا!!!

آزاد نامے ایک عروض دان اور سخندان ہمارے باغ مین
ٹکے تھے دو چار دن ہمارے ساتھ خوب میٹھے ٹکڑے اُڑائے
آخرکار اُنکے دوست جو اُنکے ساتھ تھے کوئی پانچ چھ روپیہ کے چینی
کے پیالے بھی لے بھاگے سو بھئی آزاد جو یہ اشتہار پڑھو تو واسطے
خدا کے وہ پیالے اپنے دوست سے دلوادو -

پیر مرد

ابھی ایک اور باقی ہے -

پھنسا دیا! پھنسا دیا!! پھنسا دیا!!!

ہم ایک برات مین ہاتھی لے کر گئے تھے - شامت اعمال سے
ایک اشتہاری مجرم اُسی ہاتھی پر سوار ہوا - سرکاری مذکورہ یون نے
اُنکو گرفتار کر لیا اور یہان لے آئے اب وہ تو خود چلدیے اور ہم کو
مع ہاتھی اور ہاتھی کی دُم کے قرق کرا گئے - یارو جو اُنکو پاؤ تو لاؤ

فیلبان

ادھر میان آزاد تو اس جھنجھٹ مین پڑے تھے اُدھر نواب کے
یہان کا حال سُنیئے کہ وہ کس مصیبت مین مبتلا تھے جب برات
لُٹ گئی تو لوگ ردو کد کر یون کہنے لگے -

ہوا آزاد پروارنٹ سرکار
کچہری مین گئے ہوکر گرفتار

غضب ہشیار تھے بیباک تھے وہ ۔ ہوئے مفرور کیا چالاک تھے وہ
ازل سے نام جب اُنکا ہی آزاد ۔ وہ سہتے کس طرح محبس کی بیداد

دوسرا ۔ گئے تھے ہوکے جس ہاتھی پہ سوار
ضمانت مین اُسے لکھوایا اکبار

امانت مین نہین کے قرق ہو وہ ۔ ضمانت مین نہین کے قرق ہو وہ
تیسرا ۔ گئے خالی دہان بھی نہ ٹھہرے ۔ ہر اک کو رُوس کے بھاگے دولت

ساتھ یہ بھی ہو۔ ہوکا ہی تو کتنا۔ بوتل کی بوتل منھ سے لگالی ب
خمیازہ کھینچا۔ بات تیرے کی۔ کیا مزے سے معشوق پری پیکر
رشک قمر کے پاس بیٹھے ہوئے غٹ غٹ اُڑا رہے تھے گھڑی
دو گھڑی گھوم گئی نہ بات تیرے کی اب کہو اُستاد صبوحی نہ اڑے گی
بھئی ہماری خاطر سے ایک جام تو ہو۔ کہو تو ہمی کے ہاتھ بھیجون
بات تیرے کی مثل مشہور ہے کہ انسان کچھ کھو کے سیکھتا ہے مگر تم
کھو کے بھی نہ سیکھے یاد ہے ریل پہ ہمنے تمھارا بقچہ اُڑا دیا تھا اب جیتے
مجھئی۔ رہی شاہ جی ہم ہین۔ مگر ہان تب اور روپ مین تھے
اب اور بھیس ہے۔ تب بھی چکما دیا تھا۔ ابکی بھی غچا دیا جو تم انسان ہو
تو ہمارے پھر دن مین نہ آتے اب ہم جتائے دیتے ہین خبردار
مسافر کا اعتبار نہ کرنا اور سفر مین تو کسی پر بھروسا رکھنا ہی نہین
دیکھو آخر ہم سے لٹے کے چلدیئے تمنے عمر بھر سفر کیا مگر آدمی نہ بنے

"درویش مشیخت پناہ قدسی شاہ"

یہ خط پڑھکر میان آزاد پر گویا عرق خجالت کے سیکڑون گھڑے پڑگئے اور اتفاق وقت ہی ہنسیا کلوارن بھی اُدھر سے چمکتی ہوئی گذرین۔

لیجیے چور کے گھر چور بیٹھے ڈاکو کے یہان ڈاکہ پڑا۔ گٹھ کٹے کی جیب کتری گئی۔ بڑے نیارے نے غچا کھایا۔ میان آزاد سب موس لائے تھے مگر یہان بقچہ و تھیلا گٹھری دٹھری۔ روپیہ پیسا جمع جتھا سب غائب غلہ ہو گیا دکھن کی کمائی کا ندو کے نالے مین گنوائی ساری چوری سرا مین لٹائی اب کفن کو پاس نہین کوڑی کوڑی کو محتاج۔

بہت کچھ غل غپاڑا مچایا۔ سرا بھر کو سر پر اٹھایا۔ بھٹیارے کو دو چار چپتین لگائین۔ بھٹیاری کو بے نقط سنائین۔ مگر مال ندارد ملا نہ ملا شاہ جی رفوچکر ہوئے مگر نام کیا متبرک رکھا تھا قدسی شاہ۔

شاہ بابا چورون کے پشت و پناہ اور ڈاکوؤن کے قبلہ گاہ۔ لوگون نے صلاح دی کہ جاؤ تھانہ پہ رپٹ لکھاؤ گرتے پڑتے چلے تھانہ پر۔ اثنائے راہ مین پنساری کی دکان پر ایک شخص اخبار پڑھ رہا تھا۔ میان آزاد اپنا نام اُنکی زبان سے سنکر چونکتا ہوئے کہ ہین! ہمارا ذکر خیر اخبار مین کیسا۔ سنتے ہی ٹھٹک رہے کیون قبلہ ذرا یہ اخبار ہم بھی پڑھ سکتے ہین۔ جی ہان جو پڑھے لکھے ہین آپ تو پڑھ سکیے گا ورنہ خیر صلاح کے ڈھیر لیجیے ملاحظہ فرمایئے۔ وہ تو گلقند آفتابی لے کر رفوچکر ہوئے۔ یہ اخبار پڑھنے لگے۔

میان آزاد! میان آزاد!! میان آزاد!!!

نگوڑی چاہت کو کیون سیٹا عبث کے جھک جورے جھیلنے کو
دوگانہ پڑ جائے اُٹکلی ایسی تمھارے اٹکھیل کھیلنے کو
نصیب جاگین گے میرے جسدم تو مین بھی اک رت جگا کرونگی
ابھی تو آزاد سے ہمین ہان پڑے ہین پاپڑ سے بیلنے کو

پر بپتی کون کہے۔ ہماری بپتی سنو۔ سرا مین ایک گورا گورا لانبا لانبا جوان خوبرو آکر ٹکا۔ ٹکا کیا بلکہ جم گیا۔ اور جھٹتے ہی ہمسے نکاح کا وعدہ کیا۔ ہم تو سیدھے سادھے ہین۔ ہمین اُسکے ہتکھنڈے کیا معلوم ہم بھی نکاح پر جھپ سے راضی ہوگئے۔ اب جب نکاح کے دن قریب آئے تو مُوا مکر گیا ہمنے نالش داغدی تو بھاگ گیا سرکار نے اُسکو پکڑوا بلایا۔ پھر جمیت ہوگیا۔ تو جو کوئی ڈھونڈھ لائے ہم اسکے ساتھ نکاح کرلین گے۔

اللہ رکھی بھٹیاری

یہ اشتہار میان آزاد پڑھ ہی چکے تھے کہ دوسرا نظر سے گذرا

لوٹ لیا! لوٹ لیا!! لوٹ لیا!!!

چل دیا ٹے کے جل ہمین مکار | ایسے شیطان پر خدا کی مار

دہائی ہے۔ دہائی ہے۔ وقت مشکل کشائی ہے بس اب جان پر بن آئی ہم مین بوڑھا مہاجن اگلے وقتون کا رئیس کچہری دربار عدالت سرکار سے